

NOT TO BE ISSUED

کتابخانه دارالعلوم دیوبند



الحکمیل



۱۶۹

کتابخانه دارالعلوم دیوبند

کتابخانه دارالعلوم دیوبند

کتابخانه دارالعلوم دیوبند

کتابخانه دارالعلوم دیوبند

کتابخانه دارالعلوم دیوبند

کتابخانه دارالعلوم دیوبند

کتابخانه دارالعلوم دیوبند

تقریظ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 جَنَّتْ حُجَّةُ الْإِسْلَامِ بِمَوْلَانَا سَيِّدِ الْفُقَرَاءِ سَيِّدِ الْمَسْكِينِ سَيِّدِ الْغُلَامِ سَيِّدِ الْوَعْدِ
 بِاسْمِهِ سُبْحَانَهُ

تاریخی واقعات کا دیانت کیساتھ اصول مسلمہ پر جائزہ لینا ان کے اطراف و جوانب پر فلسفیانہ نظر کرنا اور مختلف واقعات کو سنجیدہ طور پر ترتیب دیکر جدید نتائج کا استخراج کرنا نہ صرف مدوح ہی ہو بلکہ موعظ کے اعلیٰ کمال کی دلیل بھی ہو لیکن اسکے معنی نہیں ہیں کسی خاص مقصد کو پہلے ہی پیش نظر رکھ کر کتاب تاریخ کی وہی گردانی کی جائے اور تاریکیوں کو اوال شادہ کی تلاش میں ناواکوشین بھجائیں یا واقعات کو توڑ ٹوڑ کر منبشا و مقصود ناکر پیش کیا جائے اور پھر ان کو صحیح ثابت کرنے میں صرف وقت انشا پر داری کا سہارا کافی سمجھا جائے اور نشین کرنے کی کھن سے شوخی تحریر کا رنگ بھر کر اطمینان کر لیا جائے جیسا کہ ہمارے ملک کے بعض مشہور مصنفین کی عام عادت تھی اور وہ ان نازیبا تصرفات کو اپنے لئے سرمایہ یا مالکہ معراج کامیابی تصور کرتے تھے۔

واقعہ غدر خرم بھی جو اسلامی واقعات میں ان خاص اہمیت والا ہے انہی ستم ظریفوں کے ہاتھوں محروم ہوئے بغیر ہر مسکا چاہئے نزول آید امکان بین کا شرف غدر خرم سے چھین کر عرفان کو دیدہ گیا اور کمال اور خیریت و اقدار غیر مجبور کر دین لکھ دیا۔ اسی ستم کی بعض فریک توں کی قلمی کھولنے کیلئے جناب سلاطین الاطیاب کیم حیدر ترضی حسین تہا ساکن ایران دانے کمال عرق بزمی جانفشانی و یطیف و منسق کتاب تصنیف فرمائی ہیں اس کے بعض مقامات پڑھ کر سنئے مجھے قوی امید ہو کہ جس سائل پر اس میں بحث کی گئی ہو اسکی نتیجہ تحقیق اور دوا کا دلائل کے دو ابطال میں کیا کافی دوائی ہوگی۔ خداوند عالم جناب مصنف کے خیر دے اپنے باوجود دیگر متشابہل ضروریہ کو اپنا معتد وقت اس کتاب کی ترتیب و تصنیف میں صرف کیا ہے۔

نجم احسن عفی عنہ

تقریظ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 سِرْكَارِ شَرِيعَتِ الرَّحْمَنِ الْإِسْلَامِ الْعَلِيَّ الْمَوْلَانَا سَيِّدِ الْفُقَرَاءِ سَيِّدِ الْمَسْكِينِ سَيِّدِ الْغُلَامِ سَيِّدِ الْوَعْدِ
 بِاسْمِهِ سُبْحَانَهُ

ہر ستمی تہمتی حقائق ایسے ہیں کہ بنیاد تاریخی معلومات پر سراسر نا پراکٹ غلط فہمی یا مغالطہ جو تاریخی واقعہ کو مبتدیانہ ایک عظیم حقیقت کے پامال ہو جانے کا ذریعہ ہو سکتا ہے ایک مؤرخ کا فرض ہے کہ وہ حقائق کی بھجان میں بالکل تاریخی اعتبار سے محضے اور اس میں اتنی جذبات اپنے

نظریات کی روشنی میں نگاہ بخورے ورنہ نیا نیا رخ نہیں

شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کی شہسبائی تالیف کے بارے میں ایک عجیب کی عجیب روایت ہے کہ مولانا نے اپنی کتاب کو
نایابی مسائل کے تحقیقی حل سے زیادہ مقدم سمجھتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ فقہ لائق تالیف کے لئے بہت نایابی ہے۔ ۱۰۰۰ مہم
کھڑے ہیں تاکہ کسی کی طرح اپنا پیش نظر مطلب حاصل ہو جائے۔

آیہ کریمہ الیوم الملتکم دینکم کا نزول مستند تصدیقات کے مطابق روزِ غیر یعنی ۱۱ ذی الحجہ کو بغداد میں ہوا۔ مولانا شبلی نعمانی کی
بن ابیہ السلام سلمہ علیہ کے اعلان کے موقع پر تھا لیکن مولانا شبلی نے یہ مذکور کے نزول کو یومِ عرفہ جمعہ ۱۰ ذی الحجہ کو پیش کیا۔ یہ مفسرین کا
ایک کمزور قول ہو سچ قرار دیا ہو۔ اور اس کے یومِ نزول سے وفات ہاگاہی یومِ زندہ ہونا بنیاب التاب کا ثبوت ہوا اور اس سلسلہ میں مختلف
تقریری نقیثوں سے اسکی تجدید کی ہو کہ آیہ اكمال دین کا نزول ۱۱ عرفة ہی صحیح قرار پائے اور چونکہ ۱۱ ذی الحجہ یومِ جمعہ کی مرہبت ہے ۲۶
ذی القعدہ کو یومِ شنبہ واقع ہوا ہے اسلئے حضرت کے یہ فرجۃ الوداع فرمانے کی تاریخ بھی ۲۶ ذی القعدہ یومِ شنبہ قرار دی ہو۔

زیر نظر کتاب میں اس کے مصنف خاں سید مرتضیٰ حسین بیاضی قصبہ اریان یا دانے نایابی شریعت میں مناسک کو سل کی روشنی کو پیش اور مولانا
شبلی کے بیانات پر محققانہ انداز سے تبصرہ کیا ہے۔ اس کتاب کو اکثر تھامانہ دیکھا اور مصنف کتاب کی جانفشانی و عزم و ہمت کی قدر کی۔ اس کتاب کا بغیر
بھی مطالعہ کرنے کے اس کا اندازہ کر سکتا ہے کہ مصنف نے ہنگامی وقت اہل کتاب کی تصنیف اور متبع کتب میں صرف کیا اور کامل محنت یا محنت
افریض کو انجام دیا ہے۔ اس کے حقوق پسند افراد اس کتاب کا مطالعہ کرینگے اور اس سے مدد مانگے۔ سخی علیہ السلام خیر الخیر
سید علی نقی نقوی علیہ الرحمہ

تقریظ حضرت حجۃ الاسلام علامہ مولانا سید کلب حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ
دنیا و تصنیف و تالیف میں قدم رکھنا جتنی آسان ہے اسی قدر دین و انصاف قلم و اہانت مفسرین کی فہرست میں پایا نام شمار کرانے کا تجربہ نہیں ہوتا۔ مولانا
سے اکثر لوگ خبردار کی قلیطان یا پور کو شرم کی عریضی میں سماعی میکر کتابت کا ثبات ہے اور ان شون کی یاد دہار کر دیتا ہے جو کسی مصنف کے قلم کو پیش آتی ہوت۔
اس میں شبہ نہیں کہ شبلی نعمانی نے اپنے خیالات کو کافی کا لباس پہنانے کے واسطے ایڑی بٹوڑ و صرف کیا اور تاریخی میدان میں بھی اپنے عقائد کے بعد اپنے ساتھ شرم و شرم
صراطِ مستقیم سے برگشتہ ہی کہا۔ کبھی دایان ضعیف و تسک کے مہیون کو گناہگار ثابت کیا جس کے گو گھڑے میں پھنسا کر جاہل گردہ کو بھانا چاہا۔ شاید کاہل
تھا کہ تمام دنیا بصر سے دور ہوئی کہ جس کے قلم کی لغزشوں کا غافل رہے گی مگر اقامتِ خالی تھی جس کا تین تہ بڑے بڑے تصانیف میں صاحبِ حق کی طرف سے
ظلمتِ انٹارٹیک کے واسطے درخشاں دن کی طرح ارق صدف پر ہر ہے میں کسی کتابی مقصد کو اٹھتے ہوئے اہل میان کے نظریے گزیر چکی ہیں انشاء اللہ
آئندہ پیش لگا آتی ہوگی اسی سلسلہ کی منبیر لڑی جدید کتابت جو تکمیل کے نام پر سویم لٹا تکمیل ابطال ہوا اور درست لکھنے کو واسطے جھوٹا شبلی نے اپنی
استحکام کیساتھ منظرِ عام پر پیش کیا تھا۔ میں اس کتاب کو بعض مقامات سے دیکھا اور میں نے کو تیار ہوں کہ صاحبِ سید مرتضیٰ حسین صاحب نے اس کتاب کی تصنیف
اور تصنیف میں اپنے تین تہ اوقات کو صرف کر کے صلیان یا انصاف کے واسطے ایسا کرانہ فرام کر دیا ہے جو کتب کی رحمت کے بعد فرام ہوگا۔ اور علامہ شبلی
نعمانی کی وجہ ازلیت اُن کی تھی پھیلا دی تھی اس کو تحقیق کے ہندو جھوٹوں میں ڈال دیا کہ میں نے کتب کے قابل نہ ہو خدا عالم مہو کو اجڑیل اور یونین کے لئے نظر
کتاب متفقہ کرنے کی توفیق عنایت کرے واللہ الموفق۔

بن سید کلب حسین

کتابِ لستجہیل اور اسکے بعض اقتباسات

سیرۃ النبی شبلی کے آیت مکمل یوم عرفہ جمعہ اور ۲۶ ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۵ ھ تاریخ سفر حجۃ الوداع پر تقویمی نقشہ تبخ ماہا وغیرہ سے ابطال

حاشیه ص ۱۲ و ص ۱۰ و حاشیه ص ۲۵ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸

۲۔ الفلوق شبلی کے تاریخ مرض النبی کے مراجعت سے ۱۸ ذی الحجہ سنہ یوم غدیر بخشبہ (عشرہ محرمہ) کو آیہ تکمیل کا نزول اور ۲۵ ذیقعدہ میلاد

ص ۱ و ۲ ا د ۳ و ۴ مع حاشیه ۵ و ۶ و ۷ و ۸ حاشیه ۹ و ۱۰

سفر حجۃ الوداع کا صحیح حدیثوں سے اثبات

۱۸-۳۔ ذی الحجہ بخشبہ سے ۶۹ صفحہ بخشبہ تک شریوم کا ارباب سیر و محدثین سے تطبیق اور گیارہ ربیع الاول و شنبہ پر ایسا ہی یوم کی نصیحت

حاشیہ مشورہ ۱۶۷ و ۱۶۹ و ۱۸۶ و ۲۵۰ و ۲۵۴ و ۲۵۵

۴۔ گیارہ ربیع الاول ۱۱۰۰ھ کی شام شب بابتہ یونین ربیع الاول ۱۱۰۰ھ سے بابتہ یونین جمادی الثانی ۱۱۰۰ھ دو سال میں عینہ دس اتون تک ابو بکر

ص ۱۲ و حاشیه ص ۱۳ و ص ۱۴ و ص ۲۰ و ص ۲۳ و ص ۲۹

کے زندہ رستے کی مطابقت۔

۵۔ بارہ تاریخ گذر شب تیرمویں ربیع الاول ۱۱۸۷ھ سے بائیسویں جمادی الثانی ۱۱۸۸ھ دو سال تین مہینہ نو شبوں تک مدت خلافت

ص ۱۱ و ۳-۲ و ۴۳۹

الوكبر من روايته ودرآيه موافقت

۶۔ بارگاہِ رسع الاول کا شبانہ روز یعنی بیاسوان دن خبابہؓ کی اصل خلافت و امامت اور رسول خدا کے غسل و کفن میں حضرت جبریلؑ

ص ۱۰ و ۳۳۲

کی شرکت و اعانت سے ایک تاریخی خصوصیت

۱۔ یکم مفرغیغتبہ بارہ صفر و شبہ پھر یکم ربیع الاول یغتبہ بارہ ربیع الاول و شبہ سے سلسلہ کا سال گیارہ مہینے سے محدثین کی تخطی۔

حاشیه ۱۲۸ و ۲۲۹ و ص ۲۳۳ و ۲۵۵ و ۲۷۹ و ۲۸۴

۸۔ پنجشنبہ کا اکا سوان دن ^{۸۱} دو شنبہ بیا سوان دن ^{۸۲} شنبہ اور سونچ کا سوان دن ^{۸۱} شنبہ بیا سوان دن چار شنبہ ہونگی حقیقت۔ ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲

۹۔ گیارہ ربیع الاول دو شنبہ سے تین مہینہ قبل توذیح عرفہ کو شنبہ ۸۱ یوم قبل ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم کو پختہ ہوئی وقت ۹ ص ۱۲۴۷ و ۱۲۴۸

۱۔ طلب قرطاس سے ۹۰ دن پہلے آیہ تکمیل کے نزول کی تغلیط اور کالشی یوم پہلے روایت مجسمہ سے تصدیق ص ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۲۳۷

۱۔ واقعہ قرطاس سے تین مہینہ پہلے یومِ عذرہ کو مہر ختم دہی کی آیہ تمجیل پر غلط تعبیر اور اکاسی یوم قبل یومِ عذرہ کو مہر ختم دہی احکامی کی صحیح تطبیق

ص ۱۴۰ و ۱۴۷

۱۲۔ طلب طاس بیغمر سے اکاسی یوم قبل ۱۸ ذیحجہ (یوم غدیر) کو کامل سورہ مائدہ اور اس کے اٹھارہ احکام کا نزول۔

حاشیه ۲ و ۴ و ۵ و ۱۹ و ۲۸ و ۲۸۵ و ۲۸۸

نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ	نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ
۱	تحمید و تالیف	۱	۲۸	ساوان نقشہ خبری حرت (طار) طبری جسکے پہلے خانہ کا تائیدی	۲۸
۲	سیرت النبی شلی من ۹ ذیحجہ و جمعہ کو آپ تکمیل کا نزول	۲	۲۹	نقشہ چارم دوسرے خانہ کا سادہ نقشہ دوم ہے	۲۹
۳	اکاشی دنون پر وفات النبی	۳	۳۰	آپ تکمیل کا ولایت جناب امیر پرنال دل ہونے کا ذکر	۳۰
۴	۲۶ ذیقعدہ منجر تاریخ سفر حجۃ الوداع	۴	۳۱	اصحاب و ازواج پنہیر کا ولایت جناب امیر پر تہنیت کا ذکر	۳۱
۵	۳۱ ذیقعدہ کے نقشہ بارہ ربیع الاول تک ہوتا	۵	۳۲	تہنیت کے سلسلہ میں اصحاب و ازواج سے عہد و بیان	۳۲
۶	مضمون مذکورہ پر تبصرہ و سبب تبصرہ	۶	۳۳	جناب ساموسی کا آپ ۳۲ مرتبہ حضرت یونس کو وہی کہے بنی ہر	۳۳
۷	آپ تکمیل کا نزول مقام غدیر خم ۱۸ ذیحجہ بخشبہ کا ذکر	۷	۳۴	سے عہد و قرار کا ذکر	۳۴
۸	مکہ معظمہ سے حجۃ تیسری منزل کا ذکر	۸	۳۵	آپ ۱۸ ذیقعدہ یونس کے اول خلیفہ یونس اور رسول مقبول کے	۳۵
۹	۳۱ ربیع الاول کا سورہ مائدہ کے ساتھ نزول	۹	۳۶	اول خلیفہ علی رضی عنہ میں انطباق	۳۶
۱۰	غدیر خم ماہین حرمین کا ذکر	۱۰	۳۷	حضرت موسیٰ کا یونس کو جناب محمد علی کو ۱۸ ذیحجہ میں خلیفہ کرنا	۳۷
۱۱	ابو سعید خدری سے ۱۸ ذیحجہ بخشبہ	۱۱	۳۸	روضہ اقرآن شاہ عبدالقادر سے سورہ مائدہ کا آخر عمر غیر بن نزول	۳۸
۱۲	حجۃ سے مدینہ پانچ مرحلہ سے زائد ہونے کا ذکر	۱۲	۳۹	سورہ مائدہ میں اشارہ فرلینہ (احکام) کا ذکر	۳۹
۱۳	آپ تبلیغ کے نزول پر رسول کا خلیفہ حدیث ثعلین و خلیفہ تین وغیرہ	۱۳	۴۰	۱۸ ذیحجہ میں موسیٰ کا یونس کو ثعلون کو سلیمان کا آصف کو وہی کرنا	۴۰
۱۴	حدیث ولایت وغیرہ کے ارشاد پر آپ تکمیل کا نزول سورہ کا ذکر	۱۴	۴۱	بعد وفات موسیٰ اور ان کے خلیفہ یونس کے بنی ہر بنی میں ہرچ ہرچ و قتال کا ہونا	۴۱
۱۵	القادر شلی سے رسول مقبول کا اخیر صفر میں بیاد ہو کر تھوین دلا	۱۵	۴۲	حلب قرطاس میں عمر کا حسن کتاب الشہر کہنا	۴۲
۱۶	بارہ ربیع الاول وفات	۱۶	۴۳	۸۱ یوم آخر عمر کی مدت کے بجائے یوم ہونے کا تصور	۴۳
۱۷	رسول خدا کا اپنی علالت سے ایک دن قبل اسامہ کو سردار بیج کرنا	۱۷	۴۴	شاہ عبدالعزیز کا حلب قرطاس سے تین مہینے پہلے آپ تکمیل کا نزول	۴۴
۱۸	مدت خلافت ابو بکر کا سوا دو برس ہونا	۱۸	۴۵	تفاسیر سے ۸۱ و ۸۲ دنوں کا بعد نزول آپ تکمیل کے سورہ کا ذکر ہونا	۴۵
۱۹	سورہ مائدہ کا ماہین مکہ مدینہ حجۃ الوداع میں نزول	۱۹	۴۶	اخیرا صفر یعنی ۲۸ صفر چار شنبہ سے ۱۳ و ۱۴ دن بیا رہنا	۴۶
۲۰	نقشہ خبری پنج ماہ	۲۰	۴۷	۲۸ صفر چار شنبہ کے مرحمت سے ۱۸ ذیحجہ کو بخشبہ ہونا	۴۷
۲۱	پہلا نقشہ خبری نمبر ایک دو دو خانہ کا	۲۱	۴۸	۱۸ ذیحجہ بخشبہ سے ۲۹ صفر بخشبہ یک شنبہ گیارہ ربیع الاول میں ہونا	۴۸
۲۲	ہر دو خانہ کا تائیدی سادہ نقشہ پہلے خانہ کا نقشہ اول	۲۲	۴۹	بخشبہ کا اکاشان و شنبہ ہر جمعہ کا اکاشان دن و شنبہ ہر جمعہ ہونا	۴۹
۲۳	دوسرے خانہ کا نقشہ دوم ۲۲ جمادی الثانی سلمہ و قبا ابوبکر	۲۳	۵۰	۹ ذیحجہ عرنا اور ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر میں نور دنوں کا فصل	۵۰
۲۴	دوسرا نقشہ خبری حرت (اھت) مرتبہ شلی صاحب کثیر الوقوع	۲۴	۵۱	۲۸ صفر اور ۱۹ صفر تین ۹ دنوں کا فصل	۵۱
۲۵	تیسرا نقشہ خبری حرت (ب) ممکن الوقوع	۲۵	۵۲	الفاروق کے خلافت سیرت شلی میں ۱۸ یا ۱۹ صفر چار شنبہ کا ذکر	۵۲
۲۶	سیرت شلی اور مفسرین سے وقت نزول آپ تکمیل میں اختلاف	۲۶	۵۳	سیرت شلی میں یکم سے بارہ مہینہ اول تک وفات النبی کا اجماع عام	۵۳
۲۷	۹ ذیحجہ جمعہ سے یکم ربیع الاول و شنبہ انشی دنون پر دوم ربیع الاول	۲۷	۵۴	چار شنبہ کو مرض النبی اور تیرہ مہینوں دن و شنبہ کو وفات النبی ہونا	۵۴
۲۸	سہ شنبہ اکاشی دنون پر ہونے کا ذکر	۲۸	۵۵	۱۸ صفر چار شنبہ کا نقشہ خبری حرت (اھت)	۵۵
۲۹	نقشہ خبری حرت (ب) شلی کے پہلے خانہ اور شلی کے بعد میں اختلاف	۲۹	۵۶	۱۹ صفر چار شنبہ کا نقشہ خبری حرت (بیم) مسلم	۵۶
۳۰	سیرت شلی کے ۲۶ ذیقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع کا ابطال	۳۰	۵۷	سیرت شلی میں یکم دوم و دو روزہ دم وفات النبی	۵۷
۳۱	جمہور محدثین مورخین سے ۲۵ ذیقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع کا ذکر	۳۱	۵۸	واقعی ۱۰ ابن سعد طبری سے دوم و دو روزہ دم کی روایت	۵۸
۳۲	ابن کثیر سے ۲۵ ذیقعدہ شنبہ یکم ذیحجہ جمعہ تین مہینہ کال سے	۳۲	۵۹	طبری سے ۱۲ ربیع الاول وفات سہ شنبہ کو دنون النبی	۵۹
۳۳	یکم ربیع الاول بخشبہ بارہ ربیع الاول و شنبہ ہونا	۳۳	۶۰	طبری کا بید واقعی دو شنبہ ہا تی صفر پر مرض النبی	۶۰
۳۴	تحفہ شاہ عبدالعزیز سے ۲۸ صفر چار شنبہ ۲۹ صفر بخشبہ	۳۴	۶۱	ہشام بن محمد ابو مخنف سے اخیر مہینہ مرض النبی	۶۱
۳۵	پانچواں سادہ نقشہ حرت (د)	۳۵	۶۲	شلی نعمانی کا لہجہ صحیح سلیمان النبی دوم ربیع الاول وفات	۶۲
۳۶	چھٹا نقشہ خبری حرت (بیم) مسلم جسکا تائیدی نقشہ سوم ہی	۳۶	۶۳	۱۹ صفر چار شنبہ کے مرحمت سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ	۶۳

صفحہ	تجزیہ	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ	تجزیہ	مضامین کتاب تکمیل
۵۱	۱۱	دوم ربیع الاول کی روایت سے یکم ربیع الاول کی حقیقت -	۸۰	۸۰	شبلی صاحب کا ماہ ذیقعدہ کا ۳۰ دن کا تسلیم کرنا۔
۵۲		روایت ابو عثمان صدیقی عشرہ لیلۃ بعیت من صفر سے ۱۹ صفر ہونا	۸۱	۸۱	آیت سورہ عن و محدثین سے ۲۵ ذیقعدہ تا ۲۶ صفر کا ہونا
۵۳		روایت مذکورہ میں ۱۲ صفر ہونا ۱۱ صفر چار شنبہ کا ذکر -	۸۲	۸۲	سیرت شبلی کے نقشہ مفرودہ ۲۶ ذیقعدہ شنبہ کے تغذیل ۲۵ -
۵۴		۱۹ صفر چار شنبہ کے مراجعت سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ	۸۳	۸۳	شبلی صاحب کا دوم ربیع الاول وفات کو غلات اصول نمبر
۵۵		سیرت شبلی میں ۱۹ صفر چار شنبہ کو مرض النبی کی حقیقت	۸۴	۸۴	اور کثیر الوقوع ذی الحجۃ حرم صفر کو دور ۲۹ ایک ۳۰ قرار دینا۔
۵۶		نیز تخمینہ تکفین کا لام دوم سے دن تیسری ربیع الاول شنبہ کا ذکر	۸۵	۸۵	سیرت شبلی میں ابن عباس سے ۸۱ یوم کی روایت -
۵۷		پھر شبلی صاحب کا یکم ربیع الاول وفات النبی -	۸۶	۸۶	نوذہ حجہ جمعہ سے یکم ربیع الاول دو شنبہ کا ۸۰ دنوں پر ہونا۔
۵۸		اور امام سیبلی سے باہر ربیع الاول ناقابل تسلیم ہونا	۸۷	۸۷	الفاروق شبلی سے یکم ربیع الاول جمعہ ہونا۔
۵۹	۱۲	سیرت حلبی سے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول وفات پر اجماع عام	۸۸	۸۸	روایت سے صرت ۸۱ یوم کا وارد ہونا۔
۶۰		امام سیبلی کے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول سے ۲۹ صفر و دو شنبہ اور	۸۹	۸۹	جنتری نمبر ایک کے پہلے خانہ کا سادہ نقشہ اول -
۶۱		موسیٰ بن عقبہ کے روایت ہلال ربیع الاول میں انطباق	۹۰	۹۰	اور دوسرے خانہ کا نقشہ دوم۔
۶۲		بند بخاری موسیٰ بن عقبہ کے طریق ابن عباس سے ۲۵ ذیقعدہ	۹۱	۹۱	نقشہ جنتری نمبر (اک) ابن سعد کے مطابق ہر دو خانہ ہونا۔
۶۳		کو تاریخ سفر حج -	۹۲	۹۲	نقشہ جنتری حرف (الت) کثیر الوقوع مرتب شبلی صاحب کا ذکر۔
۶۴		۲۵ ذیقعدہ یوم شنبہ سے ۲۹ صفر و دو شنبہ اتاسی دنوں پر اور	۹۳	۹۳	جنتری مذکور کے پہلے خانہ کا تاہدی نقشہ حرف (د) -
۶۵		۱۲ ربیع الاول ۹۳ دنوں پر ہونا۔	۹۴	۹۴	جنتری حرف دب (لمن) الوقوع -
۶۶		سیرت شبلی کا ۹ ذی الحجہ سے بارہ ربیع الاول تک تین ماہ کا غلط ہونا۔	۹۵	۹۵	نقشہ جنتری حرف (رج)
۶۷		۹ ذی الحجہ سے بارہ ربیع الاول تک کثیر الوقوع سے ۹ دنوں کا ہونا	۹۶	۹۶	نقشہ جنتری حرف (بیم) اور سادہ نقشہ سرم
۶۸		کثیر الوقوع ایک مہینہ ۳۰ ایک ۲۹ سے گیارہ ربیع الاول کو ۹ دن	۹۷	۹۷	ساتواں نقشہ جنتری کثیر الوقوع حرف (طا) ہری کا ذکر
۶۹		مفسرین سے دوم ربیع الاول پر کاشی دنوں کا ذکر -	۹۸	۹۸	اور سادہ نقشہ چارم
۷۰		دوم ربیع الاول کثیر الوقوع میں فودن شامل کرنے سے ربیع الاول	۹۹	۹۹	تمہید
۷۱		کو نہیں مہیہ اور بارہ ربیع الاول کو اکاونے دن ہونا۔	۱۰۰	۱۰۰	آئیہ تکمیل کے نزول کی تحقیق میں تاریخ بقیہ یوم و وقت کے
۷۲		ابن کثیر کے ۲۵ ذیقعدہ شنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ شنبہ کا ابطال -	۱۰۱	۱۰۱	سیرت النبی الفاروق شبلی اور قصیدہ عظمیٰ سے تذکرہ۔
۷۳		ابن کثیر کے ۲۹ ذیقعدہ چار شنبہ الی مدینہ سے ۳۰ ذیقعدہ پنج شنبہ	۱۰۲	۱۰۲	مولوی امین انظر صنعت قصیدہ عظمیٰ کا ترجمہ -
۷۴		ابن کثیر کا چار مہینہ کامل سے ۱۲ ربیع الاول کو دو شنبہ لانا	۱۰۳	۱۰۳	قصیدہ عظمیٰ سے ۲۶ ذیقعدہ شنبہ تاریخ سفر حج کا ذکر
۷۵		۹ ذی الحجہ عرفہ سے ۱۲ ربیع الاول کو ۹۳ دن ہونا۔	۱۰۴	۱۰۴	اور ذوق حلیفہ میں احرام
۷۶		امام سیبلی کے ۱۲ ربیع الاول دو شنبہ لیسلیں سے ۱۸ ذی الحجہ دو شنبہ	۱۰۵	۱۰۵	اس سفر کا چار ذی الحجہ تک ۳ کل دنوں میں طے ہونا
۷۷		ابن عباس سے آئیہ تکمیل کا بروئے دو شنبہ نزول -	۱۰۶	۱۰۶	عرفہ جمعہ میں ۳ تکمیل کا نزول
۷۸		قرۃ البیون سے ۲۵ ذیقعدہ شنبہ -	۱۰۷	۱۰۷	آئیہ تکمیل کے نزول پر عمر کا گروہ
۷۹		کلام سیبلی سے ۲۸ صفر چار شنبہ -	۱۰۸	۱۰۸	۲۶ ذیقعدہ یعنی چار شنبوں باقی پر سفر حج کی روایت نہ ہونا
۸۰		۲۸ صفر چار شنبہ کا تیرھواں دن ۱۱ ربیع الاول دو شنبہ	۱۰۹	۱۰۹	قصیدہ عظمیٰ کے دوم ربیع الاول دو شنبہ کے مرجعہ کا تذکرہ
۸۱		۱۸ ذی الحجہ پنج شنبہ سے ۱۱ ربیع الاول تک ۱ کاشی دن ہونا۔	۱۱۰	۱۱۰	نیز ۲۸ صفر چار شنبہ کے مرجعہ سے ۲۶ ذیقعدہ چار شنبہ ہونا۔
۸۲		شب بختی میں ربیع الاول سے ۲۲ جاری الثانی سادہ دفاؤد بکر	۱۱۱	۱۱۱	ذی الحجہ کا نصف صوفی ہی عجب کا اہم مہم ہے، ابن کثیر کا
۸۳		تک دو سال تیر مہینہ و دن راتوں کا حدیث کے مطابق ہونا			
۸۴		۱۸ ذی الحجہ سے ۱۱ ربیع الاول دو شنبہ کو ۱ کاشی دن ہونا۔			
۸۵		۱۲ ربیع الاول ہجرت سے ۱۱ ربیع الاول دو شنبہ کو ۱ کاشی دن ہونا۔			

نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ	نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ
۱۲۹	دوشنبہ کی صبح استخفا کے دن مرض رسول میں افتادہ۔	۳۲	۱۰۹	امام احمد بخاری و مسلم کا ماٹھ سے امام نسائی کا علاوہ عائشہ کے حضرت جابر سے ابن جریر طبری کا حضرت عائشہ سے پانچ شبوں باقی ذیقعدہ یعنی ۲۵ ذیقعدہ کو سفر حج۔	۲۹
۱۳۰	نازعیت کے لیے رسول کا ابن عباس اور علی کے سہاؤ کی وجہ سے۔		۱۱۰	ذوالحلیفہ میں ایک شب ٹھہر کر دوسرے دن بعد ظہر سفر حج کا ذکر مقام منیٰ میں سورہ اذکار قصر الشکر کا نزول	
۱۳۱	ابوبکر اور نازحہ جنت میں رسول خدا کی امامت۔		۱۱۱	سیرت شبلی سے یہ سفر کہ کاؤدوں میں طے ہونے کا ذکر ذوالحلیفہ سے مکہ معظمہ میں منزلوں پر ہونا	
۱۳۲	اسی استخفا (دوشنبہ) کے دن طلب قرطاس فرمایا۔		۱۱۲	۲۴ ذیقعدہ سے ۴ ذی الحجہ تک سات راتوں کا ذکر حج کے واپسی پر ۸ روزہ حج کو غیر خم پر رسول خدا کا ورود خطبہ الوداعی آخر عمر کا اظہار	
۱۳۳	بخاری کی حدیث ابن عباس سے استخفا کے دن طلب قرطاس		۱۱۳	زید بن ارقم کی روایت صحیح مسلم سے غیر خرمین میں حضرت ثقلین مستند روایت ابن عباس سے ۸۱ یوم آخر عمر رسول خدا کی مدت	
۱۳۴	عمر کا لفظ ہجر (ذیان) رسول کی نسبت کہنا۔		۱۱۴	عمرت اہل بیت اور قرآن مجید کا جیل امتین ہونا	
۱۳۵	اور کلمہ حبنا کتاب اللہ سے جواب دینا اور رسول خدا کا لفظ قوموا حتی سے عمر اور ہم سارے صحابہ کو اٹھا دینا		۱۱۵	عمرت اہل بیت میں علی رضی کا قافلہ سالار ہونا	
۱۳۶	الفاروق شبلی سے عمری کا لفظ ہجر (ذیان) استعمال کرنا۔		۱۱۶	علی رضی کا مثل رسول خدا کے کل امت کا مولا ہونا	
۱۳۷	کلام سہیل سے ۲۸ صفر چار شنبہ ۲۹ صفر چھ شنبہ ہونا۔	۳۳	۱۱۷	چار تفسیرون سے لفظ مولیٰ کے چار معنوں کا ذکر	
۱۳۸	سیرت شبلی سے ۱۳ دن مرض انہی میں کچھ اختلال حواس کا ہونا		۱۱۸	علی کا خواجہ و صاحب و مالک و مولیٰ امر ہونا	
۱۳۹	الفاروق سے ابوبکر و عمر کا اسامہ کی سرداری میں نعمت ہونا		۱۱۹	عمر کا جناب امیر کے مولیٰ الملک پر تہنیت	
۱۴۰	اسامہ کا دوشنبہ وفات کے دن حضرت سے رخصت ہونا۔		۱۲۰	آخر صفر چار شنبہ یعنی ۲۸ صفر کو رسول خدا کا بیمار ہونا	
۱۴۱	قصیدہ عظمیٰ سے عمر بن خطاب کا اسامہ کے ہمراہ لشکر لگ جانا۔		۱۲۱	سیرت حبیب سے بحوالہ سہیل ۲۶ صفر سالانہ دوشنبہ	
۱۴۲	پھر عمر کا مع اسامہ واپس آنا۔		۱۲۲	بجاء الاول و ثانی ۲۶ صفر چار شنبہ ۲۹ صفر چھ شنبہ کا ذکر	
۱۴۳	رسول کا علی اور فضل ابن عباس کے سہاویہ منبر پر جانا۔		۱۲۳	سیرت حبیبہ و بجاء الاول و ثانی ۲۶ صفر شنبہ کو اسامہ کا شرف حج ہونا	
۱۴۴	اور حدیث ثقلین ارشاد فرمانا۔		۱۲۴	ہر دو کتابوں سے ۲۹ صفر چھ شنبہ کو رسول خدا کا اسامہ کے لیے عہدہ اوتارنا	
۱۴۵	الفاروق شبلی سے عمر کا حضرت کی وفات تک موجود رہنا		۱۲۵	ہاجرین کی بارگاہ انصار کا اسامہ بن زید کی ہجرت میں نعمت ہونا	
۱۴۶	ابن اسحاق وغیرہ سے بارہ ربیع الاول کو عمر کا مع اسامہ واپسی		۱۲۶	صحابہ کا غلام زادہ کی مانتی سے طعنہ نہ ہونا	
۱۴۷	عمر کا وفات رسول سے انکار کا ذکر		۱۲۷	رسول کا طعنہ نہ ہونے کے الفاظ سماعت فرما کر خطبہ دینا	
۱۴۸	وفات رسول شکار بکر کا آنا عمر کو غمیر کھٹ دیکھ کر آیت موت سے خاموش کرنا۔	۳۴	۱۲۸	اور بارہ ہجیر اسامہ بن زید کے ہمراہ جانے کا حکم ہونا	
۱۴۹	عمر کا وفات رسول سے انکار کا ذکر		۱۲۹	تمتع شاہ عبدالعزیز بن ۲۸ صفر چار شنبہ کو مرض انہی	
۱۵۰	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر		۱۳۰	سیرت شبلی سے ابوبکر و عمر کا ہمراہ اسامہ نعمت ہونا۔	
۱۵۱	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر		۱۳۱	الفاروق سے آخر صفر میں اکابر صحابہ کے ہمراہ عین ہونا	
۱۵۲	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر		۱۳۲	سیرت شبلی سے ذوالمرض الموت میں رسول خدا کا پھر جو میں روانہ فرمانا۔	
۱۵۳	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر		۱۳۳	اول حکم لفظی ۲۹ صفر چھ شنبہ اور دوسرا حکم ۹ ربیع الاول شنبہ ہونا	
۱۵۴	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۵۵	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۵۶	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۵۷	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۵۸	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۵۹	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۶۰	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۶۱	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۶۲	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۶۳	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۶۴	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۶۵	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۶۶	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۶۷	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۶۸	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۶۹	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۷۰	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۷۱	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۷۲	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۷۳	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۷۴	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۷۵	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۷۶	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۷۷	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۷۸	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۷۹	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				
۱۸۰	دوم ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کا ذکر				

صفحہ	مضامین کتاب تکمیل	تقریر	مضامین کتاب تکمیل	تقریر
۱۵۷	تفسیر فتح القرآن مبارکہ القاری سے بدایہ نکیل میں مینہ سو فدا کا زور دینا	۱۸۱	۲۸ صفحہ چار شنبہ کے مراجعت سے ۲۵ ذیقعدہ شنبہ	۱۵۷
۱۵۸	۹ ذیحجہ سے ۱۱ ربیع الاول دو شنبہ پر تین مینہ (۹۰ دن) کا ذکر	۱۸۲	۲۶ صاحب ۲۶ ذیقعدہ سے ۲۷ ذیحجہ یک روز درمیں اندر صاحب	۱۵۸
۱۵۹	۱۱ ذیحجہ سے ۱۱ ربیع الاول دو شنبہ پر اکاشی دلوں کا ذکر	۱۸۳	۲۶ ذیقعدہ سے چار ذیحجہ تک آٹھ دنوں کا ذکر	۱۵۹
۱۶۰	حجفہ سے تین سین غدير خرم ہونا	۱۸۴	۲۶ ذیقعدہ سے ۳۰ ذیقعدہ چار شنبوں باقی ذیقعدہ میں ایک	۱۶۰
۱۶۱	یوم غدیر خرم ۱۸ ذیحجہ کو ایک لاکھ مین ہزار کے مجمع میں سونے کا خطبہ	۱۸۵	مشتبہ ذوالحلیفہ میں بسوڑنے سے کل سات شنبوں کا ذکر	۱۶۱
۱۶۲	شبلی صاحب کا ۱۳۳۵ھ ذیحجہ یک دن بنا کر خاموش ہو جانا	۱۸۶	حضرت امام محمد باقر کے واسطے حضرت جابر سے ۵۵ ذیقعدہ کو تاریخ سفر	۱۶۲
۱۶۳	اور شبلی صاحب کا صحیح مسلم سے حدیث ثقلین ناقص نقل کرنا	۱۸۷	سنن نسائی سے امام محمد باقر اور حضرت جابر سے روایت سفر حج	۱۶۳
۱۶۴	مسلم کی حدیث ثقلین میں لفظ اہل بیت سے منافی علی ثقل کرنا	۱۸۸	سیرت شبلی تاریخ طبری و معین محمد بن محمد در حدیث اہل بیت حضرت جابر	۱۶۴
۱۶۵	اور ترمذی، نسائی، سند امام احمد وغیرہ میں یک فقرات کا ذکر ہونا	۱۸۹	اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر	۱۶۵
۱۶۶	عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری سے سورہ مائدہ کا حوالہ دینا	۱۹۰	امام محمد باقر کا آل محمد اور مصطفیٰ و جنتی اور آیت سے وارث کتاب ہونا	۱۶۶
۱۶۷	میں درمیان کہ وہ مینہ یعنی یوم غدیر خرم میں نزول	۱۹۱	بند ابن عباس آل یاسین سے آل محمد مراد ہونا	۱۶۷
۱۶۸	آیہ تبلیغ و تاکید کا یوم غدیر خرم درمیان کہ وہ مینہ تھا ورنہ میں نزول	۱۹۲	صحیح بخاری سے حسین بن علی کا لفظ علیہا السلام لکھنا	۱۶۸
۱۶۹	رسول قبول کا علی مرتضیٰ کے سر قدس پر بروز غدیر عامہ باندھنا	۱۹۳	خصایص نسائی سے علی اور خاتمہ کا لفظ علیہ السلام سے ہونا	۱۶۹
۱۷۰	سورہ مائدہ کی آخری آیت تبلیغ کا ۱۸ ذیحجہ عین شنبہ میں ذکر	۱۹۴	یحییٰ بن عبد کے واسطے حضرت جابر کا روایت صحیح نسائی سے ذکر	۱۷۰
۱۷۱	اسباب النزول واحدی سے بسند احمد سعید خدای آیہ تبلیغ کا	۱۹۵	سیرت شبلی سے عرفہ میں ناقصہ پر رسول کا خطبہ	۱۷۱
۱۷۲	علی کی شان میں بروز غدیر خرم نزول	۱۹۶	عین خطبہ میں آیہ تکمیل کا ذکر	۱۷۲
۱۷۳	ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ سے تفسیر طبری و واحدی کی توثیق	۱۹۷	تاریخ یقوتی ہی غدیر خرم پر آیہ تکمیل کا علی کے لئے نزول	۱۷۳
۱۷۴	شاہ ولی اللہ کی شرط کے مطابق آیہ تکمیل کا یوم غدیر میں نزول	۱۹۸	صحیح ترمذی سے ناقصہ پر بروز عرفہ حدیث ثقلین	۱۷۴
۱۷۵	نسائی کا ابو یوسف و قدیم ارقم سے حدیث ثقلین حدیث ولایت کا ذکر	۱۹۹	حجۃ الوداع کی حدیث ثقلین میں کتاب شد و عمرتی اہل بیت کا اہل بیت ہونا	۱۷۵
۱۷۶	امام نسائی کی توثیق اور مسلم سے حافظ ترمذی	۲۰۰	حضرت ابو بصیر صحابی کا زبان رسول صادق ترمذی کی توثیق	۱۷۶
۱۷۷	حجفہ کے دن رسول کا علی کے لیے ہذا ولی و الموادی	۲۰۱	بند ابو بکر عترت سے علی بن ابیطالب مراد ہونا	۱۷۷
۱۷۸	عتیٰ کا ارشاد فرمانا	۲۰۲	حدیث سفینہ و حدیث باب حطہ کا حجۃ الوداع میں ورود	۱۷۸
۱۷۹	عمدۃ القاری شرح بخاری سے بسند امام محمد باقر آیہ تبلیغ کا	۲۰۳	حجۃ الوداع میں رسول کا لا یوقی عتیٰ لا انا و علی کا فرمان	۱۷۹
۱۸۰	علی کی ولایت میں نازل ہونا	۲۰۴	سیرت شبلی سے ۱۲ ذیحجہ کو رسول کا خطبہ	۱۸۰
۱۸۱	زید بن ارقم سے حجۃ الوداع غدیر و حجفہ درمیان کہ وہ مینہ کے	۲۰۵	بابہ ذیحجہ کو یوم جمعہ واقع ہونے کا ذکر	۱۸۱
۱۸۲	رسول مقبول کا نزول	۲۰۶	مسجد خیف اور حدیث ثقلین	۱۸۲
۱۸۳	غدیر خرم کے دن شدت گرمی میں اہل بیت و اہل بیت کے مینہ	۲۰۷	امام احمد کا بواسطہ ابو احمد زکریا بن حبشی بن جابر حجۃ الوداع	۱۸۳
۱۸۴	وحدیث ولایت کا تفصیلی ذکر	۲۰۸	میں رسول کا لا یوقی عتیٰ لا انا و علی کا ارشاد	۱۸۴
۱۸۵	عامرہ مدنیہ سے یوم غدیر خرم حدیث ثقلین و ولایت	۲۰۹	صحیح ترمذی سے تبلیغ سورہ براءہ ابو بکر کی ذوالحلیفہ سے و پس	۱۸۵
۱۸۶	ام سلمہ سے حدیث ولایت و ثقلین	۲۱۰	علی و سوسہ براءہ کی تبلیغ رسول کا لا یوقی عتیٰ لا انا و علی منی فرما نا	۱۸۶
۱۸۷	مشکوٰۃ سے غدیر خرم میں بعد از ظہر حدیث ولایت اور	۲۱۱	علی کا صدیق کہ قرآن میں علی سے القرآن القرآن علی و حدیث ثقلین	۱۸۷
۱۸۸	عمر کا جناب اشیر کو ولایت پر تنفیث	۲۱۲	کتاب شد و عمر اہل بیت دار الحی و بیت دار ہونا	۱۸۸
۱۸۹	اصحاب و ازواج پیغمبر کا جناب امیر کو تنفیث	۲۱۳	سیرت شبلی سے دوران فرض نبوت میں آیہ تکمیل اور مفسرین کا بعد	۱۸۹
۱۹۰	تفسیر کبیر فرنا دہی کہ آیت تبلیغ جناب علی کو علیہ السلام لکھنا	۲۱۴	عصر کے نزول کا ذکر	۱۹۰
۱۹۱	بلال بن عابد ابن عباس امام محمد باقر سے آیہ تبلیغ اور	۲۱۵	یوم عرفہ میں آیہ تکمیل پر رسول کا شکر یہ نہ ہونا	۱۹۱
۱۹۲	یوم غدیر میں حدیث ولایت	۲۱۶	تفسیر فتح القرآن مبارکہ القاری سے بدایہ نکیل میں مینہ سو فدا کا زور دینا	۱۹۲

نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ	نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ
۲۰۴	مدۃ القربی سے بسند بار بن عازب حدیث سید ابراہیم تبلیغ اور تہنیت عمر بن خطاب	۲۰۴	۲۱۸	تاریخ ابن کثیر سے بسند ابو ہریرہ آیت تکمیل کے نزول ۱۸ ذی الحجہ کی مستند حدیث سیف بن یزید یوم غدیر کے روزہ کا ثواب ساتھ بیٹنے کے روزہ کے مساوی ہوتا۔	۶۴
۲۰۵	در مشورۃ سیوطی سے بسند ابن مسعود آیت تبلیغ میں لفظ حلیت کا	۲۰۵	۲۱۹	حدیث ابو ہریرہ کے روزہ کی توثیق	
۲۰۶	مدۃ القربی سے بسند ابو ہریرہ و امام محمد باقر ۱۸ ذی الحجہ کے روزہ کا ثواب ساتھ بیٹنے کے روزہ کے برابر ہوتا	۲۰۶	۲۲۰	مدۃ القربی سے بسند ابو ہریرہ و امام محمد باقر ۱۸ ذی الحجہ کے روزہ کا ثواب ساتھ بیٹنے کے روزہ کے برابر ہوتا	
۲۰۷	ابن مسعود کی توثیق	۲۰۷	۲۲۱	۱ اور غدیر خم میں حدیث ولایت امام محمد باقر و جناب فاطمہ کے ذکر	۶۶
۲۰۸	نقلی کا واسطہ ابو صالح ابن عباس کے سند اور امام محمد باقر سے آیت تبلیغ کا علی کے بارے میں نازل ہونا اور ابو ہریرہ اور ابوسید خدری سے غدیر خم میں نازل ہونے کی روایت	۲۰۸	۲۲۲	تاریخ ابن کثیر سے ۱۲ ربیع الاول وفات البنی کے دن سقیفہ پھر مسجد نبوی میں ابو بکر کی بیعت اور مدت خلافت کا ذکر	
۲۰۹	تفسیر معالم اور تفسیر خازن سے بزرگ آیت واللہ یعصمکم من	۲۰۹	۲۲۳	سیرت شبلی سے آخر یوم و ششہ کے آخر وقت وفات البنی	۶۷
۲۱۰	الناس سورہ مائدہ کا آخر نزول قرآن سے ذکر تفسیر فتح القدیر شوقانی سے بسند محمد ابن کعب قرظی مدینہ نبوی سورہ مائدہ کا مابین مکہ و مدینہ حجۃ الوداع میں نزول	۲۱۰	۲۲۴	تفسیر مجمع البیان طبرسی سے قاضی حسکانی کی مخرج روایت ابو ہارون کے طریق ابوسید خدری کے سند سے آیت تکمیل کا ولایت جناب امیر پر نزول اور رسول خدا کا تبلیغ کے تکمیل کا شکر یہ اور حدیث ولایت	
۲۱۱	غنیہ شیخ عبدالقادر جیلانی سے روایت ابی صالح ابن عباس کی توثیق	۲۱۱	۲۲۵	فاضل علامہ طبرسی کی توثیق	
۲۱۲	تاریخ یعقوبی سے آیت تکمیل کا غدیر خم میں نزول	۲۱۲	۲۲۶	قاضی ابوالقاسم حسکانی کی توثیق	
۲۱۳	تاریخ یعقوبی کی الامون شبلی سے توثیق	۲۱۳	۲۲۷	سیحی بن عبد الحمید رواۃ حدیث آیت تکمیل کی توثیق	
۲۱۴	غدیر خم میں ۱۸ ذی الحجہ کو ایک لاکھ میں ہزار کا جمع اور آیت الیوم نیکم الذین کفروا من دینکم الی لکم الاسلام دینا کا یوم غدیر نزول	۲۱۴	۲۲۸	تفسیر طبرسی سے کامل سورہ مائدہ کا ستر ہزار فرشتوں کے نزول	۶۸
۲۱۵	رسول مقبول کا آیت تکمیل کے نزول پر شکر یہ لوگوں کا اسلام علیک یا امیر المؤمنین لکم سلام دینا عمر کا جناب امیر کو لفظ مولیٰ و مولیٰ کل مومن و مومنہ سے تہنیت دینا	۲۱۵	۲۲۹	تفسیر طبرسی سے آیت تکمیل کے بعد رسول کا اکاشی یوم مذہر رہنے کا ذکر اور بسند امام جعفر صادق و امام محمد باقر سے غدیر خم کے دن آیت تکمیل کا نزول	
۲۱۶	در بیان اسلام علیک یا امیر المؤمنین لکم سلام دینا عمر کا جناب امیر کو لفظ مولیٰ و مولیٰ کل مومن و مومنہ سے تہنیت دینا	۲۱۶	۲۳۰	جناب علی سے سورہ مائدہ میں کچھ منسوخ ہونا اور اس منسوخ نزول کا ذکر	
۲۱۷	در بیان اسلام علیک یا امیر المؤمنین لکم سلام دینا عمر کا جناب امیر کو لفظ مولیٰ و مولیٰ کل مومن و مومنہ سے تہنیت دینا	۲۱۷	۲۳۱	شرح قطانی سے کل سورہ مائدہ کا مائدہ پر نازل ہونے کا ذکر	
۲۱۸	در بیان اسلام علیک یا امیر المؤمنین لکم سلام دینا عمر کا جناب امیر کو لفظ مولیٰ و مولیٰ کل مومن و مومنہ سے تہنیت دینا	۲۱۸	۲۳۲	مناقب ابن شہر آشوب سے روایت خدری غدیر خم میں غیث بن یزید ابن عباس سے بعد نزول آیت تکمیل اکاشی یوم کی روایت	
۲۱۹	در بیان اسلام علیک یا امیر المؤمنین لکم سلام دینا عمر کا جناب امیر کو لفظ مولیٰ و مولیٰ کل مومن و مومنہ سے تہنیت دینا	۲۱۹	۲۳۳	علامہ ابن شہر آشوب کی توثیق اور صادق اللہ ہوتا	
۲۲۰	در بیان اسلام علیک یا امیر المؤمنین لکم سلام دینا عمر کا جناب امیر کو لفظ مولیٰ و مولیٰ کل مومن و مومنہ سے تہنیت دینا	۲۲۰	۲۳۴	ابن کثیر سے آیت تبلیغ کا اواخر نزول سے مدنیہ ہونے کا ذکر	۶۹
۲۲۱	در بیان اسلام علیک یا امیر المؤمنین لکم سلام دینا عمر کا جناب امیر کو لفظ مولیٰ و مولیٰ کل مومن و مومنہ سے تہنیت دینا	۲۲۱	۲۳۵	تاریخ روضۃ الصفا سے ۲۶ صفر و شنبہ ۲۷ صفر شنبہ	۷۰
۲۲۲	در بیان اسلام علیک یا امیر المؤمنین لکم سلام دینا عمر کا جناب امیر کو لفظ مولیٰ و مولیٰ کل مومن و مومنہ سے تہنیت دینا	۲۲۲	۲۳۶	۲۸ صفر چار شنبہ ۲۹ صفر پنجشنبہ جبکہ مراجعت سے ۱۸ ذی الحجہ پنجشنبہ	
۲۲۳	در بیان اسلام علیک یا امیر المؤمنین لکم سلام دینا عمر کا جناب امیر کو لفظ مولیٰ و مولیٰ کل مومن و مومنہ سے تہنیت دینا	۲۲۳	۲۳۷	۹ ذی الحجہ ۲۵ ذی الحجہ	
۲۲۴	در بیان اسلام علیک یا امیر المؤمنین لکم سلام دینا عمر کا جناب امیر کو لفظ مولیٰ و مولیٰ کل مومن و مومنہ سے تہنیت دینا	۲۲۴	۲۳۸	۲۹ صفر پنجشنبہ کا دستاویز دن ۹ ربیع الاول شنبہ صبح الاول غلط	
۲۲۵	در بیان اسلام علیک یا امیر المؤمنین لکم سلام دینا عمر کا جناب امیر کو لفظ مولیٰ و مولیٰ کل مومن و مومنہ سے تہنیت دینا	۲۲۵	۲۳۹	خطبہ غدیر میں دو اعظم سے قرآن اور اہلبیت حدیث غدیر کا ذکر	
۲۲۶	در بیان اسلام علیک یا امیر المؤمنین لکم سلام دینا عمر کا جناب امیر کو لفظ مولیٰ و مولیٰ کل مومن و مومنہ سے تہنیت دینا	۲۲۶	۲۴۰	واقعہ غدیر میں علی غیر الصل بعد نماز خطبہ میں دو چہیز	۷۱
۲۲۷	در بیان اسلام علیک یا امیر المؤمنین لکم سلام دینا عمر کا جناب امیر کو لفظ مولیٰ و مولیٰ کل مومن و مومنہ سے تہنیت دینا	۲۲۷	۲۴۱	کتاب عمدا اور عترت اور حدیث ولایت کا ذکر	۷۲
۲۲۸	در بیان اسلام علیک یا امیر المؤمنین لکم سلام دینا عمر کا جناب امیر کو لفظ مولیٰ و مولیٰ کل مومن و مومنہ سے تہنیت دینا	۲۲۸	۲۴۲	کتاب عمدا اور عترت اور حدیث ولایت کا ذکر	۷۳

صفحہ	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ
۲۳۲	علی ابن ابیطالب کا موافق ارشاد رسول مقبول علیہ خیمہ بین دوق افروز ہوا	۲۳۲	سورہ مائدہ کا آخر القرآن ہونے کی حدیث	۲۵۳
۲۳۳	گروہ صحابہ کا رسول کے حکم سے خیمہ علی میں جا کر تنہا دنیا میں کے بعد ازواج پیغمبر کا ارشاد رسول خیمہ سلی میں جا کر مبارکباد ادا کرنا	۲۳۳	ابوسعید خدری سے آیہ تبلیغ کا سلی کے شان میں بروز غدیر نزل ابن مسعود سے آیہ تبلیغ میں ان علیا مولیٰ المؤمنین کا معنی	۲۵۵
۲۳۴	مخلفہ صحابہ کے عمر کا باقافا خاص جناب امیر کو تنہا دینا	۲۳۴	پیغمبر میں ہونا	۲۵۶
۲۳۵	سارینج حبیب السیر سے آیہ تبلیغ کا امامت علیؑ میں نزول	۲۳۵	سلی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت کا ذکر	۲۵۷
۲۳۶	واقعہ غدیر میں جی علی خیر العمل کے نذامے لوگوں کا نذ کیلئے جمع ہوتا	۲۳۶	علیؑ کا وجود مشل وجود نبوت کے ہوتا	۲۵۸
۲۳۷	خطبہ میں حدیث ثقلین و حدیث غدیر کا ذکر	۲۳۷	شکستہ میں نبوت کی خلافت کا علیؑ کی شہادت سے مقطع ہوجانا	۲۵۹
۲۳۸	امیر المؤمنین کا رسول کے حکم سے علیؑ خیمہ میں بیٹھنا	۲۳۸	علیؑ کی ولایت یا امامت کا تسلسل بعد نسل ہوتا	۲۶۰
۲۳۹	گروہ خلافت اور عمر کا علیؑ علیہ السلام کو تنہا دینا	۲۳۹	حضرت علیؑ کی شہادت کے زیر پتھر بیت المقدس میں ان کا ادب	۲۶۱
۲۴۰	ازواج پیغمبر کا خیمہ علیؑ میں داخل ہو کر تنہا دینا	۲۴۰	حضرت ہارون اور ابوبکر کی اولاد کا امت موسیٰ میں نام ہونا	۲۶۲
۲۴۱	ترجمہ تاریخ کشف الغمہ	۲۴۱	حدیث منزلت ہارون کا ذکر	۲۶۳
۲۴۲	حبیب السیر سے آیہ تکمیل پر رسول کا شکریہ	۲۴۲	ہارون کا امت موسیٰ سے علیؑ کا امت محمدؐ سے افضل ہونا	۲۶۴
۲۴۳	سارینج حبیب السیر کی توثیق	۲۴۳	غدیر خم میں حدیث اخوت و منزلت ہارون اور غدیر کا ذکر	۲۶۵
۲۴۴	حبیب السیر سے بعد ابن اسحاق ۱۲ ربیع الاول وفات النبی اور تیسری ماہ رمضان شریف وفات فاطمہ علیہا السلام	۲۴۴	حضرت فاطمہ علیہا السلام سے حدیث ولایت و حدیث منزلت کا ذکر	۲۶۶
۲۴۵	شریح صحیح بخاری عینی سے بعد ابن اسحاق ۲۸ صفر چار شنبہ	۲۴۵	۸ ذیحجہ کو خلافت و ولایت حضرت علیؑ سے یوم مد	۲۶۷
۲۴۶	۲۹ صفر پنجشنبہ کے مراجعت سے ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ	۲۴۶	ابوبکر نقاش سے آیہ تبلیغ کے نزول پر جناب امیر کی ولایت	۲۶۸
۲۴۷	گیارہ ربیع الاول دو شنبہ سے مدت خلافت ابوبکر کا انطباق	۲۴۷	حافظ نقاش کی توثیق	۲۶۹
۲۴۸	قرۃ العیون والی ٹونک سے ۲۶ صفر سالہ دو شنبہ	۲۴۸	چند جہاں حدیث سے یوم غدیر میں سنان بن ثابت کا تفسیر	۲۷۰
۲۴۹	زرقانی سے حدیث ولایت جناب امیر پر ابوبکر و عمر کی تنہا	۲۴۹	سبط ابن جوزی اور تذکرہ خواص الاشتر کی توثیق	۲۷۱
۲۵۰	مودۃ القرابی سے خود عمر کا حدیث غدیر پر بعد و بیان رسول کی تصدیق	۲۵۰	الازہار فیما عقدۃ الشعر سبطی کی توثیق	۲۷۲
۲۵۱	حضرت جبریلؑ کا بصورت انسان جلسہ غدیر میں ہونا	۲۵۱	حسان بن ثابت کے نظم میں جناب امیر کا امام و ہادی ہونا	۲۷۳
۲۵۲	قرۃ العیون سے ۲۹ صفر سالہ رسولؐ کا اسامہ کیلئے بیٹھنا	۲۵۲	ابوسعید خدری سے یوم غدیر میں رسول کا علیؑ کو نصب کرنا	۲۷۴
۲۵۳	درست کرنا اور ابوبکر و عمر عثمان و ابوعبیدہ کا اسامہ کے ہمراہ	۲۵۳	اور ولایت کے اعلان پر آیہ تکمیل کا نزول	۲۷۵
۲۵۴	جانے کا حکم پانا	۲۵۴	عقد الفریہ قرطبی کے مصنف کی توثیق	۲۷۶
۲۵۵	صحابہ کا اسامہ کے سرداری پر طعن کہنا	۲۵۵	عقد الفریہ سے مناظرہ مامون الرشید و اسحاق میں حدیث ولایت	۲۷۷
۲۵۶	دوسری دن پیچھے کو طعن کے کلمات شکر رسولؐ کا غضبناک	۲۵۶	جناب علیؑ کا حق ابوبکر اور عمر پر اور ہر دو کا کچھ حق علیؑ پر ہونا	۲۷۸
۲۵۷	ہو کر خطبہ دینا	۲۵۷	قول اسحاق سے حدیث ہر ایک کا صوبہ کا ولا سے علیؑ کے	۲۷۹
۲۵۸	توسیع الاول پیچھے کے خطبہ میں طعن صحابہ پر رسول کا کلمہ جھڑپ	۲۵۸	زید بن حارثہ کا واقعہ غدیر سے بہت پہلے شہید ہوجانا	۲۸۰
۲۵۹	حیش اسامہ لعن اللہ من تحلف عنہا ارشاد فرماتا	۲۵۹	تفسیر کبیرہ وقفہم انہم مستوفون انہم ندیم و اول کل اناس بامہاجر	۲۸۱
۲۶۰	آیہ اخی المؤمنین کی تفسیر میں حضرت موسیٰ کا آخر عمر میں علیؑ	۲۶۰	کا ولایت جناب امیر علیہ السلام میں نزول	۲۸۲
۲۶۱	سے بعد و قرار لینا	۲۶۱	عمر بن ابی سلمہ اور عیینہ کا لفظ ولایت سے خلافت کا ذکر	۲۸۳
۲۶۲	نیز آیہ موصوفہ کا سورہ مائدہ کے ساتھ آخر عمر رسول میں نازل ہونا	۲۶۲	بعض صحابہ کا حدیث ولایت پر معترض ہونا اور رسول اللہ کا خدا کے	۲۸۴
۲۶۳	اور بارہ خلفاء کی اطاعت کا ذکر	۲۶۳	حکم سے حدیث غدیر کا ارشاد فرماتا	۲۸۵
۲۶۴	سورہ مائدہ کا حجتہ الطلع میں درمیان مکہ مدینہ (یوم غدیر) نازل ہونا	۲۶۴	علامہ حنفی کا حدیث ولایت سے جناب امیر کی تفسیر الشان فضیلت ماننا	۲۸۶

نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ	نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ
۲۷۹	سیرت حلبی کی توثیق اور شیخ محمد حنفی کی مدح		۲۷۹	ادار ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۵ کے نام شب شنبہ دو سال تین مہینے	
۲۸۰	علامہ زبانی کی توثیق		۲۸۰	دس ماہوں پر وفات ابو بکر	
۲۸۱	زرقانی سے حدیث ولایت اور عمارت کا آسمانی سچے سے ہلاکت	۸۷	۲۸۱	ہند ابو معشر دو سال پانچ ماہ چار مہینے پر وفات ابو بکر	۱۰۱
۲۸۲	۲۸۰ صحابہ کے صحیح میں مدینہ منورہ میں بار دیگر رسول کی تبلیغ	۸۸	۲۸۲	سنہ فیل کے تین برس بعد ابو بکر کی ولادت	
۲۸۳	بنیاب علی کا شل رسول امروسی کرنے کی حدیث	۸۹	۲۹۲	بارہ ربیع الاول دو شنبہ کے مراجعت سے ۲۵ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۵	
۲۸۴	ایک پرے کے صحیفہ پر رسول کا صحابہ سے عہدہ تحفی لینے کا ذکر		۲۹۲	تاریخ روضۃ الصفا و معارج النبوة اور عین العیون سے	
۲۸۵	عرفہ جمعہ کیلئے ۲۵ ذیقعدہ سنیچر تاریخ سفر حج قرار دینے کا ذکر	۹۰	۲۹۲	۲۵ ذیقعدہ کو دو شنبہ	
۲۸۶	مدینہ سے مکہ کو دو تین مہینے ہونے کا ذکر		۲۹۲	۱۲ ربیع الاول کو ۱۲ دن مدت مرض النبی	
۲۸۷	مدینہ سے دو اکلہیفہ ۶ میل پر ہونا		۲۹۲	تحفہ علیہ العزیز و روضۃ الصفا و معارج النبوة سے ۲۸ صفر چار شنبہ	۱۰۲
۲۸۸	دوسرے دن دو اکلہیفہ سے بعد نظر مکہ کا سفر		۲۸۸	۲۸ صفر کا تیرھواں دن گیارہ ربیع الاول دو شنبہ چودھواں دن ستر شنبہ	
۲۸۹	۲۷ ذیقعدہ سے ۳۰ ذیقعدہ تک تین راتیں ۴ ذیحجہ صبح کو	۹۱	۲۸۸	روایت ابن اسحاق سے دو سال تین مہینے نورائین مدت خلافت ابو بکر	
۲۹۰	۷ بنو نیکا سفر		۲۸۸	قرۃ العیون شرح سردار محمد و ن شاہ ولی اللہ سے ۲۶ صفر سلاہ دو شنبہ	
۲۹۱	۷ دن کے سفر کو شبلی صاحب کا نو دین میں مولانا امین اللہ کا لکھا		۲۹۲	روضۃ الاجابہ بحث شیرازی سے ۲۶ صفر دو شنبہ ۲۸ صفر چار شنبہ کو ۱۰۳	
۲۹۲	دو تین قرار دینے کا ذکر		۲۸۸	۲۸ صفر چار شنبہ کا چودھواں دن بارہ ربیع الاول ستر شنبہ ہوتا	
۲۹۳	مدینہ سے مکہ ۲۵ میل ۲۰ مرحلہ نیز من منوں کا ذکر		۲۸۸	۱۸ ذیحجہ سے ۲۹ صفر چھ شنبہ تک نشر دن گیارہ کو ۱۰ ربیع الاول	
۲۹۴	مدینہ سے مکہ گیارہ دو تین مہینے ہونے کا ذکر		۲۸۸	پر ۸۲ دن ہوتا	
۲۹۵	رسول کا مکہ مکرمہ سے ہجرت بارہ ربیع الاول کو بارہ دو تین مہینے	۹۲	۲۸۸	۹ ذیحجہ سے ۲۹ صفر چھ شنبہ تک ۹ دن گیارہ کو ۱۰ دن باور ربیع الاول	
۲۹۶	حدیث کے رو سے اس سفر حج کا ۲۵ ذیقعدہ سے ہونا	۹۳	۲۸۸	کو ۹۱ دن ہوتا	
۲۹۷	خبریت محدثین و مؤرخین سیرت نگاران کا ذکر	۹۴	۲۸۸	عائشہ کی روایت میں ۷ جمادی الثانی دو شنبہ ۲۲ جمادی الثانی کو	
۲۹۸	حافظ امام شیخ محمد ثکافن رجال و محدثین سے ذکر	۹۵	۲۸۸	سہ شنبہ بعد مغرب شب چہا شنبہ	
۲۹۹	نمبر (۱) ابن شہاب زہری	۹۶	۲۸۸	بروایت عائشہ گیارہ کی شام شب بارہوین ربیع الاول سنہ ۱۰۳	
۳۰۰	زہری کا عروہ و عائشہ سے پانچ شیون باقی ذیقعدہ یعنی		۲۸۸	سے ۲۲ تک دس شنبہ کا ہونا	
۳۰۱	۲۵ ذیقعدہ سے سفر حج کی روایت		۲۸۸	عائشہ کی روایت میں ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۵ کو دو شنبہ کا	
۳۰۲	بعد نزول قرآن مکہ میں ۱۰ سال اور مدینہ میں دس سال کل		۲۸۸	صبر سح غلط ہوتا	
۳۰۳	میں سال کا ذکر		۲۹۵	خود عائشہ کی روایت سے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۵ کو شنبہ چکی شام	
۳۰۴	زہری کا عروہ و عائشہ اور سعید بن مسیب سے ۴۳ سال کوئی حدیث	۹۷	۲۹۵	شب چہا شنبہ ہوتا	
۳۰۵	شرح صحیح مسلم سے ۱۲ ربیع الاول دن چھ وفات النبی کا ذکر		۲۹۵	ارباب سیر سے وفات ابو بکر ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۵ دو شنبہ یا شب	
۳۰۶	عروہ و سعید بن مسیب کی توثیق		۲۹۵	سہ شنبہ اور چھ شنبہ یا ۲۳ جمادی الثانی میں جمعہ ہوتا	
۳۰۷	زہری عروہ کے طریق حضرت عائشہ کی حدیث کا حسن صحیح ہونا	۹۸	۲۹۶	ولادت ابو بکر کی مدت خلافت ابو معشر کے رو سے وضع ہوتا	۱۰۵
۳۰۸	زہری عروہ و عائشہ سے بارہ ربیع الاول وفات النبی کی حدیث		۲۹۶	۲۶ صفر دو شنبہ سے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۵ تک سال پانچ ماہ	
۳۰۹	حضرت عائشہ اور ابن عمر و سعید بن مسیب سے بارہ ربیع الاول وفات النبی	۹۹	۲۹۶	چار مہینے کا پورا ہونا	
۳۱۰	حضرت عائشہ سے بارہ شیون گزرے ربیع الاول پر وفات نیز		۲۹۶	صحیح ترمذی سے بعد بخاری ابو معشر کی قدح	
۳۱۱	ہجرت میں دس سال کامل ہونے کا ذکر		۲۹۶	زہری کا بخاری کے شیخ الشیوخ ہونے کی توثیق	
۳۱۲	۲۸ صفر چار شنبہ کو رسول کا مرض الموت میں مبتلا ہونا		۲۹۶	مدت خلافت ابو بکر دو سال تین ماہ دس شنبہ کا گیارہ کی شام	۱۰۶
۳۱۳	زہری کا ابو اسطر الن صحابی دو شنبہ کے آخر دن وفات کی روایت	۱۰۰	۲۹۶	شب بارہ سے ۲۲ تک ہوتا	
۳۱۴	زہری کا عروہ و عائشہ کی حدیث سے ابو بکر کا ۷ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۵ کو		۲۹۶	نمبر (۲) موسیٰ بن عقبہ	

صفحہ نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل
۱۱۸	یوم مرض النبی سے بارہ شبوں گزرے پر وفات النبی کا صحیح ہونا۔ گیارہ ربیع الاول دوشنبہ کا حساب صحیح ہونا۔ ابن اسحاق کی توثیق بروایت ابن اسحاق ابو بکر کی مدت خلافت ۱۳ ربیع الاول کی شہادت اور ۱۸ ذی الحجۃ ۱۱ ربیع الاول دوشنبہ کو کیا اشیائیں سنیں کا زندہ رہنا بروایت عائشہ مدت خلافت میں ایک شبانہ روز کا اضافہ غلط ہونا بارہ ربیع الاول کو شنبہ کا دن صحیح ہونا ابن اسحاق کی توثیق نمبر (۴) امام مالک امام مالک کا بیٹی بن سعید کے واسطے سے پانچ شبوں اتنی ذیقعدہ سفر حج کی روایت عرزہ کے دن نماز جمعہ اور ظہر میں اختلاف نافع کا ابن عمر کے سند سے بیعت ابو بکر بارہ شبوں گزرے پر ۱۲ ربیع الاول کا ذکر نافع کا امام مالک کے استاد ہونے کا ذکر ابن عمر کی روایت مذکورہ میں بارہ شبوں گزرے ربیع الاول کی حقیقت ۲۹ صفر چھٹنبہ کا دوسواں ۹ ربیع الاول شنبہ صحیح اور ربیع الاول کا غلط ہونا۔ موسیٰ بن عقبہ کے طریق ابن عمر سے اسامہ کے سرداری پر لوگوں کا عقبہ بن دینار کے واسطے ابن عمر سے ابو بکر اور عمر کا اسکے سرداری میں قاتی چار شبہ کر عرض النبی پچھنبہ کو خود رسول اکرم کیلئے تجلڈ یا نہ دینا اسامہ کے سرداری سے لوگوں کا طعن اور حضرت کا خطبہ فرمانا خطبہ کا دن یوم شنبہ ۱۰ ربیع الاول سلسلہ حدیث ابن عمر سے اسامہ کی سرداری پر لوگوں کا عجز و عیب و خیرہ کا ذکر عمر بن خطاب کی سوئی کا طعن صحابہ کی خبر پر حضرت کا غضبناک ہونا خطبہ غیر کا ۱۰ ربیع الاول شنبہ غلط ۹ ربیع الاول شنبہ کا صحیح ہونا رسول کا بخاری کے واسطے ابن عمر سے اسامہ کی سرداری پر لوگوں کا طعن رسول کا طعن کے کلمات منکر خطبہ فرمانا خطبہ کا دن ۱۰ ربیع الاول شنبہ کا ذکر اور اسامہ کا رخصت ہونا اسامہ کے ہمراہ تین ہزار فرج عجمین ساتھ حضور قریش کا ذکر زرقانی کا عیون الاثر کے سند سے ۲۶ ستر سلسلہ حدود شنبہ کا ذکر اسامہ کی روایتی بعد از شنبہ وفات النبی سے دو دن قبل ہونا آخر ماہ صفر میں اسامہ کے سرداروں پر کہ کجک نام پر جانے کا حکم پانا اسامہ بن زید کی سرداری میں ابو بکر و عمر و ابو عبیدہ و سعد و عبیدہ وغیرہ کا قیادت ہونا۔	۲۹۷ ابن عباس سے پانچ شبوں اتنی ذیقعدہ یعنی ۲۵ ذیقعدہ تا پنج صفر کا ذکر بروایت ابن عمر سے بعد نماز ظہر ہونا روایت ابن عباس میں ۲۵ ذیقعدہ شنبہ یعنی پانچ شبوں باقی ذیقعدہ پر صفر نبی صاحب ابن سعد کی توثیق نبی صاحب کا ۲۶ ذیقعدہ شنبہ تاریخ صفر اور عرہ جمعہ کا غلط موسیٰ بن عقبہ سے ۲۹ صفر دوشنبہ کے شام ہلال ربیع الاول میں قات النبی ۲۵ ذیقعدہ شنبہ سے ۹ ذیقعدہ شنبہ ۱۸ ذیقعدہ شنبہ ۲۹ صفر دوشنبہ ابن عباس کی روایت سے دوشنبہ کو آیت نکیل کا نزول بروایت ابن عباس دوشنبہ کو سورہ مادہ آیت نکیل کا نزول ۲۹۹ ۲۹ صفر دوشنبہ قات النبی سے مدت خلافت ابو بکر دو سال تین مہینہ بائیس اور پچیس کم پانچ الاول دو سال تین مہینہ ساٹھ دنوں کی مطابقت نمبر (۳) ابن اسحاق پانچ راتوں باقی ذیقعدہ یعنی ۲۵ ذیقعدہ کو سفر حج کی روایت ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ سے مراجعت پر ۲۵ ذیقعدہ کو دوشنبہ اور آخر ماہ صفر میں شکایت مرض النبی عبدالرحمن بن عمارت عبد اللہ بن ابوبکر کی توثیق بارہ راتوں گزرے ربیع الاول پر وفات النبی بارہ شبوں گزرے ربیع الاول پر وفات اور ہجرت میں غلط ہونا ابن اسحاق کی توثیق رسول کی سند فیل میں ولادت بارہ شبوں گزرے ربیع الاول میں ولادت رسول خدا مدت خلافت ابو بکر دو سال تین مہینہ ساٹھ دنوں کا ذکر بروایت ابن اسحاق وفات ابو بکر ۲۳ جمادی الثانی پر عقبہ اسامہ بن زید کی تیاری یوم شنبہ وفات النبی سے دو دن قبل ہونا ابن اسحاق سے ۲۸ صفر چار شنبہ کو ابتدا مرض النبی اور ۲۹ صفر کو اسامہ کیلئے خود حضرت کا چھٹنا بنانا توثیق ابن اسحاق نیز ۲۹ صفر چھٹنبہ کو ابو بکر و عمر و ابو عبیدہ کا اسامہ کے ہمراہ تین ہجرت اسامہ کے سرداری پر لوگوں کے طعن کرنے کا ذکر رسول کا طعن کے کلمات منکر بروز شنبہ غضبنا شریف سے خطبہ دینا خطبہ کا دن یوم شنبہ دوسرے دن کا ذکر یک شنبہ کو شدت مرض النبی اور اسامہ کا لشکر سے آکر واپس ہونا پھر اسامہ کا بروز شنبہ لشکر گاہ سے آنا اور رسول سے رخصت ہونا بارہ ربیع الاول کو اسامہ کی عمر و ابو عبیدہ و ابی ہاشم ۲۹ صفر چھٹنبہ کے درمیان یوم شنبہ ۹ ربیع الاول شنبہ کا غلط	

نمبر	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ	نمبر	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ
۳۱	حضرت امام محمد باقر سے ولادت قاطعہ نبوت سے پانچ بیویوں کی	۱۳۴	۳۱	حضرت امام محمد باقر سے ولادت قاطعہ نبوت سے پانچ بیویوں کی	۱۳۴
۳۲	حبیب اللہ سے عمر حضرت قاطعہ ہوا ۱۸ سال ۷ دن ہونا	۱۳۵	۳۲	حبیب اللہ سے عمر حضرت قاطعہ ہوا ۱۸ سال ۷ دن ہونا	۱۳۵
۳۳	پانچ قمیص دفات قاطعہ ہوا چھ مہینہ پر سوم ماہ رمضان شنبہ ۱۱۷۱ھ کا ذکر	۱۳۶	۳۳	پانچ قمیص دفات قاطعہ ہوا چھ مہینہ پر سوم ماہ رمضان شنبہ ۱۱۷۱ھ کا ذکر	۱۳۶
۳۴	اور عمر قاطعہ ہوا ۲۸ سال کا ذکر	۱۳۷	۳۴	اور عمر قاطعہ ہوا ۲۸ سال کا ذکر	۱۳۷
۳۵	زہری سے دفات قاطعہ دفات النبی سے تین مہینہ پر ہونا	۱۳۸	۳۵	زہری سے دفات قاطعہ دفات النبی سے تین مہینہ پر ہونا	۱۳۸
۳۶	اور حضرت عائشہ سے دفات قاطعہ دو مہینہ پر ہونا	۱۳۹	۳۶	اور حضرت عائشہ سے دفات قاطعہ دو مہینہ پر ہونا	۱۳۹
۳۷	اور امام ابو بکر احمد بن نصر سے کل عمر خلیفہ کی اٹھارہ سال پچتر دن	۱۴۰	۳۷	اور امام ابو بکر احمد بن نصر سے کل عمر خلیفہ کی اٹھارہ سال پچتر دن	۱۴۰
۳۸	یعنی مکہ میں آٹھ سال مدینہ میں بیس سال بعد دفات النبی ۷ دن کا ذکر	۱۴۱	۳۸	یعنی مکہ میں آٹھ سال مدینہ میں بیس سال بعد دفات النبی ۷ دن کا ذکر	۱۴۱
۳۹	واقعی سے تیسری ماہ رمضان سال ۱۱۷۱ھ مہینہ پر چھ ۲۹ سال کا ذکر	۱۴۲	۳۹	واقعی سے تیسری ماہ رمضان سال ۱۱۷۱ھ مہینہ پر چھ ۲۹ سال کا ذکر	۱۴۲
۴۰	ازردی صاحب صحیح روایت سے دفات رسول کے وقت عائشہ ۹ سالہ	۱۴۳	۴۰	ازردی صاحب صحیح روایت سے دفات رسول کے وقت عائشہ ۹ سالہ	۱۴۳
۴۱	واقعی مکیوم ماہ رمضان شنبہ کو ۱۲ ربیع الاول ۹ ذیحجہ عرفہ اور	۱۴۴	۴۱	واقعی مکیوم ماہ رمضان شنبہ کو ۱۲ ربیع الاول ۹ ذیحجہ عرفہ اور	۱۴۴
۴۲	۲۵ ذیقعدہ شنبہ پر منحصر ہونا	۱۴۵	۴۲	۲۵ ذیقعدہ شنبہ پر منحصر ہونا	۱۴۵
۴۳	ابن حبان سے ۳۰ جمادی الثانی سال ۱۱۷۱ھ یوم جمعہ دفات ابو بکر	۱۴۶	۴۳	ابن حبان سے ۳۰ جمادی الثانی سال ۱۱۷۱ھ یوم جمعہ دفات ابو بکر	۱۴۶
۴۴	۲۳ جمادی الثانی سال ۱۱۷۱ھ جمعہ ۲۳ صفر سال ۱۱۷۱ھ جمعہ پر منحصر ہونا	۱۴۷	۴۴	۲۳ جمادی الثانی سال ۱۱۷۱ھ جمعہ ۲۳ صفر سال ۱۱۷۱ھ جمعہ پر منحصر ہونا	۱۴۷
۴۵	واقعی کا ش بخاری و مسلم کے اکابر محدثین میں شمار ہونا	۱۴۸	۴۵	واقعی کا ش بخاری و مسلم کے اکابر محدثین میں شمار ہونا	۱۴۸
۴۶	نمبر (۶) ابن ہشام	۱۴۹	۴۶	نمبر (۶) ابن ہشام	۱۴۹
۴۷	پانچ بیویوں باقی ذیقعدہ یعنی ۲۵ ذیقعدہ کو رسول کے سفر حج کی ہجرت	۱۵۰	۴۷	پانچ بیویوں باقی ذیقعدہ یعنی ۲۵ ذیقعدہ کو رسول کے سفر حج کی ہجرت	۱۵۰
۴۸	ماہ صفر کے باقی بیویوں میں ابتداء مرض النبی کا ذکر	۱۵۱	۴۸	ماہ صفر کے باقی بیویوں میں ابتداء مرض النبی کا ذکر	۱۵۱
۴۹	عبداللہ بن ہشام کا امام و محدث و مورخ و حافظ و ثقہ ہونا	۱۵۲	۴۹	عبداللہ بن ہشام کا امام و محدث و مورخ و حافظ و ثقہ ہونا	۱۵۲
۵۰	نمبر (۷) محمد ابن سعد	۱۵۳	۵۰	نمبر (۷) محمد ابن سعد	۱۵۳
۵۱	ابن سعد کا شل امام بخاری وغیرہ کے فتنہ و محدثین سے ہونا	۱۵۴	۵۱	ابن سعد کا شل امام بخاری وغیرہ کے فتنہ و محدثین سے ہونا	۱۵۴
۵۲	ابن عباس کی روایت سے پانچ بیویوں باقی ذیقعدہ یوم شنبہ کیا	۱۵۵	۵۲	ابن عباس کی روایت سے پانچ بیویوں باقی ذیقعدہ یوم شنبہ کیا	۱۵۵
۵۳	سفر حج -	۱۵۶	۵۳	سفر حج -	۱۵۶
۵۴	ابن عباس اور حضرت جابر سے ۲۰ ذیحجہ صبح کو داخلہ مکہ معظمہ اور فاذحج	۱۵۷	۵۴	ابن عباس اور حضرت جابر سے ۲۰ ذیحجہ صبح کو داخلہ مکہ معظمہ اور فاذحج	۱۵۷
۵۵	ابن عباس سے ذوالحجہ میں طہر کے وقت حج کے لیے لبیک ہونا	۱۵۸	۵۵	ابن عباس سے ذوالحجہ میں طہر کے وقت حج کے لیے لبیک ہونا	۱۵۸
۵۶	سریہ اسامہ بن زید اور ۲۰ صفر شنبہ ۲ صفر شنبہ	۱۵۹	۵۶	سریہ اسامہ بن زید اور ۲۰ صفر شنبہ ۲ صفر شنبہ	۱۵۹
۵۷	۲۸ صفر چار شنبہ کے دن سوئی راکہ مرض کا آغاز	۱۶۰	۵۷	۲۸ صفر چار شنبہ کے دن سوئی راکہ مرض کا آغاز	۱۶۰
۵۸	۲۹ صفر شنبہ کو اسامہ کیلئے خود حضرت کا جگر ڈال دیا جس کا علاج	۱۶۱	۵۸	۲۹ صفر شنبہ کو اسامہ کیلئے خود حضرت کا جگر ڈال دیا جس کا علاج	۱۶۱
۵۹	اور ابو بکر و عمر و ابو عبیدہ وغیرہ کو اسامہ کے ہمراہ جانے کیلئے اتھارت	۱۶۲	۵۹	اور ابو بکر و عمر و ابو عبیدہ وغیرہ کو اسامہ کے ہمراہ جانے کیلئے اتھارت	۱۶۲
۶۰	اسامہ کے سرداری پر دو گویا آپس میں گفتگو کرنا	۱۶۳	۶۰	اسامہ کے سرداری پر دو گویا آپس میں گفتگو کرنا	۱۶۳
۶۱	رسول کا گھٹو صحابہ کی خبر سے غضبناک ہو کر خطبہ دینا	۱۶۴	۶۱	رسول کا گھٹو صحابہ کی خبر سے غضبناک ہو کر خطبہ دینا	۱۶۴
۶۲	خطبہ کا دن یوم شنبہ کو اسے اولاد میں لا کر بارہ ربیع الاول در شنبہ ہونا	۱۶۵	۶۲	خطبہ کا دن یوم شنبہ کو اسے اولاد میں لا کر بارہ ربیع الاول در شنبہ ہونا	۱۶۵
۶۳	یوم شنبہ کو بارہ دیگر اسامہ کی سرداری میں صحابہ کے جانے کی تاکید ہونا	۱۶۶	۶۳	یوم شنبہ کو بارہ دیگر اسامہ کی سرداری میں صحابہ کے جانے کی تاکید ہونا	۱۶۶
۶۴	یکشنبہ کو رسول خدا پر شدت مرض اور اسامہ کا فکر سے آنا اور اس کا	۱۶۷	۶۴	یکشنبہ کو رسول خدا پر شدت مرض اور اسامہ کا فکر سے آنا اور اس کا	۱۶۷
۶۵	دو شنبہ کو مرض النبی میں افتاء اسامہ کا رسول خدا سے آخری نصیحت	۱۶۸	۶۵	دو شنبہ کو مرض النبی میں افتاء اسامہ کا رسول خدا سے آخری نصیحت	۱۶۸
۶۶	۲ ربیع الاول دو شنبہ بعد دال شمس دفات کا ذکر	۱۶۹	۶۶	۲ ربیع الاول دو شنبہ بعد دال شمس دفات کا ذکر	۱۶۹
۶۷	ابن عمر سے اسامہ کی سرداری میں ابو بکر و عمر کی گفتگو	۱۷۰	۶۷	ابن عمر سے اسامہ کی سرداری میں ابو بکر و عمر کی گفتگو	۱۷۰
۶۸	عبدالوہاب اور ابن سعد کی توثیق	۱۷۱	۶۸	عبدالوہاب اور ابن سعد کی توثیق	۱۷۱
۶۹	۲۹ صفر چار شنبہ کا ذکر ان ۱۲ ربیع الاول شنبہ صبح ۱۰ ربیع الاول شنبہ صبح	۱۷۲	۶۹	۲۹ صفر چار شنبہ کا ذکر ان ۱۲ ربیع الاول شنبہ صبح ۱۰ ربیع الاول شنبہ صبح	۱۷۲
۷۰	۲۸ صفر چار شنبہ کا ذکر ان ۱۲ ربیع الاول شنبہ صبح ۱۰ ربیع الاول شنبہ صبح	۱۷۳	۷۰	۲۸ صفر چار شنبہ کا ذکر ان ۱۲ ربیع الاول شنبہ صبح ۱۰ ربیع الاول شنبہ صبح	۱۷۳
۷۱	چار شنبہ کو مرض النبی اور تیرہ ربیع الاول شنبہ کی روایت	۱۷۴	۷۱	چار شنبہ کو مرض النبی اور تیرہ ربیع الاول شنبہ کی روایت	۱۷۴
۷۲	عبداللہ بن محمد اور محمد بن عمر اور عمر بن علی کی توثیق	۱۷۵	۷۲	عبداللہ بن محمد اور محمد بن عمر اور عمر بن علی کی توثیق	۱۷۵
۷۳	عبداللہ بن محمد بن عمر بن عمر بن علی کی مدایت کا سیرت و مباحثی سے ذکر	۱۷۶	۷۳	عبداللہ بن محمد بن عمر بن عمر بن علی کی مدایت کا سیرت و مباحثی سے ذکر	۱۷۶
۷۴	عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی سے ۲۸ صفر چار شنبہ میں مرض النبی	۱۷۷	۷۴	عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی سے ۲۸ صفر چار شنبہ میں مرض النبی	۱۷۷
۷۵	ابن سعد کا عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب ۲۸ صفر چار شنبہ	۱۷۸	۷۵	ابن سعد کا عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب ۲۸ صفر چار شنبہ	۱۷۸
۷۶	میں شکایت مرض النبی	۱۷۹	۷۶	میں شکایت مرض النبی	۱۷۹
۷۷	۱۲ ربیع الاول شنبہ کو دو شنبہ ہونا	۱۸۰	۷۷	۱۲ ربیع الاول شنبہ کو دو شنبہ ہونا	۱۸۰
۷۸	ابن طاووس کے واسطے ابن عباس سے بارہ ربیع الاول کی روایت	۱۸۱	۷۸	ابن طاووس کے واسطے ابن عباس سے بارہ ربیع الاول کی روایت	۱۸۱
۷۹	محمد بن عبداللہ کا زہری معروہ کے واسطے عائشہ سے بارہ ربیع الاول کی	۱۸۲	۷۹	محمد بن عبداللہ کا زہری معروہ کے واسطے عائشہ سے بارہ ربیع الاول کی	۱۸۲
۸۰	طاووس داہن طاووس کی توثیق	۱۸۳	۸۰	طاووس داہن طاووس کی توثیق	۱۸۳
۸۱	ابن سعد کا عمر بن علی کے واسطے ابن ابیطالب ۲۸ صفر چار شنبہ	۱۸۴	۸۱	ابن سعد کا عمر بن علی کے واسطے ابن ابیطالب ۲۸ صفر چار شنبہ	۱۸۴
۸۲	کو مرض النبی	۱۸۵	۸۲	کو مرض النبی	۱۸۵
۸۳	محمد بن عبداللہ کا زہری اور عروہ کے طریق عائشہ سے ۲۲ جمادی الثانی	۱۸۶	۸۳	محمد بن عبداللہ کا زہری اور عروہ کے طریق عائشہ سے ۲۲ جمادی الثانی	۱۸۶
۸۴	سلسلہ دفات ابو بکر -	۱۸۷	۸۴	سلسلہ دفات ابو بکر -	۱۸۷
۸۵	ابو بکر کرامت خلافت دو سال تین مہینہ دس راتوں کا ذکر	۱۸۸	۸۵	ابو بکر کرامت خلافت دو سال تین مہینہ دس راتوں کا ذکر	۱۸۸
۸۶	شب بارہ ربیع الاول سلسلہ سے ۲۲ جمادی الثانی سلسلہ تک	۱۸۹	۸۶	شب بارہ ربیع الاول سلسلہ سے ۲۲ جمادی الثانی سلسلہ تک	۱۸۹
۸۷	موت خلافت کا انطباق	۱۹۰	۸۷	موت خلافت کا انطباق	۱۹۰
۸۸	محمد بن عبداللہ کی توثیق زہری کا ذکر بارہ کی توثیق	۱۹۱	۸۸	محمد بن عبداللہ کی توثیق زہری کا ذکر بارہ کی توثیق	۱۹۱
۸۹	طبقات ابن سعد کا مثل طبقات مسلم بن حجاج کے ذکر	۱۹۲	۸۹	طبقات ابن سعد کا مثل طبقات مسلم بن حجاج کے ذکر	۱۹۲
۹۰	ابن سعد کی توثیق	۱۹۳	۹۰	ابن سعد کی توثیق	۱۹۳
۹۱	۲۹ صفر چار شنبہ کے مراجعت ۱۸ ذیحجہ شنبہ ۲۵ ذیقعدہ شنبہ	۱۹۴	۹۱	۲۹ صفر چار شنبہ کے مراجعت ۱۸ ذیحجہ شنبہ ۲۵ ذیقعدہ شنبہ	۱۹۴
۹۲	۱۸ ذیحجہ شنبہ سے ۲۹ صفر چار شنبہ شترن گیارہ ربیع الاول دو شنبہ	۱۹۵	۹۲	۱۸ ذیحجہ شنبہ سے ۲۹ صفر چار شنبہ شترن گیارہ ربیع الاول دو شنبہ	۱۹۵
۹۳	۸۱ دن ہونا	۱۹۶	۹۳	۸۱ دن ہونا	۱۹۶
۹۴	۲۸ صفر اور ۱۲ ربیع الاول تک چودہ دن ہونا	۱۹۷	۹۴	۲۸ صفر اور ۱۲ ربیع الاول تک چودہ دن ہونا	۱۹۷
۹۵	۲۸ صفر چار شنبہ کا چودہ دن ۱۲ ربیع الاول شنبہ ہونا	۱۹۸	۹۵	۲۸ صفر چار شنبہ کا چودہ دن ۱۲ ربیع الاول شنبہ ہونا	۱۹۸
۹۶	شب ۲۹ صفر اور گیارہ راتیں ربیع الاول کی یہ بارہ بیویوں گزرے	۱۹۹	۹۶	شب ۲۹ صفر اور گیارہ راتیں ربیع الاول کی یہ بارہ بیویوں گزرے	۱۹۹
۹۷	وفات النبی صبح	۲۰۰	۹۷	وفات النبی صبح	۲۰۰
۹۸	ابن سعد کا عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی کے واسطے سیرت و مباحثی سے ذکر	۲۰۱	۹۸	ابن سعد کا عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی کے واسطے سیرت و مباحثی سے ذکر	۲۰۱
۹۹	اور خطاب علی علیہ السلام سے وفات النبی دو شنبہ دس مہینہ کا ذکر	۲۰۲	۹۹	اور خطاب علی علیہ السلام سے وفات النبی دو شنبہ دس مہینہ کا ذکر	۲۰۲
۱۰۰	جناب خلیفہ حضرت عیسیٰ کا ۴۰ سال اور رسول مقبول ۲۰ سال کیلئے مبعوث ہونا	۲۰۳	۱۰۰	جناب خلیفہ حضرت عیسیٰ کا ۴۰ سال اور رسول مقبول ۲۰ سال کیلئے مبعوث ہونا	۲۰۳

نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ	نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ
۳۳۱	رسول کے ۲۳ سال پر نزول قرآن میں سال قیام مکہ معظمہ کا ذکر		۳۳۱	دوسری حدیث ثقلین اور لفظ امر میں حدیث ولایت کا ثمول	
"	بروایت دیگر بعد نزول قرآن میں سال قیام مکہ میں گزرنا	۱۳۹	"	نمبر (۸) امام احمد	
"	بروایت صحیح بخاری میں جس کے کہ اور میں سال مدینہ کے ہونا		۳۳۲	عبداللہ بن یزید بن عیینہ کے واسطہ عائشہ سے پانچ شبوں کی ذیقعدہ	۱۵۶
"	لبنہ عائشہ و سعید بن مسیب ۶۳ سال پر وفات النبی		"	میں سفر حج	
"	بروایت طبری ۶۳ سال پر وفات النبی		"	۲۵ ذیقعدہ کو چار رکعت نماز فطر کے بعد ذوالحلیفہ تک سفر	
"	بروایت طبری ۶۳ سال پر نزول قرآن سے مکہ میں سال	۱۵۰	"	انس کی ولایت سے مدینہ میں چار رکعت فطر و ذوالحلیفہ میں دو رکعت قصر	
"	مدینہ میں ۱۰ سال		"	۲۵ ذیقعدہ تا ۱۰ سفر حج میں جمعہ ہوتا	
"	بروایت ابو الحالیہ بعد وحی ۱۰ سال قیام مکہ کا ذکر		"	آپ تکمیل کا عشرہ عرفہ یوم جمعہ میں نازل ہونے کی روایت	۱۵۷
"	تین سال تک پوشیدہ طور پر چوتھے سال سے ۱۰ سال تک		"	۹ ذیحجہ عرفہ کو چار رکعت سے ۲۵ ذیقعدہ کو جمعہ ہونے کی حقیقت	
"	علی الاعلان تبلیغ آیہ و انذار عشائیر تک الا قریب		"	یوم عرفہ اور ۲۵ ذیقعدہ میں یوم جمعہ کا روایت انس سے بظاہر	
"	کے نزول پر اعلان سے دعوت اسلام		۳۳۷	سورہ مائدہ کا مصل پر بحالت سہری ناقہ سفر میں نزول	۱۵۸
۳۳۲	اول تبلیغ میں رسول کا علی کیلئے اخی و وصی و خلیفہ فرما	۱۵۱	"	کامل سورہ مائدہ کے نزول کی روایت	
"	پہلی تبلیغ کے وقت علی ۱۳ سال کی عمر میں خلافت کا ذکر		"	عبداللہ بن عمر و کے بیاض کا نام صادقہ کا ذکر	
"	عائشہ کا آیہ موصوفہ کی غلط تفسیر سے علی کے فضیلت کا انفا		۳۳۸	کل سورہ مائدہ کے لفظ میں آیہ تبلیغ کا ثمول	۱۵۹
"	تبلیغ اول کے وقت عائشہ کا موجود ہونا		"	آیہ تبلیغ کا براہین عازب کے یوم غدیر میں نزول اور حدیث ولایت	
۳۳۳	تردبی سے اول تبلیغ کے وقت علی کا بن گیا و سال کی حقیقت	۱۵۲	"	اور عمر کا حدیث ولایت پر جناب امیر کو تنہا	
"	اول تبلیغ سے ۱۲ ربیع الاول ہجرت میں بظاہر مدینہ میں کثرت کی کمال کا ذکر		"	عفان بن مسلم رواۃ احمد و بخاری کی توثیق	
"	۱۲ ربیع الاول سلسلہ سے ۱۲ ربیع الاول سلسلہ تک جس میں کثرت		۳۳۹	امام احمد کا بواسطہ عفان بن ابی ہریرہ عازب سے حدیث غدیر	۱۶۰
"	ابن سعد سے علی کا دس سال کی عمر میں اسلام اور نماز چارہ رسول کے ذکر		"	حدیث غدیر مذکورہ میں عمر کا ولایت جناب امیر پر تہنیت	
"	بعد خدیجہ حضرت علی کا اول اسلام میں داخلہ	۱۵۳	"	عبداللہ بن احمد کا بواسطہ ابو ہریرہ بن عذاب سے حدیث غدیر	
۳۳۴	تو کہ جاتے وقت علی کا بنز لہ فیغیر ہونے کا ذکر		"	ابو ہریرہ بن خالد کا بواسطہ ابی ہریرہ بن عذاب سے حدیث غدیر	
"	بروایت ابن سعد کا یہ و اخصم بحبل اللہ کی تفسیر میں حدیث ثقلین		"	ابو ہریرہ بن خالد کی توثیق	
"	بلفظ امر میں		۳۴۰	امام احمد کا عفان اور ابو ہریرہ کے واسطہ زید بن ارقم سے حدیث غدیر	۱۶۱
"	خزل روایت جو کہ سورہ برآۃ کی روایت میں لفظ لا بد ہوتا		"	ابو ہریرہ کی توثیق	
"	ابو سعید خدری کے روایت میں امیر سے کتاب اللہ و حق تعالیٰ کی تہی		۳۴۱	محمد بن جعفر و شعبہ سے بواسطہ سمیع بن ابی عبداللہ یزید بن ارقم سے حدیث غدیر	۱۶۲
۳۳۵	عزری اہل بیت کی کتاب اللہ سے تاورد و حوض کوثر جدا ہونا۔	۱۵۴	"	محمد بن جعفر الملقب ببنہ رجال بخاری کی توثیق	
"	قریب وفات کے حدیث ثقلین۔		"	تردبی کا بخاری کی سند سے شعبہ امیر امین نے احادیث کثرت	
"	ابن سعد کا ہاشم بن قاسم و محمد بن طلحہ کے واسطہ عیش کے سند عطیہ		"	حسین بن محمد کی توثیق	
"	و ابو سعید خدری سے حدیث ثقلین۔		۳۴۲	امام احمد کا حسین بن محمد کے واسطہ ابو طلحہ بن زید بن ارقم سے حدیث غدیر	۱۶۳
"	ہاشم بن قاسم اور محمد بن طلحہ اور عیش کی توثیق		"	اور ۳ صحابہ کی شہادت ابو نعیم کے بغیر صحابہ کی شہادت بیان کرنا	
"	عطیہ بن مسعود کے صحابہ ہونے کی توثیق		"	ابو نعیم شیخ بخاری کی توثیق	
"	امام اسمعیلی کی توثیق		"	امام احمد کا زید بن ارقم سے حدیث ثقلین کتاب اللہ و حق تعالیٰ کی تہی	
"	حدیث ثقلین میں کتاب اللہ و حق تعالیٰ کی تہی کا حبل ممدود ہونا	۱۵۵	"	امام احمد کا ابو سعید سے حدیث ثقلین کتاب اللہ و حق تعالیٰ کی تہی	۱۶۴
"	اور کتاب اللہ و حق تعالیٰ کی تہی کا تاورد و حوض کوثر ملحد ہونا		"	کتاب اللہ و حق تعالیٰ کی تہی کا حبل ممدود ہونا	
"	اس حدیث ثقلین کا عین الاثر میں حق تعالیٰ و رسول		"	اور کتاب اللہ و حق تعالیٰ کی تہی کا تاورد و حوض کوثر جدا ہونا	
"	روایت ابو سعید خدری نے زید بن ارقم سے حدیث ثقلین		"	امام احمد کا زید بن ثابت سے حدیث ثقلین	

نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ	نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ
	خلیفہ تین سے کتاب السنہ و عترتی اہل بیت مراد ہونا			ابن ہمدی کا بواسطہ سفیان قیس بن سلم آئیہ تکمیل کا عرفہ میں دن	۱۴۳
۳۳۳	امام احمد کا ابو حمزہ ہری سے بلند زہیر بن ثابت حدیث خلیفہ تین	۱۶۵	۱۴۳	اور سفیان ابن عیینہ مراد ہونا	
	خلیفہ تین سے کتاب السنہ و عترتی اہل بیت اور ہر دو کا نا حوض ہونا			اور سفیان کا قیس کے موت پر ۱۳ سال کا ہونا	
	حدیث غدیر ۱۲ صحابہ کی گواہی			نیز سفیان ابن عیینہ کا ۷ سال کی عمر میں حدیث لکھنا	
	شریک کی توثیق			ابن ہمدی کا سفیان ابن عیینہ سے روایت کرنا	
۳۴۵	حدیث غدیر میں وارصہ و نصیر واحد لیس حد لکھا ذکر	۱۶۶		سفیان کا اباب تقاسیر سے ہونا	
	عبداللہ بن احمد کا قاری کے واسطے حدیث غدیر اور بابہ اسحاق			سفیان ثوری کا لفظ ثوری کے نسبت سے یا صرف ثوری کے ذکر ہونا	
	علی بن حکیم شیخ بخاری مسلم و نسائی کی توثیق			سفیان کا یوم عرفہ میں یوم جمعہ ہونے کا شک کا کرنا	۱۴۴
	عبید السنہ قاری شیخ بخاری مسلم و ابوداؤد و نسائی کی توثیق			یوم جمعہ کے مشکوک ہونے سے پہلی ذیحہ پختہ کا مشکوک ہونا	
۳۴۶	حدیث غدیر اور بارہ مرد کی گواہی تین شخصوں پر علی کی بردعا	۱۶۷		یکم ذیحہ پختہ سے مراجعت سے ۲۵ ذیقعدہ کو جمعہ اور ۲۵ ذیقعدہ	
	حدیث آخرت اور حدیث منزلت ہارون دارث قرآن	۱۶۸		کو جمعہ ہونے سے عرفہ جمعہ کا بطلان	
	اور وارث حدیث پیغمبر علی علیہ السلام کا ہونا			۲۶ ذیقعدہ سے چار ذیحہ تک ایک ہفتہ میں مکہ سفر نامک ہونا	۳۵۱
	ترمذی کا عبد بن حمید اور عفان کے واسطہ اسحاق بن عمار سے			۲۵ ذیقعدہ سے برویت ۲۹ ذیقعدہ ۴ ذیحہ تک سفر مکہ کا مکمل ہونا	
	امام احمد کا بواسطہ عفان بن کندی سے فاطمہ ادریسہ بن ابیہ			شرح بخاری عینی اور تھلائی اور ابیہ بن ابیہ سے	
۳۴۷	ابو اسطوخمان بن شریح حرمیام سلمہ سے آل محمد کی روایت	۱۶۹		۲۸ صفر چار شنبہ ہونا	
	آل محمد سے علی و فاطمہ حسن و حسین مراد ہونا			ابن اسحاق شیخ الشیوخ بخاری سے ۲۸ صفر چار شنبہ ہونا	
	انھیں آل محمد پر درود اذکار پڑھا جانا			مغلطائی اور ابن اسحاق کی توثیق	
	امام شافعی سے بدوین صلوٰۃ محمد آل محمد نماز ہونے کا ذکر			ابن اسحاق کے ۲۹ صفر پختہ سے یکم ربیع الاول جمعہ ہونا	۳۵۲
	امام جعفر صادق سے کامل سورہ مائدہ کا ستر ہزار فرشتوں کے نزول			۲۹ صفر کا پختہ مراجعت پر ۱۸ ذیحہ پختہ ۹ ذیحہ شنبہ ہونا	۱۴۶
	امام محمد باقر سے سورہ مائدہ کا پختہ کے دن نزول کی حقیقت			عرفہ ۹ ذیحہ کا جمعہ پانچ دن کے فاصلہ سے باطل ہونا	
	مجمع البیان طبری سے ۸۱ یوم کی مدت اور آئہ تکمیل			عینی کا ۸۱ یوم کے روایت میں یوم عرفہ کا تصرف	
۳۴۸	امام جعفر صادق اور امام محمد باقر سے آئہ تکمیل کا غدیر پر نزول	۱۷۰		۹ ذیحہ سے ۲۹ صفر پختہ تک ۸۱ یوم دن ہونا	
	اور آئہ تکمیل کا آخر فرضیہ ہونا			خود عینی حنفی کے ۲۹ صفر پختہ سے دوم ربیع الاول کو پختہ کا شنبہ	
	۱۸ ذیحہ پختہ سے ۲۹ صفر پختہ ۷۰ دن الربیع الاول شنبہ دن			دن ہونے سے عرفہ کو آئہ تکمیل کا نزول باطل ہونا	
	امام احمد بن حنبل کی مدح اور توثیق			پس ۱۸ ذیحہ پختہ سے گیا و ربیع الاول شنبہ ۸۱ دن کا ذکر	
	نمبر (۹) بخاری			ابن جریر کے اصل روایت میں آئہ تکمیل کے نزول کا کسی یوم ہونا	
۳۴۹	عائشہ سے پانچ شہرتی ذیقعدہ یعنی ۲۵ ذیقعدہ کو مفرج کی دعا	۱۷۱		ابن جریر کی روایت میں مجاہد ابن عباس سے روایت کا ذکر	۱۷۷
	بند الن نماز طہر کے بعد مدینہ سے نکلنا			بند مجاہد آئہ الیم یکنس الذین کھرو من و یسکرو الی الیوم اکملہ	
	افس کی روایت سے ۲۵ ذیقعدہ جمعہ ہونا			لکھو دینکم ہونا	
	ذوالحلیفہ میں شب ۲۶ ذیقعدہ کو قیام و نماز قصر			ابن عباس سے آئہ تبلیغ کا واقعہ غدیر میں نازل ہونے کا ذکر	
۳۵۰	سفیان کا بواسطہ سعد قیس بن سلم عرفہ جمعہ میں آئہ تکمیل کا نزول	۱۷۲		واقعہ غدیر خم سے مدت ۸۱ یوم کی مطابقت	
	اور سفیان کا بواسطہ قیس بن سلم آئہ تکمیل کا یوم عرفہ میں نزول			حجاج و ابن جریر کی توثیق	
	سعد قیس کا مرجع ہونا			بند مجاہد آئہ تکمیل کا غدیر خم پر نزول اور رسول کا شکر ہے	۳۵۴
	ابن عباس سے مرجعہ کا اسلام سے کچھ نصیب ہونا			مجاہد کی توثیق امام صاحبانی کی مدح تفسیر ابیہ القرآن کی توثیق	
	مرجعہ کا خوارج میں داخل ہونا			تقام نہ شاپوری سے آئہ تبلیغ کا بند ابوسعید خدری بن عباس و	
	خوارج کا امام حق پر خروج کرنے کا ذکر			برابر ابن عباس و امام محمد باقر یوم غدیر خم میں نزول	

نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ	نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ
۳۵۵	حدیث ولایت واقعہ غدیر میں عمر کا جناب امیر کو تہنیت	۱۵۹	۳۵۱	سیرت شامی سے ۲۶ صفحہ دوشنبہ ۲۸ صفحہ چار شنبہ ۲۹ صفحہ پنجشنبہ ہونا	۱۸۵
۳۵۶	کتاب درر السطین سے بندہ برادر بن عازب تہنیت غدیر کا ۱۸ صفحہ پنجشنبہ ہونا	۱۵۹	۳۵۲	ابن حجر عسقلانی سے لہند واقدی بیوم ماہ رمضان سہشنبہ	۱۸۶
۳۵۷	کتاب درر السطین کی توثیق	۱۸۰	۳۵۳	اور فتح الباری سے ۲۸ صفحہ چار شنبہ کو رسول کا بیچارہ ہونا ۲۹ صفحہ کو پنجشنبہ	۱۸۶
۳۵۸	برادر بن عازب کے ۱۸ صفحہ پنجشنبہ سے ۲۹ صفحہ کو پنجشنبہ ہونا اول دوشنبہ ہونا	۱۸۰	۳۵۴	زرقانی سے بروایت جناب امیر ۲۸ صفحہ چار شنبہ	۱۸۶
۳۵۹	محمد بن کعب سوہ ماہدہ کا حجر اوداع میں درسیان مکہ مدینہ کے نزول	۱۸۱	۳۵۵	زرقانی کی طرح	۱۸۶
۳۶۰	آیہ تکمیل کا عمر بن خطاب یوم عہد عشیہ جمعہ میں انہوں نے کا ذکر	۱۸۱	۳۵۶	۲۹ صفحہ پنجشنبہ ۱۸ صفحہ معارج النبوة سے تالیف	۱۸۶
۳۶۱	ابن مردویہ سے لہند ابو سعید خدری ابو ہریرہ سے آیہ تکمیل کا یوم غدیر میں	۱۸۱	۳۵۷	۲۹ صفحہ پنجشنبہ ۱۸ صفحہ یوم غدیر خم میں پنجشنبہ	۱۸۶
۳۶۲	آیہ واللہ یعصمکم من الناس کا لہند ابو ہریرہ سے نومرغ نازل ہونا	۱۸۱	۳۵۸	۱۸ صفحہ پنجشنبہ کا بیاض شام دن ۱۲ ربیع الاول سہشنبہ	۱۸۶
۳۶۳	اتقان سیوطی - ابن مردویہ - ابن جبار کی توثیق	۱۸۱	۳۵۹	تفسیر درمنثور سیوطی سے ۸۱ یوم کی بات کسی دن کے روایت کا ذکر	۱۸۶
۳۶۴	سورہ مائدہ اور آیہ تکمیل کے نزول ۱۸ صفحہ یوم غدیر میں جمعیت	۱۸۱	۳۶۰	اور ابن ابی حاتم ابن مردویہ و ابن عساکر سے لہند ابو سعید خدری کی تبلیغ کا ذکر	۱۸۶
۳۶۵	ابن مردویہ سے واسطہ ابو ہریرہ سے ابوسعید خدری سے آیہ تکمیل کا	۱۸۱	۳۶۱	معارج النبوة اور تفسیر درمنثور سیوطی کی توثیق	۱۸۶
۳۶۶	غدیر خم میں نیز ابو ہریرہ سے ۱۸ صفحہ یوم غدیر میں نزول کی روایت	۱۸۱	۳۶۲	ابن ابی حاتم اور ابن عساکر کی توثیق	۱۸۶
۳۶۷	یکم ذی الحجہ پنجشنبہ سے یکم ذی الحجہ دوم صفحہ کی نقل سے ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کا	۱۸۱	۳۶۳	رعنی کا لہند ابن عباس سے آیہ تبلیغ کا ولایت جناب امیر میں نزول	۱۸۶
۳۶۸	اہالی مکہ کے ۲۹ ذیقعدہ چار شنبہ کی روایت سے یکم ذی الحجہ پنجشنبہ	۱۸۱	۳۶۴	سورہ مائدہ سے تبلیغ کا ۱۸ صفحہ پنجشنبہ میں نازل ہونے کی تطبیق	۱۸۶
۳۶۹	اہالی مدینہ کے ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کی روایت سے یکم ذی الحجہ جمعہ ہونا	۱۸۱	۳۶۵	تاریخ غیبی سے مدینہ سورہ نکاح ترتیب وار ذکر	۱۸۶
۳۷۰	فتح الباری شرح بخاری کا مثل متن بخاری کے ہونا	۱۸۱	۳۶۶	امام رعنی صاحب تفسیر مطالع الزوار التشریح و تاریخ غیبی کی توثیق	۱۸۶
۳۷۱	یکم ذی الحجہ جمعہ سے ۹ ذی الحجہ عرفہ شنبہ ۱۸ صفحہ دوشنبہ ہونا	۱۸۱	۳۶۷	سورہ صافات کا آخر سورہ سورہ بارات اور سورہ صافات کا آخر سورہ سورہ مائدہ	۱۸۸
۳۷۲	ابن عباس سے سورہ مائدہ و آیہ تکمیل کا ۱۸ صفحہ یوم غدیر میں نزول کی حقیقت	۱۸۱	۳۶۸	بخاری سے باب سورہ مائدہ میں آیہ تکمیل	۱۸۸
۳۷۳	سورہ مائدہ کا آیہ الیوم یبئس الذین کفروا میں دیکھ کر مدینہ ہونا	۱۸۱	۳۶۹	عکرمہ کے واسطہ عمر بن خطاب سورہ مائدہ کا عرفہ موافق جمعہ میں نزول	۱۸۸
۳۷۴	مائدہ کے مدینہ ہونے سے حجۃ اوداع میں درمیان مکہ مدینہ مراد ہونا	۱۸۱	۳۷۰	سورہ مائدہ کا عرفہ موافق جمعہ سے آیہ تبلیغ و تکمیل کا اخفا	۱۸۸
۳۷۵	پس آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول یوم عرفہ میں قطعاً غلط ہونا	۱۸۱	۳۷۱	عکرمہ کی قدر	۱۸۸
۳۷۶	تفاسیر زعفرانی و شان و مدارک حسینی سے الیوم یبئس الذین کفروا کا	۱۸۱	۳۷۲	خود عکرمہ کی روایت سے عرفہ میں جمعہ ہونا اور سورہ مائدہ کا مکمل ہونا	۱۸۸
۳۷۷	بھی عرفہ جمعہ سے مکہ ہونا	۱۸۱	۳۷۳	حجاج بن منہال کے واسطہ قتادہ سے سورہ مائدہ کا مدنی ہونا	۱۸۸
۳۷۸	تفسیر حسینی سے آیہ موصوفہ کا ناقص غرضاً پر بعد نماز عصر نازل ہونا	۱۸۱	۳۷۴	حجاج بن منہال فتح بخاری کی توثیق	۱۸۸
۳۷۹	نیز الیوم یبئس الذین کفروا میں دیکھ کر کے بعد اوداع حضرت کا ذکر ہونا	۱۸۱	۳۷۵	سورہ مائدہ میں آیہ تبلیغ اور اس کا آخر حصہ واللہ یعصمکم	۱۸۹
۳۸۰	روضۃ الشہداء کے ۲۸ صفحہ چار شنبہ سے دوم ربیع الاول شنبہ کا ذکر	۱۸۱	۳۷۶	من الناس ہونا	۱۸۹
۳۸۱	۹ ذی الحجہ اکاٹھواں دن دوم ربیع الاول پر واقع ہونا	۱۸۱	۳۷۷	آیہ تبلیغ میں لفظان علیا مولی المؤمنین ابن مسعود سے مروی ہونا	۱۸۹
۳۸۲	تفسیر موابیل علیہ المعروفہ تفسیر حسینی اور روضۃ الشہداء کی توثیق	۱۸۱	۳۷۸	ہمام قتادہ ابن مردویہ، ابراہیم حوینی کی توثیق	۱۸۹
۳۸۳	روضۃ الشہداء سے رسوخ کا ۲۸ صفحہ چار شنبہ یا ہر چوکچہ کا دن بتلانا	۱۸۱	۳۷۹	ابو ہریرہ سے آیہ واللہ یعصمکم من الناس کا عرفہ میں	۱۸۹
۳۸۴	بارہ ربیع الاول کو چودہویں دن سہشنبہ ہونا	۱۸۱	۳۸۰	آیہ تبلیغ کا لہند ابن عباس سے یوم غدیر اور ابو ہریرہ و ابو سعید خدری علی کے	۱۹۰
۳۸۵	گیارہ ربیع الاول دوشنبہ سے یکم ربیع الاول جمعہ ۲۹ صفحہ پنجشنبہ ۱۸ صفحہ پنجشنبہ	۱۸۱	۳۸۱	شان میں یوم غدیر خم نزول	۱۹۰
۳۸۶	۸۱ دن ہونا	۱۸۱	۳۸۲	نصیر المہمہ کا ابن صباغ مالکی سے توثیق	۱۹۰
۳۸۷	حضرت عائشہ و ابن عمر و سعید بن مسیب سے ۱۲ ربیع الاول کو بیعت ابو بکر	۱۸۱	۳۸۳	ابن کثیر سے آیہ تبلیغ کا مدینہ ہونا	۱۹۰
۳۸۸	عینی شارح بخاری کا لہند واقدی ۲۸ صفحہ چار شنبہ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ	۱۸۱	۳۸۴	آیہ تبلیغ کا چھ صباغ سے یوم غدیر میں و باب علی نزول	۱۹۰
۳۸۹	تاریخ الخلفاء سیوطی اور میرالدین عینی شارح بخاری کی توثیق	۱۸۱	۳۸۵	بخاری کے با تفسیر سورہ مائدہ میں آیہ تبلیغ کے نزول کی حقیقت	۱۹۰
۳۹۰	سبل الہدی والرشاد (سیرت شامی) محمد بن یوسف کی توثیق	۱۸۱	۳۸۶	تفسیر ابن کثیر سے سورہ مائدہ کا آخر تشریح قرآن سے ذکر	۱۹۰

صفحہ	مضامین کتاب تکمیل	نمبر شمار	صفحہ	مضامین کتاب تکمیل	نمبر شمار
۱۹۹	تیسری حدیث سے رسول کا عمر اور صحابہ کو اٹھا دینا	۳۷۳	۱۹۱	شرح بخاری سے سورہ مادہ کا حجتہ الوداع میں ۴۰۰ مہینوں کے مدینہ نزل	۳۷۷
	حدیث جابر سے طلب قرطاس میں عمر کی مخالفت			غیر ہم کا درمیان مکہ و مدینہ ہونے کا ذکر	
۲۰۰	تاریخ صفدی سے عی کا امام امت اور خلیفہ رسول ہونا	۳۷۴		ارشاد الساری شرح بخاری اور ابوبکر لدنیہ قسطلانی کی توثیق	
	اور عمر کا ابو بکر کیلئے اخفا کرنا			عمدة القاری شرح بخاری عینی حنفی کا شروع مشہورہ سے ذکر	
	مورخ صفدی کی مدح			علامہ قسطلانی سے کل سورہ مادہ کے نزول کا شرح بخاری میں ذکر	
	بخاری کا عائشہ کے سند سے ابو بکر کا دو شنبہ کے شام شب شنبہ میں			دار یعقوب لاہوری سے حدیث غیر یابین مکہ و مدینہ کا تو اتر ہونا	
۲۰۱	تاریخ بخاری سے ۲۲ جمادی الثانی سال ۶۳۰ وفات ابو بکر	۳۷۵	۱۹۲	اور حدیث غیر کا حجتہ الوداع کے مراجعت میں یابین مکہ و مدینہ کے ذکر	۳۷۸
	ابو بکر کے اور روایت کے وقت وفات آخریوم کے آخر وقت میں تطبیق			تیسرین ارقم کی روایت صحیح مسلم سے یوم غیر ختم یابین مکہ و مدینہ ہونا	
	بخاری کی روایت باب موت یوم الاقصین کی شرح			محمد بن کعب قرقی سے سورہ مادہ کا حجتہ الوداع یوم غیر میں تطبیق	
	ابو بکر کا عائشہ سے حضرت کے دن وفات کو پوچھنا			عینی حنفی کا امام واحدی سے آیہ تبلیغ کا دو تابعی صحابی یوم غیر نزل	
	نیز تعداد کھن کا حضرت عائشہ سے دریافت کی حقیقت			امام واحدی کے اسباب النزول کی توثیق	
	ابو بکر کا کفن دفن پیغمبر میں شریک ہونے کا ذکر		۱۹۳	شرح بخاری عینی سے بند امام محمد باقر تبلیغ کا علی کے شان میں نزول	۳۷۹
	حافظ ابن حجر شنب چہار شنبہ میں رسول خدا کا دفن			اسی آیہ تبلیغ کے نزول پر رسول کا خطبہ	
	ابن حجر کی توثیق			خدیفہ بن اسید یازید بن ارقم دانی روایت صحیح ترمذی سے اور	
۲۰۲	اسد الغابہ سے بند انس آخریوم دو شنبہ کے آخر وقت وفات نبی	۳۷۶		حدیث غیر کا صرف ایک کلمہ ہونا	
	اور ابو عمر سے ۲۸ صفر سال ۶۳۰ چہار شنبہ کو مرض البنی		۱۹۴	خدیفہ یازید بن ارقم سے خطبہ یوم غیر حدیث ولایت و نقلین	
	پھر دو شنبہ کو دن چڑھے وفات اور اسی وقت ۱۲ بیع الاول کو جمعہ		۱۹۵	ضیاء و غمخوارہ و یوم کبیر طبرانی کی توثیق	
	اور دفن بروز شنبہ بعد دو پہر یا شنب چہار شنبہ			زرقانی سے حدیث غیر میں لفظ اور انھی معنی دار	
	وفات البنی کا فضل سرامین واقع ہونے کا ذکر			صحیح ترمذی سے لفظ اور انھی معنی دار اور شرطین	
	انس کی روایت سے ابو بکر کی خلافت وفات البنی میں ہونے سے			پوری حدیث غیر کا طریق صحیح سے ذکر	
	پھر دن چڑھے یعنی صبحی کا لانا		۱۹۶	دارقطنی سے بند سعد ابو بکر و عمر کا حدیث ولایت غیر پر تہنیت	۳۸۰
	ابن اثیر کی توثیق ابو عمر ابن عبد البر کا ترجمہ			حافظ دارقطنی کی توثیق	
	ابن اسحاق سے ۲۸ صفر سال ۶۳۰ چہار شنبہ ۲۹ صفر چہار شنبہ ہونا			صالح النبوة و مراۃ المؤمنین و حبیب الیہ سے اصحاب انوار کے غیر	
	ابن کثیر کا اسد الغابہ کی تقلید پر وفات البنی صبحی کے وقت لانا			و عمر سے حدیث غیر ختم پر تہنیت	
۲۰۳	۱۲ بیع الاول کو بیت ابو بکر عقیقہ پھر مسجد نبوی بعد جمعیت عامہ	۳۷۷	۱۹۷	نویجیہ کے دن ۱۲ ذی الحجہ کے اٹھنی دن پر گیارہ بیع الاول دو شنبہ ہونا	۳۸۱
	بروایت عروہ ابو بکر و عمر کا دفن البنی میں نہ آنا			ابو بکر کی عقیقہ غیر ختم کے نزول پر اکاظمین دن وفات البنی	
	سقیفہ کا ذکر لغت میں			ابن عباس کی روایت اکاظمی دن کا یوم غیر سے صحیح ہونا	
	جمعیت عامہ سر شنبہ کا ذکر			واقعہ غیر میں آیت گیل پر حضور سر و عالم کا شکر	
	دفن البنی بعد وہ پہر شنبہ اور شنب چہار شنبہ کی حقیقت			وفات پیغمبر کے دن ابو بکر کا مدینہ سے باہر اپنے مکان دو میل پر جانا	
	ابو بکر اور عمر کا دفن البنی کے وقت نہ حاضر ہونے کی حقیقت			انس کے سند سے وفات کا بروز دو شنبہ آخریوم کے آخر وقت ہونا	
	ابن اسحاق سے دو سال تین مہینہ نورایت مدت خلافت ابو بکر			برہایت بخاری انس کے سند سے آخریوم دو شنبہ پر وفات البنی	
	بارہ ربیع الاول ۲۸ صفر کا چودھواں دن شنبہ ہونا		۱۹۸	بند حضرت عائشہ وفات البنی کے وقت ابو بکر کا موضع سخن میں ہونا	۳۸۲
	ابن اسحاق کی توثیق			صحیح بخاری سے بند ابن عباس میں بھی احتضار کے دن طلب قرطاس	
۲۰۴	ابن سعد کی مخرج پورے اسناد سے بند عائشہ دو شنبہ جمادی الثانی	۳۷۸		دومری حدیث ابن عباس میں بھی احتضار کے دن طلب قرطاس	
	ابو بکر کا بعلیہ ہونا			پھر دو حدیث سے عمر کا حسب کتاب اسد کہنا	

نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ	نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ
۳۷۸	۲۲ جمادی الثانی آٹھ راتوں باقی سلسلہ شب رشتہ میں وفات ابو بکر مت خلافت اول دو سال تین مہینہ دس راتوں کا ذکر سنہ فیل کے تین سال بعد ابو بکر کی ولادت ابتداء خلافت اول بار ہونے میں رشتہ سے یا مینوں تک کا آخر کی دس شبوں سے مطابقت ہونا	۲۰۵	۲۱۱	بند حضرت جابر بن جابر فاطمہ کے پاس گیا رہا مومن کا نام لکھ کر نمبر (۱۰) تاریخ یعقوبی تاریخ یعقوبی سے آیت تکمیل کا اندر غم پر نزول سیرت شبلی اور الفاروق سے مورخ یعقوبی کی توثیق نمبر (۱۱) صحیح مسلم	۲۱۱
۳۷۹	حافظ ابو یعلیٰ کا بندہ انس دوشنبہ کے آخر دن پر وفات الہی بند امین اسحاق شب چار شنبہ ۱۲ ربیع الاول سلسلہ سے ۲۲ جمادی الثانی سلسلہ دو سال تین مہینہ دس راتوں کا ذکر بند زہری وعائشہ شب بارہویں بیچ اللہ سلسلہ سے یا مینوں جمادی الثانی سلسلہ دو سال تین مہینہ دس راتوں کا ذکر عائشہ کی روایت میں شبانہ روز مت خلافت اول کا غلط ہونا ابن یحییٰ کی مدت خلافت کا مطابق آنا موطار امام مالک سے دفن النبی رشتہ موطار امام مالک کی توثیق ابن سعد اور حاکم سے بند عائشہ جمادی الثانی سلسلہ دوشنبہ قطانی کا بند عائشہ جمادی الثانی سلسلہ دوشنبہ کو فرما ہوا تاریخ کے دوشنبہ سے ۲۲ کو شنبہ جبکہ شام شب چار شنبہ ہونا خود حضرت عائشہ کی روایت ۲۲ جمادی الثانی دوشنبہ کا باطل ہونا تاریخ روشتہ المناظر سے ۲۲ جمادی الثانی سلسلہ کی شام شب چار شنبہ عروہ کی توثیق	۲۰۵	۲۱۲	مسلم سے ۲۵ ذیقعدہ پانچ شبوں باقی ذیقعدہ کو سفر حج کی روایت انس سے حضرت کا چار رکعت خمر کے بعد مدینہ سے نکلنا بروایت انس ۲۵ ذیقعدہ کو جمعہ کا دن غلط ہونا ۲۵ ذیقعدہ کا دن ۹ ذیحجہ ۱۲ ربیع الاول سوم ماہ رمضان میں واقع ہونا ۱۸ ذیحجہ سلسلہ کا دن ۲۲ و ۲۹ صفر سلسلہ اور ۲۲ و ۲۹ جمادی سلسلہ میں ہونا	۲۰۵
۳۸۰	محمد بن الشنی کی مخبر روایت میں بنیان کا عرفہ جمعہ میں ٹھک کرنا ابن الشنی کی مخبر حدیث غدیر اور حدیث ثقلین لاسنے کا ذکر ابو بکر بن ابی شیبہ کا آیت تکمیل کو لیلہ جمع عرفہ میں روایت کرنا ابن ابی شیبہ سے حدیث غدیر رحمہ اور عمر کا ولایت جناب امیر پر شہادت اور حدیث سفینہ و حدیث باب حطہ واقع حجۃ الوداع کا ذکر ابن جریر طبری کا آیت تکمیل کے روایت میں لیلہ جمعہ کا ذکر شرح صحیح مسلم نفوذی سے لیلہ جمع و لیلہ جمعہ کا لیلہ المرفوعہ مراد لینا لیلہ المرفوعہ کے شب جمعہ سے عرفہ کو پختہ ہونا ۹ ذیحجہ عرفہ کا پختہ ۲۵ ذیقعدہ اور ۱۲ ربیع الاول میں واقع ہونا ۹ ذیحجہ پختہ سے دوم ربیع الاول دوشنبہ کا اسی یوم کا ذکر دوم ربیع الاول وفات النبی ابو مشرک کی مخبر روایت کا ذکر ابو مشرک کی روایت کا ۹ ذیحجہ پختہ سے تاکید میں وضع ہونا نوفی شارح صحیح مسلم کا ۱۲ ربیع الاول وفات النبی کہتا ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ سے ۹ ذیحجہ اور ۲۵ ذیقعدہ میں دوشنبہ واقع ہونا	۲۰۶	۲۱۳	۲۸ صفر سلسلہ چار شنبہ کو مرض النبی کی روایت سے ذکر ۱۳ دن اور چار شنبہ سے ابتداء مرض کی روایت ۲۸ صفر چار شنبہ کے مراحبت سے ۲۵ ذیقعدہ اور ۹ ذیحجہ عرفہ میں سرسنبہ ہونا اور ۲۸ صفر کا تحریط دن ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ہونا ۱۸ ذیحجہ سے گیا ۱۲ ربیع الاول کا اسی دن پر واقع ہوتا گیا رکہ کی شام شب ۱۲ ربیع الاول سے ۲۲ جمادی الثانی سلسلہ تک مت خلافت اول کا روایت کے مطابق ہونا ۹ ذیحجہ کا پختہ اصل میں ۱۸ ذیحجہ کا پختہ ہونا	۲۰۶
۳۸۱	بخاری ترمذی کا زہری عروہ وعائشہ کے استاد کی صحیح حدیث ترمذی کا ابن جریر زہری عروہ وعائشہ کی حدیث میں صحیح کا ذکر ابن جریر کی مدت ۸۱ یوم کا ۱۸ ذیحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک مطابق ہونا صحیح بخاری والی عرفہ جمعہ کی روایت کا باطل و دروغ ہونا ابو سعید خدری و ابو ہریرہ کی روایت نزول آیت تکمیل کا صحیح ہونا رسول کی حدیث سے خلافت پنج سالہ کے بعد بادشاہت ہونا بخاری سے اثنا عشر امیر یعنی بارہ سردار قریش کا ذکر مسلم سے اثنا عشر خلیفہ یعنی بارہ خلیفون کا ذکر بارہ خلفا کا سنی ہاشم سے ہونے کا ذکر رسول کا سید النبیین علی کا سید الوصیین بارہ اوصیا کا ذکر علی کا امیر المؤمنین یعقوب قریش یعقوب السلیمن المؤمنین وغیرہ ہونا مصنف مینا بیع المودۃ کی توثیق غنی سالہ خلافت جناب امیر کی روایت سے تاکید وفات رسول کے ۳۰ سال پر جناب امیر کی شہادت حدیث خلافت دو اوروہ امام اور علی کی خلافت پنج سالہ ہونا	۲۰۷	۲۱۴	۲۸ صفر سلسلہ چار شنبہ کو مرض النبی کی روایت سے ذکر ۱۳ دن اور چار شنبہ سے ابتداء مرض کی روایت ۲۸ صفر چار شنبہ کے مراحبت سے ۲۵ ذیقعدہ اور ۹ ذیحجہ عرفہ میں سرسنبہ ہونا اور ۲۸ صفر کا تحریط دن ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ہونا ۱۸ ذیحجہ سے گیا ۱۲ ربیع الاول کا اسی دن پر واقع ہوتا گیا رکہ کی شام شب ۱۲ ربیع الاول سے ۲۲ جمادی الثانی سلسلہ تک مت خلافت اول کا روایت کے مطابق ہونا ۹ ذیحجہ کا پختہ اصل میں ۱۸ ذیحجہ کا پختہ ہونا	۲۰۷
۳۸۲	۲۸ صفر سلسلہ چار شنبہ کو مرض النبی کی روایت سے ذکر ۱۳ دن اور چار شنبہ سے ابتداء مرض کی روایت ۲۸ صفر چار شنبہ کے مراحبت سے ۲۵ ذیقعدہ اور ۹ ذیحجہ عرفہ میں سرسنبہ ہونا اور ۲۸ صفر کا تحریط دن ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ہونا ۱۸ ذیحجہ سے گیا ۱۲ ربیع الاول کا اسی دن پر واقع ہوتا گیا رکہ کی شام شب ۱۲ ربیع الاول سے ۲۲ جمادی الثانی سلسلہ تک مت خلافت اول کا روایت کے مطابق ہونا ۹ ذیحجہ کا پختہ اصل میں ۱۸ ذیحجہ کا پختہ ہونا	۲۰۸	۲۱۵	۲۸ صفر سلسلہ چار شنبہ کو مرض النبی کی روایت سے ذکر ۱۳ دن اور چار شنبہ سے ابتداء مرض کی روایت ۲۸ صفر چار شنبہ کے مراحبت سے ۲۵ ذیقعدہ اور ۹ ذیحجہ عرفہ میں سرسنبہ ہونا اور ۲۸ صفر کا تحریط دن ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ہونا ۱۸ ذیحجہ سے گیا ۱۲ ربیع الاول کا اسی دن پر واقع ہوتا گیا رکہ کی شام شب ۱۲ ربیع الاول سے ۲۲ جمادی الثانی سلسلہ تک مت خلافت اول کا روایت کے مطابق ہونا ۹ ذیحجہ کا پختہ اصل میں ۱۸ ذیحجہ کا پختہ ہونا	۲۰۸
۳۸۳	۲۸ صفر سلسلہ چار شنبہ کو مرض النبی کی روایت سے ذکر ۱۳ دن اور چار شنبہ سے ابتداء مرض کی روایت ۲۸ صفر چار شنبہ کے مراحبت سے ۲۵ ذیقعدہ اور ۹ ذیحجہ عرفہ میں سرسنبہ ہونا اور ۲۸ صفر کا تحریط دن ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ہونا ۱۸ ذیحجہ سے گیا ۱۲ ربیع الاول کا اسی دن پر واقع ہوتا گیا رکہ کی شام شب ۱۲ ربیع الاول سے ۲۲ جمادی الثانی سلسلہ تک مت خلافت اول کا روایت کے مطابق ہونا ۹ ذیحجہ کا پختہ اصل میں ۱۸ ذیحجہ کا پختہ ہونا	۲۰۹	۲۱۶	۲۸ صفر سلسلہ چار شنبہ کو مرض النبی کی روایت سے ذکر ۱۳ دن اور چار شنبہ سے ابتداء مرض کی روایت ۲۸ صفر چار شنبہ کے مراحبت سے ۲۵ ذیقعدہ اور ۹ ذیحجہ عرفہ میں سرسنبہ ہونا اور ۲۸ صفر کا تحریط دن ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ہونا ۱۸ ذیحجہ سے گیا ۱۲ ربیع الاول کا اسی دن پر واقع ہوتا گیا رکہ کی شام شب ۱۲ ربیع الاول سے ۲۲ جمادی الثانی سلسلہ تک مت خلافت اول کا روایت کے مطابق ہونا ۹ ذیحجہ کا پختہ اصل میں ۱۸ ذیحجہ کا پختہ ہونا	۲۰۹
۳۸۴	۲۸ صفر سلسلہ چار شنبہ کو مرض النبی کی روایت سے ذکر ۱۳ دن اور چار شنبہ سے ابتداء مرض کی روایت ۲۸ صفر چار شنبہ کے مراحبت سے ۲۵ ذیقعدہ اور ۹ ذیحجہ عرفہ میں سرسنبہ ہونا اور ۲۸ صفر کا تحریط دن ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ہونا ۱۸ ذیحجہ سے گیا ۱۲ ربیع الاول کا اسی دن پر واقع ہوتا گیا رکہ کی شام شب ۱۲ ربیع الاول سے ۲۲ جمادی الثانی سلسلہ تک مت خلافت اول کا روایت کے مطابق ہونا ۹ ذیحجہ کا پختہ اصل میں ۱۸ ذیحجہ کا پختہ ہونا	۲۱۰	۲۱۷	۲۸ صفر سلسلہ چار شنبہ کو مرض النبی کی روایت سے ذکر ۱۳ دن اور چار شنبہ سے ابتداء مرض کی روایت ۲۸ صفر چار شنبہ کے مراحبت سے ۲۵ ذیقعدہ اور ۹ ذیحجہ عرفہ میں سرسنبہ ہونا اور ۲۸ صفر کا تحریط دن ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ہونا ۱۸ ذیحجہ سے گیا ۱۲ ربیع الاول کا اسی دن پر واقع ہوتا گیا رکہ کی شام شب ۱۲ ربیع الاول سے ۲۲ جمادی الثانی سلسلہ تک مت خلافت اول کا روایت کے مطابق ہونا ۹ ذیحجہ کا پختہ اصل میں ۱۸ ذیحجہ کا پختہ ہونا	۲۱۰

نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ	نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ
۳۸۸	۱۹ صفر چار شنبہ ابو معشر والا اصل میں ۲ صفر چار شنبہ ہونا		۲۲۳	زید بن ارقم کے سند کی حدیث ثقلین واقع غدیر خم	
۳۸۹	جیسے ۱۹ صفر چار شنبہ کے مراحبت سے ۹ ذی الحجہ کو چنبنبہ		۲۲۴	ابو بکر ابن ابی شیبہ و محمد بن فضیل و اسحاق بن ابراہیم سے حدیث ثقلین	
۳۹۰	۱۹ صفر اور ۲ صفر اور ۹ ذی الحجہ اور ۱۸ ذی الحجہ میں نزول کا فضل		۲۲۵	حدیث ثقلین میں جل اللہ کا ذکر	
۳۹۱	عبد بن حمید بن حمید سے سرفہ جمعہ کو آیت تکمیل کی روایت کرنا	۲۱۶	۳۹۲	مسکوٰۃ سے غدیر خم میں صرف حدیث ولایت	
۳۹۲	تینوں حدیثوں میں صحیح مسلم میں قیس بن مسلم مرحومہ خارجی کا ہونا		۳۹۳	معارض النبوة سے صحابہ کے بعد اہمات مومنین کا جناب امیر کو توفیق	
۳۹۳	قیس بن مسلم کی روایت میں جمعہ اور شنبہ جمعہ سے اختلافات		۳۹۴	ابن ابی شیبہ اور خطیب سے بعد جابر کا کتابا تدر و عترتی اہل بیت ہونا	
۳۹۴	سورہ مائدہ کا دل کا دن میں نازل ہونا		۳۹۵	۱۰ و ۱۱ ذی الحجہ و ۱۲ ذی الحجہ میں رسول کا خطبہ	
۳۹۵	عبد بن حمید بن مسلم سے حدیث ثقلین قرآن اور حضرت رسول اللہ		۳۹۶	حضرت جابر سے یوم غدیر میں تاق و تقصو پر حدیث ثقلین	
۳۹۶	قرآن اور عترت اہل بیت کا تار و رد و عرض کو تر علیحدہ ہونا		۳۹۷	ترمذی سے بعد ابو سعید و زید بن ارقم و ۱۲ ذی الحجہ میں حدیث ثقلین	
۳۹۷	معالم التزلزل سے بعد نزول آیت تکمیل حضرت کا کاشی دن زمرہ ہونا	۲۱۸	۳۹۸	حدیث ثقلین میں جل اللہ سے قرآن مجید اور حضرت رسول اللہ ہونا	
۳۹۸	اور ۸ دن کی مدت کا دوم و بارہ ربیع الاول پر منحصر ہونا		۳۹۹	سیرت شبلی سے ۱۲ ذی الحجہ میں رسول کا خطبہ	
۳۹۹	ابن اسحاق کے ۲۸ صفر کے پلٹنے سے ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر کو چنبنبہ ہونا		۴۰۰	حجۃ الوداع کے خطبہ میں لا ایلہ الا اننا و علی کا ذکر	
۴۰۰	۱۸ ذی الحجہ چنبنبہ سے ۲۹ صفر چنبنبہ تک شجر دن ۱۱ ربیع الاول		۴۰۱	اولا بقضی دینی الا اننا و علی کی روایت	
۴۰۱	دو شنبہ پر ۸۱ دن ہونا		۴۰۲	محمد بن فضیل کے واسطہ عطیہ اور ابو سعید خدری کی حدیث ثقلین	
۴۰۲	ابن اسحاق کا شیوخ حدیث مسلم ہونا		۴۰۳	اسحاق ابن راہویہ سے حدیث ثقلین و حدیث غدیر	
۴۰۳	سورۃ یعقوبی امام ازہری کا آیت تکمیل کے نزول غدیر خم میں توفیق		۴۰۴	مسجد خیف کا ذکر	
۴۰۴	سبط ابن جوزی کا بروایت آیت تکمیل کا برذر غدیر خم نزول		۴۰۵	حدیث ثقلین کا عرفہ اور مسجد خیف و یوم غدیر و یوم ففات النبی ہونا	
۴۰۵	مسلم کا اپنے صحیح میں ابن اسحاق سے پانچ حدیثیں لینا		۴۰۶	ثقلین سے قرآن اور عترت رسول اللہ و نزول کا تار و رد و عرض جدا ہونا	
۴۰۶	ابن حجر کی کا ذکر خواص الامم سبط ابن جوزی سے روایتیں لینا		۴۰۷	ام سلمہ سے وفات کے دن کی حدیث ثقلین اور علی مع القرآن	
۴۰۷	امام ازہری کی توفیق		۴۰۸	والقرآن مع علی ہر دو کا جدا ہونا	
۴۰۸	حبشوں والی روایت تذکرہ سبط ابن جوزی اور تاریخ ابن کثیر سے ذکر	۲۱۹	۴۰۹	ابن عقیقہ سے حضرت جابر کی حدیث ثقلین و حدیث ولایت	
۴۰۹	خطیب بغدادی سے بواسطہ داؤد طنی و حبشوں ابو ہریرہ سے		۴۱۰	ابن عقیقہ کی توفیق	
۴۱۰	آیت تکمیل کا غدیر خم میں نزول		۴۱۱	صحیح مسلم اور حدیث ثقلین آخر عمر کا ذکر	
۴۱۱	فتح القدر بر شوکانی سے بسند ابو سعید خدری آیت تبلیغ کا	۲۲۰	۴۱۲	بند ابن اسحاق حدیث ثقلین لفظ آخر عمر سے ذکر	
۴۱۲	یوم غدیر خم میں نزول ابن مسعود سے آیت تبلیغ میں		۴۱۳	حدیث ثقلین کا زید بن ثابت و زید بن قثم و ابو سعید خدری کے ذکر	
۴۱۳	ان علیاً مولی المومنین الی واللہ یصلی علیہم اجمعین		۴۱۴	اکاشی یوم کا ۱۸ ذی الحجہ آخر عمر سے صحیح ہونا	
۴۱۴	آیت تبلیغ و تکمیل کا سورہ مائدہ کے آخری آیتوں سے ہونا		۴۱۵	۸۱ کو پلٹنے سے ۱۸ ذی الحجہ کو ۶۳ میں جمع کرنے سے ۸۱ ہونا	
۴۱۵	امام شوکانی کی توفیق		۴۱۶	خود زید بن ارقم سے حدیث ولایت واقع غدیر خم کا انفا	
۴۱۶	فتح القدر بر شوکانی سے سورہ مائدہ مدنیہ اور آخر نزول سے ہونا	۲۲۱	۴۱۷	جناب امیر کے بدوعلی زید بن ارقم کا تائینا ہونا	
۴۱۷	جبریل بن نفیر کی توفیق		۴۱۸	حدیث غدیر کے اختلاف ایک صحابی کا مبروص ہونا	
۴۱۸	محمد ابن کعب قرظی اور ربیع بن انس سے سورہ مائدہ کا	۲۲۲	۴۱۹	حدیث ولایت سے حادث بن نعمان کا آسمانی پتھر سے ہلاکت	
۴۱۹	حجۃ الوداع میں درمیان مکہ و مدینہ کے نزول		۴۲۰	حادث حکر ولایت کے واقعہ میں آیت سال سائل بعد از نزول	
۴۲۰	حدیث پیغمبر سے سورہ مائدہ کا آخر تزلزل قرآن سے ذکر		۴۲۱	تذریب الاسماء نووی سے ۱۲ ربیع الاول بوقت ضحیٰ کے وفات ابی	
۴۲۱	ابو ہریرہ سے سورہ مائدہ میں کچھ نہ منسوخ ہونے کا ذکر		۴۲۲	سہ شنبہ کو دفن النبی یا بقولے مشب چار شنبہ میں ذکر	
۴۲۲	ربیع بن انس اور ضمیر بن حبیب کی توفیق		۴۲۳	بروایت عربی صحیحی کے وقت وفات کا ابطال	

نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ	نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ
۲۱۸	شیخ عبدالقادر کا ہر مہینہ کی گیارہ تاریخ کو رسوخذا کا فاتحہ دینا		۲۱۸	شاہ عبدالقادر دقاسی شوکانی سے سورہ مائدہ کا آخر عمر میں نازل ہونے کی تطبیق	
"	ابوداؤد طیالسی سے یوم غدیر میں جناب علی کے سرافندوں کے عمارت کی		"	تفسیر فتح البیان صدیق حسن سے آیہ تبلیغ کا یوم غدیر خرم مابین مکہ و مدینہ کے نزول	
"	ابوداؤد طیالسی کی تشریح		"	اور سورہ مائدہ کا حجر الوداع میں درمیان مکہ و مدینہ یعنی یوم غدیر خرم نزول	
"	ترمذی کا ابو طفیل کے واسطہ ابو سرحہ یعنی حذیفہ یازید سے صرف حدیث ولایت		"	۱۸ اذ بحجہ سے رسوخذا کا ۱۸ دن زندہ رہنے کی مطابقت	
"	اسی حدیث کا شعبہ بے لطیف سیمون ابو عبد اللہ و فرید بن ارقم ہونا		"	آیہ اثنی عشر نقیبا کے مطابق بارہ عدد سردار ہونے کی روایت	
"	حذیفہ یازید حالی حدیث ولایت مع حدیث ثقلین صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۵ کا ذکر	۲۵۱	"	۲۲ بارہ خلفا کی بشارت تدریجاً اہل کے اولاد میں ہونے کی حقیقت	۲۵۷
"	حکیم ترمذی ابو طفیل کے واسطہ حذیفہ سے صرف حدیث ثقلین		"	سبا بن عمرو ادساک بن حرب بارہ خلفا قریش نبی ہاشم سے ذکر	
"	اسی حدیث ثقلین کے ساتھ بلا فاصلہ حدیث ولایت صفحہ ۱۹۵ و ۱۹۶ کا		"	اولاد انیس علیہ اسلام کے شناخت کی حدیث اصطفی	
"	نصر بن عیسیٰ کی تفسیر اور ابو طفیل صحابی کا ترجمہ		"	ترمذی کا بخاری کے سند سے حدیث اصطفی	
"	ترمذی کا زید بن ارقم سے بغیر تاریخ و مقام کے صرف حدیث ولایت	۲۵۲	"	۲۲ بسند و انکہ صحابی اہل کے اولاد سے ہاشم اور نبی ہاشم کا مصطفی ہونا	۲۵۸
"	زہری سے اسی حدیث ولایت و ثقلین میں تاریخ و مقام		"	دعا رابرہ ایم سے اولاد اہل کا بت پرست ہونا	
"	اور غدیر خرم درمیان مکہ و مدینہ ۱۸ ذیحجہ کا خطبہ میں ذکر		"	سفیان ابن عیینہ سے اولاد اہل کا بت نہ پوجنا	
"	حاشیہ صفحہ ۳۲ کی حدیث ثقلین کا ترجمہ		"	محمد و آل محمد کے آباء و اجداد کا ابراہیم تک بت نہ پوجنا	
"	خطبہ غدیر میں حدیث ثقلین مع حدیث ولایت	۲۵۲	"	خلق من الماء لیسرا سے رسوخذا اور علیؑ کے خلقت کا مراد ہونا	
"	جمال الدین محدث سے بسند ابو سعید خدری ۱۸ ذیحجہ غنیمہ کو روایت	۲۵۴	"	ترمذی کا ابو احمد زبیری کے واسطہ سے حدیث آیہ تطہیر	
"	اور اکمال دین و اتمام نعمت پر رسوخذا کا شکر		"	شہر ابن حشبہ کے مطام سلم سے علیؑ کا طہر دین پر آیہ تطہیر کا ذکر	۲۵۹
"	۱۸ ذیحجہ غنیمہ کا روضۃ الاحباب جمال الدین محدث کے ۲۶ صفحہ		"	بسند ابو سعید خدری رسوخذا اور علیؑ رضی کا نور واحد سے خلق ہونا	
"	۲۹ صفر غنیمہ کی تطبیق		"	عبداللطیف سے نور واحد کے دو حصہ ہونا	
"	۲۸ صفر پارتینہ کو رسوخذا کا مرض الموت میں قبلا ہونا		"	احمد مصطفیٰ امین نبوت اور علیؑ مرتضیٰ میں خلافت ہونا	
"	۲۹ صفر غنیمہ کو اسامہ کے ہمراہ بن ابوبکر و عمر و فز کا تہنات کیا جاتا		"	بخاری کا اپنے صحیح میں رسول کا علیؑ سے علیؑ کا رسوخذا سے ہونے کی روایت	
"	اور اسامہ کو حضرت کے دست مبارک بنایا ہوا جھنڈا پانا		"	ترمذی سے علیہما علی و اناس علی اور علیؑ کا ولی کل موصوفین سے ہونا	
"	۱۸ ذیحجہ غنیمہ سے سلسل ۲۹ صفر غنیمہ تفصیل وار ذکر	۲۵۵	"	۲۵۵ بریدہ صحابی سے حدیث طہنت و اصطفی آل ابراہیم سے رسوخذا	۲۶۰
"	۲۹ صفر غنیمہ سے یکم صفر غنیمہ بارہ صفر و شب کا تذکرہ		"	و علیؑ کا ذکر	
"	پھر یکم ربیع الاول غنیمہ بارہ ربیع الاول دو غنیمہ کا ذکر		"	صحیح ترمذی و بخاری سے حدیث صلوة محمد و آل محمد کی روایت	
"	جمہور ارباب سیر و حفاظ حدیث کا ۲۹ صفر غنیمہ قائم رکھتے ہوئے		"	۲۶۱ حضرت ابراہیم و زوریت ابراہیم کے امامت کی آیت	
"	۱۱ ربیع الاول دو غنیمہ کا ذکر		"	وضع القرآن کے اسماء علیؑ کی اولاد صالحین کو امامت کا ملنا	
"	کل سورہ مائدہ کے ساتھ آیہ اثنا عشر نقیبا کا ۱۸ ذیحجہ غنیمہ میں		"	اولاد صالحین حضرت اسماعیلؑ سے محمد و آل محمد علیہم السلام مراد ہونا	
"	۱۸ ذیحجہ کو یثیع خلیفہ موسیٰ اور علیؑ خلیفہ احمد صلعم میں تطبیق		"	سبا بن عمرو ادساک بن حرب سے محمد و آل محمد کا ذکر	
"	جناب موسیٰ و احمد کا اپنے اپنے آخر عمر میں امت سے عبدسمان		"	علیؑ کا سید الاوصیا فاطمہ کا صدیقہ الکبریٰ حنین کا شباب ابن حنین	۲۶۲
"	جناب موسیٰ اور حضرت رسوخذا میں بارہ سردار ہونے کی تطبیق		"	اور کل آنکہ علیہم السلام کا حج اتہار ابواب العلم وغیرہ ہونے کا ذکر	
"	موسیٰ کا یثیع کو موسیٰ کا شعون کو سلیمان کا آصف کو ۱۸ ذیحجہ		"	بسند ابن عباس علیؑ حنین اور اولاد امام حسینؑ کا مطہر و معصوم ہونا	
"	میں خلیفہ کرنا		"	یوش کا جناب موسیٰ علیؑ کا حضرت یثیع کی رسالت پر سبقت کرنا	۲۶۳
"	۲۶۱ خرابی امت موسیٰ کے مثل خرابی امت محمد میں ہونا	۲۵۶	"	یوش کا امت موسیٰ میں اعلم ہونے سے وصی و خلیفہ ہونا	
"	امت موسیٰ کی خرابی یثیع کی مخالفت اس امت کی خرابی				
"	خلیفہ پر خروج				

نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ	نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ
۲۴۱	علی کا وحی و درازد و وعدہ پیغمبر اور قرض پیغمبر کا پورا کرنے والا ہونا	۲۴۱	۲۴۱	پانچ شبوں باقی ذیقعدہ یعنی ۲۵ ذیقعدہ کو سفر حج کی سعادت	۲۴۱
۲۴۲	ابن مسعود سے کل بی کے وحی کو غسل میت دینا	۲۴۲	۲۴۲	یحییٰ بن سید کا بواسطہ عمرہ حضرت عائشہ سے ۲۵ ذیقعدہ کو سفر حج	۲۴۲
۲۴۳	اور جبریل کو علی کا غسل میت دینا	۲۴۳	۲۴۳	بروایت اسحاق بن ابراہیم حضرت انس سے لبیک کج کا وقت ظہر ہونا۔	۲۴۳
۲۴۴	۱ اور علی کا بعد رسول متل یوتبع وحی موسیٰ ۳۰ سال زندہ رہا	۲۴۴	۲۴۴	ابن جریر کا جابر بنی روایت سے ۴ ذیحجہ صبح داخلہ مکہ معظمہ	۲۴۴
۲۴۵	نیر صفیر از وجہ موسیٰ کا پوش وحی موسیٰ پر خروج	۲۴۵	۲۴۵	عبداللہ بن ادریس کی قدح	۲۴۵
۲۴۶	لشکر صفیر اور لشکر پوشش میں قتل قتال صفیر کا اسیر ہونا	۲۴۶	۲۴۶	اسحق بن ابراہیم کا عبداللہ بن ادریس کے واسطہ قیس سے عمر کی روایت	۲۴۶
۲۴۷	اسی واقعہ صفیر میں آیہ و قرون فی بیوتکم ولا تبزجن الا یہ کا ذکر	۲۴۷	۲۴۷	آیہ تکمیل کا لیلۃ الجمعہ میں نازل ہونے کا ذکر	۲۴۷
۲۴۸	رسول خدا کا عائشہ وغیرہ سے آیہ و قرون فی بیوتکم الا یہ سے وصیت	۲۴۸	۲۴۸	روایت مذکورہ صحیح مسلم میں لفظ لیلۃ جمع سے ذکر	۲۴۸
۲۴۹	صفیر از وجہ موسیٰ کا دونا نفقون کے بہکانے سے پوش نیر خروج	۲۴۹	۲۴۹	عبداللہ بن ادریس کا عثمانی اور قیس کا مرجعہ ہونا	۲۴۹
۲۵۰	عائشہ کا دونا نفقون کے اغوا سے علی پر خروج	۲۵۰	۲۵۰	اسحق کا ابن عباس سے سورہ مائدہ آیہ تکمیل پر رد و شبہ نزول	۲۵۰
۲۵۱	روضۃ الاحباب کی توثیق	۲۵۱	۲۵۱	اسحق کا سید بن اس سے سورہ مائدہ کا حجتہ المولود میں نزول	۲۵۱
۲۵۲	عائشہ اور ام سلمہ میں در باب خروج مکالمہ	۲۵۲	۲۵۲	آیہ تبلیغ و تکمیل کا امام محمد مرقا سے یوم غدیر میں نزول کا ذکر	۲۵۲
۲۵۳	ام سلمہ کا حدیث علی خلیفتی علیکم فی حیاتی و فی مماتی	۲۵۳	۲۵۳	بروایت ابن متیٰ سند ابوطیفیل و ابن القیم حدیث نقلین روایت	۲۵۳
۲۵۴	اور عائشہ سے تصدیق	۲۵۴	۲۵۴	سند کی حدیث سے خطبہ غدیر میں علی کے لیے ہن اولیٰ والموؤدی عنی	۲۵۴
۲۵۵	اور حدیث پیغمبر سے عائشہ پر حشیدہ عاب کے کتوں کا شور	۲۵۵	۲۵۵	اور حبشی بن جنادہ سے لا یثدی عنی الا انا و علی کا فرمان	۲۵۵
۲۵۶	رسول خدا کا خالصہ عائشہ سے علی پر خروج کرے کا ذکر	۲۵۶	۲۵۶	امام نسائی اور خصائص نسائی کی توثیق	۲۵۶
۲۵۷	ام سلمہ کا طلحہ و زبیر کے قریب سے بچنے کی عائشہ سے نصیحت	۲۵۷	۲۵۷	نمبر (۱۵) ابن جریر طبری	۲۵۷
۲۵۸	عائشہ رطلہ و زبیر کا بصرہ کی جانب سفر	۲۵۸	۲۵۸	ابن جریر کا محمد بن حمید کے واسطہ ابن اسحق سے حضرت عائشہ کی روایت پانچ شبوں باقی ذیقعدہ یعنی ۲۵ ذیقعدہ کو سفر	۲۵۸
۲۵۹	علی کا خروج عائشہ کی خبر پا کر کل جابر ہزار اہل مدینہ سے سفر	۲۵۹	۲۵۹	قریٰ حبشہ کا محرم ۲۰ صفر ۲۹ کل بارہ ہجریہ کا	۲۵۹
۲۶۰	علی کے چار ہزار لشکر میں آٹھ سو انصار چار سو بیعت رضوان والے صحابہ کا ہونا	۲۶۰	۲۶۰	۴ دن ہونا ۳۵ دنوں کے سال کو بسطہ ۳۵ دنوں کے سال کو کسبہ ہونا	۲۶۰
۲۶۱	مقتدہ اہلسنت عبداللہ بن عباس کا ہونا	۲۶۱	۲۶۱	عینی حنفی اور شیلی سمائی اور صاحب تصدیق عظمیٰ کا چار شبوں باقی ذیقعدہ کا سفر حج	۲۶۱
۲۶۲	مینہ پر امام حسن مسرور یہ انا حسین	۲۶۲	۲۶۲	چار شبوں باقی ذیقعدہ سے ۲۶ ذیقعدہ کا سفر حج	۲۶۲
۲۶۳	سواروں پر عاربین یا سپاہیوں پر محمد بن ابی بکر کا ذکر	۲۶۳	۲۶۳	۲۶ ذیقعدہ سے ۹ ذیحجہ عذہ جمعہ ۱۸ ذیحجہ یکشنبہ کا ذکر	۲۶۳
۲۶۴	حضرت علی کے اختیار میں ازواج پیغمبر کی طلاق کا ذکر	۲۶۴	۲۶۴	سارنچ ابن کثیر سے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو یکشنبہ	۲۶۴
۲۶۵	یوشع اور علی میں بارہ و تیرہ باتوں میں تشبیہ	۲۶۵	۲۶۵	۱۷ ذیحجہ صبح کو مکہ سے روانگی ابو بکر و عقیلہ و ۱۸ ذیحجہ کو غدیر پر خطبہ	۲۶۵
۲۶۶	شواہد ائمہ حامی سے علی مرقفی کا دو بار در شمس	۲۶۶	۲۶۶	مکہ سے غدیر خم ۱۲ میل تین منزلوں کا ذکر	۲۶۶
۲۶۷	جناب یوشع اور علی مرقفی کا ایک ہی شب میں واقعہ قتل کا ذکر	۲۶۷	۲۶۷	جمعہ غدیر خم سے ذوالحلیفہ سات منزلوں کا ذکر	۲۶۷
۲۶۸	حضرت عیسیٰ کا آسمان پر جانا اسی شب میں قرآن کا نزول	۲۶۸	۲۶۸	مکہ سے مدینہ کا سفر گیارہ دنوں میں طے ہونا اور بعض منازل کا سخت ہونا	۲۶۸
۲۶۹	سریہ میں علی کے داہنے طرف جبریل اور بائیں جانب میکائیل کا ذکر	۲۶۹	۲۶۹		
۲۷۰	نمبر (۱۴) صاحب سنن و خصائص نسائی	۲۷۰	۲۷۰		
۲۷۱	امام محمد باقر اور حضرت جابر کے ملاقات کا ذکر	۲۷۱	۲۷۱		
۲۷۲	دوسری ملاقات میں حضرت جابر سے واقعہ حجتہ المولود کا ذکر	۲۷۲	۲۷۲		
۲۷۳	یحییٰ بن سید کا بواسطہ امام محمد باقر حضرت جابر سے سفر حج المولود کی توثیق	۲۷۳	۲۷۳		

صفحہ	مضامین کتاب تکمیل	نمبر شمار	صفحہ	مضامین کتاب تکمیل	نمبر شمار
۲۷۹	ابن کثیر کا دیجہ محرم صفر تین مہینہ کامل سے یکم ربیع الاول خجستہ اور ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ لانے کا ذکر	۲۲۰	۲۷۹	۱۰ مارچ ابن کثیر سے ۹ ذی الحجہ یوم غدیر میں سوکھنا کا خطاب علیہ السلام اور ابن جریر طبری کا واقعہ غدیر دو جلدوں میں جمع کرنا	۲۲۷
۲۸۰	ابن اسحق سے منطانی تک ۲۹ صفر یکم صفر خجستہ ۲ صفر دوشنبہ کا ذکر ۹ ذی الحجہ عرفہ شنبہ ۲ صفر چار شنبہ تک ۱۱ دن ہونے کا ذکر ۹ ذی الحجہ عرفہ سے ۱۲ ربیع الاول تک ۹۳ دنوں کا ذکر کثیر الوقوع سے ۱۴ ربیع الاول دوشنبہ ۹۲ دنوں کا ذکر سیلی کا باجماع ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول دوشنبہ لانا دمیاطی کی توثیق	۲۸۰	۲۷۹	حضرت جابر سے پانچ یا چار یا ۲ ذیقعدہ کی فرضی تاویل آٹھ راتوں میں سفر مکہ کا شے ہونا۔ ۲۵ ذیقعدہ سے ایک شب دو خلیفہ کے بعد کامل ذیقعدہ آٹھ شبن ہونا ۲۵ ذیقعدہ برویت ۲۹ ایک شب دو خلیفہ کے بعد سات شبن ہونا ۲۶ ذیقعدہ برویت ۳۰ ایک شب دو خلیفہ کے بعد سات شبن ہونا سات تبون سے ۱۰ منزوں کا شے ناممکن ہونا ۲۶ ذیقعدہ کا ۲۵ ذیقعدہ کامل سے صحیح ۲۶ ذیقعدہ غلط ہونا نیز آٹھ راتوں کا ۲۵ ذیقعدہ سے برویت ۲۹ غلط ہونا۔ حضرت جابر سے پانچ تبون یا ۲ ذیقعدہ کا صحیح یا چار کا اضافہ غلط ہونا ولابی حجتہ الوداع میں صبح سے سفر اربعین منزلین غدیر تک پانچ دن میں طے ہونا غدیر خم سے دو خلیفہ تک سات منزوں کا باقی رہنا ۱۰ منزوں کا آٹھ دن میں بھی طے ناممکن ہونا صحیح مسلم و نسائی و ابن جریر سے ۹ ذی الحجہ خجستہ سے یکم ذی الحجہ چاند ۲۹ ذیقعدہ سہ شنبہ سے ۲۵ ذیقعدہ جمعہ ہونا ذیقعدہ ناقص یعنی ۲۹ دن کا غلط ہونا ۲۵ ذیقعدہ کامل یعنی پانچ تبون سے عرفہ جمعہ کا باطل ہونا ایک لاکھ صحابہ کو ۲۹ ذیقعدہ کا چاند نظر نہ آنا ۱۱ مئی مکہ گناہ سے ۲۹ ذیقعدہ چار شنبہ کی رویت ولابی مہینہ کے ۳۱ ذیقعدہ پنج شنبہ کی رویت آخر کار ابن کثیر کا ۳۰ ذیقعدہ پنج شنبہ سے یکم ذی الحجہ جمعہ لانا سیلی کا یا ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ میں انفکال کا ذکر ابن کثیر کا سیلی کے جواب میں کامل ذیقعدہ سے یکم ذی الحجہ جمعہ ۹ ذی الحجہ عرفہ شنبہ ۱۸ ذی الحجہ دوشنبہ لانا۔	۲۷۹
۲۸۰	سیلی کا بارہ ربیع الاول دوشنبہ سے انکار۔ سیلی کے ۲۵ صفر خجستہ سے یکم صفر خجستہ ۲ صفر دوشنبہ یکم ربیع الاول پنج شنبہ ۱۱ ربیع الاول دوشنبہ کا ناممکن ہونا ۱۴ ربیع الاول شنبہ سے ۱۰ ذی الحجہ دوشنبہ ۹ ذی الحجہ عرفہ شنبہ ہونا ابن کثیر کے مہینہ گاس سے ۱۲ ربیع الاول کو ۹ دن سیلی کے کثیر الوقوع سے ۱۴ ربیع الاول کو ۶۳ دن ابن کثیر اور سیلی سے ۱۸ ذی الحجہ دوشنبہ ہونا سیلی کا ۲۹ ذیقعدہ شنبہ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کثیر الوقوع بسیطہ اور ۳ صفر شنبہ ۱۳ ربیع الاول دوشنبہ ممکن الوقوع کبیسہ بسیطہ اور کبیسہ ہر دو سے ۱۸ ذی الحجہ دوشنبہ ہونا ابن عباس سے دوشنبہ کو آئیہ تکمیل کی روایت ابن جریر طبری کا ابن اسمعہ کے واسطہ ابن عباس سے تکمیل کا ذکر ابن جریر کا مثنیٰ و اسحاق و ابن اسمعہ کے واسطہ ابن عباس سے ۲۸۱ سورہ مائدہ آئیہ تکمیل کا روز دوشنبہ نزول اس کا من روایت سے سورہ مائدہ کے بعد آئیہ تکمیل کا ایک ہی دن نزول ابن جریر کا محمد بن المثنیٰ سے روایت کرنے کا ذکر ابن جریر کے ترجمہ تہذیب الاسماء و انساب سے ابن المثنیٰ کا ثبوت ترجمہ محمد بن حرب سے اسحق بن راہویہ کا روایت کرنا ابن اسمعہ و خالد بن ابی عمران و عیین کی توثیق اسی روایت ابن عباس سے ۱۸ ذی الحجہ دوشنبہ کی مراجعت پر ۲۸۲ ۲۵ ذیقعدہ شنبہ اسحق کا اس حدیث میں دوشنبہ او صفحہ ۲۷۹ ۲۷۹ میں پنج شنبہ لانا اسحق بن اسمعہ سے عرفہ کا جمعہ یا پنج شنبہ باطل ہونا ابن عباس سے آئیہ تکمیل کے بعد کا ستون دن دوشنبہ پنج شنبہ کا اکا ستون دن دوشنبہ یا ستون دن سہ شنبہ کا ذکر ۱۸ ذی الحجہ کو پنج شنبہ سے ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول شنبہ ابن اسحق سے اخیر ماہ صفر کی روایت ترمذی کا بخاری کے واسطہ ابن اسحق سے اپنے صحیح میں روایت	۲۸۰			

نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ	نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ
۲۸۸	عبد بن حمید و ابو داؤد و ابن المنذر کا ابن عون سے سورہ مائدہ میں کچھ نہ منسوخ ہونے کا ذکر	۲۸۸	۲۸۳	ابن اسحق کا امیر المومنین فی الحدیث ہونا	۲۸۳
۲۸۹	قرطبی و ابو حنیفہ و عبد بن حمید و ابن المنذر و ابوالشیخ سے لہند ابو مسیرہ سورہ مائدہ میں اٹھارہ فرغیہ ہونا	۲۸۹	۲۸۴	ابن جریر کا محمد بن حمید کے واسطہ ابن اسحق سے روایت	۲۸۴
۲۹۰	ابن ابی شیبہ، ابن عون، قرطبی کی توفیق	۲۹۰	۲۸۵	ابن اسحق کا عائشہ کے سند سے بارہ بیچ الاول شعبہ کی روایت	۲۸۵
۲۹۱	ابن مسعود، اٹھارہ فرغیہ کا سورہ مائدہ میں ہونا	۲۹۱	۲۸۶	اسی بارہ شعبوں گذرے ربیع الاول میں داخلہ مدینہ اور دس سال کامل - ابن اسحق سے بارہ شعبوں گذرے ربیع الاول میں داخلہ مدینہ	۲۸۶
۲۹۲	ابن جریر کا ابن لہثی کے واسطہ حجاج بن منہال سے سورہ مائدہ مدینہ	۲۹۲	۲۸۷	ابن اسحق سے ۲۹ صفرو الاول شعبہ پھر یکم ربیع الاول شعبہ میں ذکر	۲۸۷
۲۹۳	اس روایت میں بھی ابن لہثی کے بجائے مثنی ہونا	۲۹۳	۲۸۸	یکم صفرب شعبہ اور یکم ربیع الاول شعبہ کا ذکر	۲۸۸
۲۹۴	ابن جریر کا ابن لہثی سے اور ابن لہثی کا حجاج کی مدد میں	۲۹۴	۲۸۹	سارے نبی اور وفات النبی میں ایک دن کا فرق	۲۸۹
۲۹۵	ترجمہ حجاج میں ابو یوسف لہثی ابن لہثی کا حجاج سے روایت کرنا	۲۹۵	۲۹۰	منبری کا پہلا خانہ ۲۵ زلیقہ شعبہ سے ۱۲ ربیع الاول شعبہ تک	۲۹۰
۲۹۶	اس صفحہ کی حدیث میں بھی ابن لہثی کے بجائے مثنی ہونا	۲۹۶	۲۹۱	اور دوسرا خانہ ۲۵ زلیقہ شعبہ سے ۱۲ ربیع الاول شعبہ تک ہونا	۲۹۱
۲۹۷	ابن جریر کے ترجمہ انساب سمعی بن محمد بن لہثی سے روایت کرنا	۲۹۷	۲۹۲	پہلے خانہ کا نقشہ چارم دوسرے خانہ کا نقشہ دوم	۲۹۲
۲۹۸	اسحق کا عبد اللہ و ابو جعفر کے واسطہ ربیع بن انس سے سورہ مائدہ	۲۹۸	۲۹۳	ہر دو خانوں ختیری و لغتوں سے ۲۵ زلیقہ شعبہ ۹ ذیحجہ شعبہ	۲۹۳
۲۹۹	کا حجتہ لوداع میں حلیتی سوار بن پیدنازل ہون	۲۹۹	۲۹۴	۱۲ ربیع الاول مع سویم ماہ رمضان شعبہ ایک ہی دن میں واقع ہونے کی تطبیق	۲۹۴
۳۰۰	اسحق بن ابراہیم لہثی ابن راہویہ کی توفیق	۳۰۰	۲۹۵	ایسے ہی ۱۸ ذیحجہ شعبہ کا دن ۲۹ صفرب شعبہ ۲۲ جمادی الثانی تطبیق	۲۹۵
۳۰۱	مہد اللہ و ابو جعفر و ربیع بن انس کی توفیق	۳۰۱	۲۹۶	ابن جریر سے سوم ماہ رمضان شعبہ وفات فاطمہ کی روایت	۲۹۶
۳۰۲	سورہ مائدہ کا لفظ جمیعاً و کما ملأ و کلھما سے حدیث میں ذکر	۳۰۲	۲۹۷	نقصہ دوم کا مطابق ہو کر صحیح ہونا	۲۹۷
۳۰۳	ابن کعب قرطبی اور ربیع بن انس سے سورہ مائدہ کا حجتہ لوداع میں	۳۰۳	۲۹۸	ابن جریر کا بواسطہ محمد بن حمید کامل سورہ مائدہ کا نزول	۲۹۸
۳۰۴	درمیاں مکہ و مدینہ حلیتی سوار بن پیدنازل ہون	۳۰۴	۲۹۹	صاحب تفسیر بیح البیان طبری کی توفیق	۲۹۹
۳۰۵	ابو ہریرہ سے آخر آیت تبلیغ و اللہ یعصمکم من الناس و من غیرہم	۳۰۵	۳۰۰	امام حنفی صادق سے کامل سورہ مائدہ شریف از فرشتوں سے نزول	۳۰۰
۳۰۶	عبد بن حمید ابن جریر ابن ابی حاتم و ابوالشیخ کا مجاہد سے آیت تبلیغ کے	۳۰۶	۳۰۱	عیاستی دم کا ترجمہ	۳۰۱
۳۰۷	نزول پر ہونے کا اس تبلیغ رسالت میں عذر	۳۰۷	۳۰۲	عیاشی سے بطریق عیسیٰ بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی سے سلسلہ	۳۰۲
۳۰۸	اور خدا کا تمام رسالت کو اس تبلیغ پر منحصر کرنا	۳۰۸	۳۰۳	علی ابن ابیطالب سورہ مائدہ کا آخر تنزیل قرآن ہونا	۳۰۳
۳۰۹	اسحق بن راہویہ سے آیت تبلیغ کے نزول پر ہونے کا تشکیل ہونا	۳۰۹	۳۰۴	عبد اللہ بن عباس کی توفیق عبد بن حمید کا ترجمہ	۳۰۴
۳۱۰	اور خدا کا وحی نازل کر کے اس تبلیغ کے لئے اپنے رسول کو عذاب سے ڈرانا۔	۳۱۰	۳۰۵	امام احمد و شعبہ بن حمید و ابن جریر و محمد بن نصر اور طبرانی و ابوالقاسم	۳۰۵
۳۱۱	اور آیت اللہ یعصمکم من الناس سے رسول کی حفاظت کا ضامن ہونا	۳۱۱	۳۰۶	اور شعبہ سے کل سورہ مائدہ کا واقعہ پر بحالت سفر نزول	۳۰۶
۳۱۲	ابن صباغ مالکی کا لہند ابو سعید خدری سے آیت تبلیغ کا نقل کیلئے	۳۱۲	۳۰۷	ابن ابی شیبہ و ابوالقاسم نبوی و ابن مردودہ و شعبہ سے سورہ مائدہ	۳۰۷
۳۱۳	یوم قدیم میں نزول	۳۱۳	۳۰۸	کا سفر میں نازل ہونا۔	۳۰۸
۳۱۴	فصول ہمہ ابن صباغ مالکی کی توفیق	۳۱۴	۳۰۹	امام احمد و ثنائی و ابن المنذر و حاکم و ابن مردودہ و شعبہ سے	۳۰۹
۳۱۵	فخر الدین رازی سے آیت تبلیغ کا ولایت جناب امیر شریفی نزول	۳۱۵	۳۱۰	سورہ مائدہ کا آخر تنزیل قرآن سے روایت	۳۱۰
۳۱۶	اور عمر کا ولایت جناب علی پر تہنیت و تبریک	۳۱۶	۳۱۱	ابو داؤد و نخاس کا ابو مسیرہ سے سورہ مائدہ میں کچھ نہ منسوخ ہونا	۳۱۱
۳۱۷	اور اس آیت تبلیغ کا ابن عباس برابون عاذب و امام محمد باقر	۳۱۷	۳۱۲		۳۱۲
۳۱۸	علیہ السلام سے شہوت ثعلبی صاحب تفسیر کی توفیق	۳۱۸	۳۱۳		۳۱۳

نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ	نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ
۲۵۴	تفسیر قطبی سے لیس امام محمد باقرؑ اور ابن عابد بن عباسؑ سے تبلیغ کا خواب امیرؑ کی ولایت کے غدیر خم میں نزول	۲۹۳	۳۰۳	حسن السیرۃ سے مرنے کے معنی اولی تبصرت حسن السیرۃ کی توثیق	۳۰۳
۲۵۵	مودۃ القرنی سے حدیث غدیر و آیۃ تبلیغ کا سند بابر بن ثابت ذکر خود عمر کے قول سے حدیث ولایت سے علیؑ کا لقب اور حضرت جبریلؑ کا واقعہ	۲۹۴	۳۰۴	اور حضرت علیؑ کا مثل رسول خدا کے امرونی کا دلی ہونا حاکم سے ابوطیفیل و زید بن ارقم کی حدیث تعلیق و ولایت	۳۰۴
۲۵۶	مذہب یسویہ انسان موجودگی اور عمرت رسول خداؐ کے لیے آہ باندھنا اور ہسی تاکید کے لیے حجاب حرمین کا آنا	۲۹۵	۳۰۵	اور حاکم سے ابوطیفیل و زید بن ارقم کی حدیث غدیر مین مکہ مدینہ مرا لی لفظین امرین سے ذکر	۳۰۵
۲۵۷	ابن کثیرؒ کا ابن مردودہؒ کے طریق ابو ہریرہؓ بن عبدی ابوسیدہؓ کا آپس کا یوم غدیر خم میں علیؑ کی ولایت پر نزول	۲۹۶	۳۰۶	عبدالرزاق و معمر کے واسطہ برابر بن عازب سے حدیث غدیر عبدالرزاق اور معمر کی توثیق	۳۰۶
۲۵۸	ابن کثیرؒ کا ابن مردودہؒ کی روایت مذکورہ ناقص نسخ کرنا ابن کثیرؒ کا آپس کیس پر رسول خداؐ کی شکر نماز کرنا	۲۹۷	۳۰۷	حدیث غدیر کو دوسرے دن کنت مولاہ خاں علیا جدی ہونا اور عمر کا حضرت امیرؑ کو لفظ الیوم والی کل مومن سے تہنیت	۳۰۷
۲۵۹	ابن کثیرؒ سے ابن مردودہؒ کا نسخ علیؑ بنی ہونے کی توثیق عرفہ جمعہ کی روایت کا ایک روایت خاص سے ابطال	۲۹۸	۳۰۸	اسی لفظ ولی سے ابوبکرؓ اور عمرؓ کا خلیفہ رسول بنا نا حضرت عباسؓ اور علیؑ کا طلب میراث میں عمر کے پاس جانا	۳۰۸
۲۶۰	مناقب ابوالموثیہ غزالی سے لہر بن ابوبکرؓ بن عبدی و ابوسیدہؓ غدیری آپس تکمیل کا یوم غدیر پنجشنبہ میں نزول اور رسول خداؐ کا شکر نماز	۲۹۹	۳۰۹	باز قرآن حضرت عباسؓ اور علیؑ کا عمر و ابوبکرؓ کو کاذب آئم غلو خانہ سمجھنا	۳۰۹
۲۶۱	ابوالموثر غزالی اور ان کے منافی کی توثیق نیز آپس کیس کے نزول پر حسان بن ثابتؓ صحابی کی نظم	۳۰۰	۳۱۰	عمر کی روایت عرفہ جمعہ کو آپس تکمیل کا نزول و دروغ ہونا نیز عمر سے وفات پیغمبرؐ کے دوسرے دن فاطمہؓ و علیؑ کا طلب میراث	۳۱۰
۲۶۲	نیز آپس کیس کے نزول پر حسان بن ثابتؓ صحابی کی نظم مذکورہ مین علیؑ کی ولایت اور امامت اور امامی ہونے کا ذکر	۳۰۱	۳۱۱	یا جانے کو کذب و دروغ ہونا یروایت مسلم عباسؓ اور علیؑ کا عمر ابوبکرؓ و عمرؓ میں طلب میراث کا	۳۱۱
۲۶۳	ابو ہریرہؓ کی روایت کا ابن مردودہؒ کے بعد خطیب غدیری سے صفحہ ۱۱ کا ذکر مذکورہ غلو الامتہ سبط ابن جوزی سے ۱۸ و ۱۹ میں ایک لاکھ میں ہزار	۳۰۲	۳۱۲	اور ہر دو عہد میں محروم پھرنا۔ حضرت علیؑ کا بوجہ ابوبکر صدیقؓ کی حدیث کو باطل کرنا۔	۳۱۲
۲۶۴	صحابہ کا مجمع اس یوم غدیر میں تبلیغ رسالت کیلئے بہائم نظام کا مخصوص ہونا	۳۰۳	۳۱۳	نیز عمر بن عبدالعزیزؓ کا فک سادات کو واپس دیکر صدقہ کی روایت کو باطل کرنا۔	۳۱۳
۲۶۵	بیس سال کی تبلیغ میں یوم غدیر کا نظام اعلیٰ پیمانہ پر کہا گیا نا مذکورہ خواص الامتہ سبط ابن جوزی کی توثیق	۳۰۴	۳۱۴	فاطمہؓ کا اپنی میراث ابوبکرؓ سے طلب کرنا اور صدقہ کی روایت سے غضبناک ہونا	۳۱۴
۲۶۶	یحییٰ بن جبہؒ اور زید بن ارقمؓ دو صحابہ غدیر خم کی حدیث ولایت اور شدت گرا کا ذکر	۳۰۵	۳۱۵	حدیث کی تائید قرآن سے صحیح و رتہ دروغ ہونا رسول کا یوم غدیر علیؑ کے لئے ہوا ولیتی والموثی عقی قومانہ	۳۱۵
۲۶۷	سابقہ نبی کے نصف عمر کے لئے رسول خداؐ کا مبعوث ہونا	۳۰۶	۳۱۶	حجۃ الوداع میں رسول کا لایق دی عقی الاانا و علیؑ ارشاد فرمنا علیؑ بن خنہ کی حدیث لایق دی عقی الاانا و علیؑ سے لفظ	۳۱۶
۲۶۸	حدیث تعلیق سے کتاب اللہ اور علی بن ابیطالبؓ کا غدیر میں ذکر ترجمہ کے حوالہ سمیعون ابو عبد اللہ شروزید بن ارقمؓ کے سند کی حدیث کا ذکر	۳۰۷	۳۱۷	حجۃ الوداع کو ترجمہ اور لسانی کا ساقط و حذف کرنا نسانی کا تبلیغ سورۃ براءۃ مین لایق دی عقی الاانا اور علیؑ	۳۱۷
۲۶۹	ابن جریرؒ کی سند سے سمیعون ابی عبد اللہ شروزید بن ارقمؓ کی حدیث غدیر ابن جریرؒ کا چھٹے طریقوں سے حدیث غدیر کو دو حلقہ دون میں جمع کرنا	۳۰۸	۳۱۸	یا پنج حفاظ حدیث سے تبلیغ سورۃ براءۃ مین ابوبکرؓ کی معزولی اور علیؑ کا تقریر	۳۱۸
۲۷۰	حافظ ذہبیؒ کا ابن جریرؒ کی کتاب الموالید سے مدحش ہو جانا	۳۰۹	۳۱۹	تاریخ حبیب السیر و روضۃ الصفاد و روضۃ الاجاب کی توثیق حبیب السیر اور روضۃ الصفاد سے واقعہ تبلیغ سورۃ براءۃ مین علیؑ کی طاعت	۳۱۹
۲۷۱	ابن جریرؒ کا ابوطیفیلؒ زید بن ارقمؓ سے حدیث تعلیق و حدیث ولایت حدیث مذکورہ کا مثل حدیث معجز نسانی و ابن اثیری کے ہونا	۳۱۰	۳۲۰		
۲۷۲	حدیث مذکورہ سے یا پنج فوائد کا ذکر	۳۱۱			

نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ	نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ
۲۱۸	اور حضرت ۴ کا ابو بکر کے جواب میں لا یؤتٰی عقیلاً علی الشاؤرنا		۲۱۸	حدیث ۴ کو رد ابن عباس و علی سے آیت و اندر عشق و محبت کا فرق	
۲۱۹	نیز رسول کے قرض اور ۶ دیکھا رفتی کا پوچھ کر نے کی روایت		۲۱۹	کا رسول اور رسول کی پہنی تبلیغ اور علی کی وزارت و خلافت	
۲۲۰	عبدالجبار بن حضرت علی کو قرض رسول کو اور وعدہ کو دنا کر کے ذکر		۲۲۰	رسول کا پہلے ہی تبلیغ میں جناب میر کو، خی و صبی و طبعی فرما دیا	
۲۲۱	و انھہ سورہ ہر اة میں اور حکم امتناعی خاص کا ہونا		۲۲۱	۱۰۔ پنج طبری چھاپہ صریح لفظ اخی و صبی و طبعی راہ خفا	
۲۲۲	اور حجۃ الوداع منہ میں دوسرا حکم امتناعی عام کا ذکر		۲۲۲	شبلی نعمانی کا تا پنج طبری چھاپہ لیڈن سے نسخہ اخی و صبی و طبعی	
۲۲۳	سورہ مائدہ کے اٹھارہ احکام کا نفاذ اس علی سے ذکر		۲۲۳	کو چھپانا	
۲۲۴	منزلت ہارون والی حدیث دشوین یا رندیر خم میں وارد ہونا	۳۱۲	۲۲۴	جنت کے تین سال بعد و اندر رعشہ و یونان الا قرین کا	
۲۲۵	علی کا منبر لہ سر اقدس رسول کے جسم کے ہونے کی حدیث		۲۲۵	نازل ہونا۔	
۲۲۶	غزوہ تبوک والی حدیث منزلت ہارون اور خلافت علی		۲۲۶	اسی موصوہ کے رسول ہر سو فدا کا علی سے سامان دعوت ہیا کر دیا	
۲۲۷	اور غزوہ تبوک جلتے وقت سران رسول علی کا امام المسلمین ہونا	۲۱۳	۲۲۷	تبلیغی ہمارا کا آیہ ہونہ و مکمل پر پہلا موقع تبلیغ اسلام کا قبول کرنا	
۲۲۸	سوضۃ الصفا سے حضرت موسیٰ کا ہارون کو امامت و خلافت دینا		۲۲۸	نیز اس موقع پر تمام خاندان عبدالطلب تنزہ و عباس اوطالب	
۲۲۹	اور امامت کا ہارون کی سلسل میں بطناً بعد بطن مقرر فرمانا		۲۲۹	کا جمع کیا جانا	
۲۳۰	ہارون کی وفات پر موسیٰ کا کثیر مجمع میں پیش کو موسیٰ و خیر کرنا	۳۱۴	۲۳۰	کھانے کے بعد رسول خدا کا تبلیغ رسالت فرمانا	
۲۳۱	پوش کی وصایت و خلافت کا موسیٰ کے آخر عمر میں ہونے پر ہونا		۲۳۱	تبلیغ رسالت میں لوگوں سے شرکت کیلئے دعوت دینا	
۲۳۲	انہی عشر نقیبا کا سورہ مائدہ کے ساتھ ۸ از کج یوم حدیث تطبیق		۲۳۲	رسول خدا کی دعوت پر مجمع میں خاموشی	
۲۳۳	انہی عشر خلفاء کی بشارت نوریت کا اولاد صلیبی آئیں سے ہونا		۲۳۳	صرف جناب علی کا دعوت بنیہ پر لیکر فرمانا	
۲۳۴	اولاد صلیبی حضرت اسمعیل کے شہادت کی حدیث اصطفیٰ		۲۳۴	حاضرین کا علی کے جواب پر حیرت	
۲۳۵	بنی ہاشم کا اولاد اسمعیل و ابراہیم سے مصطفیٰ ہونا	۳۱۵	۲۳۵	مجمع کا سیرۃ سالہ شخص کی آمادگی پر بیٹھتے ہوئے اٹھ جانا	
۲۳۶	اور بنی ہاشم سے محمد مصطفیٰ اور علی المرتضیٰ کا مصطفیٰ ہونا		۲۳۶	بخاری و ترمذی کا واقعہ تبلیغ کو بدل کر وضعی حدیث لانا	
۲۳۷	علی مرتضیٰ کی اولاد کا بطناً بعد بطن امام ہونا		۲۳۷	اور ابوطالب کا نام نہ ارد کرنا	
۲۳۸	ہارون اور ہارون کی اولاد کا امت موسیٰ میں امام ہونا		۲۳۸	بخاری کا ابو ہریرہ سے ترمذی کا عائشہ سے وضعی حدیث لانا	
۲۳۹	بعد وفات ہارون حضرت موسیٰ کا بیعت کو قریب و اولاد پر کرنا		۲۳۹	دووں روایتوں میں تبلیغ کے مفہوم کا ہونا	
۲۴۰	حضرت یونس کا حسب وصیت موسیٰ اسرار نوریت اولاد		۲۴۰	اور حضرت صفیہ اور فاطمہ زہرا سے رسول خدا کا تبلیغ فرمانا	
۲۴۱	ہارون کے سپرد کرنا		۲۴۱	راویان حدیث ابو ہریرہ و عائشہ کے وجود کا تبلیغ کے وقت ہونا	
۲۴۲	امامت کا موسیٰ و ہارون میں مشترک ہونا		۲۴۲	عائشہ کی ولادت بعثت سے بار سال بعد یعنی ۳۵ ہجری میں ہونا	
۲۴۳	تنبیہ و نشر لہبران ہارون کو پیش کا اسرار امامت پہنچانا		۲۴۳	ابو ہریرہ ہاشمہ دین کا ہجرت کے بعد مدینہ میں اسلام لانا	
۲۴۴	حضرت انس و سلمان فارسی سے موسیٰ کے خلیفہ و جوی یسع کا جانا	۳۱۶	۲۴۴	فاطمہ زہرا کی ولادت بعثت کے پانچ سال بعد یعنی ۳۵ ہجری میں ہونا	
۲۴۵	امام احمد مسلم کے موسیٰ و وارث اور وعدہ پیغمبر کو پورا کرنا علی کا ہونا		۲۴۵	نیز فاطمہ زہرا کی عمر مکہ میں ۱۸ سال مدینہ میں ۳ سال کچھ بیرون ہونا	
۲۴۶	ہر نبی کے موسیٰ و وارث اور رسول مقبول کے موسیٰ و وارث علی کا ذکر		۲۴۶	تبلیغ کے موقع پر صرف اولاد عبدالطلب ابوطالب مکان میں جمع کیا جانا	
۲۴۷	کتاب حلیۃ الاولیاء کی توثیق		۲۴۷	مردوں میں ۴۰ یا ۴۵ عورتوں میں دو کا ہونا	
۲۴۸	علی کا امیر المؤمنین سید المسلمین کا لقب لہجہ میں رضا نام حسین ہونا		۲۴۸	فاطمہ زہرا اسد ماہ علی کا کچھ ذکر ہونا	
۲۴۹	حضرت علی کا احکام خدا رسول کے جانب سے پہنچانے کا اثبات ہونا	۳۱۷	۲۴۹	رسول خدا کا خلافت پر عموماً بنی عبدالمطلب پر خصوصاً مہرب ہونا	
۲۵۰	حدیث مذکور کے چند فوائد کا ذکر		۲۵۰	رسول خدا کا دو کھلے قویہ و رسالت سے دعوت دینا	
۲۵۱	آیہ انہی عشر نقیبا کے ۱۲ حروف سے ۱۲ پہنچ کر ۱۲ حروف کی تطبیق		۲۵۱	رسول کے ساتھ دعوت میں شریک ہونے والے کو اخی و وزیر اخی	
۲۵۲	سلمہ بن نعین کی توثیق		۲۵۲	و خلیفہ کی کا ذکر	
۲۵۳	ابن جریر کا محمد بن حمید کے واسطہ سلمہ بن نعین سے چوتھی حدیث		۲۵۳	حاضرین کی خاموشی پر ہر علی کا رسول خدا کے ساتھ شریک ہونے کو ذکر کرنا	

صفحہ	مضامین کتاب تکمیل	نمبر شمار	صفحہ	مضامین کتاب تکمیل	نمبر شمار
	یکم ربیع الاول جمعہ گیارہ ربیع الاول دوشنبہ بارہ ربیع الاول			رسول کا علی کو اخی و وصی و وارثی طبعی من بعدی فرمانا	
	شنبہ سہ ماہ صحیح ہونا			ابن عباس کا طوطہ نر کی ولادت نبوت پانچ سال بعد نبوی میں ہونا	
	۹ ربیع الاول شنبہ کو طے کیے کلمات رسولی کے گوش گذار ہونا			ابن خطاب کی تشریف	
	اسی شنبہ کو روئے تارک العین اللہ من خلفت عن حیثہ انما			بھڑو لہذا کا وفات کے دن حضرت عصبیہ و خاتمہ زہراء سے	
	ابوبکر و عمر کا وفات انہی کے دن مدینہ ہجری میں موجود ہونا			بیشتر سال مخاطب ہونا	
۳۳۰	مل و شمل شہرستانی اور مرزا المار کی توثیق		۳۳۳	عمر بن خطاب اور عیدات بن عباس کا سترہ مین مکالمہ	
	اسامہ کا بنی ناسا ابی سہ دن تہمت ہو کر مارا گیا ہونا		۳۳۴	عمر کا خلافت اور نبوت کے حق سے قوم کی کراہت کا ذکر	
	عین مرادی و کج کے وقت مادر اسامہ کا قاصد پوچھنا			ابن عباس کا ایک آیت سے قوم کی کراہت کا مسکت جواب	
۳۳۱	طلبہ طحاہ کے ساتھ منبر پر کھڑا ہونا کی نسبت امتبار			خلافت کا نظم و حسد سے بچنے کا ذکر	
	سہ یا کفرہ کو اور صحابہ بنی اہل بیت اور اہل بیت ہونا		۳۳۵	ابن عباس سے آنے کی تفسیر	
	سہ یا کفرہ کا اپنے تربیت عمر امیر با صحابہ کے اہل بیت ہونا			جناب امام حسین کا عمر کو منبر سے اتارنے کا ذکر	
	رسول کا جانی سے تجویز اکرامہ کے فرض کی مانگی کی وصیت کرنا			امام حسین کا نوچے اللہ کے پیر ہونے کا ذکر	
	علی کا سترہ پہلے حوض بوخریہ پر ہونے کے پاس پہنچنا		۳۳۶	امام حسین کی وجہ سے حضرت حسین کی قربانی کا طوطی کیا جانا	
	رسول کا پانچ وفات بعد علی کی مکرور تین تیر آنے کی خبر دینا			امام حسین کا ذبح عظیم کی لفظ سے قرآن میں مذکور ہونا	
	نیو مکرورات پر صبر کرنا کہ وہ بیت فرمانا			اور امام حسین کا روئے تارک العین کے ساتھ پانچ باتوں میں شریک ہونا	
	صحابہ کو دنیا اختیار کرنے پر علی آسرت تیار کر کے بیعت کرنا			سیرت اور آئمہ اہل بیت کے مخصوص کا طوطی ہونا	
۳۳۲	علی کا ہنر لہ بہ ہوا بیت خلافت کیلئے لوگوں کے آنے پر قبول کرنے			عمر بن خطاب اور ابن عباس کا دوسرا مکالمہ	
	کی ہوا بیت ہونا			عمر کی زبان بنی عباس کا تین باتوں کی وجہ سے خلافت نہ ملنا	
	سقیفہ بنی ساعدہ بن عمر کا ابولبرتہ بیعت کرنا		۳۳۷	ابن عباس کا عمر بن خطاب کو مسکت جواب	
۳۳۳	بیعت مدینہ کا وسط عشرہ ربیع الاول شنبہ میں واقع ہونا			سبب بن عباس خدا کے حکم سے علی کا سوہ برکت کا تبلیغ فرمانا	
	بنی ہاشم عقبہ خالد و عذہ اور سلمان و ابوہریرہ و دیگر اور			عمر و ابوبکر و عصبیہ و دیگر کے مواجہ میں علی کا اہل اسلام	
	آتی بنی کعب کا سفر علی کی جانب ہونا			اولاد یان اور حدیث منزلت ہارون	
	عصبیہ یا عباس کا واقعہ سمیت پر نظم کہنا			صحابہ شنبہ مذکور کا ۶ صفر پنجشنبہ کے دن اسامہ کے ہمراہ	
	حضرت جبریل کا غسل و کفن پیغمبر میں علی کے ساتھ شریک ہونا			تغذات ہونا	
	انفاروق سلی سے عمر کا قاطعہ تیرا کے گھر آگے لکھنے سے بچھوڑنا			اسی ۲۹ صفر پنجشنبہ کا دیوان دن شنبہ و حات ابی سے	
۳۳۴	علی کے مکان پر طلحہ و زبیر کا بی ہاشم کے ساتھ ہونا			دو دن پہلے کا ذکر	
	زبیر کا عمر پر تلوار سے چھٹ کر گھر کر لینا پھر گرفتار ہونا		۳۳۹	وسیلۃ النجا ملائین سے ۲۶ صفر و شنبہ	
	کتاب امامت و سیاست اور ابن قتیبہ کی توثیق			اور ۲۷ صفر شنبہ کو اسامہ کا سردار فرج ہونا	
	کتاب امامت سیاست سے ابوبکر و عمر کا علی سے بیعت کا تفصیلی ذکر			۲۸ صفر چار شنبہ کو ابتدا و مرض ابی	
۳۳۵	ابوبکر کا اپنے غلام قنفذ کو چند بار علی کی خدمت میں بھیجنا			۲۹ صفر پنجشنبہ کو رسول خدا کا اسامہ کیلئے جھڈنا کر عطا کرنا	
	علی کے دہانے پر عمر کا حج کے ساتھ علی کے گھر پہنچنا کی کرنا			اور اسی ۲۹ صفر کو ابوبکر و عمر و عثمان و سعد و ابوعبیدہ وغیرہ کا	
	خاتمہ کی درود بھری آواز سے اکثر صحابہ کا چلے جانا			اسامہ کے ماتحت کیا جانا	
	عمر کا ایک گروہ کی مدد سے علی کو مکان سے نکال کر ابوبکر کے پاس لانا			اسامہ کے ہمراہ دہانے وادوں پر رسول کا غضبناک ہو کر	
	نہ بیعت کرنے پر علی کو قتل کرنے کی دھمکی دینا			لعن اللہ من خلفت عن جیش اسامہ فرمانا	
	علی کو رسول کے بھائی ہونے سے عمر کا انکار			۲۹ صفر پنجشنبہ سے یکم صفر پنجشنبہ بارہ صفر و شنبہ کا بدی ہونا	
	حضرت علی کا رسول کی قبر سے لپٹ کر گریہ فرمانا			پھر یکم ربیع الاول پنجشنبہ بارہ ربیع الاول دوشنبہ کا حال ہونا	

نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ	نمبر شمار	مضامین کتاب تکمیل	صفحہ
۳۹۱	ہشام بن حسان کی توثیق تاریخ مسعودی سے امام حسن کے خطبہ کی تائید خطبہ امام حسن مع ترجمہ تاریخ مسعودی کے خطبہ کا ترجمہ خطبہ میں امام حسن کا احد ثقاتین اور اولوالامر ہونا صحیح حدیث سے امام کی طاعت کا دعویٰ امام کی طاعت عین رسول کی طاعت ہونا علیؑ کی اطاعت عین رسول کی اطاعت علیؑ کی نافرمانی رسول کی نافرمانی ہونا علیؑ کی مفادفت عین رسول کی مفادفت ہونا حدیث میں کثرت امامہ فعلی امامہ کا غدیر خم میں ورود آپ مہدیؑ کا عہد القادر سے امام حسینؑ کا عہد القادر کا رسول خداؐ کے ساتھ ہونا قرآن مجید اور علیؑ کے چہرہ پر نظر ڈالنا عبادت کا ذکر علیؑ کا وجود مثل وجود نبوت کے ہونا شعبہ میں علیؑ کی شہادت سے نبوت کی خلافت کا منقطع ہونا علیؑ کی اولاد میں سلسلہ نسب امام ہونا اور علیؑ کی تہادیت زیر سنگ بیت المقدس خون کا جوش مارنا تخت فرعون میں صرف ایک فرقت ابراہیمی کا ناجی ہونا ابوبکر سے رسول خداؐ کا ارشاد دیکھ کر بعد کیا اعدا کر دیے اور دوسری حدیث سے رسول خداؐ کا ابوبکر سے فرمانا کہ میرے بعد کیسے رہو گے امام حسنؑ کا ابوبکر کو عین خطبہ میں منبر سے اماننا یحییٰ کی توثیق ابوبکر کا اپنی موت کے وقت خاٹھ کے مکان کھنڈ کا فوسر کرنا نیز خلافت کو عمر یا ابو عبیدہ کے حوالہ کرنے کا ذکر امام محمدؑ سے آیت تبلیغ کے نزول پر ثعلبی و رازی و بیہاوی و عینی و قندوزی سے صرف حدیث ولایت کا ایک فقرہ لانا پورے اسناد سے بعد امام محمدؑ سے آیت تبلیغ کے نزول پر یوم غدیر کا علیم الشان خطبہ امام محمدؑ باقرؑ کو خدا کی طرف سے وحی عطا ہونے کی روایت کی تائید آیت تبلیغ میں علیؑ کا نام ابن مسعود کی روایت سے تائید خطبہ میں علیؑ کی اخی وصی خلیفۃ الامام علیؑ کی وصی ہونے کی تائید اور آیت انما ولیکم اللہ ورسولہؑ کا علیؑ کے بابین نزول آیت انما ولیکم اللہ ورسولہؑ کے ساتھ رسول کا اس کا تبلیغ میں عذر امداد کے وجہ خدا کا آیت تبلیغ کے ساتھ سخت تاکید حکم اور اپنی ضمانت علیؑ کی ولایت اور امامت کل امت پر فرض ہونا امامت کا ذریت علیؑ میں قیامت تک ہونا	۳۵۷	۳۵۸	۳۵۹	۳۶۰
۳۹۲	علیؑ کا امام المتقین اور رسول کے علم کا عالم ہو کر امام المبین ہونا علیؑ کا خدا کے حکم سے امام نصب کیا جانا منکرین ولایت کی توبہ کا ہرگز قبول نہ ہونا نیز کبھی نہ بخشا جانا علیؑ کے بارے میں مخالفین پر سخت عذاب کا ذکر انبیاء و اہل بیت کا رسول خداؐ کے خاتم النبیین ہونے کی بشارات دیا جانا اور رسول مقبول کا تمامی مخلوق ساکنان زمین آسمان پر موجود ہونا شک کرنے والا اقوال پیغمبرؐ کا کافر ہونا علیؑ کا سب لوگوں سے خواہ مرد و عورت یا عورت و طفل ہونا علیؑ کے مخالفین پر لعنت و غضب رسول اور خدا کا ذکر علیؑ کا حنب اشہ ہونا قرآن کے حکمت پر عمل کا حکم اور تشاہدات پر عمل کرنے کا ذکر قرآن کی تفسیر علیؑ ہی سے حاصل کرنے کا حکم علیؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر رسول خداؐ کا ملکہ کرنا اور علیؑ کیلئے اخی وصی ولایت کا خدا کی طرف سے ہونے کا ذکر علیؑ اور اہل کی اولاد طاہرین کا نقل صغیر اور قرآن کا نقل اکبر ہونا نقل صغیر اکبر کا تا ورود و عرض کو قرآن پس سے پیدا ہونا علیؑ کا امین اور حکیم ہونا لفظ امیر المؤمنین سوائے علیؑ کے کسی غیر کا ہرگز نہ ہونا امارت مؤمنین کی سوائے علیؑ کے کسی کے پیسے حلال نہ ہونا رسول کا علیؑ کو آخر منبر تک اٹھانے سے ہوسے رہنا علیؑ کے پانچوں کا رسول کے زانو تک پہنچنا علیؑ کے پیر کا رسول خداؐ کے زانو تک پہنچنے کی تائید رسول خداؐ کا علیؑ کو اخی وصی و داعی علی خلیفۃ امتی فرمانا آیت اذن واعیہ علیؑ کے لئے نازل ہونے کی تائید علیؑ کا خلیفہ رسول اللہؐ امیر المؤمنین امام المہادی ہونا بحکم خدا قاتل ناکثین و قاسطین مارقین علیؑ کا ہونا حدیث دیگر سے لفظ امیر المؤمنین علیؑ کے لئے تائیدی ذکر ناکثین اہل جہنم قاسطین مارقین صغیرین کا خوارج ہونا بحکم خدا رسول خداؐ کے بعد علیؑ کی امامت علیؑ کے نصب ہونے پر امام نعمت خدا کا علیؑ کی امامت پر تکمیل دین اسلام منکرین امامت علیؑ اور ان کی اولاد کا ہمیشہ جہنم میں رہنے کا ذکر سب لوگوں سے زیادہ علیؑ کا ناصر پیغمبر ہونا سب زیادہ علیؑ کا حقدار اور سب سے زیادہ عزیز ہونا خدا اور رسول خداؐ کا علیؑ سے خوشنود ہونا رضا سے خدا کی ہر آیت کا علیؑ سے ابتدا ہونا	۳۶۱	۳۶۲	۳۶۳	۳۶۴

صفحہ	مضامین کتاب تکمیل	ترتیب	صفحہ	مضامین کتاب تکمیل	ترتیب
۳۶۳	اسی جاعت محمد آل محمد پروردگار فرض ہونا نماز کے سلام میں عباد اللہ الصالحین سے آل محمد مراد ہونا لفظ عباد اللہ کا سورہ ہل اتی میں علی وفا طہ حشر میں ت مراد ہونا سورہ ہل اتی علی کی مع میں ہونا سورہ قمر کے صلوات المؤمنین سے علی مراد ہونا امت چھ دنوں بالحق و بدید لون سے ایک جماعت مراد ہونا تفسیر موضح القرآن سے تفسیر آہ بوصفہ شرع مراد ہونا اسی شرع پر علی کا غدیر خم میں نائب رسول اور امیر مقرر ہونا حدیث حکیم سنائی کی توثیق حکیم سنائی کی شرح شاہ ولی اللہ سے خلفا رانیا کی جماعت صدیقین تہذیب و احسان کا ہونا خلفاء انبیا کی جماعت ان دو آیتوں میں ہونا	۱۰۰	۳۶۳	آیہ الذین امنوا کا علی ہی سے ہونا ہر مع کی آیتوں کا علی سے ابتدا کیا جانا خدا کا سورہ ہل اتی میں حشر کی شہادت علی کے لئے دینا سورہ ہل اتی کا علی کی مع میں نازل ہونا مفسرین ہل اتی کا علی کے بارے میں نازل ہونے کا ذکر رسول مقبول کے بعد ان کی طرف بلانے والے امون کا ذکر نفا کا پیغمبر کو اور پیغمبر کا علی کو امرونی بتانے کا ذکر پیغمبر کا صحابہ سے علی کے امرونی کرنے اور طاعت کرنے کا ذکر علی کی راہ صراط مستقیم ہونے کا ذکر پیغمبر کے بعد علی کی راہ صراط مستقیم ہونا علی کے بعد ان کی اولاد کا صراط مستقیم ہونا پیغمبر کا چند خطوط میں ایک خط کھڑا مستقیم دیگر خطوط پر شیطان کا ہونا صراط مستقیم سے امام مراد ہونا علی اور ان کی اولاد کا حق کے ساتھ ہایت امت کی کھاتہ کرنے کا ذکر رسول مقبول کا سورہ فاتحہ کی تلاوت فرماتا سورہ فاتحہ کا رسول خدا اور ان کی اولاد کے باب میں نازل ہونا بہر سورہ فاتحہ کا علی اور ان کی اولاد میں عام اور خاص ہونا دھنیں آئمۃ اثنا عشر کا عشرین کچھ خوب و عجم کا ہونا اور انھیں آئمۃ اثنا عشر کا خدا کا گروہ اور غالب ہونے کا ذکر بزیان قرآن علی اور ان کی اولاد کی امامت کا ذکر رسول مقبول سے علی متقی و امانت کی حدیث خطبہ میں ذکر کلمۃ باقیۃ فی عقبہ سے علی اور ان کی اولاد کی امامت کا ذکر کلمۃ اتیمۃ امامت کا امام حسین کی اولاد میں امامت باقی رہنے کا ذکر خدا اور رسول کے بعد علی اور ان کی اولاد کی اطاعت پر ہنگام ہونے کا ذکر صحیح ترمذی سے رسول مقبول کا حسین متقی ۱۹ امام حسین قرآن کا ذکر اسباط پیغمبرین امام حسین کا سبط ہونا لفظ اسباط جمع سے نو اولاد امام حسین مراد ہونا حملہ حیدری کی نظم میں سوختہ اور علی اور ان کی اولاد کا صراط مستقیم ہونا آل سورہ فاتحہ کا رسول خدا اور علی اور ان کی اولاد کے حق میں نازل ہونا سوختہ اور علی اور ان کی اولاد میں سورہ فاتحہ کا عام اور خاص ہونا تفاسیر علییٰ معالم سے صراط مستقیم کا محمد آل محمد مراد ہونا	۳۶۳
۳۶۴	سورہ فاتحہ کی پہلی آیت بسم اللہ اور ساترین آیت صراط الذین انعم علیہم نعم الرحمن موضح القرآن سے نعمت علیہم کا چار فرقوں پر مشتمل ہونا نبیین و صدیقین و شہداء و صالحین کا یاد فرماتے قرار دینا شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالقادر کا نعم علیہم چار فرقے مراد لیا ان چار فرقوں سے ایک جماعت محمد آل محمد ہونا	۱۰۱	۳۶۴	سورہ فاتحہ کی پہلی آیت بسم اللہ اور ساترین آیت صراط الذین انعم علیہم نعم الرحمن موضح القرآن سے نعمت علیہم کا چار فرقوں پر مشتمل ہونا نبیین و صدیقین و شہداء و صالحین کا یاد فرماتے قرار دینا شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالقادر کا نعم علیہم چار فرقے مراد لیا ان چار فرقوں سے ایک جماعت محمد آل محمد ہونا	۳۶۴
۳۶۵	سورہ فاتحہ کے نعم علیہم محمد آل محمد ہونا تفسیر سورہ فاتحہ کا مل کے نماز نہونا سورہ فاتحہ کا سات آیات پر مشتمل ہونا فاتحہ کا سبع مثانی اور قرآن عظیم ہونا الحمد للہ کا ام القرآن و ام الکتاب و سبع مثانی ہونا	۱۰۲	۳۶۵	سورہ فاتحہ کے نعم علیہم محمد آل محمد ہونا تفسیر سورہ فاتحہ کا مل کے نماز نہونا سورہ فاتحہ کا سات آیات پر مشتمل ہونا فاتحہ کا سبع مثانی اور قرآن عظیم ہونا الحمد للہ کا ام القرآن و ام الکتاب و سبع مثانی ہونا	۳۶۵
۳۶۶	سورہ فاتحہ کے نعم علیہم محمد آل محمد ہونا تفسیر سورہ فاتحہ کا مل کے نماز نہونا سورہ فاتحہ کا سات آیات پر مشتمل ہونا فاتحہ کا سبع مثانی اور قرآن عظیم ہونا الحمد للہ کا ام القرآن و ام الکتاب و سبع مثانی ہونا	۱۰۳	۳۶۶	سورہ فاتحہ کے نعم علیہم محمد آل محمد ہونا تفسیر سورہ فاتحہ کا مل کے نماز نہونا سورہ فاتحہ کا سات آیات پر مشتمل ہونا فاتحہ کا سبع مثانی اور قرآن عظیم ہونا الحمد للہ کا ام القرآن و ام الکتاب و سبع مثانی ہونا	۳۶۶

فہرست اُن کتابوں کی جن کا مضمون خود دیکھ کر اس کتاب تکمیل میں لکھا گیا علاوہ موجودہ کتب کے مختلف کتب خانوں سے
 مدولی گئی مثل کتب خانہ نواب احمد حسین خان صاحب نیس پر یا نوان ضلع پرتاب گڑھ و کتب خانہ خدائش خان صاحب کبیل مرحوم بانکی پور
 و کتب خانہ مولوی عبدالباری صاحب مرحوم و کتب خانہ مولوی عبدالحی صاحب مرحوم فرنگی محل لکھنؤ و کتب خانہ ندوۃ العلماء لکھنؤ و کتب خانہ ممتاز العلماء
 سید محمد تقی صاحب طاب ثراہ و کتب خانہ مولانا سیدنا حسین صاحب بلہ (شمس العلماء) لکھنؤ اور کتب خانہ مدرسہ الوداعین لکھنؤ وغیرہ۔

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی	نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۱	نائب الابطال عربی	ابن شہر آشوب	مبئی	۲۲	تفسیر فتح البیان عربی	نواب صدیق حسن خان	مصر ۱۳۱۵ھ
۲	چند باب فارسی	شاہ اہل شہر براء	عمود نگار لکھنؤ ۱۲۵۸ھ	۲۳	تفسیر حافظ ابن کثیر عربی	ابن کثیر شامی	مصر ۱۳۱۵ھ
۳	سل المدی الرشاد عربی	شیخ شمس الدین محمد بن یوسف	قلمی	۲۴	تفسیر غزالی تہذیبی عربی	نظام الدین حسن بن محمد	مصر ۱۳۱۵ھ
۴	بیرت شامی عربی	دشتی صالحی		۲۵	تفسیر احمدی عربی	امام احمد غزالی	کلکتہ ۱۲۷۳ھ
۵	قاموس عربی		مطبوعہ	۲۶	تفسیر بحر مروج فارسی	سید ابوالدین عمر بن محمد	نولکھنؤ ۱۲۹۷ھ
۶	منتی الارباب عربی	عبدلحمید بن عبدالحکیم	لاہور	۲۷	تفسیر میرزا علی محمد	کمال الدین حسن	کلکتہ ۱۳۱۵ھ
۷	زرقانی علی المودع عربی	محمد بن عبدالباقی	مصر ۱۳۱۵ھ	۲۸	تفسیر منہج الصاویغ عربی	علامہ فتح اللہ کاشانی	طهران
۸	تفسیر رشیدی عربی	جلال الدین سیوطی	مصر ۱۳۱۵ھ	۲۹	تفسیر فتح الرحمن قلمی	شاہ ولی اللہ محدث	دہلی و میرٹھ
۹	تفسیر جلالین عربی	جلال الدین محلی	مبئی ۱۲۹۳ھ	۳۰	تفسیر فتح الرحمن فارسی	شاہ عبدالعزیز	چھاپہ محمدی ۱۲۶۶ھ
۱۰	اسباب النزول عربی	امام واحدی	مصر ۱۳۱۵ھ		سورۃ بقرہ		
۱۱	تفسیر تفسیر عربی	ابو حنیفہ	قلمی نوشتہ ۱۱۹ھ	۳۱	تفسیر فتح العزیز		لاہور
۱۲	تفسیر معالم التنزیل عربی	امام محی السنہ حسین بن مسعود دہلوی	مبئی ۱۳۰۹ھ		پارہ ۲۹ فارسی		
۱۳	تفسیر لباب البیان عربی	علامہ ابن خازن	مصر	۳۲	تفسیر عربی پارہ ۳		عمود نگار لکھنؤ ۱۲۶۶ھ
۱۴	تفسیر مبارک التنزیل عربی	عبدلحمید بن احمد بنی	دلیا لی	۳۳	تفسیر موضع القرآن اردو	شاہ عبدالقادر بیلوی	دہلی ۱۳۱۵ھ
۱۵	تفسیر روح البیان عربی	خطیب غزالی	مصر				دکا پوس ۱۳۱۵ھ
۱۶	تفسیر کشف العربی	علامہ جلال الدین سیوطی		۳۴	تفسیر تنویر البیان اردو		۲ گڑھ
۱۷	تفسیر بیضاوی عربی	ناصر الدین مبدل شہر بن محمد	اسلامبول		ترجمہ خلاصہ المنہج		
۱۸	تفسیر جامع البیان عربی	ابن جریر طبری	مصر ۱۳۲۱ھ	۳۵	قرآن مجید فارسی اردو		دہلی ۱۳۱۵ھ
۱۹	تفسیر مجمع البیان عربی	علامہ شیخ ابی الدین طبری	طهران	۳۶	تفسیر عماد البیان اردو	مولوی غلام حیات صاحب	دہلی
۲۰	تفسیر غایت النبیین عربی	علامہ فخر الدین رازی	مصر ۱۳۱۵ھ	۳۷	مناقبہ تفسیری ترجمہ	مولوی ابوالحسن	لاہور ۱۳۱۵ھ
۲۱	بالتفسیر الکبیر عربی				خصائص سائی	فیض الباری اردو	
۲۲	تفسیر آفاق علم القرآن	شیخ جلال الدین سیوطی	مصر ۱۳۱۵ھ		خصائص	امام نسائی	کلکتہ ۱۳۱۵ھ
۲۳	تفسیر فتح البیان عربی	قاضی شوکانی مبنی	قلمی نوشتہ ۱۲۶۸ھ	۳۸	الفاروق	شعبل نعمانی	لاہور و لکھنؤ و دہلی ۱۲۹۹ھ و ۱۳۱۵ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعه یا قلمی
۳۹	الفارق	مناجیرت دهلوی	دہلی ۱۲۵۹ھ
۴۰	سیرت النبی	شبلی نعمانی غفرلہ	کامپوٹ علم گڑھ
۴۱	سیرت ابن ہشام	عبد الملک	مصر ۱۲۹۵ھ
۴۲	طبقات ابن سعد	محمد ابن سعد	لیڈن یورپ
۴۳	مسند امام احمد	احمد بن حنبل	مصر ۱۳۱۱ھ
۴۴	صحیح بخاری	محمد بن اسماعیل بخاری	مصر ۱۳۱۱ھ
۴۵	تاریخ معارف	ابن قتیبہ	خرگستان
۴۶	---	---	مصر ۱۳۱۱ھ
۴۷	صحیح مسلم شرح نووی	مسلم بن الحجاج	دہلی ۱۳۱۱ھ
۴۸	سنن	امام شافعی	مصر دہلی
۴۹	تاریخ الرسل والملوک	ابن جریر طبری	لیڈن یورپ
۵۰	الارشاد	علامہ محمد بن محمد بن علی الشافعی المقتدی	کلمنو
۵۱	تاریخ ابن خلدون	قاضی عبدالرحمن بن محمد بن حنفی الماکلی	مصر ۱۲۸۲ھ
۵۲	فتح الباری شرح صحیح البخاری	حافظ ابن حجر عسقلانی	دہلی ۱۳۱۱ھ
۵۳	ارشاد ہساری شرح صحیح بخاری	امام قسطلانی	مصر ۱۳۱۱ھ
۵۴	عقد القاری شرح صحیح بخاری	امام عینی حنفی	مصر ۱۳۰۸ھ
۵۵	تحفہ اشاعشرہ	شاہ عبدالعزیز	فرنگہ کھنؤ ۱۲۹۵ھ
۵۶	ہادی التواریخ	محمد بن محمد البغوی	کھنؤ ۱۳۱۱ھ
۵۷	روض الاثف	عبدالرحمن سیسی	مصر ۱۳۱۱ھ
۵۸	سرور المحزون	شاہ ولی اللہ دہلوی	مطبع محمدی ۱۲۵۴ھ
۵۹	قرۃ العیون شرح سرور المحزون	ذاب محمد علی خان وادی ٹوبک	آگرہ
۶۰	انسان العیون طب	علی بن ابراہیم طب	مصر ۱۳۱۱ھ
۶۱	عقد الفریخ	شہاب الدین احمد	مصر ۱۲۹۵ھ
۶۲	تاریخ کامل	ابن اثیر جزیری	مصر ۱۳۱۱ھ
۶۳	اسد الغابہ فی الصحابہ	---	مصر ۱۳۱۱ھ
۶۴	تاریخ المختصر فی الشیخ	ملک ابی الفدا	لیڈن یورپ
۶۵	تاریخ مختصر	شیخ زین الدین عمر بن مظفر الوردی	مصر
۶۶	تصیہ عظمیٰ	مولانا امین اللہ	دہلی ۱۳۰۳ھ
۶۷	بجاری الاور آخر حصہ	علامہ محمد باقر حلبی	طهران
۶۸	سیرت دیماطی	حافظ عبداللہ المومن	قلمی پٹنہ ۱۳۰۵ھ
۶۹	سیرت مغلطائی	حافظ عبداللہ الدین	مصر ۱۳۱۱ھ
۷۰	مواہب لدنیہ	امام قسطلانی	قلمی پٹنہ ۱۳۰۵ھ
۷۱	نیایع المودۃ	شیخ سلیمان بن زید	اسلامبول ۱۳۱۱ھ
۷۲	صحیح ترمذی اردو	امام ابو عیسیٰ ترمذی	نوٹکھنؤ ۱۳۱۱ھ
۷۳	مناہج النبوة	مولانا امین الدین	لاہور ۱۲۹۲ھ
۷۴	---	---	نوٹکھنؤ ۱۳۱۱ھ
۷۵	عین البیون ترمذی	ابو القاسم سہودی	کھنؤ ۱۳۱۱ھ
۷۶	تاریخ التواریخ	مراحمہ نقی سہودی	طهران ۱۳۱۱ھ
۷۷	تاریخ احمدی	شیخ احمد حسین شاہ	کھنؤ
۷۸	مواہب محرقہ	ابن حجر مکی	مصر
۷۹	سر الشہادۃ	شاہ عبدالعزیز	کھنؤ
۸۰	الاکمال ہما الرجال	مشکوۃ	دہلی
۸۱	تاریخ البیوقی	ابن اصفیہ کاتب عیسیٰ	لیڈن یورپ ۱۳۱۱ھ
۸۲	ریاض النضرہ	عبداللہ بن طبری	مصر ۱۳۱۱ھ
۸۳	عقبات الانوار غریبہ	علامہ حاجی حسین صاحب	دودھیانہ و کھنؤ
۸۴	عقبات الانوار وراثہ	---	کھنؤ
۸۵	استقصا والا فہام	---	دودھیانہ
۸۶	جوہر القدرین	علامہ سہودی	---
۸۷	منصب امامت	محمد عیسیٰ شیعہ دہلوی	فاردی دہلی
۸۸	تذکرہ خواص الامۃ	سبط ابن جوزی	قلمی پٹنہ ۱۳۱۱ھ
۸۹	تاریخ مرآۃ الزمان	---	قلمی پٹنہ ۱۳۱۱ھ
۹۰	تاریخ بدایۃ و انہیاء	حافظ ابن کثیر	قلمی پٹنہ ۱۳۱۱ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی	نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۱۳۵	تقریب التہذیب	حافظ ابن حجر عسقلانی	دہلی	۱۵۷	تقدیم المحسنین	اخوند ملا حسن کاشانی	قلمی
۱۳۶	تہذیب التہذیب	۔	حیدر آباد دکن	۱۵۸	احتجاج	ابونصیر علامہ طبرسی	طران و قلمی
۱۳۷	استیعاب	ابو عمر ابن عبد البر	۱۹۳۱ء	۱۵۹	کتاب فہرست	ابن اندیم	یورپ
۱۳۸	مرقاۃ المفاتیح	علامہ علی قاری	مصر	۱۶۰	مراج النبوة	عبدالحی محدث دہلی	نولکھور ۱۲۹۷ء
۱۳۹	خلاصہ تہذیب	صفی الدین خزرہ	۱۲۰۱ء	۱۶۱	اشعۃ اللمعات	۔	۱۲۰۵ء
	تہذیب الکمال	۔	۔	۱۶۲	شرح وقایہ ترجمہ	۔	کامپور مطبعہ رانی
۱۴۰	تذکرۃ السخاظ	حافظ ابو عبد اللہ زہری	حیدر آباد	۱۶۳	مسند رک	حاکم	قلمی کتب
۱۴۱	انساب سمعانی	حافظ عبدالکریم	یورپ	۱۶۴	مل دخل	محمد بن عبدالکریم	مصر ۱۲۶۳ء
	بستان المحدثین	شاہ عبدالعزیز	۔		شہرستانی	۔	۔
۱۴۲	تدریب الراوی	سید علی	۔		امات للسیاست	ابن قتیبہ	مصر ۳۲۲ء
۱۴۳	فیاض اللغات	۔	۔	۱۶۵	حلیۃ الاولیاء	حافظ ابو نعیم	قلمی
۱۴۴	وسیلۃ النجاة	طامین سہاری	لکھنؤ ۱۳۱۳ء	۱۶۶	میزان الاعتدال	حافظ ابویسحاق زہری	لکھنؤ ۱۳۱۱ء
	وجیزہ	علامہ سید جان علی خان	نولکھور لکھنؤ ۱۲۷۹ء		منہاج الرشاد	سیح الدین خان بہادر	مکتبہ ۱۲۶۲ء
۱۴۵	احیاء المیت	سیوطی	لاہور	۱۶۷	مثنوی	مولانا روم	بیبی
۱۴۶	کتاب الارشاد فی	حکیم ابوبکری محمد	دہلی ۱۳۱۹ء	۱۶۸	روفتا الاحباب	محدث شیرادی	نولکھور ۱۳۱۲ء
	سبیل الرشاد فی	۔	۔	۱۶۹	۔	۔	۔
	امور تقلید الابدان	۔	۔	۱۷۰	۔	۔	۔
۱۴۷	شواہد السوء	عبدالرحمن جامی	بیبی ۱۸۸۶ء	۱۷۱	رجال نجاشی	۔	بیبی
۱۵۰	رسالہ حج	حاجی علیم الدین	لکھنؤ ۱۸۹۲ء	۱۷۲	مدن عرب	مترجمہ سید علی بگڑی	۔
۱۵۱	مکیا جوین نامہ	عابد علی فتحپوری	چمن پریس فتحپور ۱۹۲۹ء	۱۷۳	درس فی الیاسکول	شمس العالی فاضل بیرونی	لاہور ۱۲۲۲ء
۱۵۲	حلیۃ الحقیقہ	حکیم مسنانی	نولکھور لکھنؤ ۱۸۸۷ء	۱۷۴	تفہیم لطاعن	علامہ محمد قلی خان	لاہور ۱۲۸۳ء
۱۵۳	تہذیب الاسماء	عزیز علی الدین نووی	عزت نغم	۱۷۵	محکمہ حیدری	ملا باذل رح	لکھنؤ
۱۵۴	سنن ابن ماجہ	قرطوبی	دہلی ۱۲۲۲ء	۱۷۶	نہایہ	ابن خیر جزری	مصر
۱۵۵	کتاب ثقات الرواۃ	عبد سید سمہودی	مصر ۱۳۲۱ء	۱۷۷	تاریخ الانبیاء	شیخ احمد صمدی دہلوی	لکھنؤ ۱۳۱۷ء
	دراۃ المعصوفی	۔	۔	۱۷۸	معجم صغیر	سلیمان بن احمد طبرانی	دہلی ۱۳۱۱ء
۱۵۶	کشف النقاب	۔	دہلی ۱۲۹۶ء				
	ترجمہ کتاب یونانی	۔	۔				

۲۱۰۳۷

الف ۲۷



الحمد لله الذي جعلنا من عباده الصالحين والصلوات على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

اما بعد عبد خاں سارید رضی اللہ عنہ بن حکیم سید بدیع علی مرحوم ودفور متوطن قصبہ ایرایان سادات ضلع فتح پور
قسمت اکہ بادعفار اللہ عنہ وعن والدیہ خدمت میں حضرات ناظرین کے عرض کرتا ہے کہ۔

شمس العلماء شبلی نعمانی مولف سیرۃ النبی نے آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم وانتم صرتم علیکم نعمتی ورضیت
لکم الاسلام دینا۔ کا نزول یوم عرفہ جمعہ ۹ ذی الحجۃ سنہ ۱۰ قرار دیا ہے اور روایات صحیحہ و احادیث موثقہ مستندہ سے
قطع نظر کر کے یوم نزول سے تا وفات النبی اکاشی یوم دندہ رہنا رسولی اصلح کم کہہ لیا ہے اور اسی ضمن میں ایک قسم
سہ ماہ ذی الحجہ، محرم، صفر ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ بصوت مفروضہ کٹھ اقسام کا تیار کر کے اپنے نقطہ نظر سے میلان کیا ہے جنہیں
مولف موصوف نے ہر ممکن طریقہ سے کوشش کی ہے کہ آیہ اکمال دین کا نزول یوم عرفہ بقید جمعہ صحیح قرار پا جائے اور اپنے خیال میں
نقشہ مفروضہ کو صحیح ثابت کیا ہے، اور جسکی ابتدا حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی ۲۶ ذیقعد یوم ثنبہ سے کی ہے کیونکہ ذی الحجہ
یوم جمعہ کی مراجعت سے ۲۶ ذوقعدہ کو یوم ثنبہ واقع ہوتا ہے۔

اسلئے اس کتاب میں مولف سیرۃ النبی کے اسی حصہ پر تبصرہ کیا گیا ہے جو کہ حقیقت میں آیہ تشریف موصوفہ اکمال دین
واتمام نعمت و انتخاب دین اسلام کا نزول بمقام غدیر خم ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰ یوم ثنبہ صحیح الاسناد احادیث و روایات موثقہ ثابت ہے
جبکہ سورت کائنات علیہ السلام کی واپسی حجۃ الوداع بیت اللہ سے بعد گزرنے تیسری منزل حجۃ مابین مکہ و مدینہ کے آیہ حلیمہ
یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالک واللہ یجمعہ من الناس سورہ مائدہ ۱۰۸

عہ قال فی القاموس غدیر خم موضع الحجۃ بین الحرمین ۱۲۔

عہ مطابق آل ابی طالب (العلامة ابن شہر آشوب ۴) ج ۲۔ ۳ مطبوعہ بیروتی روایت الحدادی انہ کان یوم الخمس یعنی ابو سعید خدی
روایت سے ۱۰ ذی الحجہ غدیر خم میں ہجرت تھی۔

مجمعہ جائے استمیان کہ مدینہ کرمیات اہل شام باشند و کانت قریۃ علی شہین و ثمانین میلًا (فتاویٰ لا ریب) حضرت مقدم حجر برما حلی بر سر منزل ار
کہ میقات شامیان است (۲۳ کتاب جہاد باب شہاد) اہل اسد برادشاہ دکن اور محدث دہلوی مطبوعہ مطبع مصطفائی محمود زکریا کراچی ۱۳۵۸ھ
بالحقیقۃ بالعلم الجید و سکون الحار المہملہ و النفاذ قریۃ کبیرۃ علی خمس مراحل و نحو ثلاثی مراحل من المدینۃ الشریفۃ یعنی مجمع جس کے حرم حجر کو
ضہ اور ماہ حلی ساکن ہے یہ ایک بڑا قصبہ ہے جو مدینہ منورہ سے کچھ ادر پار کی طرف واقع ہے۔ (منقول از سیرت شامیہ ج ۲۔ الباب السادس سیرۃ صدیق ابی وقاص)

کسی قسم کی ترمیم یا تنسیخ نہیں ہوئی اسلئے منظم مقاصد کتاب ہذا شبلی صاحب کے فرضی یوم جمعہ ۹ ذی الحجہ ۱۱۰۰ھ اور نزول آیت
الیوم اکملت لکم دینکم مقام عرفات عین خطبہ انتم خطبہ بعد نماز عصر قطعاً غلط اور غیر صحیح دکھایا ہے چونکہ نعمانی صاحب آیت
الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول کو وفات النبی تک ایک باسی یوم و شبینہ پر قبول کیا ہے اس لئے نزول آیت موصوفہ سے تا وفات
اور یوم دفن تک کے واقعات لازم لزوم قرار پائیں یہی وجہ ہے کہ کتاب ہذا میں درمیانی حالات مع ان واقعات کے جو مؤلف سے قبل النبی اور
الفاروق نے کمان حق میں کی ہیں ضبط تحریر میں لائے گئے۔

اور جو اصول شبلی نعمانی نے متعلق وفات النبی قائم کئے یا ازین قسم ظاہر تسلیم کئے ہیں وہ سب بغرض تسلیم بان کر
انکی نزدیک حسن و اکمل وجوہ کے ساتھ محبت ظاہرہ و ادلہ باہرہ کیلئے ہے۔

اس تحقیق میں چند اقسام کے نقشے جنہری ماہ ذی قعدہ ۱۱۰۰ھ لغایت بیج الاول ۱۱۰۱ھ منجھ مالدے گئے ہیں از ان جملہ پہلا نقشہ
جنہری نمبر ایک علامہ ابن سعد صاحب طبقات کے بیان دروایت ۲۰، دو خانوں سے ہے جبکہ پہلا خانہ تاریخ سفر حجۃ الوداع
۲۵ ذی قعدہ سے ۱۲ بیج الاول تک بروایت ایک مہینہ ۱۳ اور ایک ۲۹ کے ہے اور دوسرا خانہ انھیں ابن سعد کے مندرجہ روایت
ابتداء مرض النبی کے تاریخ سے ملٹ کر تا یوم ابتداء سفر حجۃ الوداع اور تاریخ مرض النبی سے بارہ بیج الاول تک ہے۔

اور نقشہ جنہری نمبر ایک (مذکورہ کے ہر دو خانوں کا تائیدی نقشہ ایک مہینہ ۱۳ اور ایک ۲۹ جو کثیر الوقوع
مسئلہ شبلی صاحب جو وفات حضرت ابو بکر تک کا پہلا نقشہ اول پہلے خانہ کا مؤید ہو اور نقشہ دوم دوسرے خانہ کا تائید کنندہ ہے اور
ہر دو نقشوں سے چھ ماہ پر وفات جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے تاریخ بقید دن ۱۷ اور ۲۲ جمادی الثانی ۱۱۰۱ھ
تاریخ وفات حضرت ابو بکر بقید دن کے مطابق ہر دو نقشوں کے صحیح یا غیر صحیح ہونا ظاہر ہوگا۔ و اقدی کی تحقیق تیسری ماہ رمضان
یوم شنبہ پر چھ ماہ پر اباب سیر و محدثین نے اتفاق کیا ہے قطع نظر مدت وفات جناب موصوفہ کے جسین سخت اختلاف ہے لیکن یہی
ایک تاریخ ہے جس کے زمین باہم اباب سیر و حفاظ حدیث کے کچھ اختلاف نہیں ہے۔

دوسرا نقشہ جنہری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی صاحب سیرت کا پہلا خانہ ۲۶ ذی قعدہ یوم شنبہ ایک مہینہ
اور ایک ۲۹ کے ہے اور دوسرا خانہ الفاروق شبلی سے ابتداء مرض النبی اخیر صفر یعنی ۲۸ صفر (چار شنبہ) سے ملٹتے ہوئے
انکی تاریخ مہینہ ۲۶ ذی قعدہ سفر حجۃ الوداع تک ہے اور ۲۸ صفر سے ۱۲ بیج الاول تک ہے جبکہ پہلا خانہ ۱۵ سیر شبلی کے
نمبر ۲، ۴، ۵ کے مطابق یکم، ۸، ۱۵ بیج الاول (دو شنبہ) ہے۔

تیسرا نقشہ جنہری حرف (ب) ممکن الوقوع مجوزہ شبلی صاحب بین ذی قعدہ ۱۲ اور ذی الحجہ ۲۹ محرم ۲۰ اور ۱ صفر ۲۱ کا

۱۵ سیر النبی ۱۵۰۰ھ میں اس وقت جب آپ (رضی اللہ عنہ) ادا کر رہے تھے آیت اُتری الیوم اکملت لکم دینکم خطبہ سے فارغ ہو کر آپ نے حضرت بلال کو اذان کا
حکم دیا اور پھر اصرار کیا تاہم ادا کی پھر تہ پر سوار ہو کر موقع تہنیت لائے اور وہاں کھڑے ہو کر دیر تک قبلہ رو رہے اور دعا میں مصروف رہے جب کہ کتاب دینی لگا
تو آپ نے وہاں سے چلنے کی تیاری کی "لیکن جب وہیں پہنچے تو غلطی واقع ہوئی۔ غلطی۔ دارک القدر بل۔ سراج النیر جینی وغیرہ سب شبلی صاحب کے خلاف آیت
موصوفہ کا نزول بعد عصر کے ادا نہ ہونے پر لگتے ہیں جس سے دونوں بیان ایک دوسرے کو باطل کرتے ہیں۔ نیز یوم جمعہ کا ایک سو اسی دن (دو شنبہ)
ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنہری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی کا پہلا خانہ بین یکم بیج الاول (دو شنبہ) ۱۰ دن پر اور دوسری بیج الاول (دو شنبہ) ایک سو اسی دن
پر پہنچتا ہے اور دوسری بیج الاول کو دو شنبہ (رضی اللہ عنہ) نے مرجع میں ۹ ذی الحجہ ۱۱۰۰ھ ذی قعدہ کو شنبہ اور ۲۹ ذی قعدہ کو جمعہ (پہلا) ہے۔
دیکھو نقشہ جنہری حرف (ب) اسم کا پہلا خانہ اس لئے بھی دو دن بیان غلط اور باطل ہیں تفصیل آگے آئیگی۔

۲۶ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کو غلط کرنا ہے۔

پانچواں سادہ نقشہ حرف (د) جو پہلے خانہ نقشہ خبری حرف (الف) کثیر الوقوع کے مابین ۲۲ جمادی الثانی سے ۲۵ ذوقعدہ (جمعہ) ۲۹ صفر (یکشنبہ) یکم ربیع الاول (دوشنبہ) کو غلط کرنا ہے۔
چھٹواں نقشہ خبری حرف (یم) سلم اور حرف (نون) نووی شایع سلم سے پہلا خانہ ہے جس کا مابین ۲۲ جمادی الثانی سے ۲۵ ذوقعدہ (جمعہ) ۲۹ صفر (یکشنبہ) یکم ربیع الاول (دوشنبہ) کو غلط کرنا ہے۔
۲۲ جمادی الثانی سے ۲۵ ذوقعدہ (جمعہ) ۲۹ صفر (یکشنبہ) یکم ربیع الاول (دوشنبہ) کو غلط کرنا ہے۔
۲۲ جمادی الثانی سے ۲۵ ذوقعدہ (جمعہ) ۲۹ صفر (یکشنبہ) یکم ربیع الاول (دوشنبہ) کو غلط کرنا ہے۔

ساتواں نقشہ خبری حرف (طار) طبری نمبر (۱۷) تاریخ و تفسیر میں دو دو خانوں سے مرتب ہے جس کا پہلا خانہ ۲۵ ذوقعدہ یوم (دوشنبہ) سے ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) تک اور دوسرا خانہ ۲۵ ذوقعدہ (دوشنبہ) سے ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) تک کا ہے۔

نمبر نہ کوہ کے پہلے خانہ کا مابین ۲۵ ذوقعدہ (دوشنبہ) سے تا وفات حضرت ابو بکر یعنی ۲۲ جمادی الثانی سے ۲۵ ذوقعدہ (دوشنبہ) تک کا ہے اور جبکہ دوسرے خانہ کا مابین ۲۵ ذوقعدہ (دوشنبہ) سے ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) تک کا ہے اسی خانہ دوم کے ۱۸ ذی الحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک (۱۷ دن) اور گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) تک ایک اسی روز ہوئے جس کی آنے والی شب سے شنبہ ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) سے ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) دو سال تا ۱۲ جمادی الثانی تین بیسے تا ۲۲ جمادی الثانی دس راتیں کل مدت خلافت حضرت ابو بکر کی مطابق روایت کے ٹھیک ٹھیک مل جاتی ہے۔

توضیح

ناظرین کو تعجب ہوگا کہ آیہ موصوفہ اکمال دین یوم عرفہ میں نازل ہوا یا یوم غدیر خم کو یہ دو صورت سے تکمیل دین کا اظہار ہوتا ہے اس قدر طوالت سے تحقیق کی کیا ضرورت تھی، نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا اپنے ہر سال مطالب کے ساتھ خاص غدیر خم ۱۸ ذی الحجہ میں بالکل جناب امیر المومنین و امام المتقین علی بن ابیطالب کی شان میں تکمیل ولایت و تتمیم نعمت پر نازل کی گئی تھی تصدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث شکر ہے اور آیہ موصوفہ کے مفہوم اور الیوم کی تخصیص سے یعنی آج کے روز تبلیغ رسالت اور تتمیم نعمت اور اظہار ولایت علی علیہ السلام پر خداوند عالم رحمنی و بخشنود ہوا اس لیے یوم غدیر خم بہت بڑی عید ہے۔

اسی تاریخ ہی دن کو رب العزت جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی فضیلت جلیلہ اور منقبت رفیعہ اور منزلت مخصوصہ قرار دی ہے ایہ وجہ سے رسول اللہ نے حاضرین جلسہ سے عموماً اور امہات مومنین سے خصوصاً ولایت علی علیہ السلام پر سلام اور مبارکبادی خیمہ خاص میں بھجوا کر دلائی ہے اور خود جناب سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملک الشعراء حسان بن ثابت سے اشعار تہنیت ساعت فرمائے ہیں۔

یہ صرف مبارکبادی نہیں تھی بلکہ یہ اس قسم کا عہد و قرار تھا جیسا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے

اپنے آخر عمر میں اسی ۱۸ ذیحجہ کو نبی اسرائیل سے وصایت اور خلافت جناب یوشع علیہ السلام میں لیا تھا جسکی آیت
 ولقد اخذ الله ميثاق بني اسرائيل وبعثنا منهم اثني عشر نقيباً شاہد ہے جو اسی سورہ مائدہ میں ہے
 اور جو اٹھارہ فریضہ یا احکام پر مشتمل ہے جس اثنا عشر نقیباً کے اول نقیب جناب یوشع علیہ السلام جو خلیفہ اور جوسی
 جناب موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ویسے ہی جناب علی علیہ السلام وصی اور خلیفہ جناب احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اثنا عشر ائمہ اہل بیت علیہم السلام میں اول نقیب یا وصی یا خلیفہ بلکہ ابوالائمۃ الطاہرین میں اسی طرح عہد و قرار
 است اور حاضرین جلسہ غدیر ختم سے تاریخ ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ کے دن بعد نازل ہونے آیہ مبارکہ یا ایہا الرسول
 بلغ ما انزل الیک من ربک وان لا تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کے لیا گیا جس عہد
 قرار کے بعد اٹھارہ و ان فریضہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم سے پورا کر دیا گیا اور اسی روز کے جمعیت جلیلہ کو خیال
 کرتے ہوئے یوم عرفہ کو آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا یوم نزول بتایا جاتا ہے جسکی نسبت یہ نکتہ فرضی قرار دیا جاتا
 ہے کہ یوم عرفہ کو دین کا اکمال اور قرآن مجید کا تمام ہو چکا جسکے بعد واجبات باقی نہیں رہے اور قصہ غدیر ختم
 محض شکایت بریہ اور بعض اصحاب متعینہ میں جو با تضحیٰ جناب امیر علیہ السلام متعین کئے گئے تھے کہا جاتا ہے
 کہ رسول خدا نے صرف تاکید محبت علی علیہ السلام میں خطبہ ارشاد فرمایا۔

یہی وجہ ہے کہ شمس اعلا شامی نعمانی نے یوم غدیر ختم کا خطبہ الوداعی آخر عمر والا جو مجموعی خطبہ عرفات وغیرہ
 سے کم نہ تھا ایک سطر بھی نہیں بیان کی صرف حدیث نقلین کی عبارت ایک جز اور موسیٰ کے ضمن میں حدیث
 غدیر کا ایک حصہ من کنت مولاه فعلی مولاه اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ نقل کر دیا۔

اسی سلسلہ میں حضرت عمر کا وہ مشہور قول حسبنا کتاب اللہ جو عین وفات النبی کے روز طلب

سلہ اُردو ترجمہ قرآن مجید سورہ مروج القرآن خاوند عبدالقادر محدث دہلوی مطبوعہ مطبعہ عید کی کاپور علیہ السلام کے صفحہ ۱۰۱ میں تفسیر کہ لعل
 اخذ الله ميثاق بني اسرائيل وبعثنا منهم اثني عشر نقيباً کے مرقوم ہے۔ یہی اسرائیل سے عہد لینے کا حضرت موسیٰ کے آخر عمر میں یہ قرار ہے میں
 یہ سورہت (مائدہ) حضرت کے آخر عمر میں نازل ہوئی الخ
 ایضاً سورہ اعراف ص ۱۱۱ ب تفسیر آیہ ومن قوم موسیٰ امۃ یهدون بالحق وہ یهدون اور موسیٰ کی قوم میں ایک فرقہ راہ بتاتی ہے جن کی او
 ۹ اسی پر اضافت کرتے ہیں اور مشہور ہے کہ بعد وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور بعد وفات خلیفہ ائمہ کے کہ یوشع قحط بنی اسرائیل میں پہچ و مرج
 ظاہر ہوا اور پہچ قتل کرے پیغمبروں کے اور انعام گناہوں کے مشغول ہوئے۔

۱۰ ہادی التواریخ مطبوعہ مطبعہ اشاعتی گھنٹہ ۱۸۷۷ء اٹھارہ و ان فریضہ کے کتاب تاریخ مفید اس تاریخ حضرت موسیٰ ساحرون پر
 غالب آئے اور احزاب کفر و ضلال فرعون و خدول و غلوب ہوئے اور حضرت ابراہیم پر آتش فرود سر ہوئی اور حضرت موسیٰ مکنے یوشع کو اپنا
 وصی کیا اور فضائل ان کے ظاہر کیے اور حضرت عیسیٰ نے شیعوں الصفا کو وصی ظاہر کیا اور سلیمان بن داؤد نے صحف بن برخیا کو
 ظہر کیا اور فضائل ظاہر کیے۔

۱۱ تفسیر معالم التنزیل امام محی السنۃ لہدی تفسیر سورہ مائدہ یہ حدیث مرقوم ہے۔ روی عن ابی مہسارہ قال انزل الله تعالى في هذه السورة
 ثمانية عشر حكماً لم تزل في غيرها۔

۱۲ ایضاً تفسیر سراج المذہب خطیب قرطبی مطبوعہ مطبعہ مصر ص ۲۸۸ میں ہے (فائدہ) روی عن ابن مسعود قال انزل الله تعالى في هذه السورة
 ثمانية عشر حكماً لم تزل في غيرها تفسیر سراج المذہب میں ابی مہسارہ سے اور تفسیر سراج المذہب میں ابن مسعود سے مروی ہے کہ سورہ مائدہ میں اٹھارہ
 فریضہ یا احکام میں جو دوسرے سورہ میں نہیں نازل ہوئے۔

۱۳ ایضاً تفسیر حمید ملا احمد اشیر لاہور مطبوعہ خان احمد علی ص ۱۱۱ میں ہے (فائدہ) روی عن ابی مہسارہ قال انزل الله تعالى في هذه السورة
 ثمانية عشر حكماً لم تزل في غيرها۔

قرطاس کے مقدمہ میں ٹھیک اکیاسوین روز زبان سے جاری ہوا تھا جسکے بجائے تین مہینے یعنی (۹۰ دن) کی فرضی مدت بلا سند آنحضرت صلعم کے آخر عمر کی بتائی جاتی ہے کیونکہ اکیاشی دن میں نو دن شامل کرنے سے نوٹے دن کی مدت ہو جاتی ہے پس اس تحقیق اور تنقید میں اگر باب سیر اور احادیث کے دفتر کے چھان بین کی ضرورت ہوئی جس سے حق و باطل درست و دروغ اور صراطِ مستقیم کا صحیح مفہوم واضح ہو گا حتی الامکان خالص بے طرفداری کا لحاظ کرتے ہوئے واقعات صحیحہ کو مسانید و تفاسیر اور سیر معتبرہ سے منتہائی کوشش کے ساتھ تلاش کیا گیا ہے انشاء اللہ ناظرین مطلع ہونگے۔
و ما تو فیقی الا باللہ علیہ تو کلت والیہ امنیب۔

قبل اس کے دیباچہ کے حاشیہ میں الفاروق شبلی سے رسول خدا کا اخیر صفر میں علیل ہونا اور ۱۳ دن بیمار رہ کر ۱۲ ربیع الاول کو وفات فرمانا اور سہ شنبہ کے دن دوبہر ڈھلنے پر مدفون ہونا نقل ہو چکا ہے۔ اسی اخیر صفر یوم چہار شنبہ کو ابتدائی شکایت ہونا شبلی صاحب کے رفیق سفر مولوی امین اللہ عظیم آبادی نے فرمائی ہے (جو مصنف سیرت منظوم پر مشہد قصیدہ عظمیٰ ہیں) جس سے ۲۸ صفر چہار شنبہ کے دن حضرت کے بیمار ہونے کی تائید ہوتی ہے جو ذیل کی اُردو کتابوں سے بھی ۲۸ صفر چہار شنبہ کا دن مؤید ہوتا ہے۔

چنانچہ روضۃ الاصفیاء فی ذکر الانبیاء اُردو قصص الانبیاء مولفہ محمد طاهر صاحب مطبوعہ ذلکشتورہ ۱۲۸۸ھ ص ۱۵۱ میں ہے۔
چہار شنبہ کے دن اٹھائیسویں تاریخ صفر کی حضرت کے دروہر شہادت ہوا چودہ روز حضرت صلعم بیمار رہے دوروز ماہ صفر کے بارہ روز ماہ ربیع الاول کے (یہ کل ۱۴ دن ہوئے۔

ایضاً وہ مخزن مولفہ حکیم نصر اللہ خان تخلص بوصال ابن حکیم شہناؤ اللہ خان مطبوعہ مطبع محمدی محمد ناز خان دہلی ص ۱۵۱ میں ہے۔ اٹھائیسویں صفر کو بدھ کے دن آنحضرت صلعم کے مرض لاحق ہوا یعنی تب اور دروہر حاضر ہوا اکثر یہ کہتے ہیں کہ تیرہ دن بیمار رہے۔ بعض کہتے ہیں چودہ دن۔ تاریخ مولف (غلام یار شاہ)۔

مذکورہ بالا کتابوں سے الفاروق شبلی کے اخیر صفر یعنی (۲۸ صفر چہار شنبہ کو) حضرت صلعم کے بیمار ہونے کی تائید ہوگی

باقی حاشیہ ص ۱۸۲۔ البیرونی سے مروی ہے کہ (سورہ مائدہ) میں اٹھارہ دفعہ میں اور اس میں کچھ منسوخ نہیں ہے۔

۱۔ ایضاً یہ تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کی جو وعاش علیہ السلام بعد ۱۵ احدى وثمانین لیلۃ (حاصل ترجمہ) یعنی رسول خدا علیہ السلام نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی رات زندہ رہے۔

۲۔ تفسیر فتح القدیر ترمذی میں ہے۔ فلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نزول ہذہ الایۃ احدى وثمانین یوماً ثم قبضہ اللہ تعالیٰ (حاصل ترجمہ) تفسیر فتح القدیر ترمذی میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاشی روز ظہرے چہر وفات ہوئی۔

۳۔ تفسیر بحر مخرج علامہ شہاب الدین شمس عمر دلت آبادی مطبوعہ ذلکشتورہ ۱۲۸۸ھ ص ۱۵۱ میں ہے بعد نزول این آیت بجز علم ہندوہ کیشب ماہ شہادہ دو شب در حیات بود۔ روایت ہے کہ بعد نازل ہونے آیہ موصوفہ کے رسول خدا ۸۱ یا ۸۲ شب زندہ رہے۔

۴۔ تفسیر مفتاح الغیب الشہرہ بالتفسیر الکبیر ج ۳ ص ۱۵۱ میں ہے۔ قال اصحاب الاقلام لما نزلت ہذہ الایۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ۱۵ احدى وثمانین یوماً (واثنین وثمانین یوماً) اصحاب حدیث نے کہا ہے کہ جب آیہ مذکورہ نازل ہوا تو رسول خدا ۸۱ روزہ رہے۔

۵۔ تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے باب دہم قصہ طلب قرطاس میں ہے قبل ازین واقعہ سب آہ آیہ کریم الیوم اکملت لکم دینکم نازل نازل شدہ بود یعنی رسالت طلب قرطاس کے دن سے تین مہینے یعنی ۹۰ روز پہلے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہو چکی تھی۔

جس کے پٹنے سے ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم کو بخشنے اور ۹ ذی الحجہ اور ۲ ذی الحجہ کو سہ شنبہ ہوا یہی سہ شنبہ ۲ ربیع الاول ۱۱۵۰
 کو آتا ہے کیونکہ ۲۸ صفر (چار شنبہ) کا تیرھواں دن گیارہ ربیع الاول (دو شنبہ) اور چودھواں دن ۱۲ ربیع الاول (شنبہ)
 ہوا کیونکہ ہر چار شنبہ کا پندرھواں روز چار شنبہ چودھواں روز سہ شنبہ تیرھواں روز دو شنبہ ہونا بدیہات سے ہے۔
 اور ۱۸ ذی الحجہ (بخشنے) سے ۲۹ صفر (بخشنے) تک ستر دن حسین گیارہ ربیع الاول کے گیارہ روز شامل کرنے سے
 ۸۱ شبانہ روز شامل ہوتے ہیں۔

تنبیہ واضح ہو کہ ہر بخشنے کی ایک سو تین رات دو شنبہ جسکی صبح یوم دو شنبہ اور ہر جمعہ کی ایک سو تین شب شنبہ
 سہ شنبہ جسکی صبح یوم سہ شنبہ ہونا بھی بدیہی سے۔

اور ۹ ذی الحجہ عرفہ اور ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر میں نور اتون کا فصل ہے جب ۱۸ ذی الحجہ میں ۹ دن کم کیے جائیں تو ۹
 ذی الحجہ ہو گا ایسے ہی ۲۸ صفر میں ۹ دن گھٹا دینے سے ۱۹ تاریخ صفر کی ہو گی۔
 لیکن شبلی صاحب نے اپنی مصنفہ کتاب الفاروق کے خلاف سیرۃ النبی جلد ثانی مطبوعہ معارف اعظم گڑھ کے
 ص ۳۳۳ میں رسول اللہ کا بیمار ہونا اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

” (۱۸ یا ۱۹) صفر ۱۱۵۰ میں آدھی رات کو آپ جنبۃ البقیع میں (بہمام مسلمانوں کا قبرستان تھا) تشریف لے گئے
 وہاں سے واپس تشریف لائے تو مزاج ناساز ہوا (یہ حضرت سیمونہ کے باری کا دن تھا اور روز چار شنبہ تھا پانچ دن تک
 آپ اس حالت میں بھی ازراہ عدل و کرم باری باری ایک ایک بیوی کے حجرے میں تشریف لیجاتے رہے)
 پھر اسی عبارت کے زیر حاشیہ نمبر مرقوم ہے۔ آنحضرت صلعم کے ابتدائے مرض کے دن یادت علالت اور تاریخ
 وفات کے تعین میں روایات مختلف ہیں، امر مختلف فیہ سے پہلے ان امور کو بتا دینا چاہیے جن پر تمام روایات کا اتفاق
 ہے اور جن پر گویا تمام محدثین اور ارباب سیر کا اجماع عام ہے اور وہ یہ ہیں۔

(۱) سال وفات ۱۱۵۰ ہجری ہے۔

(۲) مہینہ ربیع الاول کا تھا۔

(۳) یکم سے ۱۲ تک کوئی تاریخ تھی۔

(۴) دو شنبہ کا دن تھا صحیح بخاری ذکر وفات کتاب الجنازہ زیادہ تر روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کل
 ۱۳ دن بیمار رہے اس بنا پر اگر یہ تحقیقی طور سے متعین ہو جائے آپ نے کس تاریخ کو وفات فرمائی تو تاریخ آغا مرض بھی
 متعین کیجا سکتی ہے حضرت عائشہ کے گھر بروایت صحیح آٹھ روز (ایک شنبہ سے دوسرے شنبہ تک) بیمار رہے اور تین
 وفات فرمائی اسلیئے علالت کی مدت آٹھ روز تو یقینی ہے، عام روایات کے رو سے پانچ دن اور چاہے تین اور یہ قرائن
 سے بھی معلوم ہوتا ہے اسلیئے ۱۳ دن مدت علالت صحیح ہے، علالت کے پانچ دن آپ نے دوسرے ازواج کے مجروحین میں
 بسر فرمائے اس حساب سے علالت کا آغا نہ چار شنبہ سے ہوتا ہے ۷

۱۸ صفر چار شنبہ کے لیے دیکھو نقشہ جنبری حروف (م) سلم و حروف (ن) نووی شایع مسلم کا پہلا خانہ۔

اور ۱۹ صفر چار شنبہ کے لیے دیکھو نقشہ جنبری حروف (م) سلم و حروف (ن) نووی شایع مسلم کا پہلا خانہ۔

تاریخ وفات کے تعین میں راویوں کا اختلاف ہے، کتب حدیث کا تمام رد دفتر چھان ڈالنے کے بعد بھی تاریخ وفات کی کوئی روایت مجھ کے اعادہ شدہ میں نہیں مل سکی اور اب سیر کے بیان میں روایتیں ہیں۔ یکم ربیع الاول، دوم ربیع الاول اور ۱۲ ربیع الاول ان تینوں روایتوں میں باہم ترجیح دینے کیلئے اصول روایت و روایت دونوں سے کام لینا ہے۔ یکم ربیع الاول کی روایت کا مقدمین میں وجود نہیں لیکن متاخرین میں بھی کوئی روایت نہیں ہے جو کسی کا یکم ربیع الاول کہہ دینا کافی نہیں ہے خود شبلی صاحب نے لفظاً تین روایتیں لکھی ہیں لیکن سند کسی روایت کی نہیں لکھی۔

پھر لکھتے ہیں:۔ روایت دوم ربیع الاول کی روایت ہشام بن محمد بن سائب کلبی اور ابو مخنف کے واسطے سے مروی ہے (طبری ص ۱۸۱) اس روایت کو اکثر قدیم مورخوں نے (مثلاً یعقوبی وغیرہ) قبول کیا ہے لیکن محدثین کے نزدیک یہ دونوں مشہور دروغ گو اور غیر معتبر ہیں یہ روایت واقفی سے بھی ابن سعد و طبری نے نقل کی ہے۔ (جز وفات)۔

بیشک ابن سعد نے دوسری ربیع الاول کی روایت کو واقفی سے نقل کیا ہے لیکن طبری نے اس روایت کو ابو مخنف کے واسطے سے لیا ہے چنانچہ طبری ص ۱۸۱ میں ہے عن ہشام ابن محمد بن السائب عن ابو مخنف قال ثنا انصعب بن زہیر عن فقہاء اہل الحجاز قالوا قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصف الثمانین یلیتین مضتا من شہر ربیع الاول۔ ہشام بن محمد بن سائب نے ابو مخنف سے کہا اُنھوں نے بیان کیا تم سے مصعب بن زہیر نے فقہاء حجاز سے کہا اُنھوں نے وفات فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری ربیع الاول یوم دوشنبہ کو دوپہر کے وقت اور قال الواقفی یوم الثمانین لثنتی عشر لیلة خلت من شہر ربیع الاول ودفن من الغد

سیرۃ النبی ج ۱۔ اول ص ۱۰۸ میں ہے۔ محمد ابن اسحاق تا بھی ہیں متعدد صحابہ کو دیکھا تھا علم حدیث میں کمال تھا۔ ابن سعد مشہور محدث ہیں۔ محدثین نے عمداً لکھا ہے کہ گوانکے استاد (واقفی) قابل اعتبار نہیں لیکن وہ ذرا قابل سند ہیں۔

اور الامامون شبلی مہدوہ کا گریس پریس دہلی کے ص ۱۲۱ میں ہے تاریخ میں اگر کوئی راہ اہل کمال کے پیش کرنے پر ماذ کر سکتا ہے تو اسوں کا عہد حکومت اس فخر میں سب سے مرجع ثابت ہوگا فقہاء و محدثین میں بھی ابن عیین، امام بخاری، محمد بن سعد کا تب واقفی x حافظ ابن شام x امام واقفی x الخ یہ لوگ ہیں کہ آج مذہبی علوم کے ارکان انھیں کی روایتوں پر قائم ہیں اور سیرۃ النبی ج ۱۔ اول ص ۱۹ میں ہے۔ تاریخی سلسلہ میں سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبری کی تاریخ کبیرہ طبری اس درجہ کے شخص ہیں کہ تمام محدثین انکے فضل و کمال و ثقہ اور درست علم کے معترف ہیں انکی تفسیر احسن التفسیر خیال کی جاتی ہے پھر ص ۱۲۱ میں لکھتے ہیں کہ سیرت پر آج بھی سیکڑوں تصنیفیں۔ جو دہیں لیکن سب کا سلسلہ جا کر صرت تین چار کتابوں پر مشتمل ہوتا ہے سیرت ابن اسحاق، واقفی، ابن سعد، طبری انکے علاوہ جو کتابیں ہیں وہ ان سے متاخر ہیں واقفی کے سوانحیون مصنفین اعتبار کے قابل ہیں ابن سعد اور طبری میں کسی کو کلام نہیں ہے یہ ہیں وہ لوگ جنکی غرض احادیث پر شبلی صاحب کی نظر نہیں پڑی پھر کتب حدیث کا دفتر کون سی کتابیں ہیں جنہیں وفات النبی یا مرض النبی کی تاریخ ہوتی۔ بخاری اسحاق نے صرف ۱۲ ربیع الاول کی روایت اخراج کی ہے۔

واقفی نے ۱۶ ربیع الاول کے علاوہ دوسری ربیع الاول کا اضافہ کیا جن سے ابن سعد اور بقول خود شبلی صاحب کے طبری نے اخذ کیا لیکن یکم ربیع الاول کی روایت کا طبری تک کوئی وجود نہیں ہے۔

عہد یہ حافظ ابن ہشام مصنف سیرۃ ابن ہشام المتوفی سنہ ۳۵۱ ہجری ہیں۔ حافظ موصوف سیرۃ ابن اسحاق کے شاہجہن خانہ کویش شبلی صاحب نے سیرۃ النبی میں ان الفاظ سے کہہ کر ابن ہشام کا نام عبد الملک ہے وہ نہایت ثقہ اور نامور محدث اور مورخ تھے، جنکا حافظ (حدیث) پرنا بھی کچھ چکے جنھوں نے حضرت کا اخیر صفر کے باقی شب میں بیمار ہونے کی روایت کی ہے جو الفاروق شبلی صاحب کے تحریر کے مطابق (اور مؤید) ہے۔

۱۲ ربیع الاول کی روایت کو طبری نے واقفی سے نہیں لیا شبلی صاحب کا آخر ۱۳ ہے چنانچہ در فضائل ج ۲ ثانی ص ۳۲ میں ہے وہ کواطبعوا عن ابن الکلبی و ابی مخنف (متوفی فی الثانی من ربیع الاول یعنی طبری نے ابن کلبی اور ابو مخنف کے واسطے سے دوسری ربیع الاول کا ذکر کیا

نصف النہار حين ذاعت الشمس وذات يوم الثلاثاء واقدي نے کہا ہے کہ وفات فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ بارہ راتیں گزریں ماہ ربیع الاول کی اور دوسرے روز بروز شنبہ دوپہر بعد مہ فون ہوئے۔ اسی کو شبلی صاحب نے الفاروق میں اختیار کیا ہے۔

ایضاً ۱۷۹۹ء میں ہے۔ وقال الواقدي بدي رسول الله صلى الله عليه وسلم وجعل الميادين بقتنا من صفى۔ اور واقدي نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع ہوا در جبکہ دو راتیں ماہ صفر کی باقی تھیں۔ ان دونوں قول واقدي سے حضرت کا بیمار رہنا چودہ روز ہوتا ہے۔

پھر ۱۷۹۹ء میں ہے۔ عن هشام بن محمد عن ابي مخنف قال ثنا الصقعي بن زهير عن فقهاء اهل الحجاز ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وجه الذي قبض فيه في اخصف في ايام بقين منه۔ هشام بن محمد نے ابی مخنف سے کہا اُنھوں نے کہ حدیث کی ہم سے عقب بن زہیر نے فقہاء حجاز سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیا وہ در حین حضرت نے وفات فرمائی وہ ماہ صفر کی آخری دنوں میں ہے اس روایت نے دوسری ربیع الاول کی روایت کو غلط کر دیا اور یہ روایت شبلی صاحب کے مصنفہ کتاب الفاروق کے مطابق ہوتی ہے اور جس سے ابن اسحاق اور واقدي اور ابن سعد کے ۲۸ صفر چار شنبہ ابتداءے مرض النبی اور ۲۹ صفر پنج شنبہ کے ہونے کی تصدیق ہوتی ہے۔ پھر شبلی صاحب قمر ازہین نے لیکن واقدي کی مشہور ترین روایت جسکو اُس نے متعدد اشخاص سے نقل کیا ہے وہ ۱۲ ربیع الاول کی ہے۔ اس روایت سے واقدي کی دوسری ربیع الاول کی روایت غلط واقدي کے قول سے باطل ہو گئی۔

البتہ یہی نے دلائل میں بسند صحیح سلیمان التیمی سے دوم ربیع الاول کی روایت نقل کی ہے (نور النبرس)۔ ارباب نظر شبلی صاحب کے اس دوم ربیع الاول کے صحیح السند روایت توجہ فرمائیں جس روایت کے لکھنے پر قدیم مورخون یعقوبی و مسعودی کو دروغ گو اور غیر متبرک لکھ چکے ہیں جنکی نسبت الفاروق میں لکھتے ہیں۔ ”مورخ یعقوبی احمد بن یعقوب بن واضح کاتب عباسی یہ تیسری صدی کا مورخ ہے اسکی کتاب خود شہادت دیتی ہے کہ وہ بڑے پایہ کا مصنف ہے الخ۔“ اور مورخ مسعودی کے حال میں ہے۔ ”ابو الحسن علی بن حسین مسعودی المتوفی ۳۳۰ھ فن تاریخ کا امام ہے اسلام میں آج تک اسکے برابر کوئی وسیع نظر مورخ پیدا نہیں ہوا وہ دنیا کی اور قوموں کی تاریخ کا بہت بڑا ماہر تھا۔“

لیکن اسوجہ سے کہ انھوں نے مثل سلیمان تیمی کے دوسری ربیع الاول تاریخ وفات نقل کی تو دروغ گو ہونے کا تہ عطا ہو یہ دوسری ربیع الاول دو شنبہ کی وہی روایت ہے جسکو ۹ صفر چار شنبہ یعنی گیارہ راتیں ماہ صفر کے باقی رہنے پر حضرت کا بیمار ہونا ہے جس میں دو راتیں شامل کرنے سے تیرہ راتیں حضرت بیمار ہے جسکے مراجعت سے ۱۱ صفر (دو شنبہ) ۸ وکیم صفر (دو شنبہ) ۳۰ محرم (جمعہ) ۲۹ وکیم (پنج شنبہ) ۲۹ وکیم ۲۸ ذیحجہ (چار شنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (پنج شنبہ) ۲۵ ذیقعدہ ذیقعدہ (پنج شنبہ) ۲۶ ذیقعدہ (جمعہ) ہوا اسی تاریخ کو شبلی صاحب نے حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی قرار دی ہے جس تاریخ کے سفر فرمانے کی کوئی روایت نہیں ہے اور یوم (جمعہ) واقع ہوتا ہے اور ۹ ذیحجہ عرفہ سے دوسری ربیع الاول تک ۸۱ شبانہ روز ہوتے ہیں

اسی دوسری ربیع الاول سے یکم ربیع الاول تصنیف کی گئی ہے جسکی اصل روایت طبقات ابن سعد جزوقات میں یہ ہے۔ اخبارنا محمد ابن عمر حدیثی ابو معشر بن محمد بن قیس ان رسول اللہ صلعم اسٹکی یوم الاربعاء لحدی عشرۃ لیلۃ بقیت من صفر الح - خبردی ہم کو محمد بن عمرو اقدی نے کہا حدیث کی مجھ سے ابو معشر نے محمد بن قیس سے کہ رسول اللہ صلعم کو شکایت ہوئی چار شنبہ کے دن جبکہ گیارہ راتیں ماہ صفر کی باقی تھیں۔ اس روایت میں لفظ (بقیت من صفر) ہے جسکی جگہ لفظ (مصنعت من صفر) یعنی گزرتے ماہ صفر کے کر کے یکم ربیع الاول دو شنبہ لایا گیا ہے تاکہ ۹ ذیحجہ (جمعہ) صحیح ہو جائے۔

چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱۸ - مطبوعہ دہلی سلسلہ باب مرض البنی کے صفحہ ۹۹ میں ہے

ولی المغازی لابی معشر عن محمد بن قیس قال اسٹکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء لحدی عشرۃ مصنعت من صفر (یعنی مغازی ابو معشر بن محمد بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو شکایت ہوئی بروز چار شنبہ جبکہ گیارہ گزرتے ماہ صفر کے - گیارہ صفر کو (چار شنبہ) ۱۵ صفر (یک شنبہ) ۱۶ صفر (دو شنبہ) ۱۷ صفر (تیس شنبہ) ۱۸ صفر (چار شنبہ) ۲۲ و ۲۹ صفر (یک شنبہ) یکم ربیع الاول (دو شنبہ) ہوا جسکی مراجعت سے یکم صفر (یک شنبہ) ۲۰ محرم (شنبہ) ۲۹ ذی محرم (جمعہ) ۲۹ ذی محرم (یک شنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (جمعہ) ۲۶ ذیقعدہ (شنبہ) ہوا اسلئے شبلی صاحب نے الفاروق کے خلاف سیرت البنی میں ۱۸ یا ۱۹ صفر چار شنبہ کو حضرت کا مزاج ناساز ہونا درمیان میں مشتبہ لفظ (یا) سے لکھا ہے لیکن ۹ ذیحجہ عرفہ سے یکم ربیع الاول تک ۸۰ شبانہ روز ہوتے ہیں اسلئے یکم ربیع الاول کی وفات غلط اور دروغ ہے۔

علاوہ اس کے اسی سیرت البنی مطبوعہ معارف اعظم گڑھ کے صفحہ ۱۳۳ پر ۹ میں ہے ۲۲ تجنیز و کفین کا کام دوسرے دن شنبہ ۳ ربیع الاول کو شروع ہوا ۳۳ یعنی دوسری ربیع الاول (دو شنبہ) کو وفات البنی تیسری ربیع الاول (تیس شنبہ) کو تجنیز و کفین کے کام کا آغاز ہوا۔

پھر شبلی صاحب یہ لکھتے ہیں ۲۲ لیکن یکم ربیع الاول کی روایت ثقہ ترین ارباب سیر موسیٰ بن عقبہ اور شہو محدث امام بیہق مصری سے مروی ہے (فتح الباری وفات) امام سہیلی نے ردض لائف میں اسی روایت کو اقرب الی الحق لکھا ہے (جلد دوم وفات) سب سے پہلے امام مذکور ہی نے درایت اس نکتہ کو دریافت کیا کہ ۱۲ ربیع الاول کی روایت قطعاً ناقابل تسلیم ہے کیونکہ دو باتیں یقینی طور سے ثابت ہیں روز وفات دو شنبہ کا دن تھا (صحیح بخاری ذکر وفات صحیح مسلم کتاب الصلوۃ) ۳۳ بیشک ۱۲ ربیع الاول کی روایت میں ایک دن کا اضافہ ہو گیا ہے کیونکہ ۲۸ صفر (چار شنبہ) کا چودھواں روز ۱۲ ربیع الاول (تیس شنبہ) اور تیرہواں روز ۱۱ ربیع الاول (دو شنبہ) تھا اور علامہ سہیلی ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول تک تجاوز کر گئے دیکھو (جلد دوم صفحہ ۳۳) ردض لائف مطبوعہ ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۶ء پھر اسی کتاب میں امام سہیلی نے خوارزمی کے حوالے سے وفات البنی یکم ربیع الاول لکھا ہے جسکو اقرب فی القیاس لکھا ہے۔ اسی فقرے کو شبلی صاحب نے ادھر اقرب الی الحق کا غلط اور دروغ لفظ اپنی طرف سے بڑا یا ہے اور سہیلی

کے جانب نسبت دی ہے

نیز امام سہیلی کے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول سے ۲۹ صفر (دو شنبہ) ہے جسکی شام کو وفات النبی فتح الباری میں ہے یہ وہی روایت ہے جس میں موسیٰ بن عقبہ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ یہ ہے عبد مہدی بن عقبہ والملیث والحداد و ابن زید مات لہلال ۴ ربیع الاول یعنی موسیٰ بن عقبہ اور لیث اور خوارزمی اور ابن زہر کے نزدیک (وفات النبی) ہلال ربیع الاول کے وقت واقع ہوئی اور جو صحیح بخاری کے حدیث سفر حجۃ الوداع میں موسیٰ بن عقبہ کے کھلے اور ابن عباس کے سند سے اور ۲۵ ذیقعدہ کو یوم شنبہ فرض کر نیسے یکم ذیحجہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ (شنبہ) ۸ ذیحجہ (دو شنبہ) ۲۹ صفر (دو شنبہ) یکم ربیع الاول (دو شنبہ) ۱۴ ربیع الاول (دو شنبہ) کثیر الوقوع سے اور ۳ صفر (شنبہ) یکم ربیع الاول (چهار شنبہ) ۱۳ ربیع الاول (دو شنبہ) ممکن الوقوع سے آتا ہے اور علامہ حلبی نے ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول تک کل مدت ۹۳ دن حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زندہ رہنے کی قرار دی ہے۔

غرض کہ ۲۹ صفر (دو شنبہ) تک ۷۹ دن اور ۱۸ ذیحجہ سے ۲۹ صفر تک (۷۰ دن) ہوئے جس سے شبلی صاحب کا یکم ربیع الاول ہر صورت سے باطل اور غلط ہو گیا۔

پھر شبلی صاحب لکھتے ہیں: اس سے تقریباً تین مہینہ پہلے ذیحجہ سنہ کے نوین تاریخ کو جمعہ کا دن تھا (صحیح قصہ حجۃ الوداع صحیح بخاری تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم) ۹ ذیحجہ سنہ روز جمعہ سے ۱۲ ربیع الاول سنہ تک حساب لگاؤ ذیحجہ، محرم، صفران تینوں مہینوں کو خواہ ۲۹، ۲۹، ۲۹ کو خواہ ۲۰، ۲۰، ۲۰ خواہ بعض ۲۹ بعض ۲۰ کسی حالت میں اور کسی شکل سے ۱۲ ربیع الاول کو دو شنبہ کا دن نہیں پڑ سکتا اس لئے درایت بھی یہ تاریخ قطعاً غلط ہے و دم ربیع الاول کو حساب سے اس وقت دو شنبہ پڑ سکتا ہے جب تینوں مہینہ ۲۹ کے ہوں۔

سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ ۹ ذیحجہ سنہ سے ۱۲ ربیع الاول تک کثیر الوقوع یعنی دو ۲۹ اور ایک شنبہ ۳۰ سے تین یعنی نوے کی مدت بھی ہوتی ہے یا نہیں چنانچہ علامہ حلبی نے ۱۴ ربیع الاول تک ۹۳ دن کثیر الوقوع سے حساب کیا ہے

انام سجل روزہ الاثنتین منیٰ من لکھتے ہیں۔ وقال اکثرہم فی التالی عشر من ربیع الاول ولا یصح ان یکون نو فی صلی اللہ علیہ وسلم الا فی الثانی من الشہر او الثالث عشر او الرابع او الخامس عشر لاجماع المسلمین۔ ماضی ترجمہ۔ اکثر قول فانی ۱۲ ربیع الاول ہے اور یہ صحیح نہیں ہے مگر دوم ربیع الاول ۱۳ یا ۱۴ یا ۱۵ ربیع الاول اسلئے کہ اس پر اجماع مسلمین کا ہے۔ لیکن سیرت حلبی ج ۲ ص ۲۸۲ میں قول سہیلی دوم ۱۵ ربیع الاول کو خارج کر کے لکھا ہے۔ وقال السہیلی ان یکون وفاتہ یوم الاثنین الا فی ثالث عشر او رابع عشر لاجماع المسلمین۔ یعنی سہیلی نے وفات النبی ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول دو شنبہ کو اجماع مسلمین سے کہا ہے جس سے ۲۹ صفر (دو شنبہ) یکم ربیع الاول (دو شنبہ) ۱۴ ربیع الاول (دو شنبہ) کثیر الوقوع سے یکم ربیع الاول (چهار شنبہ) ۱۳ ربیع الاول (دو شنبہ) ممکن الوقوع سے ہوا جس سے یکم و دوم ۱۵ ربیع الاول باطل ہو گئے۔

سہ صحیح بخاری ج ۲ فی میں ہے۔ قال موسیٰ بن عقبہ قال اخبرنی کریم بن عبد اللہ عن صاحب قال لفظ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یوم الاثنین من ذی القعدہ فقد م مکتہ لا ربیع لیا ل خلون من ذی الحجۃ (ماضی ترجمہ) موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ خبر دی کہ جو کریم بن عبد اللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبکہ پانچ راتیں ماہ ذیقعدہ کی باقی تھیں اور کہ سطر میں داخل ہوئے جبکہ چار راتیں ذیحجہ کی خالی ہوئیں یعنی ۲۵ ذیقعدہ کو یہ روز منورہ سے ہے چار ذیحجہ صحیح کو کہ سطر میں ہے۔

جس سے گیارہ ربیع الاول کو (۹۰ دن) یعنی تین مہینے ہوتے ہیں اور جمہور مفسرین نے دوم ربیع الاول کو (۸۱ دن) کہا ہے دیگر تفسیر معالم التنزیل بغوی و لباب التأویل خازن و تفسیر فتح البیان صدیق عین بخان وغیرہ) پس دوم ربیع الاول اور (۸۱ دن) میں ۹ دن شامل کرنے سے گیارہ ربیع الاول کو (۹۰ دن) یا تین مہینے ہو گئے اور ۱۲ ربیع الاول کو اکانوے دن یعنی تین مہینے ایک دن ہوتے ہیں۔ جبکہ نعمانی ص ۹ ذیحجہ ۱۲ ربیع الاول تک تین مہینہ غلط حساب کیا ہے پھر بھی ۱۲ ربیع الاول کو ۳، ۳، ۳ کے حساب سے دو شنبہ کا روز واقع ہو سکتا ہے جبکہ رسولی اصلح کے سفر حجہ الوداع کی صحیح تاریخ ۲۵ ذیقعدہ کو یوم شنبہ فرض کیا جائے جو موسیٰ بن عقبہ کے ۲۹ صفر (دو شنبہ) کے مراجعت سے ۹ ذیحجہ اور ۲۵ ذیقعدہ کو (شنبہ) کا روز ہوتا ہے جبکہ حافظ ابن کثیر وغیرہ نے یہ بیان کیا ہے اور امام سہیلی کے ۱۴ ربیع الاول شنبہ کو مراجعت واقع ہوتا ہے۔ پہلی بات ۹ ذیحجہ کو (جمعہ) اہالی مکہ کے ۲۹ ذوقعدہ (چہار شنبہ) کے شام شنبہ پنجشنبہ میں چاند دیکھنے سے اول ذیحجہ پنجشنبہ اور اہالی مدینہ کے ۳ ذوقعدہ (پنجشنبہ) کے شام شنبہ جمعہ میں چاند دیکھنے سے اول ذیحجہ جمعہ ۹ ذیحجہ عرفہ کو (شنبہ) ہوا اگر تمیز مہینے ۳، ۳ کے ہوں تو ۵ ۱۲ ربیع الاول (دو شنبہ) ہوتا ہے۔

اسی طرح اہالی مکہ کے ۲۹ ذوقعدہ (چہار شنبہ) کے حساب یکم و ۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ (جمعہ) سے قیون مہینے ۲۹، ۲۹ کے ہوں تو دوم ربیع الاول (دو شنبہ) ہوا جو خلاف اصول ہو اور اسی دن ہونے سے یہ دونوں تاریخین غلط ہیں۔ جبکہ شبلی صاحب نے ۳ ذوقعدہ (چہار شنبہ) سے اختیار فرمایا ہے جو حدیث و روایت صحاح ستہ کے خلاف اور اہالی مکہ اور مدینہ کے مخالف ہونے سے قطعاً غلط اور دروغ ہے۔

اور ۱۲ ربیع الاول کو دو شنبہ تین مہینے ۳، ۳ کے قرار دینے سے ۹۳ دن کی مدت ہوتی ہے ۹ ذیحجہ سے ۳ ذیحجہ تک (۳۱ دن) ماہ محرم (۳۰ دن) ماہ صفر (۳۰ دن) ربیع الاول کے (۱۲ دن) یہ کل ۹۳ دن ہو گئے اور ۲۸ صفر کو بھی (دو شنبہ) آتا ہے کیونکہ مراجعت میں ۸ ذیحجہ کو (دو شنبہ) ہوا چنانچہ حضرت ابن عباس کے سند سے اس ۸ ذیحجہ کو سورہ مادہ اور اسکی آیت الیوم اکملت لکم دینکم کا نازل ہوا محقق ہوتا ہے۔

جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر کے ج ۵ ص ۱۶۸ باب قوله الیوم اکملت لکم دینکم میں ہے۔

ما اخرجہ الطبری بسند فیہ ابن لہیعہ عن ابن عباس ان ہذا کایۃ نزول یوم الاثنین۔ یعنی طبری نے ابن لہیعہ کے طریق اور ابن عباس کے سند سے کہا ہے کہ۔ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول دو شنبہ کے روز ہوا یہ دو شنبہ ۸ ذیحجہ غدیر خم کے روز موسیٰ بن عقبہ کے ۲۹ صفر (دو شنبہ) اور سہیلی کے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول کے دو شنبہ کے حساب سے آتا ہے

(دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا پہلا خانہ)

اور بھی حساب قرة العیون شرح سرور المحزون باب محمد علی خان صولت جنگ دلی ٹوٹا کے حصہ ششم
مطبوعہ مفید عام اگرہ کے ۱۵۷۱ سے آتا ہے

کوچ کیا حضرت نے مدینہ طیبہ سے واسطہ خجہ الوداع کے ہفتے کے روز پچیسویں تاریخ ذوالحجہ کو
دسویں سال ہجرت میں۔

لیکن حقیقت میں سورہ مادہ اور اسکی آیت صوفہ کا نزول پنجشنبہ کے دن ۱۰ ذی الحجہ خدیجہ میں
واقع ہوا اور پہلی ذی الحجہ کا پنجشنبہ (کثیر الوقوع سے ۲۹ صفر پنجشنبہ) کو ۷ دن پہلو قیاس ہے جسٹوا امام علیؑ
بھی ذکر کیا ہے چنانچہ سیرت انسان العیون جلدی مطبوعہ مصر ۱۲۰۸ھ ج ۱ ص ۲۹ میں ہے

سیرہ اسامہ بن زید الخلی فی کلام المہیملی رحمہ اللہ وہی قریہ عند مونة التي قتل
عندھا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما کان یوم الاثنين لا ربیع لیاں بقین من صف
سنة احدى عشرة من الهجرة أمر صلی اللہ علیہ وسلم بالتحیو لغزو الروم x x x
فلما کان یوم الاربعاء بدأ به صلی اللہ علیہ وسلم وجعه فم وصدع فلما أصبح یوم الخمیس
عقد صلی اللہ علیہ وسلم کاسا ملوا بیدہ۔

محل ترجمہ۔ سیرہ اسامہ ابن زید طرف مقام امنی کے جو ایک گاؤں ہے موتہ کے قرب میں جہان زید بن حارثہ
قتل ہوئے ہیں جبکہ ۲۷ صفر ۱۱ھ (دوشنبہ) یعنی چار راتیں ماہ صفر کی باقی تین واقع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مسلمانوں کو جنگ دم کے تیاری کا حکم دیا اور جب چہار شنبہ ۲۸ صفر کا آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخارا در در دست شروع ہوا
اور جب ۲۹ صفر پنجشنبہ ہوا تو حضرت صلعم نے اپنے دست مبارک سے اسامہ کیلئے جہڑا یعنی نشان فوجی
دست فرما کر محنت فرمایا جسکو علامہ جلدی نے امام سہیلی سے لیا ہے۔ اور سہیلی نے ابن اسحاق سے جنگی سیرت کے
تاریخ میں:-

یہ وہی ۲۸ صفر چہار شنبہ ہے جسکو شبلی صاحب نے اپنے الفاروق میں حضرت کا آخر صفر میں بیمار ہونا
اور بروایت مشہور ۱۳ دن بیمار رہنا نقل کیا ہے جس سے یکم ۸ ربیع الاول (جمعہ) ۹ ربیع الاول (شنبہ) ۱۰
ربیع الاول (یکشنبہ) ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوتا ہے۔ یہی (دوشنبہ) ہے جو ۱۸ ذی الحجہ پنجشنبہ سے ۸ یوم پہلے
اور جسکی شام کو وفات البنی اور ۱۲ ربیع الاول ۱۳ھ کی شام سے ۱۲ ربیع الاول ۱۳ھ تک دو سال اور ۲۲ جمادی الآخر
تک تین مہینے اور ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ تک دس راتیں مدت خلافت حضرت ابو بکر کا حساب روایت میں ہے
دیکھو طبقات ابن سعد عقد الفرید ابن عبد ربیع اندلسی تاریخ کامل ابن اثیر حزری و تاریخ ابوالفدا و تاریخ
ابن شداد وغیرہ۔

اس تاریخ سے یکم اور دوم ربیع الاول دونوں کا ابطال ہو گیا اور شبلی صاحب کے اصول معینہ کے
مطابق جس پر تمام روایات کا اتفاق اور تمام محدثین اور ارباب سیر کا اجماع عام ہے وہ بھی گیارہ ربیع الاول

دوشنبہ پر صادق اور مطابق ہے۔۔

(۱) سال دفاستہ (۲) مہینہ ربیع الاول ہے (۳) یکم سے ۱۲ ربیع الاول تک ہے (۴) دوشنبہ (۵) عرفہ ۹ ذیحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک تین مہینے اور ۱۸ ذیحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک ۸۱ یوم اور ۲۸ صفر سے ۱۱ ربیع الاول تک ۱۳ دن اور اسی تاریخ پر ۶۳ سال عمر کے اور تبلیغ رسالت کے بیس سال کامل ہوئے یعنی اول تبلیغ مسیح نبوی سے ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) سلسلہ تک دس سال مکہ معظمہ میں اور گیارہ ربیع الاول سلسلہ یوم (دوشنبہ) تک دس سال مدینہ منورہ میں کل بیس سال کامل ہو گئے۔

اور دیباچہ کتاب ہدایین جس نقشہ مرتبہ شبلی نعمانی مولفہ سیرت النبی جلد ثانی کے صفحہ ۱۳۵ و ۱۳۶ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بخنبہ نقل ہے جبکو ۲۶ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کا قرار دیکر منیجر کے دن سے شروع کیا گیا ہے جسکی رود سے ۲۹ ذوقعدہ (دوشنبہ) ۳۰ ذوقعدہ چہار شنبہ کامل ۳۱ یوم کا لیکر یکم ذیحجہ ۸ ذیحجہ (تجربہ شنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (جمعہ) ہو الیکن ۲۶ ذوقعدہ یعنی ماہ ذوقعدہ کی چار راتیں باقی رہنے پر حضرت کا سفر حجۃ الوداع فرمانے کی کوئی روایت نہیں اور ذیحجہ و محرم و صفر سے شبلی صاحب کے دکھایا ہے حسین ماہ ذوقعدہ کا ذکر خصوصاً تاریخ سفر حجۃ الوداع تحقیق طلب کو قطعاً چھوڑ دیا ہے جس کا یہ نقشہ ہے

قال ۛ نقشہ ذیل سے معلوم ہوگا کہ اگر ۹ ذیحجہ کو جمعہ ہو تو اوائل ربیع الاول میں اس حساب سے دوشنبہ کس کس دن واقع ہو سکتا ہے ۛ

اقول اگر ابن اسحاق اور واقفی اور ابن سعد اور ابن جریر طبری اور شیخ بخاری اور شیخ مسلم اور سنن ابی یوسف کے مطابق ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کا لیکر یوم (دوشنبہ) فرض کیا جائے تو کن کن تاریخوں ربیع الاول کے دوشنبہ واقع ہوگا جن ہر دو نقشوں مفروضہ سے یہ امر تحقیق ہوتا ہے کہ سفر حجۃ الوداع کا یوم مفروضہ غلط ہے جس کے ایک دن پہلے یا بعد یوم جمعہ نہیں تھا۔

بہر شمار	صورت مفروضہ (یوم شنبہ ۲۶ ذوقعدہ کامل سے پہلے کل بیسین کامل ذوقعدہ ہے۔)	دوشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	صورت مفروضہ یوم شنبہ ۲۵ ذوقعدہ کامل سے صرف بہر شمار ۲۲ میں ذوقعدہ ۲۹ کا لیا گیا ہے۔
۱	ذیحجہ، محرم اور صفر سب ۳ کے ہوں	۶	۱۳	۰	ذیحجہ، محرم اور صفر سب کے ہوں ۱۲-۵
۲	ذیحجہ، محرم اور صفر سب کے ہوں	۲	۹	۱۶	ذوقعدہ، ذیحجہ، محرم صفر سب کے ہوں ۲-۱۶
۳	ذیحجہ ۲۹ محرم ۲۹ اور صفر ۳۰ کا ہو	۱	۸	۱۵	ذیحجہ ۲۹، محرم ۲۹، اور صفر ۳۰ کا ہو تو ۱۴-۱۵
۴	ذیحجہ ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۲۹ کا ہو	۱	۸	۱۵	ذیحجہ ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۲۹ کا ہو ۱۴-۱۵
۵	ذیحجہ ۲۹ محرم ۱۲۰ اور صفر ۲۹ کا ہو	۱	۸	۱۵	ذیحجہ ۲۹ محرم ۱۲۰ اور صفر ۲۹ کا ہو ۱۴-۱۵
۶	ذیحجہ ۳۰ محرم ۱۲۹ اور صفر ۳۰ کا ہو	۷	۱۴	۰	ذیحجہ ۳۰ محرم ۱۲۹ اور صفر ۳۰ کا ہو ۱۳-۶
۷	ذیحجہ ۳۰ محرم ۱۲۰ اور صفر ۲۹ کا ہو	۷	۱۳	۰	ذیحجہ ۳۰ محرم ۱۲۰ اور صفر ۲۹ کا ہو ۱۳-۶
۸	ذیحجہ ۲۹ اور محرم و صفر ۳۰ کے ہوں	۷	۱۴	۰	ذیحجہ ۲۹ اور محرم و صفر ۳۰ کا ہو ۱۳-۶

قال ان مفروضہ تاریخوں میں ۶ - ۷ - ۸ - ۱۳ - ۹ - ۱۴ - ۱۵ خارج از بحث ہیں کہ علاوہ اور ذبودہ کے ان کی تائید کی کوئی روایت نہیں، رہ گئیں یکم اور دوم تاریخیں، دوم تاریخ صرف ایک صورت میں ہو سکتی ہے جو خانہ اصول ہے یکم تاریخ تین صورتوں میں واقع ہو سکتی ہے اور تینوں کثیر الوقوع ہیں۔ اور روایات ثقات ان کی تائید میں ہیں اسلئے وفات نبوی کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک یکم ربیع الاول ۱۱ھ ہے اس حساب میں فقط رویت ہلال کا اعتبار کیا گیا ہے جس پر اسلامی قمری مہینوں کی بنیاد ہے اصول فلکی سے ممکن ہے کہ اس پر غرضات وارد ہو سکتے ہوں۔ کتب تفسیر میں تحت آیت الیوم اکملت لکم دینکم حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اس آیت کے یوم نزول (۹ ذیحجہ ۱۱ھ) سے روز وفات تک ۸۱ دن ہیں دیکھو (ابن جریر وابن کثیر وغیرہ) ہمارے حساب سے ۹ ذیحجہ ۱۱ھ سے لیکر یکم ربیع الاول تک دو ۲۹، اور ایک مہینہ ۳ لیکر جو ہماری مفروضہ صورت ہے پورے ۸۱ دن ہوتے ہیں۔

پیشی حبیب اللہ بن ابی نعیم نے بھی دلائل میں یکم ربیع الاول تاریخ وفات نقل کی ہے اور تفسیر ابن جریر میں ۸۱ رات اور بعد نزول آیہ موصوفہ ہے کسی خاص تاریخ و دن کی قی نہیں ہے البتہ تفسیر ابن کثیر میں بعد یوم عرفہ اور تفسیر عالم الدین میں بعد نزول آیت کے دن میں جبکہ دوسری اور ۱۲ ربیع الاول پر منحصر کیا ہے یعنی ۹ ذیحجہ عرفہ سے دوسری ربیع الاول تک یا ۸ ذیحجہ سے ۱۲ ربیع الاول تک لیکن صورت مفروضہ نمبر ۳ - ۵ اگر اہالی مکہ کے ۲۹ روقعہ (چہار شنبہ) کے شنبہ پنجشنبہ میں چاند دیکھنے کے روز سے یوم عرفہ جمعہ فرض کیا جائے اور پھر دو ۲۹ اور ایک ۳ بھی اختیار ہو تو ذیحجہ و محرم صفر یکم ربیع الاول تک ۸۹ دن جس میں ۹ دن علیحدہ کرنے سے کل ۸۰ شنبہ روز ہوئے پس صورت مفروضہ باطل اور اس سے قبل الفاروق کے سے یکم ربیع الاول جمعہ سے دو شنبہ باطل ہو چکا ہے نیز قصیدہ عظمیٰ سے بھی یکم ربیع الاول (جمعہ) اور یکشنبہ ہے

اور یہ کہ ہر جمعہ کے بعد ۸۰ دن پر (دو شنبہ) ہر پنجشنبہ کے بعد ۸۱ دن پر (دو شنبہ) ہر شنبہ کے بعد ۹۰ دن پر (دو شنبہ) اور ۹۱ دن پر (دو شنبہ) اور پنجشنبہ کے بعد بیاسی دنوں پر (دو شنبہ)۔ یہی وجہ ہے کہ اگلی دن کے بجائے تین مہینے یعنی ۹۰ دن کے گئے۔

اور فتح الباری جزو فائز جہان سے موسیٰ بن عقبہ اور امام لیث مصری کا ہلال ربیع الاول شنبہ صحیح یکم ربیع الاول بیان کیا ہے اسی کے بعد علامہ رافعی کے حوالے سے ۸۰ و ۸۱ دن اور روضہ کے حوالہ سے ۹۰ یا ۹۱ دن ہیں جبکہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں ۸۱ یا ۸۲ دن اور شہاب الدین دولت آبادی نے تفسیر بحر بولج میں ۸۱ یا ۸۲ شنبہ زندہ رہنا نقل کیا ہے جو حدیث صحیح سے ۸۱ شنبہ ہیں اور باقی سب فرضی اور غلط ہیں ہر دو نقشون مفروضہ کا صحیح نہ ہونا صریح ظاہر ہے الفاروق شنبہ کی رود سے ۱۸ ذیحجہ یکشنبہ سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک ۷۰ دن یکم ربیع الاول (جمعہ) ۱۱ ربیع الاول (دو شنبہ) تک صحیح صحیح ۸۱ شنبہ روز ہوئے جو امام سہیلی کے ۲۸ صفر (چہار شنبہ) کا تیسرے جوان بروز وفات النبی محقق ہوتا ہے۔ آگے ابن اسحاق۔ واقدی۔ ابن سعد وغیرہ سے یہ تاریخ صحیح آئیگی۔ اللہ

اد نقشہ جبری نبر ایک کے دوسرے خانہ کا سادہ نقشہ کثیر الوقوع ۱۵ ذوقعدہ (شعبہ) سے آیات ۱ اور
ایک مہینہ ۲۹ کے رو سے ماہ جمادی الثانی ۱۳۱۵ھ وفات حضرت ابوبکر تک کا ہے حسین یکم ۸ و ۱۵ و ۲۲ و ۲۹
صفر ۱۳۱۵ھ کا (پنجشنبہ) اور یکم ربیع الاول ۱۳۱۵ھ کا (جمعہ) یکم ۸ و ۱۵ و ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۱۵ھ (پنجشنبہ) اور
۲۳ جمادی الثانی (جمعہ) کے مطابق وفات حضرت ابوبکر ابن اسحاق اور ابن اثیر جرجزی اور علامہ عینی حنفی
اور جمال الدین محدث غنیہ کے رو سے اور تیسری ماہ رمضان ۱۳۱۵ھ (شعبہ) وفات خباب فاطمہ
سلام اللہ علیہا واقع ہوا ہے اس لئے یہ نقشہ صحیح آتا ہے۔

نقشہ دوم

۲۵ ذیقعدہ (شعبہ) ۲۹ (شعبہ) ۲ ذیقعدہ (شعبہ) یکم ۸ و ۱۵ و ۲۲ ذیقعدہ (شعبہ) ۹ ذیقعدہ (شعبہ) ۱۸ ذیقعدہ (شعبہ) ۲۹ ذیقعدہ (شعبہ)

یکم ۲۹ محرم ۱۳۱۵ھ (شعبہ)	۳ محرم (چهارشنبہ)	یکم ۸ و ۱۵ و ۲۲ صفر ۱۳۱۵ھ (پنجشنبہ)
یکم ۸ و ۱۵ ربیع الاول (جمعہ)	۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) ۲۹ (جمعہ) ۳ ربیع الاول (پنجشنبہ)	یکم ۲۹ ربیع الاول (یکشنبہ)
یکم ۲۹ جمادی الاول (دوشنبہ)	۲ جمادی الاول (شعبہ)	یکم ۲۹ جمادی الثانی (چهارشنبہ)
یکم ۲۹ رجب المرجب (پنجشنبہ)	۲ رجب المرجب (جمعہ)	یکم ۲۹ شعبان المعظم (شعبہ)
یکم ۲۹ رمضان (یکشنبہ) ۳۲ ماہ رمضان (شعبہ) ۲۹ (یکشنبہ) ۲ (دوشنبہ)		یکم ۲۹ شوال المکرم (شعبہ)
یکم ۲۹ ذیقعدہ (چهارشنبہ) ۲ ذیقعدہ (پنجشنبہ)		یکم ۲۹ ذیقعدہ الحرام (جمعہ)
یکم ۲۹ محرم ۱۳۱۶ھ (شعبہ) ۲ محرم الحرام (یکشنبہ)		یکم ۲۹ صفر المنظر ۱۳۱۶ھ (دوشنبہ)
یکم ۲۹ ربیع الاول (شعبہ) ۳ ربیع الاول (چهارشنبہ)		یکم ۲۹ ربیع الاول (پنجشنبہ)
یکم ۲۹ جمادی الاول (جمعہ) ۳ جمادی الاول (شعبہ)		یکم ۲۹ جمادی الثانی (یکشنبہ)
یکم ۲۹ ماہ رجب المرجب (دوشنبہ) ۳ ماہ رجب المرجب (شعبہ)		یکم ۲۹ ماہ شعبان المعظم (چهارشنبہ)
یکم ۲۹ ماہ رمضان (پنجشنبہ) ۳ ماہ رمضان (جمعہ)		یکم ۲۹ ماہ شوال المکرم (شعبہ)
یکم ۲۹ ذیقعدہ (یکشنبہ) ۳ ذیقعدہ (دوشنبہ)		یکم ۲۹ ماہ ذیقعدہ (شعبہ)

۱۳

یکم ۲۹ محرم الحرام ۱۳۱۶ھ (چهارشنبہ) ۲ محرم الحرام (پنجشنبہ)	یکم ۲۹ صفر المنظر (جمعہ)
یکم ۲۹ ربیع الاول (شعبہ) ۳ ربیع الاول (یکشنبہ)	یکم ۲۹ ربیع الاول (دوشنبہ)
یکم ۲۹ جمادی الاول (شعبہ) ۳ جمادی الاول (چهارشنبہ)	یکم ۲۹ جمادی الثانی (پنجشنبہ) ۳ جمادی الثانی (جمعہ) ۲۹ (پنجشنبہ)

پنجشنبه	چهارشنبه	دوشنبه	جمعہ	روز یکشنبہ	نہ ہفتار	محرم الحرام سال	صفر المظفر سال	نہ ہفتار	ربیع الاول سال
۱	چهارشنبه	دوشنبه	جمعہ	روز یکشنبہ	۱	شنبه	روز یکشنبہ	۱	شنبه
۲			شنبه	یکشنبہ	۲	یکشنبہ	چهارشنبه	۲	چهارشنبه
۳			یکشنبہ	چهارشنبه	۳	دوشنبه	پنجشنبه	۳	پنجشنبه
۴			دوشنبه	پنجشنبه	۴	سه شنبه	یکشنبہ	۴	جمعہ
۵			سه شنبه	جمعہ	۵	چهارشنبه	جمعہ	۵	دوشنبه
۶			چهارشنبه	شنبه	۶	پنجشنبه	یکشنبہ	۶	یکشنبہ
۷			یکشنبہ	دوشنبه	۷	جمعہ	یکشنبہ	۷	دوشنبه
۸	چهارشنبه	دوشنبه	جمعہ	روز یکشنبہ	۸	شنبه	دوشنبه	۸	سه شنبه
۹			شنبه	یکشنبہ	۹	یکشنبہ	چهارشنبه	۹	چهارشنبه
۱۰			یکشنبہ	چهارشنبه	۱۰	دوشنبه	پنجشنبه	۱۰	پنجشنبه
۱۱			دوشنبه	پنجشنبه	۱۱	سه شنبه	جمعہ	۱۱	جمعہ
۱۲			سه شنبه	جمعہ	۱۲	چهارشنبه	شنبه	۱۲	دوشنبه
۱۳			چهارشنبه	شنبه	۱۳	پنجشنبه	یکشنبہ	۱۳	شنبه
۱۴			یکشنبہ	دوشنبه	۱۴	جمعہ	یکشنبہ	۱۴	چهارشنبه
۱۵			جمعہ	روز یکشنبہ	۱۵	شنبه	دوشنبه	۱۵	پنجشنبه
۱۶			شنبه	یکشنبہ	۱۶	یکشنبہ	چهارشنبه	۱۶	جمعہ
۱۷			یکشنبہ	چهارشنبه	۱۷	دوشنبه	پنجشنبه	۱۷	چهارشنبه
۱۸			دوشنبه	پنجشنبه	۱۸	سه شنبه	جمعہ	۱۸	یکشنبہ
۱۹			سه شنبه	جمعہ	۱۹	چهارشنبه	شنبه	۱۹	دوشنبه
۲۰			چهارشنبه	شنبه	۲۰	پنجشنبه	یکشنبہ	۲۰	شنبه
۲۱			یکشنبہ	دوشنبه	۲۱	جمعہ	یکشنبہ	۲۱	چهارشنبه
۲۲	چهارشنبه	دوشنبه	جمعہ	روز یکشنبہ	۲۲	شنبه	دوشنبه	۲۲	پنجشنبه
۲۳			شنبه	یکشنبہ	۲۳	یکشنبہ	چهارشنبه	۲۳	جمعہ
۲۴			یکشنبہ	چهارشنبه	۲۴	دوشنبه	پنجشنبه	۲۴	چهارشنبه
۲۵	شنبه	سه شنبه	دوشنبه	یکشنبہ	۲۵	سه شنبه	جمعہ	۲۵	یکشنبہ
۲۶	یکشنبہ	چهارشنبه	سه شنبه	جمعہ	۲۶	چهارشنبه	شنبه	۲۶	دوشنبه
۲۷	دوشنبه	یکشنبہ	چهارشنبه	شنبه	۲۷	پنجشنبه	یکشنبہ	۲۷	شنبه
۲۸	سه شنبه	جمعہ	یکشنبہ	دوشنبه	۲۸	جمعہ	یکشنبہ	۲۸	چهارشنبه
۲۹	چهارشنبه	شنبه	جمعہ	روز یکشنبہ	۲۹	شنبه	دوشنبه	۲۹	پنجشنبه
۳۰	یکشنبہ	دوشنبه	یکشنبہ	چهارشنبه	۳۰	یکشنبہ	چهارشنبه	۳۰	یکشنبہ

نقشہ جبری حرف (ب) ممکن الوقوع مجوزہ مرتبہ شبلی نعمانی جو آٹھویں نمبر شمار ۱۳۶ کے مطابق ۱۴ ربیع الاول ۱۲۵۰
پہلا خانہ ہے۔ یہی ابن سعد اور سہیلی کا اکثر الوقوع ہے دیکھو نقشہ جبری نمبر ایک کا پہلا خانہ۔

دوسرا نمبر ۲۵ روز قعدہ فرجہ الوداع سے مطابق قول سہیلی کے ۶ ۱۳ ربیع الاول (دو نمبر ممکن الوقوع

سے واقع ہوتا ہے

ربیع الاول	ربیع الثانی	ربیع الثانی	ربیع الثانی	ربیع الثانی	ربیع الثانی
۱	۱	۱	۱	۱	۱
۲	۲	۲	۲	۲	۲
۳	۳	۳	۳	۳	۳
۴	۴	۴	۴	۴	۴
۵	۵	۵	۵	۵	۵
۶	۶	۶	۶	۶	۶
۷	۷	۷	۷	۷	۷
۸	۸	۸	۸	۸	۸
۹	۹	۹	۹	۹	۹
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲
۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳
۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴
۱۵	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵
۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶
۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷
۱۸	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸
۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹
۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰
۲۱	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱
۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲
۲۳	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳
۲۴	۲۴	۲۴	۲۴	۲۴	۲۴
۲۵	۲۵	۲۵	۲۵	۲۵	۲۵
۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۷	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸
۲۹	۲۹	۲۹	۲۹	۲۹	۲۹
۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰

[illegible]

کیم ۲۹ ذیقعد و دوشنبه ۲۰	کیم ۲۹ ذیقعد و دوشنبه ۲۰
کیم ۲۹ و محرم نهم ۳ محرم (جمعه)	کیم ۲۹ و محرم نهم ۳ محرم (جمعه)
کیم ۲۹ و ربیع الاول یکشنبه ۲۰ (دوشنبه)	کیم ۲۹ و ربیع الاول یکشنبه ۲۰ (دوشنبه)
کیم ۲۹ جمادی الاول چهار ۲۰ جمادی الاول یکشنبه	کیم ۲۹ جمادی الاول چهار ۲۰ جمادی الاول یکشنبه
کیم ۲۹ و رجب شنبه ۲۰ (یکشنبه)	کیم ۲۹ و رجب شنبه ۲۰ (یکشنبه)
کیم ۲۹ و رمضان شریف بیستم ۲۹ (شنبه) ۲۰ جمادی	کیم ۲۹ و رمضان شریف بیستم ۲۹ (شنبه) ۲۰ جمادی
کیم ۲۹ ذیقعد جمعه ۳۰ ذیقعد شنبه	کیم ۲۹ ذیقعد جمعه ۳۰ ذیقعد شنبه
کیم ۲۹ و محرم دوشنبه ۳۰ محرم شنبه	کیم ۲۹ و محرم دوشنبه ۳۰ محرم شنبه
کیم ۲۹ و ربیع الاول یکشنبه ۳۰ جمعه	کیم ۲۹ و ربیع الاول یکشنبه ۳۰ جمعه
کیم ۲۹ و جمادی الاول یکشنبه ۳۰ و دوشنبه	کیم ۲۹ و جمادی الاول یکشنبه ۳۰ و دوشنبه
کیم ۲۹ و رجب چهارشنبه ۳۰ رجب یکشنبه	کیم ۲۹ و رجب چهارشنبه ۳۰ رجب یکشنبه
کیم ۲۹ و رمضان شنبه ۳۰ یکشنبه	کیم ۲۹ و رمضان شنبه ۳۰ یکشنبه
کیم ۲۹ ذیقعد ۳۰ و شنبه ۳۰ چهارشنبه	کیم ۲۹ ذیقعد ۳۰ و شنبه ۳۰ چهارشنبه
کیم ۲۹ و محرم جمعه ۳۰ محرم شنبه	کیم ۲۹ و محرم جمعه ۳۰ محرم شنبه
کیم ۲۹ و ربیع الاول دوشنبه ۳۰ شنبه	کیم ۲۹ و ربیع الاول دوشنبه ۳۰ شنبه
کیم ۲۹ جمادی الاول یکشنبه (۳۰) یوم جمعه	کیم ۲۹ جمادی الاول یکشنبه (۳۰) یوم جمعه

۱۳	دوشنبه	شنبه	۱۳	شنبه	یکشنبه	شنبه	۱۳
۱۴	شنبه	یکشنبه	۱۴	چهارشنبه	دوشنبه	جمعه	۱۴
۱۵	دوشنبه	شنبه	۱۵	پنجشنبه	شنبه	یکشنبه	۱۵
۱۶	چهارشنبه	دوشنبه	۱۶	جمعه	چهارشنبه	یکشنبه	۱۶
۱۷	پنجشنبه	شنبه	۱۷	شنبه	پنجشنبه	دوشنبه	۱۷
۱۸	شنبه	یکشنبه	۱۸	یکشنبه	جمعه	شنبه	۱۸
۱۹	یکشنبه	جمعه	۱۹	دوشنبه	شنبه	چهارشنبه	۱۹
۲۰	دوشنبه	شنبه	۲۰	دوشنبه	یکشنبه	جمعه	۲۰
۲۱	شنبه	یکشنبه	۲۱	چهارشنبه	دوشنبه	جمعه	۲۱
۲۲	دوشنبه	شنبه	۲۲	پنجشنبه	شنبه	یکشنبه	۲۲
۲۳	چهارشنبه	دوشنبه	۲۳	جمعه	چهارشنبه	یکشنبه	۲۳
۲۴	پنجشنبه	شنبه	۲۴	شنبه	پنجشنبه	دوشنبه	۲۴
۲۵	شنبه	یکشنبه	۲۵	یکشنبه	جمعه	شنبه	۲۵
۲۶	یکشنبه	جمعه	۲۶	دوشنبه	شنبه	چهارشنبه	۲۶
۲۷	دوشنبه	شنبه	۲۷	دوشنبه	یکشنبه	جمعه	۲۷
۲۸	چهارشنبه	دوشنبه	۲۸	چهارشنبه	دوشنبه	جمعه	۲۸
۲۹	پنجشنبه	شنبه	۲۹	پنجشنبه	شنبه	یکشنبه	۲۹
۳۰	شنبه	یکشنبه	۳۰	جمعه	چهارشنبه	شنبه	۳۰

[illegible]

دوسرے خانہ کا مورا ہے

۱۸۲۹ دیک (جہاں سنہ ۱۷۹۰ ورنہ دیکھیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہفتہ

اس کتاب میں آیہ شریفہ البوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً کے نزول کی صحیح صحیح کمال تحقیقات کی جائے گی تاکہ متلاشیان حق پر کما حقہ روشن و عیان ہو جائے کہ حقیقت میں آیہ مبارکہ صدر کا نزول کب اور کس وقت اور کس روز اور کس سورہ کی جز ہو کر بقید تاریخ و ہدینہ دیوم کے اور کیوں ہوا اور ساتھ ساتھ حدیث تصدیق پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مطابقت کرے۔

اور یہ کہ وہ سورہ جسکے آیات میں سے ایک آیت آیہ موصوفہ ہے وہ قرآن مجید موجودہ بابین فقین کی ہے یا مدنی ہے اور مفسرین و محدثین نے عموماً اور روایت کرنا والے اصحاب باثقات سے خصوصاً وہ حضرات جو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حجۃ الوداع کے سفر میں از مدینہ منورہ تا مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً تشریف لیگئے اور بعد فراغ حج و عمرہ دیگر فرائض متعلقہ کے مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اس لئے خاص انہیں اصحاب موصوفہ الذکر کے روایات باندہ سے ارباب اطرین کو دکھانا ہے۔

دافع ہو کہ اس تحقیق کا سلسلہ آنحضرت صلعم کے ابتدا تاریخ سفر حجۃ الوداع ماہ ذوقعدہ سن ۱۱ھ سے کجا بگی کیونکہ تاریخ آغاز سفر حجۃ الوداع کے صحت پر دائرہ آریہ اکمال دین اور انتہام نصبت کے صحیح نزول کا ہے اسی سے یوم و تاریخ ابتدا مرض النبی کے صحت اور ارباب سیر کا بیان صحیح میلان کے ساتھ بقید یوم وفات النبی سب کا سب متحقق ہو جائے گا۔

حالانکہ یہ تحقیق طلب مرزائد از تیرہ سو سال کے گذر اور گذر رہا ہے چونکہ تاریخ و سیر نے کوئی امر فرود گذشتہ نہیں کیا البتہ بعض حضرات اپنے نقطہ نظر سے تصرفات کے ہیں جسکی وجہ سے آنحضرت کی تاریخ وفات ۱۲ وفات شہور ہو کر غیر محقق رہی۔ یہاں تک کہ خود شمس العلماء شبلی صاحب کا بیان ہے کہ کچھ سے بارہ بیج الاول تا کوئی تاریخ محقق طرفہ یہ ہے کہ جب تاریخ سفر حجۃ الوداع بقید یوم اور پہنچنے تک معظم بقید تاریخ و یوم اور یوم و تاریخ اور یوم الخ ایام التشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳) دیجہ تا واپسی مدینہ منورہ اور پانچویں روز سر راہ ۱۸ ذیحجہ غدیر خم کے مقام پر نزول آیہ جلیلہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الا یتا مع سورہ ائمہ کے ہوا جس کے بعد جناب رسالت آب صلعم کا ارتقاء خطبہ عظیمہ اور دستار بندی جناب ولایت ناک علی مرتضیٰ علیہ السلام بقید مقام دیوم و تاریخ

فی الحدیث غرض جملہ امور ات تحقیق طلب کتب سیر و تاریخ و مناقب صحاح و مسانید میں لفظ لفظ موجود ہیں پھر بھی صحیح تاریخ بقید یوم وفات النبی صحت مع الحساب سے جتنی نہ ہو یا جو کچھ یوم بقید و تاریخ کے ہے اس کا حساب اپنے ہی مطابق احادیث و روایات موثقہ کے موافق درست نہ آتا تصرفات مذکورہ پڑھ ڈالتا ہے۔

جب جمہور ارباب سیر کے بیان اور احادیث مستندہ و روایات موثقہ سے تاریخ و یوم نزول کی تکمیل و سبب نزول اور کل تاریخہ کے موقع بقید یا مہینہ کا ذکر ضروری و لازمی ہے مثل تاریخ بقید یوم حکم آنحضرت صلعم برائے تہیہ اسباب سفر خبگ روم یا اسامہ بن زید کیلئے ایک خاص دن و تاریخ میں آنحضرت صلعم کا بے نفس انفیس نشان فوجی بنا کر اسامہ کو عطا فرانا اور سب سے بڑھ کر بعد نزول آیہ کریمہ - الیوم اکملت لکم دینکم کے ساتھ اس صلعم کا صرف اکیاسی شب یا یوم زندہ رہنا مطابق واقع اور تاریخ بقید یوم کے از روی حساب کے صحیح و درست آجانا پایا جائے تو پھر کوئی گنجائش کلام کر تکی باقی نہ رہیگی۔

کتاب ہذا علامہ شبلی کے سیرت النبی کا تبصرہ ہے جو علیحدہ کالج کے معزز پروفیسر ان بن سے تھے جنکی طرز جدید کی پہلی کتاب الفاروق بھی ہے جسکا وہ حصہ جو آنحضرت صلعم کے حالات کے متعلق ہے وہ دراصل سیرت نبوی ہے اس لئے اس الفاروق سے نیز مولانا امین اللہ تلامذہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جنھوں نے سیرت منظوم موسومہ قصیدہ عظمیٰ تحریر فرمایا ہے اور جو فاضل مخاطب سے ایک سؤل پہلے گذرے ہیں۔ ادرجہ سفر حجۃ الوداع میں رفیق سفر بھی ہیں اس لئے ہم ہر دو سنی الذہب کے بیان سے ابتدا کریں گے۔

ناظرین سے التماس عرض ہے کہ ذیل کے آیہ کریمہ کے مفہوم کو ملحوظ خاطر کریں

قوله تعالى قد خاب من افترى ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا۔ اور تحقیق نامراد ہوا جس نے مجھوٹ بانڈا جو شخص خدا پر جوٹ بہتان باندھے اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا۔

قبل اس کے کہ سیرت النبی شبلی سے لکھا جائے۔ سیرت منظوم قصیدہ عظمیٰ سے ابتدا اس سفر ۲۶ ذوقعدہ ۱۳۸۵ تا وفات النبی تمام و کمال امور ات لکھے جاتے ہیں جو سب سب شبلی صاحب کے بیان کے مطابق ہیں بلکہ جن بعض امور کو سیرت میں فرو گذاشت کر گئے ہیں وہ بھی ارباب سیر اور مفسرین کے اقوال کے موافق تائید و تصدیق میں آجائیں گے چونکہ ہم کو امور ات تحقیق طلب بوجہ کامل حساب کے ساتھ دکھانا ہے اس لئے ہم کسی امر کو ترک کرنا یا انخاکرنا نہیں چاہتے جس کے بعد حقیقت کا انکشاف ارباب نقد و انصاف پر در روشن کی طرح عیان ہو جائیگا۔

اس ابتدا سے پہلے مصنف (قصیدہ عظمیٰ) کا ترجمہ جو اسی سیرت منظوم کے آخر کتاب پر نقل ہے لکھا جائے تاکہ ناظرین کو مولانا امین اللہ مصنف سیرت منظوم کے منزلت اور پایہ سند کا اعتبار واضح ہو جائے۔

(قصیدہ عظمیٰ بطور انصاری دہلی ۱۳۸۵ء ہے)

ترجمہ

مولف علامہ رحمۃ اللہ علیہ ماخوذ از کتاب تذکرۃ النبلا مولفہ مولوی ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب غلیظہ آبادی
 مولانا امین الدین سلیم الدین سلیم القدر الانصاری بوالدہ دای گزینہ سوس العظیم آبادی علوم متعارفہ بخسور والدہ ماجدہ خود و دیگر اجلہ کرام
 مثل شیخ الاجل محدث الدین دلی السبرین عبد الرحیم الدہلوی و حضرت شیخ عبد الغزیزین دلی الدہلوی حاصل ساخت پس زان
 بسند افادہ نشست و آمدت دراز در مدرسہ عالیہ کلکتہ درس و تدریس فرمایند و بر کثرت خود لطلباء و مستفیدان ریخت و صفت این شیخ اجل شہرہ
 بودہ است در علم ادب بلاغت فصاحت و فصاحت خود تالیف نہشت بعض تصانیف مولفہ حضرت ایشان کہ در کتاب صدیقہ الافراح موجود است
 شامل این دعا است تصانیف نقیدہ دارد و منها قصیدہ کلمی کہ در آن دعا فصاحت داده و بتبیین احوال حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 صلی اللہ علیہ وسلم از بدو مولد تا وفات آن صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ بلاغت رسانیدہ و منها حاشیہ بر سیرہ زہر سالہ در سیرہ زہر شرح مواتف
 و حاشیہ بر مسلم الثبوت رسالہ در بیان فصاحت آیہ کریمہ فی القصص حیوۃ الخ و دیوان فارسی و غیر ذلک کہ از مطالعہ آہنا قدر علم این شیخ
 معلوم میشود تاریخ ۱۲۰۴ ھجری ۱۲۳۳ ھجری در کلکتہ رحلت فرمودہ و ہما بخاندون شد تلامذہ او کثیر از ہم علم علامہ مدین الدین الدہلوی دی رخ
 و ہم مولانا عبید اللہ بن غلام بدین سلیم اللہ برادر زادہ حقیقی قاضی لکرن ضلع مدرس قاضی فضل الرحمن البردوانی و مولوی غلام محرز و علیا
 و غیر ہم دینداران ایشان ہم از فضلی نامدار و علما و کبار بودند والدہ ماجدہ ایشان شیخ سلیم الدین مولانا سلیم اللہ کتب میرزا والدہ ماجدہ خود حاصل
 ساختند و بر شاہ عبدالحمیدی رحمۃ اللہ علیہ بیعت کردند و بچند تلامذہ ایشان مولانا امین الدہلوی غلام بدر سپران ایشان ہستند ۱۱۹۱ ھجری
 وفات ایشان است مرقدا ایشان ہمین موضع مگر نہ ہست و اولاد و امجاد ایشان و احفاد و برادر ایشان ہم صاحب فضل و کمال شدند این شی
 مولانا مدین الدہلوی عالم علما بود و مولانا محمد ابراہیم بن مولانا مدین الدہلوی کلا در ہر وقت عصر شمرہ میشد و اورا تصانیف نافعہ است مجبی شرح
 دیوان مثنوی و مضابطہ الاداء و غیر ذلک المتوفی ۱۲۸۲ ھجری مولانا قاضی عبید اللہ بن غلام بدین سلیم اللہ المتوفی ۱۲۲۳ ھجری مولانا تصدق حسین
 المتخلص بہ خلاق ابن قاضی عبید اللہ کور المتوفی ۱۲۶۹ ھجری این ہر دو حضرات ہم حمید عصر فرید و ہر بودند لعلہ الحمد والمنة کہ الان در خانہ
 ایشان صاحب فضل و کمال موجود اند مولانا علیم الدین حسین بن تصدق حسین مرحوم کہ تلمیذ رشید مولانا نعمت اللہ لکھنوی مفتی صدیق الدین
 دہلوی و مولانا شیخ اسد محمد زین محمد دہلوی ہستند انکسائی دہر از حق تعالی جناب ایشان را بجمعہ امان دارد و خلایق را از ذات ایشان

منتفع گرداند

قصیدہ عظمی کے ختم پر قطعہ تاریخ نیچہ نقاد و تحریر دوران فخر زمان جناب مولوی حکیم میر شاہجہان رضا
 المتخلص بہ کمال سلوک و شین خاں شمس الحق شمس الدین و الفقہ مولانا سید محمد زین حسین صاحب دہلوی غلام اللہ نقال

جوابی ہے قصیدہ نے بصدر نبیب خدا کے فضل سے طبع مجدد
 کسی نے اسکا سال طبع پوچھا کھا کامل نے تاریخ محسبہ
 قطعہ تاریخ محی السنہ قاصح البدعہ جناب مولوی ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب غلیظہ آبادی سلمہ اللہ تعالیٰ
 شمس را چون بید در حیات تر فلک بگفت چسیت ترا
 چہ کہ بلی بیدہ گفت کہ جمال نصیبہ عظمیٰ

قصۃ حجۃ الوداع

(صفحہ ۸۶، ۸۷)

- بروز شنبہ دہشت و ششم زدی قعدہ (۱) بسوئے کہ روان شد رسول یزدانی
کہ تافریشہ حج را ادا شتاب کند (۲) حیات را چہ دفاتا بموسم ثانی
درین سفر زن و فرزند جملہ ہمراہش (۳) نود ہزار ہر دون شد ز خویش و اعوانی
بہ زدی الخلیفہ خود احرام پیر حج بستہ (۴) برا نہدی بہ تقلید و شوق کوہانی
خیار داد بہر اہمیان بخواہش شان (۵) بانفسراد حج و عسرہ باقرانی
بہشت روزہ رہ مکہ قطع کرد و بید (۶) صبح چہارم ذی الحجہ بیت ربانی
طواف کعبہ نمود و بماند با حرام (۷) کہ حل صاحب ہدی است بعد قربانی
کسے کہ کردہ بڈاز حج بانفسراد احرام (۸) دلے نہ کرد پے ہدی حج عہد رانی
مباح کرد شکستن بر آن کس آن احرام (۹) بکار عسرہ و بستن برائے حج ثانی
ہمین است متعہ حج کان زان شد آن مشرعی (۱۰) کہ تابیک سفر آمد و دو کار ز آسانی
بروز ہا کہ نبی داشت در حرم منزل (۱۱) علی ہم ازین آمد بلکہ سرعانی
باحت عرسہ روز جمعہ کرد آگاہ (۱۲) نزل آئیہ تکمیل دین حقانی
کہ یافت تکلمہ امر دزدین اسلامی (۱۳) گرفت خانمہ زین وقت دمی فرقانی
بدرگ آئیہ ز مفہوم آن عسرہ بگیت (۱۴) نبی چو دید بہر رسید جبہ گریانی
بگفت عمر بوحی است اشارہ تو دلچ (۱۵) غم فراق تو کرد است اشک بارانی
بنی بگفت حق است گنجہ نہیدی (۱۶) طلب ہی کست دم رب النبی و جانی

علی ۲۶ ذوقعدہ سنہ ۱۰۰ھ شنبہ مذکورہ جو چار شہون باقی رہنے پر حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی تیار رہی وہ صبح نہیں ہے اسلئے کہ دوسری صبح الاولیوم و دوشنبہ وفات النبی کی موجدت سے ۲۶ ذوقعدہ کو جمعہ ہوتا ہے دیکھو نقشہ جبری حرم بمسلم و حرم (فون) نو ذی شابع مسل کا پہلا خانہ نیز حضرت کے اخیر صفر یعنی ۲۸ صفر چار شنبہ کے موجدت سے ۲۶ ذوقعدہ چار شنبہ واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ جبری مذکورہ کا دوسرا خانہ نیز ۲۶ ذوقعدہ یعنی چار شہون ۱۰ ذوقعدہ کا باقی پر سفر حجۃ الوداع فرمانے کی کوئی روایت نہیں ہے تمام محدثین اور مورخین نے ۲۵ ذوقعدہ کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی روایت اخراج کی ہے۔ (دیکھو حاشیہ ص ۸۷ کتاب ہذا)

چنانچہ امام زہری نے حضرت عائشہ سے اور موسیٰ بن عقبہ نے حضرت ابن عباس سے اور ابن اسحاق اور امام مالک و امام احمد بن حنبل اور بخاری و مسلم نے اپنے اپنے صحیح میں اور امام شافعی نے اپنے سنن میں علاوہ حضرت جابر کے حضرت عائشہ اور ابن جریجر طبری نے حضرت عائشہ سے اس عبارت کو روایت کی ہے (خبر رسول) ص ۱۰۰ سلم الی الحجۃ لیس مال بعین عن ذی القعدہ کلمۃ رسول اللہ ص ۱۰۰ کہ جبکہ ذوقعدہ کی پانچ راہیں باقی نہیں یعنی ۲۵ ذوقعدہ کو میرزا محمد سے روایت ہوئے (اردو دیکھو ص ۱۰۰ کتاب ہذا قرۃ العیون شرح سر داخود شاہ دلی اند محدث دہلوی)

ع۔ اور اسی قرۃ العیون کے صفحہ ۵۱ میں ہے۔ مدینہ کو حج نہ لایا اور ذوالخلفہ میں اگر اترے اور وہاں عصر کی نماز پڑھ کر اور ایک شب وہاں رہے۔
(ذاتی حاشیہ صفحہ ۱۹)

حُب عترت من عتصام باید کرد ۳۰ ز نیک جنگ بجل المستین قرآن
 علی قافلہ سالار اہل بیت بنی ۳۱ بخطبہ یافتہ شریف افرادانی
 بگفت سرور دین ہر کر اسم مولیٰ ۳۲ و راست خواجہ مولیٰ علی حدانی
 گرفتہ دست علی را عمر بجنبانید ۳۳ بد آہنیت و دستانہ شادانی
 کہ اے بچہ لک آصبت انت مولیٰ کل ۳۴ فز و قدر تو سرور بہ چشم اعیانی
 مینہ آمدہ سرور بماند چند ایام ۳۵ باعتبار مزاج و صلاح ابدانی

در ذکر مرض و وفات رسول صلعم
 بچار شبہی از عشرہ اخیر صفر ۳۶ ز سال یازدہم موسم زمستانی
 ز در و سر مرض الموت ابتدا گردش ۳۷ بعارض تپ مطبق کہ داشت پنهانی

۱۵ سورہ نمل پارہ ۱۴ رکوع ۱۰ میں ہے وضوب اللہ مثلاً دجلت احدهما ابکم لا یقدر علی تنجی دھو کل علی مولیہ
 ایسا یوحیدہ الخ ترجمہ فارسی تفسیر فتح الرحمن شاہ دلی السرخس دہلوی و بیان کو خدا دستلے دیگر و مردیچہ از ایشان گناہ است قدرت
 غار و در چہ پیکر او گران است بر خواجہ خود ہر گاہ کہ فرستدش (ترجمہ اردو) شاہ رفیع الدین محدث دہلوی و در بیان کی اللہ نے دھو دہی ایک
 ان دونوں کا ٹوٹکا ہے نہیں قدرت رکھتا او پر کسی چیز کے اور وہ بوجہ ہے او پر مالک الہی کے مدد پہنچے۔
 شاہ عبدالقادر محدث دہلوی موضع القرآن میں فرماتے ہیں دھو۔ یوحیدہ (ترجمہ) اور وہ بوجہ ہے اپنے صاحب پر جبرطون کو بچے۔
 اور تفسیر حینی مواب علیہ میں ہے دھو کل علی مولیہ ایسا یوحیدہ (ترجمہ) و این ہمہ گران است ہر کے کہ متولی امر ہا باشد۔

۱۵ سورہ نمل پارہ ۱۴ رکوع ۱۰ میں ہے وضوب اللہ مثلاً دجلت احدهما ابکم لا یقدر علی تنجی دھو کل علی مولیہ
 ایسا یوحیدہ الخ ترجمہ فارسی تفسیر فتح الرحمن شاہ دلی السرخس دہلوی و بیان کو خدا دستلے دیگر و مردیچہ از ایشان گناہ است قدرت
 غار و در چہ پیکر او گران است بر خواجہ خود ہر گاہ کہ فرستدش (ترجمہ اردو) شاہ رفیع الدین محدث دہلوی و در بیان کی اللہ نے دھو دہی ایک
 ان دونوں کا ٹوٹکا ہے نہیں قدرت رکھتا او پر کسی چیز کے اور وہ بوجہ ہے او پر مالک الہی کے مدد پہنچے۔
 شاہ عبدالقادر محدث دہلوی موضع القرآن میں فرماتے ہیں دھو۔ یوحیدہ (ترجمہ) اور وہ بوجہ ہے اپنے صاحب پر جبرطون کو بچے۔
 اور تفسیر حینی مواب علیہ میں ہے دھو کل علی مولیہ ایسا یوحیدہ (ترجمہ) و این ہمہ گران است ہر کے کہ متولی امر ہا باشد۔

۱۵ سورہ نمل پارہ ۱۴ رکوع ۱۰ میں ہے وضوب اللہ مثلاً دجلت احدهما ابکم لا یقدر علی تنجی دھو کل علی مولیہ
 ایسا یوحیدہ الخ ترجمہ فارسی تفسیر فتح الرحمن شاہ دلی السرخس دہلوی و بیان کو خدا دستلے دیگر و مردیچہ از ایشان گناہ است قدرت
 غار و در چہ پیکر او گران است بر خواجہ خود ہر گاہ کہ فرستدش (ترجمہ اردو) شاہ رفیع الدین محدث دہلوی و در بیان کی اللہ نے دھو دہی ایک
 ان دونوں کا ٹوٹکا ہے نہیں قدرت رکھتا او پر کسی چیز کے اور وہ بوجہ ہے او پر مالک الہی کے مدد پہنچے۔
 شاہ عبدالقادر محدث دہلوی موضع القرآن میں فرماتے ہیں دھو۔ یوحیدہ (ترجمہ) اور وہ بوجہ ہے اپنے صاحب پر جبرطون کو بچے۔
 اور تفسیر حینی مواب علیہ میں ہے دھو کل علی مولیہ ایسا یوحیدہ (ترجمہ) و این ہمہ گران است ہر کے کہ متولی امر ہا باشد۔

۱۵ سورہ نمل پارہ ۱۴ رکوع ۱۰ میں ہے وضوب اللہ مثلاً دجلت احدهما ابکم لا یقدر علی تنجی دھو کل علی مولیہ
 ایسا یوحیدہ الخ ترجمہ فارسی تفسیر فتح الرحمن شاہ دلی السرخس دہلوی و بیان کو خدا دستلے دیگر و مردیچہ از ایشان گناہ است قدرت
 غار و در چہ پیکر او گران است بر خواجہ خود ہر گاہ کہ فرستدش (ترجمہ اردو) شاہ رفیع الدین محدث دہلوی و در بیان کی اللہ نے دھو دہی ایک
 ان دونوں کا ٹوٹکا ہے نہیں قدرت رکھتا او پر کسی چیز کے اور وہ بوجہ ہے او پر مالک الہی کے مدد پہنچے۔
 شاہ عبدالقادر محدث دہلوی موضع القرآن میں فرماتے ہیں دھو۔ یوحیدہ (ترجمہ) اور وہ بوجہ ہے اپنے صاحب پر جبرطون کو بچے۔
 اور تفسیر حینی مواب علیہ میں ہے دھو کل علی مولیہ ایسا یوحیدہ (ترجمہ) و این ہمہ گران است ہر کے کہ متولی امر ہا باشد۔

۱۵ سورہ نمل پارہ ۱۴ رکوع ۱۰ میں ہے وضوب اللہ مثلاً دجلت احدهما ابکم لا یقدر علی تنجی دھو کل علی مولیہ
 ایسا یوحیدہ الخ ترجمہ فارسی تفسیر فتح الرحمن شاہ دلی السرخس دہلوی و بیان کو خدا دستلے دیگر و مردیچہ از ایشان گناہ است قدرت
 غار و در چہ پیکر او گران است بر خواجہ خود ہر گاہ کہ فرستدش (ترجمہ اردو) شاہ رفیع الدین محدث دہلوی و در بیان کی اللہ نے دھو دہی ایک
 ان دونوں کا ٹوٹکا ہے نہیں قدرت رکھتا او پر کسی چیز کے اور وہ بوجہ ہے او پر مالک الہی کے مدد پہنچے۔
 شاہ عبدالقادر محدث دہلوی موضع القرآن میں فرماتے ہیں دھو۔ یوحیدہ (ترجمہ) اور وہ بوجہ ہے اپنے صاحب پر جبرطون کو بچے۔
 اور تفسیر حینی مواب علیہ میں ہے دھو کل علی مولیہ ایسا یوحیدہ (ترجمہ) و این ہمہ گران است ہر کے کہ متولی امر ہا باشد۔

- باز دیا و مرض اشتداد حتی شد ۳۸ کز حشر اقی ہی کر دآب پاشانی
 ہانتہا شد غشی و افاتہ مستبدل ۳۹ ردارہ مرض آورد سود بحسراتی
 دگر اسامہ بن زید را امارت دار ۴۰ کہ اہشت سرور دین مہرادی از رانی
 بگفت اکبر اے مہاجر و انصار ۴۱ کنند جملہ بہ ہمراہش شتابانی
 رسیدہ در حد اُبنی نواحی بلعتا ۴۲ زرد میان بستانند کین اعیانی
 کہ زید و جعفر و ابن رواحہ را کشتند ۴۳ بچنگ ہوتہ و دارند عسکر طغیان
 بدست خویش لوئے اسامہ را بستہ ۴۴ بدون شہر نہاد شد بہ حج شگبانی
 اکابران بود اے رسول می رفتند ۴۵ ہی شدند بکربال گریانی
 زدن طعنہ جو انان کہ چون ایسہ شود ۴۶ غلام زادہ بر محبس نوینیانی
 نبی شنیدہ ببالا ئے مہر مسجد ۴۷ برنت و کرد خدا را شافراوانی
 خطاب کرد از آن پس بہ جمع النان ۴۸ کہ گفت و گوئے چہ دارند بعض شبانی
 بر آن کہ میری لشکر اسامہ را دام ۴۹ کہست زارہ زید شہید میدانی
 بدار طعن شما بر اسامہ نہان نیست ۵۰ نہ پیش ازین پدرش شد مہریریانی
 بہ آن خدائے کہ جانم بدست قدرت اوست ۵۱ کہ زید بد امارت حقیق و شایانی
 اسامہ را کہ بجانش عزیز میدام ۵۲ بہ از شماست بسالاریش چہ نقصانی
 ہمان بہست کہ در خیر خواہیش کوشید ۵۳ بکار جنگ شوی شش مطیع فرمانی
 شنیدہ جملہ سکران حمیمہ ابرون کردند ۵۴ فضائے بطن جوف شد ز فوج ملاکی
 گذشت کار چو از اشتداد بیماری ۵۵ از آن کہ جانب مسجد در دہستانی
 بداد حکم کہ بوبکر امام دقت شود ۵۶ نماز مقتدیان را کنند نگہبانی

بقیہ حاشیہ گذشتہ میں نے اس لشکر کا سردار بنی کو بنایا ہے تو اہل اُتہل پر کل صبح ہی سے چڑائی کر دے فرض جب بدہ (۲۰ صفر) کا دن
 ہوا تو رسول اللہ اور در رسر میں مبتلا ہو گئے اور بروز پنجشنبہ (۲۹ صفر) اسامہ کے لئے راپے دست مبارک سے علم تیار فرمایا۔
 اور خلفہ اُتہل شہید شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے باب دوم مطبوعہ غفرندہ سال ۱۲۹۵ھ آخر صفحہ ۴۲ میں ہے۔ روز چہار شنبہ بوقت دہم صفر مذکور
 آنحضرت را من طاری شد یعنی ۲۸ صفر چہار شنبہ کو رسول اللہ صبح میں مبتلا ہوئے جبکہ تیرہ جوان روڈ گیارہ بیچ الاول (دو شنبہ) و ثانی
 اور چوبیس دن (دو شنبہ) ۲۸ صفر پہنچ لادول ہوا۔

علیہ سیرت ابنی شہابی ۵۔ ثانی حاشیہ صحت میں ہے واقعی اور ابن اخلاق کا بیان ہے کہ اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر
 کو بھی جانی حکم دیا تھا کہ پہلا حکم ہے جو ۲۰ صفر پنجشنبہ کو ہوا اور دوسرا حکم لوگوں کا من مکر و فتن سے روکن ہے جو ۲۱ صفر (مولد)
 ۲۱ صفر کو بھی سیرت ابنی شہابی کے صحت میں ہے ۲۱ صفر زانہ منزل موت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کے زیر افسری دہیوں کے مقابلہ
 کیلئے پھر زمین روانہ فرمایا ۵۔ دوبارہ حکم و فتن کے دو یوم قبل سپہ کے دن نوین (بیچ الاول و ثانی) کو جو ۲۹ صفر پنجشنبہ کا دہیوں
 روڈ تھا دیا گیا۔ الفاروق صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۸ صفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کیلئے اسامہ بن زید کو اسامہ کا اور تمام کھانہ
 حکم دیا کہ ان کے ساتھ بائیں وگ تیار ہو کہ کھانہ و سیرت ابنی شہابی کے مطابق ہے کہ چوبیس دن پہلے

- بوقت فجر دو شبہ بروز استحضار ۵۷ تن مبارکش آمد ز تپ آسانی
 بے نماز جماعت برفت تا مسجد ۵۸ کہ از افاتہ در آمد دلش بفرحانی
 ہنارہ دست ز یکجانبی بدوش علی ۵۹ بشانہ بن عباس جانب ثانی
 ز پیش خواست ابو بکر تا بصف آید ۶۰ اشارہ کرد نبی تا بجائے خود دانی
 نبی یسار ابی بکر رفت بنشستہ ۶۱ نشستہ کرد امامت بقول رجحانی
 اذن رفت ابی بکر اندین وضعت ۶۲ بخانہ کہ بدش از سینہ پامانی
 کہ بنت فارحہ جفتش مقیم بد آنجا ۶۳ دگر کسانس نبی را بد جسد سرائی
 خطاب کرد بہان روز پیش استحضار ۶۴ بالقات سوئے جمع خویش اخوانی
 بگفت پارہ قرطاس سوئے من آید ۶۵ بے شانہ بسیم سطور چندانی
 کہ بعد از ان نہ رود کس براہ گمراہی ۶۶ اقتضای طبعی وسیل نفسانی
 عمر کہ کن مکن ادب بار گاہ نبی ۶۷ پسند بود و موید بوحی نسرانی
 بگفت منع کنان حسنا کتاب اللہ ۶۸ نبی ز شدت حمی است در سخن رانی

۵۷ شبلی صاحب سیرت ابنی ص ۱۲۷ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ جن صحابی نے قلم دوات لائے میں گفتگو کی، بخاری میں ان کا نام نہیں لیکن حدیث کی اور کتابوں میں مثلاً صحیح مسلم، تصحیح حضرت عمر کا نام ہے۔ صحیح مسلم میں آگے یہ الفاظ ہیں قد غلب علیہ الوجع وعدہ کفر ان حسنا کتاب اللہ صحیح مسلم کی دوسری روایتوں کے یہ الفاظ ہیں (خالق ان رسول اللہ صاحبہ ہجرا تو لوگوں نے کہا رسول اللہ صلی علیہ وسلم بے عواسی و ہجرا کی باتیں کرتے ہیں۔ اور الفاروق کے صلیہ میں دھجرا کے معنی بذیان ہیں بخاری میں مسلم کی بعض روایتوں میں ایسے صاف الفاظ ہیں جن میں اس تاویل کا احتمال نہیں مثلاً ہجرا ہجرا (دو دفعہ) یا غیر میں صحیح بخاری و مسلم کے سب میں تو نہیں حضرت عمر کا نام جو کتاب سیرت ابنی بن انکار ہے۔

طلب قرطاس فرمانے کی روایت تائیداً فتح الہامی شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی کے جز ۱ (۳) مطبوعہ الفاری دہلی ص ۱۷۱ باب کہتم الاختلاف سے بخاری کی یہ حدیثیں حسین، انصاری، حضرت عمر کا نام ہے لکھی جاتی ہیں۔ حدیث ۱۷۱۱ ابواہد بن موسیٰ قال اخبرنا ہشام عن معمر عن الزہری عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس قال لما حضر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی البیت رجال فیہم عمر بن الخطاب قال ہم اکتب لکم کتابا ان یصلوا بعدہ قال عروان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعدکم ان الغرض حسنا کتاب اللہ واخلص اہل البیت و احققوا انفسہم من یعول وادوا لکتاب اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یصلوا بعدہ و منہم من یقول ما قال عمر فلما اکتروا والفظوا واکتلفوا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ثم واعی الخ۔

بخاری بکچھ ہیں حدیث کی مجھے سے ابراہیم بن موسیٰ نے کہا خبر دی چھکڑ ہشام نے معمر سے اسے زہری سے اس نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اس نے حضرت ابن عباس سے کہ جب جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر حالت احتضار طاری ہوئی تو بیت سے لوگ آپ کے پاس گھر میں حاضر تھے آپ نے ارشاد فرمایا مجھے سامان کثرت لاؤ کہ میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں کہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو حضرت عمر نے فرمایا کہ رسول اللہ پر مرض نے غلبہ کیا ہے ہم لوگوں کے پاس قرآن موجود ہے اور ہمارے لئے خدا کی کتاب کافی ہے اس بات پر حضرت علیہ السلام نے اختلاف واقع ہوا بعض تو کہتے تھے کہ رسول اللہ کے حکم کی تعمیل کرنا ضروری ہے تاکہ حضرت جو کچھ چاہیں تمہارے لئے تحریر فرمائیں اور بعض حضرت عمر کے ہم زبان تھے جب اس بات پر بہت شور اور اختلاف ہونے لگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اکتبہ جاؤ الخ۔ (باقی حدیثیں آگے بڑھ کر صحیح مسلم میں آئیں گی)

الفاروق شبلی کے ص ۱۷۱ میں ہے (نور اللہ) روایت میں جسے کلفظ ہے۔ جس کے معنی بذیان کے ہیں بلاطرح یہ کہ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عمر نے آنحضرت کے اس ارشاد کو بذیان سے تعبیر کیا تھا (نور اللہ) آخر ص ۱۷۱ میں ہے عی نام روایتوں میں مذکور ہے کہ جب آنحضرت کا غم و قلم آگیا تو لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں! میں کر رہے ہیں

۸۱ ہر کہ گفت نبی مرد تیغ بر آبی
 ۸۲ خبر شنید ابو بکر شد بر اسب سوار
 ۸۳ بگفت این ست عمر تیغ کشیدہ بدست
 ۸۴ بچہ رفت در روی نبی نقاب کشود
 ۸۵ بگفت با عمر مرد تیغ را افنگن
 ۸۶ بگفت ہر کہ پرستندہ محمد را
 ۸۷ بداند آنکہ پرستندہ خدا باشد
 ۸۸ بخواند آیت موت نبی و جملہ بشر
 ۸۹ شنیدہ گفت عمر دے حال من چون شد
 ۹۰ دو مہرہ ماہ ریح الاول بود
 ۹۱ مے دوازدم شہر شد آن تاریخ
 ۸۱ ہر کہ گفت نبی مرد تیغ بر آبی
 رسید دگر در سالم چو حال پرسانی
 چگونه با تو شوم حرف موت گویانی
 بید و بوسہ ز حسرت زدش بہیشانی
 بیا بر بنخم گوشت دار تادانی
 بداند آنکہ محمد مرد و شد فانی
 کہ اوست زندہ نیر و بصرت ازمانی
 کہ خواہ نخواہ تو میسر زندہ دایشانی
 تو گوی این ہمہ نشنیدہ ام الی الاکی
 کہ یافت است ز اہل حدیث و جماعتی
 باختلاف روایات عنینہ را زعانی

۵۔ فی روایت ابن سالم بن عبید ذہب در اہ الصدیق الی السنۃ فاعلم موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 در سیرت النبی صلی علیہ وسلم ۳۰۰ ج ۳ ص ۲۸۰ یعنی سالم بن عبید نے جا کر ابو بکر کو موت رسول کی خبر دی۔ اور حضرت ابو بکر مقام رخ (دریچہ) دو میل پڑے
 میں تھے۔

۵۔ مولانا ابن الدردنہ وفات النبی کی دوسری بیچ الاول (دوشنبہ) از دوسرے حدیث اور بیچ الاول (دوشنبہ) از دوسرے شہرت کے کہی ہے
 دوسری بیچ الاول (دوشنبہ) کے مراجعت سے ۱۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع میں دیکھیں اور ۲۶ ذوقعدہ (جمعہ) واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف
 رسم، سلم حرف (نون) نودی تاریخ مسلم جکی یہ حدیث طبقات ابن سعد خبر وفات کی نقل ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن سعد بن محمد بن ابی نعیم عن محمد بن
 بن قیس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استکب یوم الاربعاء لحدی عشرۃ یلیٰ یثقیب من صفر سنۃ احدى عشرۃ ثلاث عشرۃ لیلۃ
 کہا ابن سعد نے خبر دی کہ محمد بن عبد اللہ نے کہا کیا مجھے بوسٹرے محمد بن قیس سے کہ رسول اللہ کو شکایت مرض ہوئی چار شنبہ کے دن جبکہ گیارہ راتیں
 باقی تھیں ۱۵ صفر سنہ کی یعنی ۱۹ صفر کو چار شنبہ اور ۲۶ ذوقعدہ (جمعہ) بیچ الاول دیکھیں اور دوم بیچ الاول (دوشنبہ) جسکی مراجعت میں ۲۹ ذوقعدہ (جمعہ) ۱۵
 دیکھ صفر شنبہ پس گیارہ صفر میں رشتہ ہوا جس سے ۹ ذوقعدہ کو چار شنبہ ۲۵ ذوقعدہ دیکھیں ہوا۔ اسی حدیث مذکورہ میں لوگوں نے تصریح کر کے لفظ (یثقیب)
 کو عجمی سے لیا ہے کہ یثقیب لفظ (مضت) جسکے معنی گذرے کے ہیں بلکہ یہاں معنای ابو بکر کا حال دیا ہے۔ چنانچہ کہ ابی معاذ بن ابی بکر نے لفظ (یثقیب) کو لفظ (یثقیب)
 شرح صحیح بخاری مطبوعہ دہلی اور ذوقعدہ علی الواجب ۲۔ ثالث آخر ص ۱۸ میں ہے۔

فی المغازی لابن معین عن محمد بن قیس قال استکب رسول اللہ یوم الاربعاء لحدی عشرۃ مضت من صفر و هذا موافق لقول سلیمان
 الیقینی المقضی لان اول صفر کان السبت یعنی مغازی ابو بکر میں محمد بن قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ کو شکایت مرض ہوئی چار شنبہ کے دن جبکہ گیارہ
 گذرے صفر کے اور یہ موافق قول سلیمان قیس کے ہے اسلئے کہ اول صفر شنبہ تھا ترجمہ تمام ہوا۔

ہم کہتے ہیں کہ گیارہ صفر کو چار شنبہ ۸ دیکھ صفر کو چار شنبہ ہوا پس ۱۹ صفر دیکھیں ایک بیچ الاول (دوشنبہ) دیکھو نقشہ جنتری حرف الف کبیر الوقوع مرتبہ
 پہلا خانہ میں ۲۵ ذوقعدہ (جمعہ) ۲۶ ذوقعدہ (جمعہ) ہی جسکو شنبہ صاحب اختیار کیا ہے۔ اور مولانا ابن الدردنہ اور ۲۶ ذوقعدہ (جمعہ) کے بجائے یوم شنبہ
 اور ۲۸ صفر یعنی ۸ صفر کو چار شنبہ لائے ہیں جس سے دوسری بیچ الاول کو یوم شنبہ ہوتا ہے اور مراجعت میں ۲۶ ذوقعدہ (جمعہ) دیکھو نقشہ جنتری حرف
 الف کا دوسرا خانہ میں گیارہ صفر اول (دوشنبہ) وفات اور مدت طوالت حضرت ابو بکر دو سال تین مہینے دس راتیں حدیث کے مطابق شہید شہید بن ابی ہریرہ
 نقشہ جنتری حرف الف اور حرف سیم دونوں غلط اور باطل ہیں اور دوسرا خانہ صحیح ہے جسکی معنی روایت سے آئید ہوتی ہے۔

سہ ترمذی نے اپنے نسخہ محمد بن اسحاق بخاری سے روایت کی ہے کہ میں ابو بکر کے کوئی روایت نہیں لیتا (رج۔ ادل صحیح ترمذی)

اقول

شبلی صاحب نے ۲۶ زدقعدہ کو حضرت کا سفر حجۃ الوداع فرانا نماز ظہر کے بعد قرار دیا ہے
یعنی ماہ زدقعدہ کی چار راتیں باقی تھیں جس میں بھی اس ۲۶ زدقعدہ کو صرف چھ میل یعنی تین کوس کا سفر زدقعدہ
تک کا ہوا اور ۲۷ زدقعدہ کو (ظہر کے بعد سے سہل روانگی اور چار ذیحجہ کی صبح تک ایک ہفتہ کو ۹ دن میں
طے ہونا بتایا ہے۔ اگر ۲۶ تاریخ کے سفر کو جو صرف چھ میل کی مسافت کا تھا شامل کر لیا جائے تو آٹھ روز ہوتے
ہیں جیسا کہ امین الدہ صاحب جو شبلی صاحب کے رفیق سفر ہیں ۸ دن میں یہ سفر طے ہونا لکھا ہے پس یہ سفر
ایک ہفتہ میں طے ہونا بالکل ناممکن ہے اگر ۲۵ تاریخ سے یہ سفر ہو تو نو شبانہ ٹکی مدت ہوگی اسلئے شبلی صاحب
اور ان کے رفیق سفر کا ۲۶ زدقعدہ تاریخ سفر بالکل غلط اور ہرگز صحیح نہیں ہے چنانچہ حضرت جابرؓ کی یہ صحیح
روایت سنن نسائی کی جو آخر کتب صحاح ستہ سے ہے لکھی جاتی ہے

اخبرنا یعقوب بن ابراہیم قال حدثنا یحییٰ بن سعید قال حدثنا جعفر بن محمد حدثنی ابی

عمر ثوبی حضرت جابر اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام جن کے سند کی حدیث امام نسائی نے ۲۵ زدقعدہ کی وارد کی ہے۔ سیرت شبلی حصہ ثانی ص ۱۱۸ میں ہے
ابو داؤد و احمد و صحیح مسلم بن حجر الوداع کا واقعہ نہایت تفصیل سے مذکور ہے جب کاشان نزول یہ ہے کہ حضرت امام باقرؓ حضرت جابرؓ سے جو سو وقت نامیاد ہو گئے تھے
آنحضرت صلی علیہ وسلم کے حج کا حال پوچھا حضرت جابرؓ نے آل رسول کی محبت سے امام باقرؓ کے گریبان کے ٹکے کہوئے اور ان کے سینے پر محبت سے ہاتھ رکھ کر کہا جیسے پوچھ
کیا پوچھتا ہے پھر باریک تفصیل سے حج نبوی کے تمام حالات بیان کئے۔

اخرج ابن جریر فی تابعہ عن ابی جعفر علیہ السلام قال جاء فی حابر بن عبد اللہ فقال لی اکشف لی عن بطنک
فکشف لی عن بطنی فعبسہ ثم قال ان رسول اللہ صلی علیہ وسلم امرنی ان اقربک الی اللہ (حاصل ترجمہ) تاریخ ابن جریر میں امام
محمد باقرؓ علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دن جابر بن عبد اللہؓ نے میرے پاس آکر کہا کہ اپنا سینہ کہو لو میں نے کہو لیا اور انہوں نے میرے
سینے پر ہوسر دیکر کہا کہ رسول اللہؐ نے تم کو سلام کہا ہے۔

وفی الصواعق عن جابر قال کنت عند رسول اللہ صلی علیہ وسلم والحین فی عجبہ فقال یا جابر یولد لابی الحسین ان یقال لہ علی
فاذا کان یوم الفیتمہ ینادی منا ولیقلمہ سید العابدین فبقوم علی بن الحسین ابن بقال لہ محمد با جابر
ان اردکتہ فاخر اء منی السلام۔ (حاصل ترجمہ) صواعق محرقة ابن حجر مکی میں جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ میں ایک دن جناب رسول خدا
کی خدمت میں حاضر ہوا حسین بن علیؓ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی گود میں بیٹھے تھے آنحضرت صلی علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے جابر میں کا ایک فرزند ہوگا علی اور جب بروز قیامت مناد
نڈا کرے گا کہ اڑو اڑو اے زین العابدین تودہ اڑو اڑو اسکا ایک فرزند ہوگا محمد اے جابر اگر تم اس سے ملنا تو میرا سلام کہنا۔

در روضۃ الاحباب از امام محمد باقرؓ مروی است کہ گفت روز سے پیش جابر بن عبد اللہؓ را دم داد و کفوف البصر بود سلام کردم در جواب مبارکت نمودہ پرسید
کہ تو کیستی گفت محمد بن علی بن الحسین ام گفت نزدیکی کی پیش اور فتم دست مرا بوسید و چون خواست کہ بایہ مرا بوسید در ترشدم گفت حضرت رسول صلی علیہ وسلم
تر اسلام می رساند گفت علیہ السلام در دستہ اند و رکانہ این صورت چگونہ در یاد جابر بود کہ کیفیت مرا یاد کردہ گفت در دستہ اند و حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم بودم
فرمود۔ یا جابر لعلک باقی حق تلقی رجلا من ولدی یقال لہ محمد بن علی بن الحسین بھل اللہ لہ المنور والحکمہ فاخر اء منی السلام
(حاصل ترجمہ) روضۃ الاحباب میں امام محمد باقرؓ علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک روز میرا گداز جابر بن عبد اللہؓ کے پاس ہوا جبکہ وہ نامیاد ہو گئے تھے میں نے
انکو سلام کیا انہوں نے میرا نام پوچھا میں نے کہا محمد بن علی بن الحسین جابر نے مجھے اپنے قریب بلا کر میرے ہاتھ کو بوسہ دیا اور دیا کہ پانچ کو بھی بوسہ دین

قال اثينا جابر بن عبد الله فسالنا عن حجة النبي صلى الله عليه وسلم فحدثنا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
مكث بالمدينة تسعة اشهر ثم اذن في الناس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حاج في هذا العام فازل المدينة
بشر كثير فقامت من ان يات رسول الله صلى الله عليه وسلم فيفعل ما يفعل فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم احمر خنفس بقين
من ذى القعدة وخرجنا معه۔

رحل ترجمہ خبر دی ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے کہا حدیث کی ہم سے یحییٰ بن سعید نے کہا حدیث کی ہم سے امام جعفر صادق
انھوں نے اپنے باپ امام محمد باقر سے کہا انھوں نے کہ میں جابر بن عبد اللہ کے پاس گیا ان سے رسول صلعم کے حج کا حال
دریافت کیا انھوں نے کہا آپ نو سال تک مدینہ میں زمانہ حج میں رہے پھر لوگوں کو اطلاع کی گئی کہ رسول اللہ اس
سال حج کیلئے تشریف لیجائیں گے تو کثرت سے لوگ مدینہ میں آئے اس خیال سے کہ آپ کی پیروی کریں پھر
آپ ذیقعدہ کی ۲۵ تاریخ (جبکہ ذوقعدہ کے مہینہ کی پانچ راتیں باقی تھیں)

(بقیہ صفحہ گذشتہ) میں اذن سے علیحدہ ہو گیا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ نے تم کو سلام کہا ہے میں نے کہا علیہ السلام رحمۃ اللہ وبرکاتہ
پھر ماہر سے اسکی تصریح دریافت کی انھوں نے کہا کہ میں ایک دن رسول مقبول کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے فرمایا کہ اے جابر مکن ہے
کہ تم ایسے وقت تک زندہ رہو کہ میرے ایک فرزند کو دیکھو جبکہ امام محمد بن علی بن الحسین ہو گا اور خدا اسکو نور و حکمت عطا کرے گا اگر تم اس سے
موتو میرا سلام کہنا (تاریخ احمدی)

یہ امام محمد باقر علیہ السلام آل محمدین جن پر نماز میں درود و سلام پہنچا فرض ہے اور یہی صالحین سے ہیں کیونکہ یہی ذوات مصطفیٰ و محبتی ہیں اور یہی وارث
کتاب الہدیین قولہ تعالیٰ انما ارسلناک بالذین احسن عبادنا۔ پھر وارث کیا ہم (خدا) نے کتاب کا ان بندہ کو جن کو
مصطفیٰ کیا ہے اسی وجہ سے ان حضرات کے نام کیا تھے علیہ السلام ہونا چاہئے قرآن میں یہ حکم ہے فوالہ تعالیٰ اعلم الحمد سلام علی عبادہ
الذین اصطفیٰ۔ خدا فرماتا ہے ہم کو محمد کے ساتھ اور بندگان مصطفیٰ کو سلام کے ساتھ مخاطبت کر دو۔
تفسیر سیوطی شوکانی موسومہ فتح القدر سورہ والصافات میں قولہ تعالیٰ سلام علی آل یسین کے تفسیر میں ہے قال الیصلیٰ المراد بالآل یاسین
الحمد۔

ایضا تفسیر درمنثور سیوطی وجہ تسمیہ مصحف ۳۱۲ کے ۲۸۵ کے حاشیہ پر سلام علی آل یاسین علیحدہ طعہ لکھا ہے اور آخر ۲۸۵ اسطر ۲ پر ہے
واخرج ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردويه عن ابن عباس رضی ہوا لہما لسلام علی آل یاسین قال عن الی محمد آل یاسین
ابن عباس سے اس آیت سلام علی آل یسین کے تفسیر میں مروی ہے کہ سلام ہوا پر آل یسین کے اس سے مراد ہم آل محمد ہیں۔
یہ بیچ المورۃ فی بیحان قدوسی ص ۱۷۱۔ اول صفحہ میں ہے۔ اخر حرم ابو یعلیٰ الحافظ و جامعہ للمصنفین عن عیاض والی صلیہما عن ابن عباس قال
آل یاسین آل محمد و یاسین من اسماء محمد صلی اللہ علیہ وسلم (حافظ ابو نعیم اور ایک جلوت مفسرین قرآن نے) بولا ابن عباس کہہا ہے کہ آل
یاسین سے مراد آل محمد ہے اور یاسین بھی حضرت کا ایک نام ہے امام محمد باقر علیہ السلام اور سید با و اجدا جواب علی علیہ السلام کے سبب مصطفیٰ
ہیں اس لئے سواقرن آیت سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ علیہ السلام کے ساتھ خطاب کیا جانا ضروری چاہئے صحیح بخاری باب فی المشیۃ والارواح میں ہے
عن ابن شہاب عن علی بن حسین ان حسین بن علی علیہما السلام (لکھا ہوا ہے)

اور رضا لکھنؤی حدیث ۱۱۱ میں ہے عن ابن یحییٰ قال قال علی علیہ السلام کان لی من رسول اللہ صلعم مدخلان مدخل باللیل ومدخل
بالنهار یعنی ابن یحییٰ سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا میرے لئے حضرت صلعم کے پاس آجیکہ دو درخت تھے ایک وقت رات کے ایک اور ایک
درخت دن کے آئے گا۔

ایضا حدیث ۱۱۱ میں ہے عن عبد اللہ بن بیداء عن ابیہ قال خطبہ یوحی وصر فاطمہ علیہا السلام فقال رسول اللہ صلعم انما صبرہ فخطبہا علی
علیہ السلام فخرجوا جملہ منہ یعنی عبداللہ نے اپنے باپ پر مدینہ سے روایت کی ہے کہ پیغام بیجا نسبت کا ابو بکر و عمر نے حضرت فاطمہ علیہا السلام
کے ساتھ حضرت نے فرمایا وچھوٹی ہے پھر حضرت علی علیہ السلام نے نکاح کا پیغام بیجا نہیں لکھا تو فرمایا حضرت نے فاطمہ علیہا السلام کا علی علیہ السلام کیساتھ
سر الشما دین شاہ عبدالعزیز دہلوی میں ہے۔ ابو نعیم عن اصبغ بن نباتہ عن ابیہ انما مع علی علیہ السلام علی موضع قبرہ یعنی

طریق سے روایت کی ہے انہیں فقرات مذکورہ کو حذف و اسقاط کر کے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو اپنے نقطہ نظر کے مطابق اخراج کی ہے جسکو شبلی صاحب نے غریحہ میں آگے لکھیں گے جس میں مندرجہ دین گے اور فقرات کے ہونے کا ترمذی میں قبول کرینگے۔ اور حدیث ثقلین صحیح مسلم میں لفظ کتاب اللہ کے بعد اہلبیتی ہے جس سے شبلی صاحب نے لفظ (مناقب حضرت علی) کی روایت کی ہے، لکھا ہے اور حدیث مذکورہ صحیح ترمذی میں عترتی اہلبیتی ہے اور لفظ عترہ سے بھی علی علیہ السلام ہی مراد ہیں چنانچہ کنز العمال ج ۶ ص ۳۹۳ مطبوعہ حیدرآباد دکن میں ہے۔

ابن الصدیق عن معقل بن یسار المزنی یعنی سند صدیق میں معقل بن یسار مزنی سے
قال سمعت ابا بکر الصدیق یقول روایت ہے کہ ابو بکر صدیق کہتے تھے کہ علی بن
علی بن ابی طالب عترۃ رسول اللہ صلی ابی طالب عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
اللہ علیہ وسلم۔

ترمذی نے جس حدیث کا حضرت ابوذر کی جانب اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے جسکو حضرت صلعم نے حجۃ الوداع میں فرمایا ہے
یابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی لمجلی مطبوعہ اسلامبول ۱۲۸۱ھ ج اول ص ۲۸ میں ہے۔

والسمعیانی ایضاً عن سلیم بن قیس الہلالی اور سمعیانی نے بھی سلیم بن قیس ہلالی سے روایت
قال یسنا انا وحش بن المعقر بمکہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ میں وحش بن المعقر مکہ میں تھے
اذ قام ابوذر واخذ بجلقه باب الکعبۃ اور حضرت ابوذر نے زحید درخانہ کعبہ کو پکڑ لیا کہ اے خاتم النبیین
فقال ما عرفنی فقد عرفنی ومن لہم جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے لیکن جو مجھے نہیں جانتا
یعرفنی فانما جندب بن جنادۃ ابوذر وہ اب جان لے کہ میں جندب بن جنادہ ابوذر بنحو
فقال ایہا الناس انی سمعت نبیکم صلعم اور کہ اس جماعت حاضرین میں رسول خدا صلعم کو
یقول مثلاً ہلبیتی فیکم کمثل سفینۃ یہ فرماتے ہوئے تھا کہ میرے اہلبیت تم لوگوں میں
نوح علیہ السلام من رکبہا نجا ومن ترکھا مثل کشتی حضرت نوح علیہ السلام میں سے جو اس کشتی میں
ہلک ویقول مثلاً ہلبیتی مثل باب سوار ہو گیا وہ بگلیا اور جس نے ترک کیا وہ ہلاک ہوا اور یہ بھی
حطہ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفرلہ فرماتے تھے کہ میرے اہلبیت مثل باب طہ بنی اسرائیل ہیں،
ویقول انی تارک فیکم ما ان تمسکتم تم میں سے جو اس طہ میں داخل ہوا وہ بخشا گیا اور یہ بھی
بدن تصلوا کتاب اللہ وعترتی ولن فرماتے تھے کہ تم لوگوں کے درمیان ایسی چیز میں چھوڑ دوں
یفتقر قاحتی یرد علی الحوض۔ کہ اگر تم انکی پیروی کرتے ہو تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے

و کتاب خدا یعنی قرآن اور میری عترت (یعنی علی) اور یہ
دو نواکب دوسرے سے وابستہ ہیں کبھی علی علیہ السلام ہوں گے
آئندہ وہ حوض کوثر پر مجھ سے اکٹھے۔

ایضا جواہر عقیدین سمجھ دی میں ہے۔

وعن ابی اسحاق السبئی عن حنث بن
المعتمر الصنعانی عن ابی ذر رضی اللہ
عند سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مثل
اہلیتی فیکم مثل سفینۃ نوح فی قوم
من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا
غرق مثل باب حطۃ بنو اسرائیل۔

ابی اسحاق السبئی نے حنث بن معتمر صنعانی کے
طریق اور ابو ذر کے سب سے روایت کی ہے کہ
حضرت ابو ذر نے لکھا کہ میں نے جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرا اہلیت کشتی
نوح کے مثال ہیں۔ بیچ قوم یعنی امت کے جو اُپر سوار ہوا
نجات پا گیا جو مخالف ہوا وہ ہلاک ہوا اور اہلیت میرے
کی مثال باب حطہ یعنی دروازہ توبہ کے مانند ہیں جو بنی
اسرائیل میں تھا جو اس میں داخل ہوا وہ نجات کیا۔

ایضا جواہر عقیدین سمجھ دی میں سلسلہ حدیث ثقلین ابو سعید خدری کے سند سے احمد اور طبرانی اور ابویعلیٰ نے
یہ حدیث اخراج کی ہے۔

واخرجہ الحافظ ابو محمد عبد العزیز بن
اکمخضریٰ فی معالم العترة النبویة و
فیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
ذلک فی حجة الوداع وزاد منہ یعنی
کتاب اللہ کہ مثل سفینۃ نوح
علیہ السلام من رکبہا نجا ومن لم یرکبہا
اہلیتہ کمثل باب حطۃ بنو اسرائیل۔

حافظ ابو محمد عبد العزیز بن اکمخضریٰ نے اپنے کتاب معالم العترة
النبویہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت
حجۃ الوداع میں فرمایا کہ کتاب خدا یعنی (قرآن مجید)
مثل کشتی نوح کے ہے جو شخص اس پر سوار ہو نجات پائے
اور میرا اہلیت کی مثال باب حطہ (دروازہ توبہ)
کے ہے جو شخص اس میں داخل ہوا اس کے جیسے گناہ
بخشے گئے۔

(منقول از حقیقت دینہ جلد ۱ ص ۵۶۶-۵۶۷)

جبکہ تائید کی یہ حدیث تفسیر فتح العزیز سورہ بقرہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی مطبوعہ چھاپہ محمدیہ حاجی ولی محمد ۱۲۶۴ھ
ص ۲۷۷ سے تفسیر آئے۔ ادخلوا الباب سجداً وقولوا حطۃ لکھی جاتی ہے۔ ابو بکر بن ابی شیبہ بروایت صحیح از علی
کرم الدرجہ آکر وہ انما مثلنا ہذا الامۃ کسفینۃ نوح وکباب حطۃ فی بنی اسرائیل۔
حاصل ترجمہ۔ یعنی ابو بکر بن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ جناب علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے
ہماری مثال اس امت میں مثل سفینۃ نوح اور مثل باب حطہ یعنی توبہ کا دروازہ بنی اسرائیل کے ہے۔
اور اسی حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بھی ارشاد فرمائی ہے جس میں ترمذی اور نسائی نے لفظ حجۃ الوداع
کو نہیں لکھا تا کہ یہ حدیث ایک سال قبل ۹ھ کے واقعہ تبلیغ سورہ بقرہ کی سمجھی جائے جس کو امام احمد بن حنبل نے
اپنے مسند میں لفظ حجۃ الوداع سے روایت کی ہے۔

چنانچہ ریاض النضرہ محب لدین طبری . ج ۱ ثانی مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ کے صفحہ ۱۷۴ میں یہ ہے اور سند احمد بن حنبل مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ھ ج ۴ ص ۱۶۴ اور صفحہ ۱۶۵ میں ہے جسکو آگے لکھا جائیگا ۔

عن حبشی بن جنادہ کان قد
تحدث حجة الوداع قال قال رسول
الله صلعم علی منی وانا منہ ولا ھودی
عقلی لانا وعلی اخراج الحافظ السلفی
اتنی حدیثین حضرت صلعم نے خطبہ عرفہ سے لیکر ۱۲ ذیحجہ تک فرمائیں چنانچہ ۱۲ ذیحجہ کے خطبہ کے ثبوت میں یہ بیان
شبلی صاحب لیتے ہیں ۔

قال

بقیہ ایام شریقی یعنی ۱۲ ذیحجہ تک آپ نے مستقل اقامت منی میں فرمائی ہر روز زوال کے
بعد رمی جمار کی غرض سے تیغ بربجائے رہے پھر واپس آجاتے ابو داؤد رباب الخطیب منی میں ایک حدیث ہے
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ۱۲ ذیحجہ کو منی میں بھی ایک خطبہ دیا تھا جس کے الفاظ مختصر ادھی ہیں جو پہلے جملوں میں
گذر چکے ہیں ۔ ۱۳ ذیحجہ (شعبہ) کے دن زوال کے بعد آپ نے بیان سے ٹھکر وادی محصب میں قیام کیا
اور شب کو اسی مقام پر آرام فرمایا پھر اٹھ کر مکہ معظمہ تشریف لگئے اور فائہ کعبہ کا آخری طواف کر کے صبح کی
نماز ادا کی اسکے بعد قافلہ اسی وقت اپنے مقام کو روانہ ہو گیا یعنی ۱۴ ذیحجہ صبح چار شعبہ) اور آپ نے تمام مہاجرین انصار
کے ساتھ مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی ۔

اور صفحہ ۱۲۲ میں لکھتے ہیں شہر حال صحاح ستہ اور مسانید کے تمام روایات کو یکجا کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے
اس حج میں تین دفعہ خطبہ دیا ۹ ذیحجہ عرفہ کو ۱۰ ذیحجہ یوم النحر کو اور تیسرے خطبہ ایام التشریق ۱۱ یا ۱۲ میں ۷

اقول

صحاح ستہ صحیح ترمذی کی حدیث خطبہ عرفہ والی حضرت جابر اور ابوذر و ابوسعید و زید بن ارقم کے
اسناد کی گند چکی اور مسانید کی حدیث حبشی بن جنادہ والی سند امام احمد بن حنبل سے صفحہ ۱۶۵ کی یہ ہے ۔
حدثنا عبد الله حدثني ابی ثنا ابو احمد
المدینی ثنا اسرائيل عن ابی اسحاق عن
بناؤ مذکورہ حبشی بن جنادہ سے مروی ہے کہ
میں حجۃ الوداع میں حاضر تھا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ

۱۲ ذیحجہ کا خطبہ جمعہ کے دن کا تھا ۔ دیکھو نقشہ منبر می حوت الن کثیر الوقوع کا دوسرا خانہ جسکو حضرت نے مسجد خیف دیکھ دینا میں
واقع ہے میں فرمایا تھا ۔ اسی خطبہ میں رسول اللہ نے بار دیگر حدیث ثقلین ارشاد کی ہے دیکھو منبر (۱) ص ۱۴

حبشی بن جنادۃ السلولی وکان قد
شهد حجة الوداع قال قال رسول الله صلعم
على منى وانا منه ولا يؤدى عني لا انا
على محبہ سے ہے اور میں علی سے ہوں کوئی نہیں
ادا کر سکتا مجھ سے مگر میں خود ہی یا علی
علیہ السلام۔
او علی۔

حدیث مذکورہ کو رسول مقبول نے اس حجۃ الوداع کے موقع پر کیوں ارشاد فرمایا کیونکہ اس سے پہلے سورہ برآۃ
کے تبلیغ پر اسکا اظہار اس وقت فراہم کے تھے جبکہ حضرت نے پہلے ابوبکر کو بھیجا پھر جبریل علیہ السلام کے نازل ہونے
اور فرمانے سے کہ خدائے تعالیٰ کا حکم ہے کہ تبلیغ تمہارا کام ہے یا اس کا جو تم سے ہوا اور حضرت ابوبکر ذوالخلیفہ تک
یعنی چھ میل تک گئے تھے کہ واپس بلائے گئے جیسا کہ ابواب تفسیر القرآن صحیح ترمذی میں ہے۔

حدثنا بندار نافعان بن مسلم
وعبد الصمد قالا نا حماد بن سلمہ
عن سماک بن حرب عن انس بن مالک
قال بعث النبی صلعم ببراءة مع ابی بکر
ثم دعاه فقال لا یبغی لاحد ان
یلغ هذا الا رجل من اہلی فذع
علیاً فاعطاه ایاہ هذا حدیث حسن
بناؤ مذکورہ انس بن مالک سے مروی ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ برآۃ کے ساتھ حضرت
ابوبکر کو کہ میں بھیجا پھر حضرت نے ابوبکر کو بلایا
اور فرمایا کہ کسی کو لائق نہیں کہ اسکی تبلیغ کرے
سوائے اس مرد کے جو میرے ریل سے ہو پس بلایا
حضرت علی کو تو انکو وہ سوت دیدی یہ حدیث
حسن ہے غریبے طریق انس سے۔

غریب من حدیث انس۔

اس ثبوت میں کہ ذوالخلیفہ تک جو تین کوس بدینے سے ہے حضرت ابوبکر گئے تھے کہ بلائے گئے چنانچہ تاریخ کامل
ج ۱ - ثانی مطبوعہ مصر ۱۳۲۳ھ ص ۱۱۱ میں ہے۔

وفیہا حج ابوبکر بالناس ومعه عشرون
بدانة لرسول الله صلعم ولفس خمس
بدنات وکان فی ثلثة اثة رجل فلما
کان بذی الحلیفة ارسل رسول الله
صلعم فکثر علیاً وامره بقراءة سورة
براءة علی المشرکین فعاد ابوبکر
وقال یا رسول الله صلعم انزل فی
شیء قال لا ولیکن لا یبلغ عنی
الا انا ورجل منی۔
اسی سال میں ابوبکر نے لوگوں کے ساتھ حج
کیا۔ اور ان کے ساتھ بیس اونٹ تھے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے لئے اور خود پانچ اونٹ اپنے لئے اور دہ تین
آرمیوں کے ہمراہ گئے۔ جب مقام ذوالخلیفہ میں پہنچے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے پیچھے علی کو بھیجا اور انکو سورہ
برآۃ کے پڑھنے کا شرکین پر حکم دیا پس ابوبکر طے
اد کر ہا کہ یا رسول اللہ کیا میرے بار میں کوئی چیز نازل
ہوئی۔ فرمایا نہیں لیکن میری طرف سے نہیں ہو چکا
ہے کوئی مگر میں یا کوئی ایسا شخص جو مجھ سے ہو۔

حدیث مذکورہ سورہ براءۃ کے تبلیغ کی ہے جس کے لئے اول حضرت ابو بکر اس کام کے لئے مستعین ہوئے۔ لیکن خدا کے حکم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو واپس بلا لیا اور جناب علی علیہ السلام کو اس تبلیغ پر مامور فرمایا اور یہ کہ جبریل علیہ السلام نے نازل ہو کر کہا رسالت کی تبلیغ تمہارا کام ہے یا اس مرد کا جو تم سے ہو چنانچہ حضرت جناب علی علیہ السلام کو بھیجا اسی حکم خدا کی تعمیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں اس حدیث کے اعلان فرمایا کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں کوئی مجھ سے نہ ادا کرے گا مگر میں خود ہی یا علی علیہ السلام یہ اس لئے فرمایا تاکہ لوگوں کو خوب طرح سے معلوم ہو جائے کہ وہ حکم جو سورہ براءۃ کے موقع پر آیا تھا وہ وقتی نہ تھا بلکہ دائمی تھا اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ عرفہ میں حدیث ثقلین کتاب اللہ اور عترتی البیت یعنی علی علیہ السلام کی راہ پر چلنے کا اعلان عام فرمایا ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہی البیت سفینہ نوح اور شل باب حطہ بنی اسرائیل میں اور وہ عترة البیت مع کتاب اللہ ایک جبل اللہ (خدا کی رسی) ہیں جو باہم ایک دوسرے سے رقیات تک بلکہ اس وقت تک کہ سیر کر ایسے حوض (کوثر) پر وارد ہوں جدا نہیں ہو سکتے اور اسی لئے جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں قرآن اطلاق ہوں۔

جیسا کہ کتاب منصب امامت محمد سہیل شہید سیرہ شاہ ولی اللہ محدث مطبوعہ فاروقی دہلی کے صفحہ ۱۰۰ میں لکھتے ہیں اس کا ترجمہ اسی کتاب مطبوعہ کا ہے مثل انچہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ قول است۔

انا الصدیق الاکبر لا یقولہا بعدی	میں بڑا سچا ہوں میرے پیچھے نہیں کہے گا
الاکبر ذاب وانا القرآن الناطق	اسکو مگر چھوڑا اور میری باتیں قرآن کے موافق ہیں
ایضاً ۴۴۴ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم	فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے حق میں اے
اد الحق مع حیث دار وقال النبی	اللہ تعالیٰ حق جاری کر اس کے ساتھ جس جگہ وہ جائے
القرآن مع علی علی مع القرآن و	اور نہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قرآن اللہ کے ساتھ
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین	علی کے اور علی کے ساتھ قرآن کے اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی	میں چھوڑے جاؤں تمہارے اندر دو تمہاری
ولن یتفرقا حتی یرد علی الحوض	چیزیں قرآن شریف اور البیت اپنے اور جدا
	نہیں ہوں گے وہ بیان تک کہ حوض پر آویں۔

یہ آخری حدیث ثقلین جسکو صحیح ترمذی سے خطبہ عرفہ میں اقامہ تصور حضرت جابر اور ابو سعید اور زید بن ارقم کے بیان میں ہے لیکن نعمانی صاحب قبل اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم احکام کا اعلان فرمائیں۔ حدیث ثقلین کا ایک ٹکڑا بلا سند حسین صرن لفظ (صحاح) ہے وارد کی ہے۔

وانی قد ترکت فیکم مالن تفضلوا
میں تم میں ایک چیز چھوڑے جاؤں اگر تم

بعدہ ان اعتصامتقریبہ کتاب اللہ اسکو ضبط پکڑ لیا تو گمراہ نہ ہو گے اور وہ چیز کیا ہے کتاب اللہ۔

حدیث مذکورہ میں کوئی سند نہیں ہے اور نہ لفظ صحاح سے کسی جلد کا پتہ چلتا ہے کہ صحاح ستہ بخاری۔ مسلم۔ ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ نسائی سے کونسی صحاح مراد ہے۔
اب اس کے بعد شبلی صاحب قمر ازہین

قال

اس کے بعد چند اصولی احکام کا اعلان فرمایا۔ جس کے بعد عین اسوقت جب آپ یہ فرمیں نبوت ادا کر رہے تھے۔ یہ آیت اتری۔

اليوم اكملت لكم دينكم آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا
واقممت عليكم نعمتي ورضيت اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے
لکم الاسلام دینا۔ مذہب اسلام کو انتخاب کر دیا۔

اقول

یعنی خطبہ کے سلسلہ میں آیہ موصوفہ کا نزول ہو گیا جو اسی ناتمہ پر نازل ہونا پایا جاتا ہے۔ اس میں بھی سند نہیں دی گئی معلوم نہیں کہ انہوں نے کہاں سے لکھا ہے۔

قال

خطبہ سے فارغ ہو کر آپ نے حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کی پھر ناتمہ پر سوار ہو کر موقف تیشہ لائے اور وہاں کھڑے ہو کر دیر تک قبلہ رو دعائیں مصروف سے جب آفتاب نے لگا تو آپ نے وہاں سے چلنے کی تیاری کی۔

اقول

غرضکہ ظہر اور عصر کے نماز کے بعد سے مغرب کے قریب تک اب مطلع صاف ہے جس میں مفسرین ثعلبی واحدی معاکم التذیل لغوی۔ لباب التأویل خازن۔ مدارک التنزیل حنبلی۔ سراج النیر خطیب شریانی

وغیرہ آیہ موصوفہ کا نازل ہونا بعد عصر کے لکھتے ہیں جس کے بعد ایسا ہی یوم رسول اللہ کا زندہ رہنا دوسری یا ۱۲ ربیع الاول پر منحصر کرتے ہیں۔ جس سے دونوں بیان ایک دوسرے کو باطل کرتے ہیں چونکہ ہر دو بیانات اکمال دین اور اتمام نعمت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شکریہ نہیں ہے جس سے آیہ اکمال دین کا عرفہ کے روز نازل ہونا کسی طرح صحیح نہیں آتا کیونکہ یہ امر بالکل ناممکن تھا اور ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے رسول پر اکمال دین اور اتمام نعمت فرمائے اور رسول اللہ خاموش رہیں پس عرفہ کے روز آیہ موصوفہ کا نزول یقیناً نہیں ہوا اور یہی تکمیل حمد و ثنا کا نہ ہونا اس آیت کے عدم نزول کیلئے کافی دلیل ہے۔

حالانکہ مراجعت میں جبکہ سوادینہ پر نظر پڑی تو یہ الفاظ فرمائے: ”جسکے زیر حاشیہ ص ۱۳۲ میں ہے حجتہ الوداع کے واقعات تمام تر صحیح بخاری صحیح مسلم سنن ابو داؤد اور نسائی سے لئے گئے ہیں۔

اللہ اکبر لا الہ الا اللہ وحدہ	خدا بزرگ برتر ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں
لا شریک لہ لہ الملائکہ والحمد	کوئی اس کا شریک نہیں بس اسی کی سلطنت ہے
هو علی کل شیء قدیر ابون تابون	اُسی کیسلطنت مدد و ستایش ہے وہ ہر بات پر قادر
عابدون ساجدون لربہم حامدون	کھڑے آ رہے ہیں توبہ کرتے ہوئے زمانہ بردارین
صدق اللہ وعدہ و فیض عبدہ	پیشانی رکھ کر اپنے پروردگار کی مدد و ستایش میں
وہزم الکفار بے حدہ۔	مصر و ہجرت ہو کر خدا نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بند کی
	نفرت کی اور تمام قبائل کو تنہا شکست دی۔

عبارت مذکورہ جو شکریہ کے لکھنے پر کتب اربعہ صحیح بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی سے لگی ہوئی ہے لیکن اکمال دین جیسی جلیل آیت کے عین خطبہ میں نازل ہونیکا کوئی شکریہ نہیں ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے تفسیر فتح الرحمن میں یہ تفسیر آیت البوم اکملت لکم دینکم کے یہ عبارت لکھتے ہیں:-

این آیت آخر آیت قرآن است بعد از این ہیچ آیت نازل نہ شد۔ یعنی یہ آیت آخر آیت قرآن سے ہے جسکے بعد کوئی آیت نہیں اُتری اور ان کے بیٹے شاہ عبدالقادر تفسیر وضع القرآن پر تفسیری حاشیہ دیتے ہیں کہ یہ آیت آخر کو اُتری ہے کہ سب احکام اللہ کے نازل ہو چکے تھے اس کے بعد حضرت تین مہینے زندہ رہے ہیں اوپر لکھا گیا ہے کہ تفسیر میں کل ایسا ہی دن حضرت زندہ رہے جسکی دوسری یا ۱۲ ربیع الاول ہے دونوں کے مدت ۱۰ دن میں کچھ تغیر نہیں کیا گیا۔ شاہ عبدالقادر تین مہینے (۹۰ دن) زندہ رہنا بتاتے ہیں پس گیارہ ربیع الاول کو ۹۰ دن ہوتے ہیں جسکے مراجعت عرفہ ۹ ذیحجہ کو (شعبہ) اور ۱۸ ذیحجہ کو (مچھنبہ) ہوا۔ دیکھو نقشہ جنتی حرف الف مرتبہ شبلی کا دوسرا خانہ۔

اقول

یہ مختصر خطبہ نہیں تھا بلکہ ایک بڑا عظیم الشان خطبہ تھا دیکھو حاشیہ ص ۳۵ حسین مقام اور تاریخ اور تعداد صحابہ
جس کے اظہار سے آپؐ گریز کیا ہے صرف ۳۱ فریقہ تک تاریخ بقید دن کے بتایا ہے اب آنحضرت صلیم کے داخلہ میں
سورۃ تک تاریخ اور دن و دونوں نہ در دہین۔

وہ مختصر خطبہ صحیح مسلم کے حوالہ کا جو زید بن ارقم کے سند سے ہے جس کا ابتدائی حصہ چھوڑ کر مولف نے طبع کرنے
لکھا ہے وہ یہ ہے جسکی ابتدائی عبارت لکھنے کے بعد سیرت شہلی سے نقل کیجا نیکی حسین اصل حدیث صحیح مسلم کے
بعض الفاظ ساقط کر کے لکھا ہے نیز اول بیان میں لفظ (ثقلین) ہے۔ دو کربان زید بن ارقم میں ثقلین
ہے جس کے بعد عبارت (احدہما کتاب اللہ و اُخریٰ اللہ من اتبعہ کان علی الہدیٰ فمن
ترکہ کان علی الضلالۃ) ہے اور اول حدیث میں بعد لفظ ثقلین کے (اولہما کتاب اللہ
وفیہ الہدیٰ والنور فخذوا بکم کتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ و دعب
فیہ ثم قال و اہل بیتی الخ) اور دونوں حدیث کے درمیان میں (قال سلم) حدیث ابو بکر بن ابی شیبہ
ثنا محمد بن فضیل ۷ بھی ہے یعنی مسلم بن الحجاج صاحب صحیح نے کہا حدیث کی ہم سے ابو بکر بن ابی شیبہ نے
کہا حدیث کی ہم سے محمد بن فضیل نے اسی حدیث محمد بن فضیل کو ترمذی نے علی بن المنذر کو فی کے واسطے اور
ابوسعید اور زید بن ارقم کے سند خطبہ عرفہ حجۃ الوداع کے حدیث میں وارد کیا ہے جسکو ہم نقل کر آئے ہیں۔
مولف مخاطب نے لاپرواہی کیساتھ حدیث پیغمبر کو غلط نقل کیا ہے۔

قال زید بن ارقم قام رسول اللہ	لکھا زید بن ارقم نے کہ تیام فرمایا رسول خدا صلیم نے
صلی علیہ وسلم یوماً فینا خطیباً جاء بیدی خما	ایک روز ہم میں درآخا لیکہ خطبہ پڑا حضرت نے
بین مکہ والمدینۃ فحمد اللہ و اثنی	بقام غدیر خم درمیان مکہ و مدینہ پس بعد حمد
علیہ و وعظ و ذکر ثم قال -	و ثنا سے خدا اور وعظ و بند کے فرمایا۔
اما بعد الا ایہا الناس فانما انا بشر	حمد ثنا کے بعد اے لوگوں میں بھی بشر ہوں ممکن ہے
یوشک ان یاتی رسول ربی فاجیب	کہ خدا کا فرشتہ جلد آجائے اور مجھ قبول کرنا پڑے
وانا تارک فیکم الثقلین اولہما کتاب	یعنی (موت) میں تمہارے درمیان دو بہاری چیزیں
اللہ فیہ الہدیٰ والنور فخذوا کتاب اللہ	چوڑا ہوں ایک خدا کی کتاب جس کے اندر ہدایت
واستمسکوا بہ و اہل بیتی اذکرکم اللہ	اور دشمنی ہے خدا کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسری
فی اہل بیتی ۷	چیز سریر مہبت ہیں میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں یاد دلاتا ہوں

آخری جملہ کو اپنے تین بار مکرر فرمایا یہ صحیح مسلم (مناقب حضرت علی) کی روایت ہے، سنائی، مسند امام احمد، ترمذی۔
طبرانی۔ طبری۔ حاکم وغیرہ میں کچھ اور فقرے بھی ہیں جنہیں حضرت علیؑ کی منقبت ظاہر کی گئی ہے۔

محمد بن فضیل نے اعمش کے واسطے ابوسعید خدری اور زید بن ارقم کے سند سے جو حدیث وارد کی ہے خطبہ حجة الوداع
عرفہ بن نفل جو چکی حسین وہ فقیر جو مسلم کے محضرہ حدیث مذکورہ سے نکلے، تاہم لفظ (الثقلین) حسین ایک قرآن
دوسرے اہلبیت نبی جو عرفہ والی حدیث میں کتاب اللہ و عترتی الیہی ہیں جن ہر دو لفظوں سے ایک حضرت علی علیہ السلام
مراد ہیں جبکہ منقبت کی حدیث تسلیم کی گئی ہو جبکہ نودن پہلے ۹ زکریا کو خطبہ عرفہ میں حدیث مذکورہ مع اون فقرات کے جنکو
مسلم نے نہیں لکھا تو پھر اسی حدیث (ثقلین) کو عین شدت گرا جگہ بیابان میں مکرر ارشاد فرمانے کی کوئی ضرورت نہ
پیش آئی کیونکہ وہی سامعین صحابہ عرفہ کے روز والے مہاجرین و انصار وغیرہ تھے

البتہ شکر کہ مظلوم اور اسکے اطراف کے اپنے اپنے وطن کی طرف گئے ہوں گے اور کہ مظلوم سے شمال کی
جانب مدینہ منورہ جاتے ہوئے اکتائیس کوس پر جھنڈ کا مقام جو درمیان مکہ و مدینہ کے واقع ہے کہ حضرت سلیم آگے
گئے ہوں گے واپس بلوایا اور عقب آئیوالے قافلہ کا انتظار فرمایا اور پھر جھنڈ سے تین میل گئے جا کر میدان میں صفائی کرانے کے
منبر تیار کیا گیا۔

جسکی وجہ ہم علامہ عینی حنفی کے شرح صحیح بخاری، ج۔ ۸، مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ، باب تفسیر سورہ مائدہ
سے لکھتے ہیں۔

وذكر ابو عبدة عن محمد بن كعب
القرظي قال تزلت سورة المائدة على
سيدنا رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم في حجة الوداع في عما بين
مكة والمدينة وهو على نافذة فابتدأ
دكبتها فنزل عنها صلى الله تعالى عليه

وسلم
وقال السخاوي ذهبنا عن ابن الملق
ليس فيها منسوخ ولا متأخر النزول
اور علامہ شیخ علم الدین سخاوی نے کہا ہے کہ اگرچہ
اسطرح گئی ہے کہ سورہ مائدہ میں کچھ منسوخ نہیں ہے اسلئے
کہ آخر نزول سے ہے۔

یعنی سورہ مائدہ آخر عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع میں درمیان مکہ اور مدینہ کے نازل ہوا۔ چنانچہ اسی سورہ مائدہ کی
آخری آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک جو آخر نزول سے حج کے بارے میں عہدہ القاری شرح بخاری، ج۔ ۸، میں ہے

یہ کشف الظنون میں ہے۔ شیخ علم الدین ابی الحسن علی بن محمد بن عبد اللہ السخاوی سنت ثلاث داربعین دستاویز

ذکر الواحدی من حدیث الحسن بن محمد واحدی نے حسن بن محمد کی حدیث کے بروایت
 محمد قال حدثنا علی بن عیاس عن ابوسعید خدری (ذکر کیا ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول
 الا عمش و ابی الحجاج عن عطیہ عن سعید قال نزلت هذه الاية یا ایہا الرسول
 بلغم ما انزل الیک الا یتیم غدیر خم فی علی بن ابی طالب -

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درمیان مکہ و مدینہ متصل موضع جحفہ کے ناکہ سے اُترنا اسی فرمان باری عزاسمہ سے ہوا
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میل مقام غدیر خم پر ٹھہر لائے اور تمام صحابہ کو وہاں گھمرا کر منبر الایمان شتر سے تیار کرایا اور سب پہلے
 جو عمل کیا گیا وہ جناب علی علیہ السلام کے سر مبارک پر عمامہ بندی ہے جسکو سو خدا صلعم نے خود اپنے دست مبارک سے
 جناب علی علیہ السلام کے سر پر باندھا۔

جیسا کہ ریاض النضر حافظ صاحب الدین طبری المکی - ج - ثانی مطبوعہ ۱۳۲۲ھ کے صفحہ ۲۱۷ میں ہے
 عن عبد الا علی بن عدی النضر وافی عبد الا علی سے مروی ہے کہ حضرت علی کے سر پر
 ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز خم غدیر عمامہ باندھا اور کہا
 علیا یوم غدیر ختم فہمہ و اخی عذبة شہد و تجھے کے جانب لٹکا دیا۔
 العمامۃ من خلفہ۔

اور کتاب الاصابہ فی تیزر الصحابہ - ج - ثانی حافظ ابن حجر قسطلانی میں ہے -

اخرہ البغوی عن علی قال عمی رسول امام بغوی نے حضرت علی سے روایت کی ہے
 اللہ صلعم یوم غدیر ختم بعمامہ سودا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز خم غدیر میرے سر پر ایک
 اطرفہ ماطر فیہا علی منکب الی حدیث سیاہ عمامہ باندھا اور اس کے دونوں کناروں کو
 دوش پر ڈال دیا۔

پس سورہ آمدہ کا نزول ابین کہ مدینہ اور انکی آیت یا ایہا الرسول بلغم ما انزل الیک من ربک کا
 نزول یوم غدیر یعنی درمیان مکہ و مدینہ ۱۸ ذی الحجہ (پنچشنبہ) کے روز در کھو نقشہ خبری حروف الف مرتبہ علامہ شبلی کا دواغیرہ تحقیق کیا

ع - حدیث مذکورہ اسباب النزول واحدی مطبوعہ ۱۳۱۵ھ کے صفحہ ۵۱ میں اسناد مذکورہ ابوسعید خدری سے پہلی توشیح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
 نے اڑلہ الفا مقصد دوم مہین کی ہے وہ ہے - ہم جنہن قرآن سجد کرتے تھے شیخ ابو الحسن بخاری در علم کلام و فہمی و واحدی و امثال ایشان در تفسیر
 محمد بن اسحاق در سیرت
 جب کہ ۱۸ ذی الحجہ کو آیہ موصوفہ کا نزول واحدی کے اسباب النزول سے ثابت ہو گیا تو شاہ ولی اللہ کے شرط کے مطابق آیہ الیوم اکملت لکم دینکم
 کے بعد کوئی آیت نہیں آئی پس اسی یوم غدیر خم میں اس آیت کا نزول دین کا نزول بعد آیہ بلغ کے ثابت ہو گیا۔ جہاں سے ۱۲ ربیع الاول تک بایا سی روز
 شاہ ولی اللہ کے سرور المؤمنین کے مطابق ہو گئے۔

ابن دین ارقم کی مختصرہ حدیث نقلیں خصالِ نسائی سے ملاحظہ ہو جس میں وہ حدیث بھی ہے جو اس کو آنحضرت ﷺ نے خطبہ عرفہ حجتہ الودعین فرمایا تھا اور ترمذی نے اپنے صحیح میں وارد کیا اور جس کے عہد فقرات کو جامع صحیح مسلم نے نہیں اخراج کیا وہ یہ ہے۔

اخرج النسائي عن ابي الطفيل عن زيد
بن ارقم قال لما رجع النبي صلعم من
حجة الوداع ونزل خمعة بامر مبدوحا
فقمتم ثم قال كافي دعيت فاجيب
اني تارك فيكم الثقلين احدهما
اكبر من الاخر كتاب الله وعاتري
اهل بيتي فانظروا كيف تحلفوني
فيهما فانهم لان يفترقا حتى يردا
علي الحوض ثم قال ان الله موالي
وانا ولي كل مؤمن ثم انه اخذ بيده
علي فقال من كنت لي في هذا وليا
اللهم وال من واه وعاد من
عاده فقلت لو نبي سمعت من رسول
الله قال ما كان في الدوحات احد
الا راه بعينيه وسمعها ذنيره

ابو الطفیل کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث انکر زید بن ارقم سے پوچھا کہ کیا تم نے اسکو جناب رسول خدا سے سنا ہے؟
زید بن ارقم نے کہا کہ ایک مین کیا جو لوگ منبر کے گرد جمع تھے اُن سب نے یہ آنحضرت کو ارشاد کرتے ہوئے دیکھا اور اپنے
کانوں سے سنا۔

ایضاً عن عائشہ بنت سعد قالت سمعت
ابی یقول سمعت رسول اللہ صلیوم
الحفظ واحذ بید علی فخط فحمد اللہ

عہ حافظ نسائی سلم بن الحجاج سے حافظ ترین۔ نہ قانی شرح مواہب میں ہے النسائی ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی الخراسانی
ثم المصري الحافظ أحد الأئمة المبرزين وأعلام الطوائف والحفاظ الثقاتين حتى قال الذهبي هو أحفظ من مسلم
مات سنة ثلث وثلثمائة۔

واتنی علیہ شمر قال یہا الناس
انی دلیک قالوا صدقت یا رسول
اللہ شمر اخذ بیدہ علی فرعہا فقال
ہذا ولیی والمودی عنی ان اللہ
موالی من واکاہ و معاد من عاداہ
پکڑا اور خدا کی تعریف اور ثنا کی بھر فرمایا کہ لوگو
میں تمہارا ولی ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت
آپ نے سچ کھا اور پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کا
پکڑ کر لہب کیا اور فرمایا کہ یہ میرا ولی ہے اور میرے
طرف سے احکام پہنچانے والا ہے جو علی کو دوست رکھے
اسکو اللہ دوست رکھتا ہے اور جو اسکو دشمن رکھے
خدا اسکو دشمن رکھتا ہے۔

اور اسی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۸ ص ۵۸۸ میں تفسیر شعبی کے حوالہ سے منقول ہے
قال ابو جعفر محمد بن علی بن حسین
معناہ بلغ ما انزل الیک من ربک
فی فضل علی بن ابیطالب فلما نزلت
ہذہ الایت اخذ بیدہ علی وقال مکن
موکاہ فعلی موکاہ۔
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے
کہ آیت کا مقصود (شان نزول) یہ ہے کہ رسول
پہنچا دوسرا اس کو جو تمہارے رب نے علی بن ابیطالب کے
فضل میں نازل فرمایا پس جب آیت نازل ہوئی
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے فرمایا
کہ جبکہ میں مولا ہوں اسکو مولا علی علیہ السلام ہیں

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ مائدہ اور اسکی آخری آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل
فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کے نازل ہونے پر منزل جحفہ سے تین میل میدان خم غدیر میں یہ خطبہ ارشاد
فرمایا چنانچہ کتاب وضعہ زید بن مویہ علامہ سید محمد بن اسماعیل اسیر سنی صنعانی مطبوعہ انصاری دہلی کے ص ۶۹-۷۰ سے لکھا جاتا ہے

واخرہ الخطبۃ تطولہا الفقیہ العلائق
حمید التہمید رحمہ اللہ فی المحاسن
فی شرح قولہ امام المنصور باللہ۔
روایت کیا ہے خطبہ غدیر خم کو پورا فقیہ علامہ حمید
رحمہ اللہ نے کتاب محاسن میں امام منصور کے
اس شعر کی شرح میں۔

ابہما نض بہما الجبل۔ لعلی المکی الذی
بسنہ الی زید بن ارقم قال اقبل النبی
صلی اللہ علیہ وسلم من حجة الوداع حتی
بغیر الجحفۃ بین مکہ والمدینۃ فامر بالخطبۃ
فقوم ما تحتہن من شوك ثم نادى الصلوق
جامعۃ فخرجنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شدید الحزن مثلہن یضع بعض رداءہ
ایہما نض بہما الجبل۔ لعلی المکی الذی
بسنہ الی زید بن ارقم کہ زید بن ارقم نے مراجعت فرمائی
آنحضرت نے حجة الوداع سے اور ما بین مکہ و مدینہ
مقام غدیر خم میں نزول فرمایا پس حکم دیا اور حضور
نبیجہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھر دیا گئی۔

کہ الصلوۃ جامعۃ یعنی سب نے جماعت کو حاضر ہون پس
ہم سب آنحضرت کی طرف سے بڑی شدت کی گئی تھی

شدید الحزن مثلہن یضع بعض رداءہ

علی راسہ وبعضہ علی قدمیہ من
شدقاً لرمضان حتی تینا الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بنی الظہر ثم انصرف الینا
فقال الحمد لله حمداً ونستعین بنون
بدون توکل علیہ ونعوذ باللہ من شر
انفسنا ومن سیئات اعمالنا الذی لا ھاد
لن اصل ولا مضل لمن ھدی واشھد
ان لا الہ الا اللہ وان محمداً عبدہ و
رسولہ لما بعد ایھا الناس فان لم یکن لنبی
من العصر اکام المصنف من عمر الذی قبلہ
وان علی بن مریم لبث فی قومہ عین
سنتہ وانی اشہد فی العشرین الاوائی
یوشک ان افارقکم والا وانی مسؤل و
انتم مسئلون فهل بلعکم فماذا انتم
قائلون فقام من کل ناحیۃ من القوم
بھیجۃ لون فشهد انک عبد اللہ ورسولہ
قد بلغت سالتہ وجاهدت فی سبیلہ
وصدعت بامرہ وعبدتہ حتی اتاک
الیقین جزاک اللہ عنا خیر ما جزی نبیا
امتفق الستم تشهدون ان لا الہ
الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ
وان الجنۃ حق وان النار حق فؤمنون
بالکتاب کلہ قالوا بلی قال فانی
اشھد ان قد صدقکم وصدقتمونی
الا وانی فرطکم وانتم تمہم توشکون
ان تردوا علی الحوض فاسئلکم حین
تلقونی عن الثقلین کیف خلفتمونی

ہم میں بعض لوگوں کی یہ حالت تھی کہ چادر کا
ایک سر سر پر اور دوسرا زمین کے نیچے کی
وجہ سے اپنے قدموں کے نیچے رکھتے تھے اور طرح
الکر کسب مع ہوئے پس آنحضرت نے نماز پھر پڑائی
پھر ہلوگوں کی طرف توجہ ہو کر دیکھ کر دعا جو متن میں
مذکور ہے فرمایا۔۔۔۔۔

ایھا الناس ہر نبی کی عمر اس نبی کی عمر
نصف ہوتی ہے جو اس سے پہلے گزرا ہے اور
بتحقیق کہ عیسیٰ اپنی قوم میں چائشیں بس رہے
اور یہ کہ زمانہ نبوت کا اب بیسویں سال شروع ہوا
زمانہ قریب ہے کہ میں تم سے جدا ہو جاؤ گا آگاہ
ہو جاؤ گا کہ مجھ سے بھی سوال کیا جائیگا اور تم سے بھی
باز پرس ہوگی آیامیں نے احکام و تقیمیں پہنچا دیں
پس تم کیا کہنے والے ہو چاروں طرف سے لوگوں نے
بالاتفاق جواب دیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا
برگزیدہ بندے اور اس کے رسول ہیں اور آپ نے
رسالت خدا کو پہنچایا اور مجاہدہ فرمایا ارادہ خدائیں
اور آشکارہ کیا اس کے امر کو اور اس سے جو حقیقی کی
عبارت کی یہاں تک کہ زمانہ وفات فرمایا۔ انشاء اللہ
اگلو اس ہدایت کے عوض ان انبیاء سے بہتر جزا عطا
فرمائے جنہیں جو ہدایت انکی امت سے ملی ہے
پس آنحضرت نے فرمایا آیام نہیں گواہی دیتے ہو یہ کہ
ہمیں ہے کوئی ہجو و سوء اللہ کے اور محمد اس کا بندہ
اور رسول ہے اور بہشت و دوزخ حق ہیں اور ایمان لے
ہو تم پوری کتاب خدا پر سب نے کہا بیشک ہم ان رسول کے
مقرہ ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ
البتہ میں نے تم کو سچا جانا اور تم نے میری نصیحت کی

فیہا قال فاعل علیہا مامندری ما
 النفلان حتی قام رجل من المهاجرین
 فقال بانی انت وانی یاربول اللہ ما
 النفلان قال اکبر منہما کتاب
 اللہ سبب طرف بید اللہ وطرف
 بایدیکہ فمکوا بہ ولا تولوا ولا
 تفلوا ولا صغر منہما عترتی من
 استقبل قبلتی واجاب عوقی فلا
 تقتلواہم ولا تقهروہم ولا تقصروا
 عنہم فانی قد سالت لہم اللطیف
 الخیر فاعطانی ناصرہالی ناصر خاذلہا الخیر
 ولیہمالی ولی وعد و ہمالی
 عد ولا فانہا لن تہلک امد فیکم
 حتی تدین باہوائہا وتظاہر علی
 بنوتہا وتقتل من قام بالقسط ثم
 اخذ بید علی بن اسیطالہ -

آگاہ ہو کہ میں تمہارا پیشرو ہوں اور تم سے
 نیچے ہو تو میرے پاس جو کچھ ہو
 دارو ہو گے پس جب تم مجھ سے ملاقی ہو گے
 تو میں تم سے ثقلین کی بابت سوال کروں گا
 کہ تم نے میرے بعد ادون و دون کیساتھ
 کیا عمل کیا (راوی) کہتا ہے کہ ہم نہ سمجھے کہ
 ثقلین سے انحضرت کی کیا مراد ہے حتی کہ
 مہاجرین میں سے ایک شخص اٹھا اور اُس نے
 کہا کہ میرے کران باپ پر فدا ہوں یا
 رسول اللہ ثقلین سے آپ کی کیا مراد ہے آنحضرت نے
 فرمایا ثقل اکبر ان دونوں میں کتاب خدا ہے
 وہ ایک سن ہے جسکا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں
 اور دوسرا میرا ہمارے ہاتھ میں ہے پس اس کے
 ساتھ تمسک کرو اور نہ بھرو اور نہ ضلالت اختیار کرو
 اور ثقل صغیر میری عترت سے جس نے عبادت خدا
 کیلئے میرے قبلہ کی طرف منہ کیا اور میری دعوت
 قبول کی اُسے پائے کہ نہ قتل کرے اور نہ بیل کرے لکوا اللہ تعزیر کرے ان کے حقوق میں کیونکہ
 میں نے ان کے حق میں حضرت لطیف حبیب سے مثلت کی اور رب العزت نے اس میری مثلت کو قبول فرمایا
 جو کتاب ہے اور میری عترت کی مدد کرنا والا ہے وہ میرا نصیب ہے اور جو انھیں چھوڑنا والا ہے وہ مجھ
 چھوڑنا والا ہے اور انکا دوست میرا دوست ہے اور انکا دشمن میرا دشمن ہے بات یہ کہ ہمارے پہلے
 اس وقت تک کہ کسی قوم ہرگز ہلاک نہیں ہوئی جب تک اس نے برخلاف احکام شریعت اپنی بوائے نفرت کا اتباع اور اپنی سچے رہنماؤں اور پیشواؤں کو قتل نہیں کیا
 فرغہا وقال من کنت مولاه فهذا
 مولاه من کنت لہ فهذا ولیہ اللہ
 وال من ولاہ دعا من عاداہ قالہا
 ثلثا -

اس کلام کا مفہوم یہ ہے کہ

جو شخص میرے پیرو ہو گا وہ میرا پیرو ہو گا اور جو میرے دشمن ہو گا وہ میرا دشمن ہو گا
 ہون اُسکا یہ مولا ہے جسکا میں ولی ہوں اُسکا یہ
 پھر میں مرتبہ جناب علی علیہ السلام کے حق میں یہ
 دعا فرمائی کہ خدا یا دوست کھڑا ہو علی کو ہر سے
 اور دشمن رکھ رکھو جو علی کو دشمن رکھے۔

اور کتاب جواہر العقیدین مولفہ علامہ سہمودی بن ہے

عن عامر بن لیلی وخذ یفہ بن اسید
رضی اللہ عنہما قال لما صد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجة الوداع
ولم یحج غیرہا قبل حتی اذا کان
بالحجۃ نفی صحابہ عن شجرات البطلہ
مقاربات لا تنزلوا تحتہن حتی اذا نزل
القوم واخذوا منارلہم سواہن اوسل
الیہن فقموا تحتہن مشدین عن
رؤس القوم حتی اذا نودی للصلوۃ فاعلا
الیہن فصلی تحتہن ثم انصرفوا للناس
وذلك یوم غدیر خمر وخر من الحجۃ
ولہا مسجد معروف فقال یہا الناس
انہ قد نبأ فی اللطیف الخیر انہ لریح
نبی لا نصف عمر الذی یلیل من قبلہ
والی لطن ان ادعی فاجیب فی مسئل
وانتم مسئلون هل بلغت فانا نقر
قالون قالوا نقول قد بلغت جہدت
وضحت ججراک اللہ خیر قال لستم
تشہدون ان لا الہ الا اللہ وان محمدا
عبدہ ورسولہ وان جنتہن وان
نارہن والبعث بعد الموت قالوا
بلی تشہد قال اللہ تشہد ثم قال
ایہا الناس الا تسمعون الا فانا اللہ
مولای وانا اولی بکم من انفسکم الا
ومن کفہ مولاہ فہذا مولاہ

کہ عامر بن لیلی اور خذیفہ بن اسید سے مروی ہے،
کہ جب آنحضرت صلعم نے حجۃ الوداع سے مراجعت
فرمائی اور مقام حنفہ میں پہنچے تو اس میں مدینین
جہان چند شجرہ بارشہ تھے آنحضرت صحابہ سے
کہا کہ ان کے نیچے نہ اتر دجنا پنج صحابہ نے ان سے
علیحدہ قیام کیا بعد ازاں آنحضرت نے حکم فرمایا
اور ان اشجار کے نیچے صاف کیا گیا اور جو عین
ایسی جھکی ہوئی تھیں جو سر نہ پر لگیں وہ چھٹ
ڈالیں یہاں تک کہ اذان نماز دہائی اور لوگ
ان اشجار کے نیچے جمع ہو گئے پس آنحضرت نے
نماز پڑھی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ دوز
غدیہ فرماتے اور ضم تعلقات جمع ہوئے اور اس
ذکی یادگار میں ان ایک مسجد بنائی گئی ہے جو
مشہور معروف ہے اور فرمایا کہ تحقیق حضرت
لطیف خیر نے مجھے خبر دی ہے کہ ہر نبی نے
اوس نبی سے جو اس سے پہلے گذرا نصف عمر
پائی ہے پس میں گمان کرتا ہوں کہ میرا زمانہ
رحلت قریب اور مجھ سے سوال کیا جائیگا اور
تم سے بھی کرایا میں نے احکام الہی کو پورا کیا پس
تم کیا کہنے والے ہو سب نے کہا کہ ہم اس کے قائل ہیں
کہ آپ نے کلمہ یعنی البلاغ رسالت کیا اور سعی طبع کی
پس کہ جو خدا جزائے عظیم عطا فرمائے آنحضرت نے فرمایا
ایا تم اس کی گواہی نہیں دیتے کہ میں نے کوئی کعبہ
سوا اللہ کے اور محمد اسکا بندہ اور رسول ہے اور اللہ
دوزخ حق ہیں اور جنت بعد موت حق ہے سب نے کہا

واخذ بيد علي فرفعا حتى عرفه القوم
اجمعون ثم قال اللهم وال من آلاه
وعاد من عاداه ثم قال ايها الناس
اني فوطكم واسلموا اردون على الحوض
اعرض مما بان بصري وصفا فيه
عدد نجوم السماء فذبحان من فضله
والتي ساءلكم حين تردون علي عن
المتقين كيف تخلفوني فيهما
حين تلقوني فالوا وما التقلان يا
رسول الله قال الثقل الاكبر كتابي
سبب طرفه بيد الله وطرفه بأيديكم
فامسكوا به لا تضلوا ولا تبدلوا
الا وعترتي فاني قد نبأني اللطيف
الخبير ان لا يفرقوا حتى يلقيا في
مئات الله رب لهم ذلك فاعطاني
فلا تسبقوهم ففضلوا ولا تملوهم
فهم اعلم منكم

بیشک ہم سب ان امور کا اقرار کرتے ہیں
اسپر آنحضرت نے کہہ دیا تو شاہد رہ پھر
فرمایا ایہا الناس آگاہ ہو کہ اللہ میرا مولا ہے
اور میں تمہارے لئے تمہارے نفسوں سے اولی
ہوں آگاہ ہو جسکامین موز ہوں اوسکا یہ بولی
ہے اور حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور بلند کیا یہاں تک
کہ پہچان لیا او کو تمام قوم نے پھر حضرت علی کے
حق میں یہ دعا وی کہ خدا یا دوست رکھ علی کے
دوست کو اور دشمن رکھ علی کے دشمن کو پھر
فرمایا کہ ایہا الناس میں تم سے پہلے پہنچوں گا اور
تم میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو گے اوسکا
عرض زیادہ ہو گا فاصلہ مابین بصری وصناع
سے اور اوسمیں ہم عدد ستارہ اسے آسمان چاندی
کے پیالے ہو گے تو میں تم سے ثقلین کے بارے
میں سوال کروں گا کہ میرے بعد تم نے اون دونوں
کے حق میں کیا کیا سب نے کہا ثقلین سے آپ کی کیا مراد
ہے فرمایا ثقل اکبر کتاب خدا ہے وہ ایک رس ہے
جسکا ایک سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے۔

پس اُس سے تسک کرو تبدل اور فضالت سے محفوظ رہو گے اور ثقل اصغر میری عترت ہے تحقیق کہ حضرت لطیف و خبیر نے مجھے
خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ مجھے ملاتی ہوں اور میں نے اپنے عترت کے حق میں خدا سے سُنلت کی تھی
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میری التجا کو ان کے حق میں قبول فرمایا پس میری عترت پر بیعت کرنا ورنہ ہاں تک جافگے اور انکو تعلیم نہ دینا کیونکہ وہ تم سے علم میں

وعن ام سلمة رضي الله عنها قالت
اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم
بيدي علي رضي الله عنه بعد يرحم فرفعه
حتى ابنا بياض بطنه فقال من كنت مولاه
فعلني مولاه الحديث فيه قال يا ايها الناس لئن
خلفنيكم المتقلين كتاب الله وعترتي و

اور حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ فرمایا انہوں نے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیہ یرخم میں علی کا ہاتھ پکڑ کر
اتنا بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل مشاہدہ ہوئی پس
فرمایا جسکامین مولا ہوں اوسکا علی مولا ہے حدیث
اور اسی حدیث میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے ایہا اناس
میں تم میں وہ عظیم القدر خیرین چھوڑ دیا ہوں ایک

لن يتفرقا حتى يردا على

الحوض۔

کتاب خدا اور دوسری اپنی حسرت اور بہ دو لون
ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ
میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔

وفي المشكوة قال خرج احمد بن حنبل
في مسند عن البراء بن عازب وزيد بن
ارقم قال كنا مع رسول الله صلى
سفر فاذلنا بعد رخصه منودى فينا
الصلاة جامعة وكبر لرسول الله صلى
تحت شجرتين فصلى الظهر واخذ بيد
علي قال لستم تعلمون اذى ذلك بالمؤمنين من انفسهم
قالوا بلى قال لستم تعلمون اذى كل يوم من منفسه
قالوا بلى فقال من كنت له فاعلى وجه الله ال
من الله وعادى عاداه قال فلقية عمر بعد ذلك
فقال له هنيئا لك يا ابن ابي طالب اصبحت
وامسبت مولا لكل مؤمن ومومنة ثم

اور مشکوة میں بروایت مسند احمد بن حنبل برآ
بن عازب اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ ہم
لوگ جناب رسول خدا کے ساتھ سفر میں تھے جب
غدير خم میں وارد ہوئے تو منادی نے ندا کی
کہ الصلوة جامعة اور پیغمبر صاحب کے لیے درختوں کے
نیچے زمین صاف کی گئی پس آنحضرت نے بعد نماز
ظہر علی بن ابیطالب کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے ارشاد
کیا کہ اے ایہا الناس کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنین
کیسے اون کے نفوس سے اولی ہوں سب نے
فرمایا درحقیقت یا رسول اللہ آپ ہر مومن کیسے
اس کے نفس سے اولی ہیں تب آپ نے ارشاد
کیا جسکا میں مولی ہوں علی بھی اسکا مولی ہے

انہی دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے اسکے بعد حضرت عمر نے علی علیہ السلام سے ملکر فرمایا کہ
مبارک ہو تم کو اسے فرزند ابوطالب کہ آج تم ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہوئے۔

در معارج النبوة گفته گویند کہ بیشتر اصحاب حتی
امہات المؤمنین امیر المؤمنین علی را تنہیت
بجا آورند
اور کتاب معارج النبوة میں ہے کہ اس روز اکثر
اصحاب حتی کہ امہات المؤمنین نے حضرت
علیؑ کی خدمت میں مبارک باد عرض کی۔

(تاریخ احمدی للشیخ احمد حسین خان پر یانوان)

چونکہ مولف مشکوة نے امام احمد بن حنبل کے مخیر روایت براء بن عازب کے سند سے واقعہ غدیر میں حضرت عمر کا جناب
امیر المؤمنین علی علیہ السلام کو تنہیت دینا نقل کیا ہے اس لئے براء بن عازب کے سند سے آیہ بلغ ما انزل الیک من
ربک کے نزول کا ثبوت لکھا جاتا ہے۔ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفعۃً درمیان مکہ اور مدینہ کے عین دوپہر
کے وقت پستی زمین پر فروکش ہونا اور تمام مہاجرین و انصار کے ساتھ غدیر خم پر ایک خاص اہتمام سے قیام فرمنا معلوم ہو جاتا
چنانچہ تفسیر مفتاح الغیب المشتملہ بالتفسیر الکبیر امام فخر الدین الرازی ج ۳ مطبوعہ مصر ۱۳۲۵ھ میں تفسیر آیہ یا ایہا الرسول
بلغ ما انزل الیک اور جناب علی کو علیہ السلام سے لکھا ہے دیکھو ص ۳۸۸

(العاشر)

نزل الابه فی فضل علی بن ابی طالب
 علیه السلام ولما نزلت هذه الابه
 اخذ بیده وقال من كنت مولاه فعلي
 مولاه اللهم وال من والاه وعاد من
 عاداه فلقی عمر رضی اللہ عنہ فقال
 هیا لک یا ابن ابی طالب اصحب مولائی
 ومولی کل مؤمن ومومنہ وهو قول
 ابن عباس والبراء بن عازب ومحمد
 بن علی۔

یہ آیت جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام کے
 فضیلت میں اتری ہے جسوقت اسکا نزول ہوا
 تو پیغمبر صاحب نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں
 کنت مولاه فعلی مولاه پس ملاقات کی
 جناب علی علیہ السلام سے حضرت عمر نے اور کہا
 کہ مبارک ہوئے ابن ابیطالب کج تم نے ایسی
 صبح کہ میرے اور جملہ مومنین اور مومنات کے
 مولائے اور یہ قول ابن عباس اور برادر بن
 عازب ورامام محمد بن علی علیہ السلام کا ہے

اور رسالہ مودۃ القری سید علی ہمدانی مطبوعہ بیروتی سال ۱۳۸۵ھ کے مودۃ خامسہ کے صفحہ ۱۰۱ پر ہے۔

عن البراء بن عازب قال اقبلت مع
 رسول الله صلعم من حجة الوداع فلما
 كان بغدير خمر فودى الصلوة جامعة
 فجلس رسول الله صلعم تحت الشجرة واخذ
 بيد علي وقال الست اولى بالمؤمنين من
 انفسهم قالوا بلى يا رسول الله فقال الا
 من انا مولاه فلي مولاه اللهم وال من والاه
 وعاد من عاداه فلقی عمر فقال هیا لک
 یا ابن ابی طالب اصحب مولائی ومولی کل
 مومنہ وفیہ نزلت یا ایہا الرسول بلغ ما
 انزل الیک من ربک۔

برادر بن عازب مروی ہے کہ مراجعت کی میں نے ہمراہ
 پیغمبر خدا کے حجۃ الوداع سے جب آنحضرت مقام غدیر
 خم پر پہنچے تو حکم آنحضرت نداد گئی کہ الصلوۃ جامعۃ
 چنانچہ سب لوگ جمع ہوئے اور آنحضرت صلعم ایک درخت
 کے سایہ میں تشریف فرما ہوئے اور حضرت علی کا ہاتھ
 پکڑ کے فرمایا کہ میں مومنین پر اذان کھنکھانے والی نہیں
 ہوں تو لوگوں نے کہا پس کیا یا رسول اللہ تو فرمایا کہ جس کا میں
 مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے ایچا دوست کھ اسکو جو علی
 کو دوست رکھے اور دشمن کھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے
 اسکے بعد حضرت عمر نے جناب علی علیہ السلام سے ملاقات
 کی اور کہا کہ اے ابن ابیطالب مبارک ہو تم سے

اس حال میں صبح کی کہ میرے اور تمام مومنین و مومنات کے مولا ہوئے اور اسی بارے میں آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک نازل ہوا۔

اور تفسیر درنثور سیوطی حصہ ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹۸ اور تفسیر فتح القدر قاضی شوکانی حصہ اول اور تفسیر فتح البیان
 نواب صدیق حسن خان مطبوعہ مصر ج ۳ صفحہ ۸۹ میں ہے۔

ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے

اخرج ابن مردودہ عن ابن مسعود

قال كنا نزار على عهد رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم ما ادها الرسول
بلغ ما انزل اليك من ربك ان عليا
مولك المؤمنين وان لم تفعل فلما
بلغت سالته داخلك يعصمك من الناس
کہ ہم رسالت آپ صلعم کے زمانہ میں اس آیت کو اس طرح
پڑھتے تھے کہ اے رسول ہو بچا دے اس چیز کو کہ تیرے
رب کی طرف سے تیرے طرف ادا رہی گئی یہ کہ علیؑ کی
موتیں گے بولا ہے اور اگر اسکا ابلاغ نہ ہوتا تو کیا تیری رسالت
ہی کو نہیں پہنچایا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچالینگا۔

عبد اللہ بن مسعود کی روایت مذکورہ میں ابتدائی آیت میں ہاتھ الیہ الرسول بلغ اور آخر حصہ داخلك يعصمك من الناس تک ہے جسکے
فرداً فرداً ہر حصہ سے خواہ اول حصہ آیت کا خواہ آخر حصہ آیہ موصوفہ کا ذکر کیا جائے اس سے پوری آیت مذکورہ مراد ہوگی
اور یہ آیت سورہ مائدہ کی ہے اور یہ سورہ مائدہ پورا نازل ہوا جسکے نازل ہونے کے ذکر میں تین الفاظ ہیں۔ اکلھا
جمعاً۔ کابلہ اور جبکا نزول ناقہ پر سواری کی حالت میں رسول اللہؐ پر ہوا صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا مع
اسکے جز کے ناقہ پر نہیں ہوا۔

روایت مذکورہ سے داخلك يعصمك من الناس آیت الیہ الرسول بلغ کا آخری جز ثابت و متحقق ہے اور
یہ آیت یوم غدیر خم میں نازل ہوئی اور غدیر خم ایک مقام ہے جو درمیان مکہ اور مدینہ کے ہے اور رسول اللہ صلعم واپسی
حجۃ الوداع سے اسی دن دفعۃً راہ میں ٹھہر گئے اور یہ کہ آیہ موصوفہ سورہ مائدہ کا آخری جز ہے اور جس سورہ کا نزول
سفر میں درمیان مکہ اور مدینہ کے اور حجۃ الوداع میں ہوا پس آیہ بلغ ما انزل الیک بھی درمیان مکہ و مدینہ کے حجۃ الوداع
میں سواری ناقہ پر نازل ہوا اور اسی وجہ سے حضرت کو اترنا پڑا وہ خم غدیر کا روز اٹھا ہو میں ذی کحہ تھی۔

اور یہ کہ آیہ داخلك يعصمك من الناس جو سورہ مائدہ کا جز ہے جسکا نزول سفر میں ہوا جو سورہ
مائدہ کے نزول سفر حجۃ الوداع کی تاریخ میں ہے چنانچہ کتابا لتقان فی علوم القرآن سیوطی مطبوعہ مصر ص ۳۱۷ کے ج ۱ اول
مستطقیہ سورہ مائدہ کے نزول میں ہے۔

داخلك يعصمك من الناس فی صحیحہ
ابن حبان عن ابی ہریرۃ انہما
صحیح ابن حبان میں ابو ہریرہ سے مروی ہے
کہ آیہ واخلك يعصمك من الناس رسول اللہ صلعم پر
نزلت فلما لفر۔
بحالت سفر نازل ہوا۔

علہ سرت النبیؐ شبلی ج ۱ اول میں ہے عبد اللہ بن مسعود مشہور صحابی اور مجتہدین صحابہ میں داخل ہیں۔ اور جلد ثانی میں ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود مشہور صحابی
ہیں فقہ حنفی کے بانی اول گویا وہی ہیں امام ابو حنیفہ کے فقہ کا سلسلہ ان ہی کی روایات اور استنباطات پر ختم ہوتا ہے کہ معظمہ میں قرآن مجید کی اشاعت
آنحضرتؐ کے ابتدائی زمانہ میں ان ہی نے کی ستر سو تین خود آنحضرتؐ صلعم کی زبان مبارک سے سنکر یاد کیں تھیں۔ الفاروقؓ میں ہے۔ فقہ کا بہت بڑا
حصہ جو منقح ہوا اور جو فقہ عمری کہلاتا ہے ان ہی علمی مجلسوں کے بدولت ہوا اس مجلس کے بڑے ارکان ابی بکرؓ زید بن ثابتؓ عبد اللہ بن
مسعودؓ عبد اللہ بن عباسؓ عبد الرحمن بن عوفؓ حر بن قیسؓ عبد اللہ بن مسعودؓ کی بھی نہایت قدر کرتے تھے سلمہ بن اکوعؓ کا مفتی اور افسر
خزانہ مقرر کر کے بھیجا تو اہل کوفہ کو لکھا، کہ میں اذیکو معلم اور وزیر مقرر کر کے بھیجتا ہوں۔

جسکی تائید کتاب نیاسج المودۃ شیخ سلیمان قندوزی کے ج۔ اول ص ۱۱۱ سے تفسیر آیہ یا ایہا الرسول
بلغم ما انزل لک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔

اخرج الثعلبی عن ابی صالح عن ابن ثعلبی نے ابی صالح کے واسطہ اور ابن
عباس عن محمد الباقر رضی اللہ عنہما عباس کے سند اور امام محمد باقر علیہ السلام
قال نزلت هذه الآية في علي ايضاً کے سند سے روایت کی ہے کہ آیت یا ایہا
المجوبی فی فرائد السمطين اخرجہ الرسول بلع جناب علی کی شان میں نازل
عن ابوهريرة ايضاً المالكی اخرج ہوئی راوی علامہ حموی نے فرائد السمطين
فی فصول المہتم عن ابی سہیل الخدری بن ابوہریرہ کے سند سے اور ابن صباغ
قال نزلت هذه الآية في غدير خم مالکی نے فصول المہتم عن ابی سہیل خدری کے
مکمل ذکرہ الشیخ عیسیٰ الدین سند سے کہا ہے کہ آیہ بوصوفہ کا نزول
غدير خم کے روز ہوا اور ایسا ہی شیخ محمد بن
نودی نے ذکر کیا ہے۔

اور تفسیر معالم التنزیل بغوی اور تفسیر لباب التاویل علامہ الدین خازن اور تفسیر سراج البزج خطیب شہر مبنی وغیرہ میں مذکور آیت
واللہ یعصمک من الناس مرقوم ہے کہ سورة المائدہ من انحر ما نزل من القرآن۔ یعنی سورہ ائمہ ازودی
تنزیل قرآن کا آخری سورہ ہے۔

اور تفسیر فتح القدير قاضی شوکانی میں یہ تفسیر سورہ ائمہ یہ روایت ہے
عن محمد بن كعب القرظي قال نهى محمد بن كعب قرظی سے مروی ہے کہ سورہ
نزلت في حجة الوداع بين مكة والمدینہ ائمہ در بیان کہ ائمہ کے حجۃ الوداع
وہکذا اخرج ابن جریر عن الربیع میں نازل ہوا اور اس طرح ابن جریر نے
بن انس بہذہ الزیادۃ ریح بن انس سراسی یادتی کیا تھ روایت کی ہے

پس ان مجموعی روایات کے کل سورہ ائمہ اور اسکی آخری آیت یا ایہا الرسول بلغم ما انزل الیک من ربک و
ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔ ۱۸ نزوح غدير خم کے روز نازل ہونا مستحق
دستین ہو گیا جس سورہ ائمہ میں اشارۃ فریضہ (احکام) میں

ملہ توفیق ابی صالح فقیہ المالکین شیخ عبد القادر جیلانی ص ۱۱۱ میں اس سند سے یہ روایت ہے وعن ابی صالح عن ابن عباس قال انما
سمیت ترویجہ دعوی لان ابراہیم دای اللیلۃ الترویجۃ منامہ انہ لو عریضہ جہ ابنہ۔ ابو صالح نے ابن عباس سے
روایت کی ہے کہ ترویجہ ائمہ عرض اس لئے نام رکھا گیا کہ ابراہیم نے ترویج کی رات کو خواب میں دیکھا کہ وہ حکم کئے گئے اپنے
بیٹے کو دنگ کرنے میں۔

اب رہ گئی دوسری آیت الیوم اکملت لکم دینکم اس کے اثبات کی ضرورت نہ تھی جبکہ کل سورہ کا سورہ (مائدہ) مابین مکہ و مدینہ حجۃ الوداع میں نازل ہوا لیکن چونکہ شبلی صاحب اپنی اسلاف کی تقلید کرتے ہوئے بلکہ دس قدم آگے بڑھ کر آیہ اکمال دین کا نزول ۱۸ ذیحجہ سے ۹ دن پہلے قبل از ادائے حج اور پہلے ہی خطبہ عرفہ کے دوران میں یوم جمعہ کے قید کے ساتھ لکھا ہے تاکہ عید غدیر ہو جو جائے اس لئے ہم کو وضاحت کے ساتھ اس حقیقت کے انکشاف کی ضرورت ہوئی جیسا کہ ظاہر کیا گیا اور آگے بھی پوری توضیح ہوگی انشاء اللہ۔

مورخ یعقوبی جو تیسری صدی کے مورخ ہیں جنکی دوسری جلد ۲۵۹ء پر ختم ہے جس سے اُن کا سنہ وفات ۲۶۰ء ہوتا ہے جس تاریخ کے سند سے شبلی صاحب نے المامون اور الفاروق میں بکثرت اور اس سیرت النبی میں متعدد جگہ خصوصاً خطبہ حجۃ الوداع کے ایک فقرے کے سند میں زیر حاشیہ ص ۱۲۷ لکھتے ہیں۔

والبتہ مورخ یعقوبی نے جو تیسری صدی ہجری میں تھا، یہ فقرہ خطبہ حجۃ الوداع میں نقل کیا ہے
(ص ۱۲۷ طبع یورپ)

چنانچہ اسی کتاب کے ص ۱۲۷ میں آیہ اکمال دین کا ذکر بھی ہے

وقد قیل انه اخبر ما نزل علیہ الیوم اکملت	یعنی تحقیق کہا گیا کہ بروایت صحیحہ ثابتہ صریحہ
لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی	رسول اللہ صلی علیہ وسلم پر جو آیت سب سے آخرین نازل
و رضیت لکم الاسلام دینا وھی	ہوئی وہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم
الروایۃ الصیحۃ الثابتۃ الصریحۃ و	نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا ہے اور یہ
کان نزولہا فی امیر المؤمنین علی	آیت غدیر خرم میں در باب امیر المؤمنین علی
بن ابیطالب علیہ الصلوۃ والسلام نازل	بن ابیطالب علیہ الصلوۃ والسلام نازل
ختم۔	ہوئی۔

(تاریخ یعقوبی ج ۲ مطبوعہ لندن ۱۸۸۷ء)

ناسخ التواریخ ج ۱۔ اول از کتاب دوم مطبوعہ طهران ۱۳۵۵ھ میں ہے۔ ۱۸۔ ذیحجہ غدیر خرم کے روز یکصد و بشت ہزار تن بشار میرفت یعنی ایک لاکھ بیس ہزار آدمیوں کا مجمع تھا، جبریلؑ فرود شد این آیت مبارک بیاورد و جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ آیت لائے، الیوم یقبل الذین کفروا من دینکم فلا یجتنبوہم و اخشون الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت

عہ شبلی صاحب المامون بن لکھتے ہیں ۳۷۰ھ میں کا قتل ۲۵۹ھ میں ہوا، مامون الرشید کی مستقل خلافت اسی تاریخ سے شروع ہوتی ہے ابن واضح کا ترجمہ عباسی جو مامون الرشید سے قریب تر زمانہ میں تھا اس نے اپنی تاریخ یعقوبی میں مامون کی خلافت مستقل کا اسی تاریخ سے حساب کیا ہے اور نجوم کے قاعدے کے موافق مسند ثانی کا ایک ذائقہ نقل کیا ہے مامون الرشید کے زمانے سے نہایت قریب تر تاریخ جو آج دستیاب ہو سکتی ہے ابن واضح عباسی کی تاریخ ہے یہ مصنف مامون کے زمانے کے واقعات ان لوگوں کی زبانی روایت کرتا ہے جو خود مامون کے عہد میں موجود تھے

(ص ۲۳۷، ۲۳۸ مطبوعہ کانگریس پریس دہلی بارچہارم)

لعلی بن ابی طالب -
 الیوم اکملت لکم دینکم الذی پس آنحضرت نے
 کہا اللہ (صبر و تکبر کرتا ہوں) اکمال دین اور اتمام نعمت پر راضی ہونے خداوند عالم کے میری رسالت اور
 علی کی ولایت کے۔

اور کتاب نزل من القرآن فی علی بن حنفیہ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی نے یہ روایت
 اخراج کی ہے۔

عن قیس بن الربیع عن ابی ہارون
 العبدی عن ابی سعید الخدری ان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا الناس لی علی
 غدیر خم وامر بالتحت الشجرة من
 شوك فقاموا ذلک فی یوم النخیس
 فزاحموا علیاً فاخذ بضبعیہ فروغها
 حتی نظر الناس بیاض بطنی رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبقر قوا حتی نزلت
 هذه الاية الیوم اکملت لکم
 دینکم و اتممت علیکم نعمتی و
 رضیت لکم الاسلام دیناً فقال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 الذین و اقام الغمعة و رضی الرب
 برسالتی و بالولاية لعلی من بعدی
 باسناد مذکورہ ابو سعید خدری سے مروی ہے
 کہ حجۃ الوداع کے دہسے میں پیغمبر کے دن
 غدیر خم میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر منکم
 نیچے سے کانٹے وغیرہ صاف کر کے جائیں پھر وہاں
 لوگوں کو جمع کر کے سب کو علی کی ولایت کی
 بلایا اور حضرت علی کے دونوں بازو پکڑ کر انھیں
 اس قدر بلند کیا کہ لوگوں نے رسول خدا کے
 بطن کی سفیدی مشاہدہ کی پس لوگ ابھی
 متفق نہ ہوئے تھے کہ آیہ الیوم اکملت لکم
 دینکم آلائیہ نازل ہوا آنحضرت نے فرمایا کہ
 اللہ اکبر (خدا کا شکر ادا کرنا ہوں) اکمال
 الدین اور اتمام نعمت پر اور اس امر پر کہ
 خداوند کریم میری رسالت اور میرے بعد
 علی کی ولایت کو خوشنود ہوا۔

اور سند مذکورہ سے حافظ ابن کثیر نے اپنے تفسیر ج ۳ مطبوعہ مصر ۱۳۱۵ھ جو حاشیہ فتح البیان مولوی صدیق خان
 طبع جس کے ص ۲۸۱ میں تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم یہ ہے۔

وقد روی بن مردويه من طریق
 ابی ہارون العبدی عن ابی سعید
 الخدری انہما نزلت علی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم غدیر خم حين قال لعلی
 حافظ ابن مردویہ نے ابی ہارون عبدی عن ابی سعید
 طریق ابو سعید خدری کے سند سے روایت
 کی ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم غدیر خم
 کے روز اس وقت نازل ہوا جبکہ حضرت نے

عہ ابن مردویہ کی وثیق خود تفسیر ابن کثیر مذکورہ ج ۳ سورۃ النہار تفسیر صلاۃ النہار میں ہے وند اجاد الحافظ ابو بکر بن مردویہ فی
 سرود طوثرہ والفاظہ و کذا ابن جریر و لخصہ فی کتاب الاحکام الکبیر انشاء اللہ و بہا المقتد۔ حاصل ترجمہ
 حافظ ابن مردویہ نے اپنے طرق کے نظم انداز کو بہت ہی کیا ہے۔ اور اس طرح ابن جریر بھی حکوم کتاب الاحکام الکبیر میں لکھیں گران شاء اللہ ایسی خدا پرست ہوا ہے

جب یہ امر حدیث سے یعنی ابوسعید خدری کے بیان سے ثابت ہو گیا کہ ۱۸ رزخیم غدیر خم کے دن پختنبہ کے آخر روز آیہ اکمال دین نازل ہوا اور یہی پختنبہ آگے یکم ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰

اور گیارہ رنج الاول کو (دوشنبہ) کے دن ۸۱ یوم بھی ہوتے ہیں اور ۲۸ صفر چار شنبہ کے تیرہویں دن گیارہ رنج الاول (دوشنبہ) اور ۱۲ رنج الاول (دوشنبہ) جو دو دن روزه ہوتا ہے تو آیہ اکمال دین ہاشم سورہ امدہ اور اسلی آخری آیت آیہ بلغ کا مدنیہ ہونا بالکل ٹھیک ثابت ہو گیا

حافظ ابن کثیر اپنے تفسیر ج ۳ صفحہ ۳۷۹ میں یہ تفسیر آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک تحریر فرماتے ہیں

والصیحان ہذہ الایۃ مدنیۃ اور صحیح اور متحقق یہ ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک مدنی ہے بلکہ آیہ موصوفہ بحسب تنزیل ذان کی آخری آیتوں سے ہے۔

یہ امر بالاتفاق مسلم ہے کہ آیہ اکمال دین کا نزول تکمیل تبلیغ کے بعد ہوا صرن بحث اس بات کی ہے کہ آیا دین اسلام اور تبلیغ رسالت کی تکمیل برزخ عرفہ ہوئی یا برزخ جحیم اور آیہ موصوفہ الیوم اکملت لکم دینکم خطبہ عرفہ میں نازل ہوا یا خطبہ جحیم کے بعد آپ کا بیان ہے کہ آیہ اکمال دین کا نزول عین عرفہ میں ہوا۔

لیکن ہم عرض کرتے ہیں کہ اگر خطبہ عرفہ میں تبلیغ رسالت کی تکمیل ہو چکی تھی تو پھر اسکی کیا وجہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خطبہ کے تمام مقاصد و معارف کو خطبہ غدیر خم میں دوبارہ ادا فرمایا اور جو کلمات موعظہ و احکام اصولی کے آنحضرت خطبہ عرفہ میں فرمائے تھے انکا اعادہ پھر خطبہ غدیر خم میں کیا چنانچہ

روایت الشفا صفحہ ۳۱۷ ج ۲ دوم مطبوعہ مدنی ۱۳۶۹ھ میں

بعد از قطع منازل بندیر خم کہ جب رسول مقبول رحمتہ الوداع سے کہ نوحی جحفہ است رسیدہ در آن مرحلہ نزول فرمود و انوع نماز پیشین گزارده ردی باصحاب آورد فرمود است ادلی بالمومنین

من انفسهم آیہ قسم من اولی ہون
 انفسہائے ایشان و بقولے فرمود کہ
 گوئیامرا بعالم بقا استدعا نمودند من
 اجابت کردم معلوم شما باد کہ من در میان
 شما دو امر عظیم می گزارم کہ یکے از دیگرے
 اعظم است قرآن و اہلبیت من بہرینید
 کہ بعد از من چگونہ دیکچہ کیفیت بآن دو
 امر سلوک خواہید کرد و رعایت آن
 دو امر بچہ نوع بجائے خواہید آورد و
 آن دو امر از ہم متفرق نخواہند گشت تا
 در کنار حوض کوثر امن رشد بعد اذان
 بر زبان بجزریان گزارانید کہ بدستیکہ
 خدائے تعالی مولاے من است و من
 مولاے مومنان آنگاہ دست علی را
 گرفتہ فرمود من کنت مولاہ فعلی جاکہ
 اللهم وال من والاکہ و عاد من عادک
 و انذل من خذلک و انصر من
 نصرک و اد الحق مع حیث کان

کہ آیا این کل مومنین کہیئے ان کے نفسوں کے اولی
 نہیں ہوں اور دوسری روایت میں یوں
 ہے کہ آنحضرت فرمایا کہ میں عالم بقا کی نظر
 بلایا گیا ہوں اور میں نے اس حکم الہی کو
 قبول کیا ہے۔ پس آگاہ ہو کہ میں تم میں
 دو امر عظیم چھوڑا ہوں جو ایک دوسرے
 سے بزرگ تر ہیں قرآن مجید اور اہلبیت
 میرے ہم قدم دیکھو اور احتیاط کر دہمیرے
 بعد ان دونوں سے کیا سلوک کرو گے
 اور ان کے حقوق کی رعایت کس طرح
 ملحوظ رکھو گے اور یہ دونوں جب تک میرے
 پاس حوض کوثر پر دار ہوں ایک دوسرے
 سے جدا نہ ہوں گے۔ بعد ازاں فرمایا کہ
 خداتعالی میرے مولا ہے مومنین کل مومنین
 کا مولا ہوں یہ فرما کر پھر صاحب بنے حضرت
 علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ جب کا میں مولا
 ہوں اسکا علی مولا ہے خدایا دست رکھ
 اسکو جو علی کو دست رکھے۔ اور دشمن رکھ

اس کا ثبوت کہ ۲۵۔ دو دفعہ سلمہ سفر حجۃ الوداع میں یوم النحر (شعبہ) اور ۹ ذی الحجہ عترت میں در شعبہ (۱۸۔) ذی الحجہ دوم غدیر خم میں مخیمہ
 تھا۔ یہی مخیمہ مشہور ہے ۲۹ صفر سلمہ کو پہنچا ہے جس کا دوران ۹ ربیع الاول سلمہ کو یوم شعبہ تھا چنانچہ دو دفعہ سلمہ در شعبہ
 الصفا ۲۔ ص ۱۷۱۔ در مذہب و دست بنہر سادہ مشہورین سفر زمانہ کہ لایعت از مسلمانان تبصرہ اسباب مقابله و مقاتلہ لشکر دوم بردانہ و غدیر
 اسامین نید مالعلیہ فرمود کہ تو را امیر این لشکر ساخته ام بروا خواصی صحت کہ ہفت را گشتہ اند و بر سر آن جماعت ۲۰۰۰۰ نفر کن و کشت در اکتہ
 و اسفہ ایشان زن و در رفتن تعبیل نمائی آپیش از وصول خبر بر سر انقوم دسی و اگر خداے تعالیٰ خود را برایشان ظفر دہد زیادہ وقت
 شتائی دزد و باز آئی و جاسوسان آپیش روان کن و راہ بران ہمراہ غلیش گردان در مذہب چار شعبہ ۲۰۰۰۰ نفرین بر زبان سرور را
 شب و در دسہر عظیم روی نمود در ذی شعبہ ۲۰۰۰۰ ماہ با درجہ و اخراج مزاج مبارک لاری بدست زخندہ چہتہ اسامہ بنہر با او گفت اعزم بہم اللہ
 و فی سبیل اللہ فغاکل من کفر ابید و اسامہ خاد ابر گرفتہ دبیر و ن رفتہ بہریدہ بن الحبیب (۲۰۰۰۰) صاحب زاد آن لشکر او بہر شد و اسامہ
 موضع جوف را منزل ساخت ۳۰ سپاہ مدد کجا بجمع کرد مذہب از موقع نبوت زنان واجب لا زمان صادر گشت کہ صدیق و فاروق و ذی النضر
 و غیر ہم انامیان معاجد و مشرفان انصار مد آن سفر اسامہ ملاقت نمایند بر فادر بعضی از ایدان گران آمدہ زبان طعن داد کردہ
 گفتند رسول اللہ این غلام را بہ ہاجرین ادبین و جماعتی این چنین حاکم گردانیدہ سخن طاعتان بسجہ حبیب ملک عنان رسیدہ عظیم خشمناک
 شد و عصا پر بر سر مبارک بست با وجود مدارع از منزل مقدس بیرون آمد بر منبر رفتہ بعد از ذکر و سپاس فرمود کہ یا معشر الناس

محصل بخیر در کتاب اعلام الدینی فی بیج الاباء
درین باب بطورہ مذکور شدہ اینست
کہ حضرت مقدس نبوی در وقت مراجعت
اذ کہ چون بندہ پر خم رسید فرمود تا زیر
دختان آمنو شمع را سفا دادند و پالاہے
شتران را جمع کردہ بر زہر یکدیگر ہنادند
انگاہ باشند کہ حضرت بلال مودن ندا
کرد الصلوۃ جامعۃ دہدایتے مذاکرہ صحیح
قالی خیر العمل خلق مجتمع کثرت رسول
اللہ بر بالائے آن پالاہا بر آمد و علی
نیز باہر آن سرود بر آن موضع بر آمد در
پہلوئے راست او بایستاد و حضرت
ختمی بناہ زبان خجستہ بشکر و سپاس حضرت
عنایت کشود و خلایق را نصیحت فرمود و
از مرگ خویش ایشان را خبر دادہ فرمود کہ
مرا بارہا باقی میخوانند و زود باشد کہ
اجابت کنم۔

اسکو جو علی کو دشمن رکے اور مخدول فرما
اسکو جو علی کو مخدول گردانے اور نصرت
کر اسکی جو علی کی نصرت کرے اور پھیر دے
حق کو علی کی جانب جدہر علی پھر جائے
اس باب میں اعلام الوری اور بیج الاباء
میں جو کچھ ہے اسکا محصل یہ ہے کہ جناب
رسول جب کہ سے بیٹھتے وقت غدیر خم
میں پہنچے تو ارشاد فرمایا کہ ان دختون
کے نیچے صفائی کیجائے اور پالان
شتر کو ایک دوسرے پر رکھ کر منبر بنایا
جادے اسوقت حضرت کے حکم سے
بلال نے الصلوۃ جامعہ سے بروایت
دیگر صحیح علی خیر العمل کی ندا دی جب
سب گن مجتمع ہو گئے تو رسول اللہ بالائے
منبر ذوق افزہ ہوئے۔ اور حضرت علی
بھی داسنے جانب کھڑے ہو گئے اور ختمی
ترتیب سے حمد و سپاس لہی سے لب کشائی فرمائی

اور حضار کو عطا و نصیحت کی اور اپنی رحلت کی پیشینگوئی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ عالم جادوانی سے میری طلبی
ہو رہی ہے۔ فقرب میں قبول دعوت کر لوں گا۔

بقیہ حاشیہ ملاحظہ فرمائیے۔ این چنین است کہ در باب امانت اسامہ از شامین رسبدہ اگر امروز طعن در امارت سے می کنند البتہ طعن
در امانت پند دے یعنی دیکھو یہ موتہ طعن کردہ ایہ بخیر داسو گند کہ زید شائستہ امانت بود بعد اذ و پسرش نیز شائستہ امارت است
انکون دصیت مرا دشمنان بخیر دیکوئے قبول کنید کہ اود اجملا اختیار شاست چون حضرت مقدس نبوی اذین حدیث فارغ گشت ازین
فرود آمدہ بجانب حجرہ ہایون شائستہ داین تھینہ در دوشنبہ عاشورہ بیج الاول دست داد و دین روزی لفظ کہ امور گشتہ بودند کہ
با اسامہ بودند فوج فوج بمنزل انکس می آمدند و حضرت را دوا دہ کردہ بمشکو گاہ می شاتفتند و در آن روز مرض بر رسول اللہ
سمت تیز اید پذیرفتہ روز یکشنبہ یازدہم ماہ مذکور اسامہ از شکر خویش بزم دوا آنحضرت بر سر دن آمد و بر بالین مبارکش حاضر شدہ
سر دست آنحضرت را بوسید و مرض رسول اللہ در آن روز چنان اشتداد یافت کہ وقت حکم نداشت اما دستمال مبارک بر آنہاں
می دست و بر اسامہ زخمی آورد و اسامہ گوید کہ معلوم کردم کہ مراد ما سبکد بعد اذ آن اسامہ از حجرہ رسول اللہ بر سر دن آمدہ بمشکو گاہ
رفت و شب در آنجا توقف کردہ صباح دوشنبہ بار دیگر بخدمت آنحضرت مبادرت نمود و آن زمان رسول اللہ را عیانی دی نمودہ بود
و اسامہ را دوا دہ کردہ فرمود اعزم علی برکتہ اللہ۔

جناب فرمودہ بنی بصرہ معرکہ حادث نمودہ فرمادہ تا شکر آن کو چ کہند و چون خواست کہ غور و سوار شود باو ششام امین باو پیغام داد کہ رسول اللہ

و از میان شما بیرون مردم و در میان
 شما دو چیز میگذاردم که اگر دست بران
 زنیید گمراه نشوید و آن دو چیز
 کتاب خدا است و عترت من و این هر دو
 جدا نه شوند تا بر لب جوف کوفت من رنند
 آنگاه فرمود که ای گروه مردم کیست
 ادلی شما از نفسهای شما مجموع جواب
 دادند که خداے عزوجل در رسول او
 فرمود که هر که من بدو ادلی ام از نفس
 او علی بدو ادلی است از نفس او
 و دست علی را گرفته از بالا نهادے
 شتر برداشت چنانچه قدم ایسر
 بر سر زانوے پیغمبر بید و فرمود هر که را
 من مولا ے اویم علی مولا ے او است
 بار خدا یا دوست دار آنرا که او را دوست
 دارد و دشمن دارد آن را که او را دشمن
 دارد و یاری ده آنکس را که او را
 یاری دهد و مخدول گردان آنکس که
 او را مخدول دارد و فروگذار پس
 فرود آمد در خیمه خاص بنشت و فرمود
 که امیر المؤمنین علی چنین دیگر بنشیند
 بعد از آن طبقات خلایق را امر کرد
 که خیمه علی رفند و زبان تمنیت
 آنحضرت کشادند و چون مردم

اور تبار ے در میان سے دوستی
 عالم کا ازم ہون گا اور تم میں دو
 چیز دن کو چھوڑنا ونگا اور وہ دو چیز
 کتاب خدا اور میری عترت ہے
 یہ دونوں جوف کوفت تک ایک دوسرے
 کا ساتھ نہ چھوڑیں گے اس کے بعد
 ارشاد ہوا کہ ای حاضرین وقت تمہارے
 نفوس سے تمہارے نزدیک ادلی
 کون ہے سب نے اتفاقاً جوباب
 دیا کہ خدا اور اس کا رسول۔ ارشاد
 فرمایا کہ ہر وہ شخص جس کے نفس
 میں ادلی ہوں علی بھی، اس کے نفس
 ادلی ہے اور علی کا ہاتھ پکڑ کر بالان شتر
 اٹھالیا اتنا بلند کیا کہ علی کے قدم
 رسول کے زانو تک پہنچ گئے اور
 ارشاد فرمایا جس شخص کا میں مولا
 ہوں علی بھی، اس کے مولا میں مہبود
 اسکو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے
 اور اسے دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے
 اور اسکی نصرت کر جو علی کی نصرت
 کرے اور اسکو چھوڑ دے جو علی کو چھوڑ دے
 اس کے بعد خیمہ خاص میں فرودکش ہوئے
 اور حکم دیا کہ امیر المؤمنین علی و دیگر
 خیمہ میں نشست فرمائیں اس کے

یقیناً صغیر گشتہ۔ در حالت نزاع است لاجرم اسامہ باز گشتہ اصحاب نیز مراجعت کردند ص ۷۲ میں بذکر خلافت حضرت ابوبکر مرقوم ہے۔
 و کاف خلافت مدت ستین و ثلاث اشھر و عشر لیل دکان مولدہ بعد عام الفیل ثلاث سنین۔ یعنی مدت خلافت (حضرت ابوبکر)
 دو سال تین مہینے دس و تین انگی و ثلاث سنہ تیل کے تین برس بعد واقع ہوئی۔

ازین امر فارغ شد نہ اہمات گردہ خلایق کو ماسود فرمایا کہ علی کے
بفرمودہ خواجہ کائنات نزد خیمہ میں جا کر تہنیت دین جب لوگ
علی رفتہ اور اہنیت گفتند و از اس سے فارغ ہو گئے تو اہمات
جملہ اصحاب عمر بن الخطاب گفت (مومنین) کو حکم دیا کہ علی کے پاس
خوشحال تو اے علی کہ صباح کردی جا کر تہنیت ادا کرین اور جملہ تمام صحابہ
مولائے من و مولائے جمیع مومنین کے عمر بن خطاب نے کہا اے علی
خوشحال آپ پر آپ تو میرے خوشحال آپ پر آپ تو میرے
و مومنات۔ اور تمام مومنین اور مومنات کے مولا ہو کر

مؤرخ حبیب میر اپنے تاریخ حبس نبویم جلد اول مطبوعہ کسبی ۱۸۵۷ء

کے صفحہ ۷۶، ۷۷ میں لکھتے ہیں

در کشف الغمہ مسطور است۔ این آیہ نازل شد یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یعنی فی
استحلال علی والنصر علیہ بالامان فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس بلال
بشارت آنحضرت نہ اگر وہ الصلوٰۃ جامعہ و بروایت آورده اند کہ حتی علی خیر العمل و خلایق مجتمع گشتہ رسول اللہ
صلعم بر بالائے آن بالا ہوا برآمد علی رضی نیز فرمودہ آنحضرت بالارفتہ بر میں سید المرسلین بایستاد و آن
سرور بعد از حمد و ثنائے باری تعالیٰ از انتقال خویش بعالم بقا قدم را آگاہ گردانید و فرمود کہ من در میان شما دو امر
عظیم میگذارم اگر دست بر آن زنید گمراہ نہ شوید و یکے از آن دو بزرگ تر است از دیگرے و آن دو چیز گرانبایہ
قرآن است و اہلبیت من و این ہر دو از یکدیگر جدا نشوند تا دلرب حوض کوثر میں روند پس فرمود کہ ایہا الناس
الیت اولی بکم من انفسکم آیاستم من اولی بشما از نفسہاے شما از اطراف بجوانب و از برآمد کہ
بلے آنحضرت فرمود ہر کہ من اولی ام با نفس اولی بد و اولی است از نفس و آنگاہ دست شاہ ولایت پناہ را
گرفتہ گفت من کنت مولا فہذا علی مولا اللہم وال من اکاہ و عا د من عا داہ و انصو من
نصوہ و اخذ ل من خذ لہ و ادخل حق مع حیث کان۔

پس امیر المومنین کرم اللہ وجہہ بموجب فرمودہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم در پیشہ شہادت
باطوائف خلایق بلا زمت رفتہ لوازم تہنیت بقدریم رسانیدند و از جملہ اصحاب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
جواب ولایت آپ را گفت پنج پنج یا ابن ابی طالب اصبحتم مولای و مولا کل مومن و مومنۃ خوشحال

عہ ترجمہ کشف الغمہ، فی تاریخ الامم علی بن موسی الاربعی المتوفی ۱۸۵۷ء

(کشف الغمہ)

اے سپر ابوطالب! ادا کر دی در وقتیکہ مولا اے من و مولا اے ہر مومن و مومنہ بودی بعد از آن اہبات
مومنین بر حسب اشارت سید المرسلین بحمید امیر المومنین رفتہ شرط تہنیت بجا آگے و ردند و بر دایت علماء مذہب
اما میہ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت
لکم الاسلام دینا۔ درین روز نازل گشت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْاَیْمَانِ الْاِیْمَانِ الْاِیْمَانِ وَ عَلَى الْاَیْمَانِ الْاِیْمَانِ الْاِیْمَانِ

حاصل ترجمہ۔ مؤرخ حبیب السیر تاریخ کشف الغمہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یعنی
اے رسول! جو نچا دو اس امر حکم، کو جو تم پر تمہارے خدا کی طرف سے نازل ہوا یعنی (جناب علی علیہ السلام کے خلافت
اور امامت کے نص میں) پس اگر ایسا نہ کیا جائے تو جو نچا یا تم نے ہماری رسالت کو اور خدا تم کو کون کے شر سے بچائے گا۔
جب حضرت بلال نے الصلوٰۃ جامعۃ سے بر دایت لفظ صحیح علی خیر العمل سے موافق اشارہ حضرت رسول
صلعم کے ندائی اصحاب جمع ہوئے اس کے بعد رسول مقبول بالا اے منبر تشریف فرما ہوئے اور علی مرتضیٰ موافق
فرمانے کے حضرت صلعم کے داہنے جانب کھڑے ہو گئے اس وقت رسول خدا صلعم حمد و ثنائے الہی کے بعد اپنے رحلت آخرت
کو گون کو آگاہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ میں تم میں دو اعظم چھوڑتا ہوں جو ایک دوسرے سے بزرگ تر ہے اگر دونوں چیزوں کو
پکڑو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔ وہ دونوں نفیس چیزیں قرآن اور اہلبیت ہمارے ہیں اور وہ دونوں ایک دوسرے
میرے پاس حوض کوثر پر در دو ہونے تک جدا نہ ہوں گے۔

پھر فرمایا کہ دایمہ الناس کیا میں کل مومنین کے لئے اُن کے نفوس سے اولیٰ نہیں ہوں، ہر نبی
اذا زانی کہ سچ فرمایا اپنے آنحضرتؐ نے فرمایا جس کے نفوس سے میں اولیٰ ہوں علی اولیٰ ہے اور ان کے نفوس کے
اُس وقت جناب علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ جبکہ میں مولا ہوں پس یہ علی بھی اور کا مولا ہے خدا یا دوست رکھ اسکو
جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھے اسکو جو علی کو دشمن رکھے اور مخدول فرما اسکو جو علی کو مخدول گردانے اور نصرت
کر اسکی جو علی کی نصرت کرے اور پھیرے حق کو علی کی جانب جدہ علی پھر جائے۔

پھر علی علیہ السلام موافق فرمانے رسول مقبول صلعم کے خیمہ میں بیٹھے اور گردہ خلایق کا حضور ولایت
آب میں بھونچ کر مراسم تہنیت بجالایا منجملہ اصحاب کے امیر المومنین عمر بن خطابؓ نے جناب ابیہ کے کہا کہ مبارک ہو
اے فرزند ابوطالب تم نے اس حال میں صبح کی کہ میرے اور تمام مومنین اور مومنات کے مولا ہوئے، بعد اس کے
اہبات مومنین موافق اشارہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیمہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام میں
جا کر مراسم تہنیت بجالا لیکن علماء امامیہ کے ردایت آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا

۵ ترجمہ (تاریخ حبیب السیر) حبیب السیر فی اخبار ازار البشر) فادسی لفتیات الدین بن ہمام الدین المدعو بخوادمیر دھوتا ریذکیر
مختص من تاریخ والدہ المسمی برد صۃ الصفحہ x x x x و مؤلفات مجلسات کبار من الکتاب المکتبۃ المعنویۃ الخ المتوفی ۱۲۰۰
(کشف لثنون)

اور رسول مقبول نے ارشاد فرمایا کہ تکبیر کرتا ہوں اکمال دین اور انما منعمت پر اور اسل مرتبہ کہ خداوند عالم میری رسالت اور علی بن ابی طالب کی ولایت سے راضی ہوا

پوشیدہ نہ ہے کہ خطبہ میں من کنت مولاً فهذا علی مولاً کے بعد اصحاب کبار اور ازواج رسول فخر کا حضرت علی علیہ السلام کو مولائے مومنین ہونے کی مبارک باد دینا اور تقریبِ غدیر خم کو یومِ عید درودِ تہنیت گردانا واضح طور پر حضرت علی علیہ السلام کی مولائیت کا جو عظیم المرتبت مقصود ظاہر کرتا ہے وہ ارباب بصیرت کے لئے ہرگز محتاجِ شرح نہیں ہے علی الخصوص حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا رسمِ تہنیت اور ازواج میں حضرت عائشہ اور حفصہ دخترانِ حضرت ابوبکر و عمر کا آنحضرت صلعم کے اشارہ سے خیمہ امیر المومنین میں جا کر تعمیلِ حکمِ رسول مقبول سے تہنیت ادا کرنا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ یہ جناب علی علیہ السلام کے ولایت اور خلافت کے باب میں عہد لیا گیا ہے

فی تاریخ حسب الشہر - جزیدم جلد اول ص ۹ مطبوعہ سببی عہدہ -
دکثف الغنم بطور است کہ محمد بن اسحاق را عہدہ آنت کہ دافہ بالمہ حضرت جریر البربر علیہ السلام والجمہ در دوازدهم ربیع الاول سنہ وقوع پذیر منستہ - روایت شہر الکثر آکہ دوازدهم ہودہ -
ماریخ کثف الغنم میں ہے کہ محمد بن اسحاق ر صاحب سیرت کا انفا دہے کہ واقعہ وفاتِ رسول خدا بارہ ربیع الاول کو واقع ہوئی - زیادہ تر شہر ہوی بارہ ربیع الاول کی ہے -

ایضا طاب در کتاب (روضۃ الاحباب) سمت تحریر پذیر منستہ کہ وفاتِ فاطمہ و شب ششہ سہم ماہ رمضان وقوع یافتہ یس ازوفت ینیر شش ماہ -

کتاب روضۃ الاحباب (جمال الدین محدث) میں نقل کر کے قول کیا ہے کہ وفاتِ جناب فاطمہ علیہا السلام تیسری شب ماہ رمضان میں بعد وفاتِ رسول خدا کے چھ مہینے پر واقع ہوئی -

بیک اس اسحاق نے ماہ ربیع الاول وفاتِ انبی جو ۲۸ صفر کا جو دیوانِ روز ہے اختیار کیا ہے - اسی کو مدخ روضۃ الصفا پر جیلے نے بالکل اسی بیج سے کہا ہے دیکھو حاشیہ ص ۸ کتاب ہذا

دنی عمدہ نقاری شرح صحیح بخاری للعلامہ علی حنفی - جلد ۸ ص ۳۵۵ مطبوعہ معرۃ السلام باب نبوت النبی اسامہ بن زید فی مرضہ الذی فونی فیہ

قال ابن اسحاق لما کان یوم الامربعاء للبدین معینا من صفر مدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجع فم وصدع فخلعوا اصبع یوم الخميس بعد کلامہ لواء سیدہ الہ - ابن اسحاق نے کہا ہے کہ ۲۸ صفر چار شنبہ کو رسول اللہ صلعم کے تپ اور دوسرے کا آغاز ہوا اور ۲۹ صفر پنجشنبہ کو حضرت نے اسامہ کے لئے اپنے دست مبارک کو لواء جنگ درست فرمایا - باقی تفصیل آگے نمرد (۳) ابن اسحاق میں آگلی اسی ۲۹ صفر پنجشنبہ کے (راجب ۱۸) رجب یوم مدبر کو پنجشنبہ ۹ رجب جو عہدہ کو دسشنبہ ۲۵ (ذیقعدہ) کو ششہ ہی ششہ ۱۲ ربیع الاول اور تیسری ماہ رمضان میں واقع ہوا ہے - (دیکھو نقشہ دوم)

لیکن تمام اربابِ سیر نے غلط طور سے الربیع الاول (دو شنبہ) کی جگہ بارہ ربیع الاول (دو شنبہ) لکھا ہے اور دوسری حدیث کے روید جو مدتِ خلافتِ حضرت ابوبکر و سال تین چھینے دس را تو لکی ہے وہ اسی الربیع الاول سلم کے شام یعنی بارہویں شب (ششہ) سے ۲۲ جمادی الآخرہ سلم تک دس راتیں ٹہنیک ہوتی ہیں -

اور نواب محمد علی خان والی ٹونک سے قرۃ العین شرح مرد الحزین (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) کے حصہ ششم ص ۸۹ میں انھیں تاریخوں کے حساب سے لکھا ہے جو اسی گیارہویں سال صفر ۶۶۰ تاریخِ در ششہ کے روز حضرت نے فرمایا کہ دستِ سامان لشکر کے واسطے لڑائی و دم کی کریں دس سیر دن ۲۸ صفر ششہ اسامہ بن زید کہ لا کر فرمایا کہ تم کو میں اس لشکر کا امیر کرتا ہوں * * * * * اور حضرت اسی ہی صفر ۲۸ صفر تاریخ کو یاد ہوئے اور عارضہ تپ اور دوسر کا تھا اور دوسر دن (۲ صفر) باوجود بیماری کے اپنے اپنے (باقی آئندہ)

فی علی کان فی جنبی شاب سونہی خوشبو والا کھڑا تھا مجھ سے
 حن الوجہ طیب الریح قال کہنے لگا اے عمر البتہ سر درویش بنا
 کذا و کذا قال نعم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی گرہ لگائی
 یا عمر انہ لیس من ولد آدم ہے کہ منافق کے سوا اسکو کوئی نہیں
 لکنہ حبر عیال اراد یوگد کہو لے گا پس تو اس کے کہنے سے
 علیہم ما قبلہ فی علی - ڈر تارہ عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے
 کہ پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جبکہ حضور نے
 علی علیہ السلام کے حق میں ارشاد کیا تھا میرے پہلو میں ایک نوجوان خوبصورت
 سونہی بودا لا موجود تھا۔ اُس نے مجھ سے ایسے اور ایسے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا اے عمر وہ شخص آدم کے اولاد میں سے نہیں تھا۔ وہ جبریل علیہ السلام تھے
 اور میرے کہنے کی تائید کرنے کیلئے آئے تھے جو کچھ میں نے تم سے علی کے بارہ
 میں کہا تھا۔

(۵۶۵ھ المرجع الطالب الجبارم)

حدیث مذکورہ سے صاف صاف خود حضرت عمر کا بیان واضح کرتا ہے کہ واقعہ غدیر جناب امیر المومنین علیہ السلام کے
 ولایت کے مقدمہ میں عہد و قرار کا تھا جیسے جناب موسیٰ علیہ السلام کے آخر عمر میں اسی ۱۸۔ دیکھ کر جناب ابوشیح علیہ السلام
 کے وصایت و خلافت کے عہد و قرار میں تھا جس کے ثبوت میں شاہ عبدالقادر محدث دہلوی بتفسیر آیہ اخذ اللہ
 میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منہم اثنتی عشر نقیباً میں تفسیری حاشیہ تفسیر موضع القرآن ص ۱۳۳ میں لکھتے
 ہیں ۱۱

یہ بیان فرمایا بنی اسرائیل سے عہد لینے کا حضرت موسیٰ کے آخر عمر میں یہ قرار لے رہیں۔
 یہ سورت مادہ حضرت کے آخر عمر میں نازل ہوئی شاید ہم کو نیا اس واسطے ہم کو بھی تقید ہے ایک عہد اس آیت سے تھا کہ جو رسول
 بعد پیدا ہوں انکی مدد کرو اسکی بدل ہم سے یہ ہے کہ خلفا کی اطاعت کرو۔ یہ مذکور بارہ سرداروں کا بیان فرمایا
 اسی اشلہ کو حضرت نے بتایا ہے کہ میری امت میں بارہ خلیفہ ہوں گے قوم قریش سے اور فرمایا جو خرابی ہوئی پہلے

علیہ تفسیر فیہ الدیان فاب صدیق حسن خان۔ ج۔ ۳ ص ۱۳ مطبوعہ مدرسہ اسلامیہ میں تفسیر سورہ مادہ ۱۰ مدثرین میں جو کہ عمر رسول اللہ میں
 نازل ہونے کی تائید و تصدیق کرتی ہیں عن محمد بن کعب القرظی قال انہما نزلت فی حجة الوداع بابا من مکہ والمداہنۃ۔ محمد بن کعب
 قرظی نے ۱۰۔ آیت کی ہے کہ سورہ مادہ حمۃ الوداع میں درمیان مکہ و مدینہ (۸) دیکھو دوم غدیر خم) کے نازل ہوا۔

دا حرج ابو عبیدہ عن صخرۃ بن حبیب عن عطیہ بن قیس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المائدۃ من آخر القرآن تنزیلاً
 ابو عبیدہ نے صخرہ بن حبیب عن عطیہ بن قیس سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ سورہ مادہ از روی تنزیل قرآن کا آخر سورہ ہے
 ص ۱۶ میں بتفسیر آیہ لکمال دین یہ روایت مرقوم ہے۔ قال ابن عباس نمکتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نزول هذه الاية
 (باقی آئندہ)

حضرت نے فرمایا جو بات یاد رہی اُس نے اُسکی روایت کر دی۔
چنانچہ تاریخ دنیات الاعیان قاضی ابن خلکان حصہ ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۴۰۱-۴۰۲ میں مذکور
مستند یہ واقعہ یہ مرقوم ہے۔

کانت ولا دتہ المتقصر صبحہ	مستند ہند کی ولادت شبِ نہ کی صبح جبکہ
يوم الثلاثاء ثلاث عشرة	۱۰ جمادی الآخرہ ۳۳۳ھ کی تیرہ راتیں
بقیت من جمادی الآخرہ سنة	باقی تین اددفات پانی پختہ نہ میں
عشرين واربعمائة و توفی لیلۃ	جبکہ بارہ راتیں باقی تین ۱۸ ذی الحجہ ۳۳۳ھ
الخمس کاشفی عشق لیلۃ بقیت	کی رحمت کرے اللہ تعالیٰ قاضی ابن
من ذی الحجۃ سنة سبع و ثمانین	خلکان کہتے ہیں، کہ یہ شب پختہ نہ
واربعمائة و حمتہ اللہ تعالیٰ	شب عبد غنیر یعنی شب ۱۸ ذی الحجہ تھی اور یہ
(قلت) و هذه اللیلۃ ہی لیلۃ	غذیر غم جس کے حرف ناکو ضمہ اور حرف میم کو
عبد الغنیر یعنی لیلۃ الثامن عشر	نشدید ہے دیکھائیں نے مجمع کثیر کو
من ذی الحجۃ و هو غنیر یضم الخاء	سوال کرتے اس شب ۱۸ ذی الحجہ سے جبکہ
و تشدید المیم و رأیت جماعۃ	دہ شب غنیر ۱۸ ذی الحجہ میں واقع ہو اور
کثیر یسألون عن هذه اللیلۃ نقی	غذیر غم ایک جگہ ہے در بیان کہ آمدہ کے
کانت من ذی الحجۃ و هذا المكان	اچھن تالاب پانی کا ہے کہا جاتا، اس کیلئے
بین مکہ و المدینۃ و فیہ قدیر ماء	کہ وہ اس جگہ ایک بھاڑی ہے جبکہ واپس
بقال لہ انہ غیضہ هناك و لہما	ہوئے رسولؐ کہ شرف سے نہ حجرۃ الوداع
رجعہ النبی صلعم من مکہ شرفہا	میں اور پہنچے اس مقام غنیر غم پر
اللہ تعالیٰ عام حجاز الوداع و وصل	تو حضرت علیؑ علیہ السلام کو اپنے اخوت
الی هذا المكان و انخی علی	کا شرف عطا کر کے ارشاد فرمایا
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال	کہ علی میرے لئے اُسی منزلت پر ہیں
علی منی کھڑوں من موسیٰ	جس منزلت پر موسیٰ کیلئے ہارون تھے
اللہم وال من واکاہ و عاد من	انہی دوست کہ اسکو جو علیؑ کو دوست کیے
عادہ و انصر من نصرہ و اخذل	اور دشمن رکھ اس سے جو علیؑ سے دشمنی
من خذلہ قال الحارثی ہولاء بن	رکھے اور حضرت زہراؑ کی جو علیؑ کی لہر
مکہ و المدینۃ عنہ الحنفیہ غنیر	کہے اور چوڑے اُس کو

عندہ خطب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔
 کہ ہے حافظ عائشہ نے کہ یہ غدیر خم میں
 ہے درمیان کہ اور مدینہ کے علاقہ جحفہ میں
 جس کے نزدیک رسول خدا صلعم نے
 خطبہ دیا تھا۔



اس حدیث نزول کو یوم غدیر میں فرمانے کی تصدیق اس قول جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے ہوتی ہے جو
 ۱۸۔ یحییٰ غدیر خم کے روز اپنے پدر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ موجود تھیں۔
 چنانچہ ارجح المطالب مولوی عبید اللہ سہیل مرتضیٰ شمس الدین صاحب اسنی المطالب حصین
 کے سند سے لکھتے ہیں۔

عن ام کلثوم بنت فاطمة ان
 فاطمة بنت رسول اللہ صلعم قالت
 انی سمعت قول رسول اللہ یوم غدیر
 خم من کنت مولاه فعلی
 مولاه وقول انت منی بمنزلہ
 ہارون من موسیٰ۔

مولاء فعلی مولاء نیز فرمایا تھا کہ انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ۔

ایضاً

اور کتاب المواعظ والاعتبار یذکر الخطط والامارین ہے
 قال ابن زولاق فی یوم ثمانیۃ
 عشر من ذی الحجۃ سنۃ اثنین ستین
 وثلثمائتہ وہو یوم العید بحقیقۃ
 خلق من اهل مصر والمغربۃ
 ومن تبعہم لدعا لا نہ یوم عید
 لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 عہد الی امیر المومنین علی بن
 ابی طالب فیہ واسخلفہ فاجعل العید
 ذلک من فعلہم وکان
 اور کتاب المواعظ والاعتبار یذکر الخطط والامارین ہے
 ابن زولاق کہتے ہیں کہ زمانہ مغربانہ
 اٹھارہویں ذی الحجہ کو جو یوم عید اہل مصر اور
 مغربہ اور ان کے متبعین دعا کیلئے
 مجتمع ہوتے تھے اس لئے کہ اس روز رسول اللہ
 امیر المومنین کو اپنا خلیفہ و جانشین بنایا
 تھا اور عہد خلافت ان سے نطق کیا تھا
 پس مغربانہ اہل مصر کے اس فعل سے
 اور اس روز دعا کرنے اور عید منانے
 سے نہایت تعجب ہوا اور یہ اہل

هذا ادرل ما عمل مبصر۔ مصر کا پہلا عمل تھا۔

مولوی عبید اللہ بن عبد اللہ بن ابی اسری اپنے الزج المطالب جلد۔ ثانی باب چہارم میں سبب تفسیر آیہ کریمہ
یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک۔ حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف البکھی الشافعی کے کفایۃ
الطالب کے ذوالہ سے لکھتے ہیں۔

ہکذا ذکرہ شیخ محمد الدین ایسے ہی شیخ محی الدین نووی نے ذکر
نووی فقال ابو بکر النقاش کیا ہے اور ابو بکر نقاش کہتے ہیں کہ
انہا نزلت فی بیان الولاۃ لعلی یہ ایک حضرت علی کی ولایت میں نازل
ہوئی۔ الزج المطالب باب چہارم ادرل آیت نمبر (۱۱) باب بیستم

حسان بن ثابت کا قصیدہ غدیر

جناب میر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی اس تفسیر ولایت (دوسری) کے موقع
پر بار رسالت کے ملک الشعر حضرت حسان بن ثابت نے ذیل کا قصیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے
انشاء فرما کر عین جملہ غدیر میں پڑھا۔

جبکہ حافظ ابو بکر ابن مردویہ نے مناقب میں حافظ ابو نعیم نے مائزل من القرآن فی علی میں
خطبہ ادرم نے مناقب میں۔ سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص لائتہ میں امام سیوطی نے اپنی کتاب بازار فیہ
عقدہ اشعار من الاشعار میں تحریر فرمایا ہے۔

ینادیہم یوم عند ید نبیہم (۱) بخم فاسمع بالرسول منادیا
نمازاتے تھے رسول مقبول برد غدیر خم پس گفتہ قابل سماعت، آنحضرت کی ندا
وقال ضمن مولاکم و دیکم (۲) فقالوا ولحمید و اہناک التعامبا
در آغا لیکہ آنحضرت نے لوگوں سے ہتھ پڑایا کہ تمہارا دل اور مولا کون ہے
الہاک مولا ناد انت دلینا (۳) و مالک منافی الولاۃ عاصیا

سہ ترجمہ ابو بکر نقاش اور اس کا حافظ حدیث ہونا۔ رد قانی۔ ج۔ ۳۔ ص ۳۷۱ مطبوعہ مصر میں کردی النقاش حافظ ابو بکر محمد بن الحسن
محمد بن زیاد الموصلی ثم البغدادی المقرئ المفسر الحدیث علام صاحب التفسیر

عہ مولوی عبد الحمید صاحب لکھنؤ فرمائی علی ذوالابنہ فی تراجم الخلفیہ میں لکھتے ہیں کہ یوسف بن قزحی سبط الحافظ ابن الجوزی x
دلستہ ۸۵۰ ہجری و تفتا و برت سبع سن جدہ ابن الجوزی دکان فی صغیرہ جنیلہ، نصا و حقیقہ رکان عالم
فیہا و اعطی x اور تاریخ ابن الرومی میں لکھتے ہیں کہ یوسف بن قزحی سبط ابن الجوزی دکان فی صغیرہ جنیلہ، نصا و حقیقہ رکان عالم
الامنی فکر مناقب الامم

سہ کشف الظنون میں ہے کہ انہما فیہ عقدہ الشعراء من الکتاب السالۃ بحلال الدین سیوطی۔

چنانچہ سب نے (جواد اقف نہ تھے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کا مہر ہمارا مولا
اور آپ ہمارے دلی بہن اور ہم میں سے کوئی شخص بابِ ولایت آپ کا نازان
نہیں ہے۔

فقال له فتمریا علی فانی ۴، رضیتک من بعدی مامادھا دیا
پس آنحضرت نے فرمایا کہ اے علی اٹھ کہ میں نے پسند کیا تم کو اپنے بعد امام اور ہادی
من کنت موکداً فہذا ولیہ ۵، ذکوہ المانصار صدیق مولیا
پھر فرمایا کہ جبکہ میں مولا ہوں علی اور کا دلی ہے لہذا تم سب کو لازم ہے کہ علی کے
پچھے مددگار اور فرمان بردار رہو۔

فقال رسول اللہ صلعم یا حسان لا تزال مؤتیداً بروح القدس (یعنی) رسول مقبول نے ان اشخاص
کو سن کر فرمایا کہ اے حسان ہمیشہ روح القدس تیرا توید ہے۔

حسان بن ثابت کے تفسیر شریعہ کے لفظ ولایت کے تائید میں یہ روایت

ابوسعید خدری کی تفسیر دینور سیوطی جلد ثانی صفحہ ۲۵۹ سے نقل کی جاتی ہے

واخرج ابن مردودہ وابن ہساکر ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ جب
عن ابی سعید الخدری قال لما رسول خدا نے جناب علی کو غدیر خم کے
نصب رسول صلی اللہ علیہ وسلم روز نصب کیا اور علی ابن ابیطالب کے
علیاً یوم غدیر خم فنادی بالوکیل ولایت کی ندا کی تجبریل آیہ مبارکہ
ہبط جبریل علیہ ہذہ الایۃ ایوم اکملت لکم دینکم
ایوما کملت لکم دینکم واقمت علیکم نعمتی ورضیت لکم
الاسلام دینا لیکر نازل ہوئے۔

اور عقد الغریہ شہاب الدین احمد ابن عبد ربہ اندلسی مطبوعہ مصر ۱۲۹۳ھ جلد ۳ ص ۴۷ میں ہے
احتجاج امامون الرشیدین ہے۔ امامون الرشید نے کہا اے اسحاق
قال الامامون یا اسحاق هل تروی کیا تم حدیث ولایت بھی روایت کرتے
حدیث الولایۃ قلت نعم یا ہو اسحاق نے کہا ہاں یا امیر المؤمنین۔

امیر المؤمنین۔

ابو الفداء نے اپنی تاریخ میں واقعہ ۳۲۸ھ میں لکھا ہے۔ دیہا ابو عمر احمد بن عبد ربہ بن حبیب القسطلی مولیٰ ہشام بن عبد الرحمن الدجالی
الاندلسی الاموی وکان من العلماء المکثرین من المحفوظات کتبا العقد وهو من الکتب النقیۃ مملوۃ فی سنۃ ۳۲۹ھ واربعمائین

قال اروه ففعلت قال يا اسحاق
ارایت هذا الحديث فقال رسول
الله صلعم من كنت مولاه فعلى
مولاه اللهم وال من والاه
وعاد من عاداه۔

اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث
موصوف پڑھی۔

قال يا اسحاق ارایت هذا الحديث
هل ارجب على بن بکر وعمر مالم
يوجب لهما عليه

تو پھر مامون نے کہا کہ اسحاق تمہارے
نزدیک یہ حدیث اس بات پر دلالت
ہنیں کرتی کہ حضرت ابو بکر اور عمر پر
جو حق علی کو حاصل ہے وہ ابو بکر اور عمر
کو علی پر نہیں ہے۔

اسحاق ان الحديث انما كان
بسبب زيد بن حارثة لشيء جرى
بينه وبين علي وانكره اولا
علي فقال رسول الله من كنت
مولاه فعلى مولاه الحديث۔

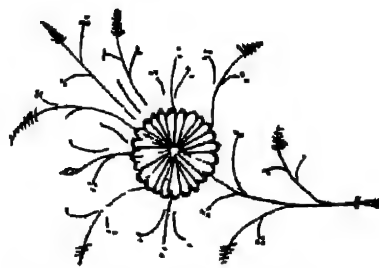
اسحاق کہتے ہیں کہ اس حدیث کا باعث
تو وہ امر ہے جو زید بن حارثہ اور علی کے
درمیان واقع ہوا اور زید نے دلائل علی
سے انکار کیا زید کے انکار پر رسول
اللہ نے فرمایا میں کنت مولاه فعلى
مولاه الحديث۔

قال المامون في حق موضع قال
هذا ليس بعد منصوره من
حججه الوداع

مامون نے کہا کہ رسول اللہ نے یہ
حدیث کہاں زمانی کیا واقعہ حجۃ الوداع
سے مراجعت کے وقت کا نہیں ہے۔

قلت اجل
قال مامون فان قتل زيد بن
حارثة قبل الغدير كيف رضى
لنفسك بهذا۔

اسحاق نے کہا ہاں۔
مامون نے کہا زید تو حجۃ الوداع سے
پہلے شہید ہو چکے تھے اسحق تم نے یہ
نویات کس طرح پسند کئے۔ الخ۔



اب ہم بھراپنے سلسلہ بیان پر آگئے

قال

ان ردایتوں میں ایک فقرہ اکثر مشترک ہے من كنت مولا فعلى مولا اللهم
وال من ولاءه وعاد من عاداه۔

احادیث میں خاص و تصریح نہیں کہ ان الفاظ کے کہنے کی کیا ضرورت پیش آئی

اقول

پیشی صاحب کا جدید سوال نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیات میں خود حضرت سے
ایسا ہی سوال کیا گیا ہے یہ وہی دلالت ہے جسکو حضرت نے خدا کے حکم سے آیہ تبلیغ کے نازل ہونیکے بعد فرمایا جس کے
بغیر تکمیل دین کا اظہار موقوف تھا اسی کے بعد خدا نے دین کو کامل کر کے تمام نعمت رسالت و ولایت فرمادیا
یہ وہی دلالت ہے جس کا سوال موقوف حشر میں آگیا ہوگا۔

جیسا کہ صواعق محرقة ابن حجر مکی آیہ رابعہ وقفوہم انہم مسئولون اور ینابیح المودة شیخ سلیمان
قدوزی حنفی کے کتاب میں ہے

اخرج الديلمی عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال وقفوہم انہم مسئولون عن ولایة
علی واهلبیتہ۔

ایضاً

ص ۱۱۲ ینابیح المودة میں ہے۔ ابو نعیم اخرج بسندہ عن الشعبي عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی هذه الاية قال عن ولایة علی بن ابیطالب۔

اور جسکو محمد اسماعیل شمیم دہلوی اپنے کتاب منصب امت مطبوعہ فاروقی دہلی کے ص ۱۱۲ میں لکھتے ہیں

قال للنبي صلعم السلام تعلمون فرمایا رسول خدا نے کیا تم کو معلوم نہیں

انلی ولی بالمؤمنین من انفسهم کہ میں مومنین کے جانوں سے بہتر ہوں

قالوا بلی فقال اللهم من كنت کہا کیوں نہیں بھراپنا اے اللہ جس کا میں

مولا فعلى مولا قال اللہ تعالیٰ دلی ہوں علی بھی اور کا دلی ہے اور

ویومئذ عوکل الناس بآمهم فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جہن بلا دین

وقفوہم انہم مسئولون قال للنبي ہم سب کو ان کے امون کے ساتھ

صاحم انھم مسئولون عن
و کلا یتہ علی
اور کھڑا کر د اُن کو اُن سے دریافت
ہوگا۔ فرمایا رسول اللہ نے حضرت علی
کی ولایت کے بہت دریافت ہوگا۔

یہ وہی ولایت امامت ہے جسکو خاتمہ کے خلافت کے معنوں میں محدثین نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ
ابن اسحاق اور ابن واضح کاتب عباسی صاحب تاریخ یعقوبی اور صاحب معارف ابن قتیبہ اور امام ابن جریر طبری
اور صاحب تاریخ روضۃ المناظر اور صاحب ہیرت انسان العیون حلبی وغیرہ نے اپنے اپنے تصنیفات میں ذکر
کیا ہے۔

سارن ابن قتیبہ مدنی مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۰ھ مدّت خلافت حضرت ابو بکر میں ہر
قال ابن اسحاق فکانت خلافتہ (محل ترجمہ) ابن اسحاق نے کہا ہے کہ کل مدّت ولایت
سنتین وثلاثة اشھر وقسمہ لیل خلافت حضرت ابو بکر دس سال تین مہینے و راتیں ہیں
اور مدّت خلافت حضرت عمر بن خطاب میں ہے۔

قال ابن اسحاق کانت ثلاثین
عشر سنین وستة اشھر وخمس
لیال
ابن اسحاق نے کہا ہے کہ کل مدّت ولایت
یعنی خلافت حضرت عمر بن خطاب دس سال
چھ مہینے پانچ راتیں ہیں۔

(جس کو ثعلبی صاحبی الفاروقی میں دس برس چھ مہینے چار دن لکھا ہے)

اور تاریخ ابن واضح کاتب عباسی المعروف بیهقیو بی میں مدّت خلافت حضرت ابو بکر یہ ہے
دکانت ولایتہ سنتین و
اربعة اشھر۔
اور تاریخ الرسل والملوک طبری جلد اول ص ۲۱۹ مطبوعہ لیدن مدّت خلافت حضرت ابو بکر میں ہر

کانت ولایتہ ابی بکر سنتین و
ثلاثة اشھر وعشرون یوماً و یقال
عشرة ایّام۔
اور تاریخ طبری جلد اول ص ۲۱۹ مطبوعہ لیدن مدّت خلافت حضرت ابو بکر میں ہر
اور تاریخ طبری جلد اول ص ۲۱۹ مطبوعہ لیدن مدّت خلافت حضرت ابو بکر میں ہر
کانت ولایتہ ابی بکر سنتین و
ثلاثة اشھر وعشرون یوماً و یقال
عشرة ایّام۔

اور تاریخ روضۃ المناظر ابن شحہ میں معاویہ اور بنی امیہ کے خلافت میں ہے۔

واستقل معاویہ بالخلافة و
ولی بعده من بنی امیة ثلاثة عشر
نفراً مدّة ولایتہ الجمعیم الف
شھراً۔
(محل ترجمہ) مستقل بجلالت ہوا معاویہ اور
حاکم ہوے بعد اس کے بنی امیہ میں ۱۳
اشخاص مدّت ولایت یعنی خلافت کل
ہزار مہینہ رہی۔

مولاہ فعلی مولاہ طاری الہ فاق
 قبلہ الحارث ابن النعمان فاقی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاق
 امرتہ عن اللہ بالشہادتین قبلنا
 وبالصلوة وبالزکوۃ والصیام
 والحج قبلنا ثم لم تر عی حتی نقت
 بضبعی بن عماس تفصلہ علینا
 فہذا شئ منک ام من اللہ فقال
 والذی لا الہ الا هو انزل اللہ
 فولی وهو یقول اللہم ان کان
 ما یقول محمد حقاً فامطر علینا
 حجارة من السماء واثینا بعدنا
 الیم فاصل الی راحلہ حتی راہ
 اللہ بحجر فسقط علی ہامئہ فخرج
 من دبرہ فقتلہ۔

کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں
 کہتے مولاہ فعلی مولاہ ارشاد
 فرمایا اور یہ بات اطراف عالم میں مشہور ہوئی
 اور حارث ابن نعمان خمری کو معلوم ہوئی
 تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ
 اے محمد آپ نے جو خدا کی وحدانیت کے
 شہادت کا حکم دیا ہم نے قبول کیا نماز اور
 زکوۃ و روزہ حج کا حکم دیا ہم نے قبول کیا
 پھر بھی راضی نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ نے
 اپنے چچا زاد بھائی کے بازوؤں کو بند
 کر کے ہم پر نفیست دی پس یہ امر آپ کی
 جانب سے ہی خدا کے جانب سے ہے جناب
 رسول خدا نے فرمایا کہ قسم ہے اس خدا کی
 جس کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے یہ حکم
 (مولائیت علی) خدا کے جانب سے ہے پس

حادث یہ کہتا ہوا واپس ہوا کہ خداوند جو کچھ محمد نے کہا حق ہے۔ تو مجھ پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر کوئی نازل
 عذاب نازل کر پس وہ اپنی سواری تاک نہیں پہنچا کہ خداوند تعالیٰ نے آسمان سے ایک پتھر گرایا جو اس کے مہر ز
 سے نکل گیا اور وہ اصل جہنم ہو۔



واقعہ حدیث غدیر جو حدیث ولایت کے نام سے ہے اور جو آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل
 الیک کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔
 اور جس تبلیغ رسالت کے تکمیل پر آیہ اکمال دین اور وقت نازل ہوا جبکہ حضرت رسالت آپ نے
 جناب علی علیہ السلام کے ولایت کا اعلان عام فرمایا اور جو ابوسعید خدری کے روایت سے محقق ہو چکا ہے
 اور جبکہ شکر یہ رسول اللہ نے ادا فرمایا اور حسان بن ثابت کی نظم جو عین جلسہ غدیر میں ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ کے
 معجم میں پڑھی گئی انجمن لفظ ولایت اور امام ہادی جناب علی علیہ السلام کے لئے وارد ہیں اور جو پیر صحابہ اور
 اہبات مومنین نے رسول اللہ کے فرمانے کے بموجب خیمہ جناب امیر میں جا کر تہنیت دلائی ہے۔

ان تمام مجموعی واقعات پر نظر ڈالتے ہوئے صحابہ کا حضور نبوی میں عرض کرنا کہ یہ امر حضور کی جانب سے ہوا یا خداوند عالم کے حکم سے جس پر رسالت آپ علیہ السلام کا بہ تمام ارشاد فرمایا کہ یہ سولائیت وغیرہ رب العزت کے حکم سے کیا گیا۔

پنا نچہ رسالت آپ علیہ السلام نے جیسا کہ مقام غدیر خم میں عام تبلیغ فرما کر تمام حاضرین سے ان الفاظ کے ساتھ اعلان فرمایا کہ حاضرین مائیں کو اس خبر کو پہنچا دیں۔

اور جسے حضرت صلعم نے خاص تبلیغ مدینہ منورہ میں فرمائی ہے یعنی حدیث غدیر کو دہرایا ہے جسکو رسول اللہ نے نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے

کتاب مع دة القرني (سید علی ہمدانی) کے مودۃ خامسہ سے جسکو مولوی عبید اللہ

بسم اللہ متشری نے بھی اپنے کتاب الحج المطلب باجھام میں نقل کیا ہے

مودۃ خامسہ سے مطبوعہ بمبئی (لکھی جاتی ہے) انج المطالب باجھام

عن ابی الحمر اء خادم رسول الله
صلعم قال بعد صبح برسد لواء
من رفقاء كاحد ثلث ما سمعت
اذ نأى ودأت عيناى اقبل رسول
الله صلعم حتى دخل علوا عائشة
فقال لها ادعى لى سيد العرب فبعثت
الى ابى بكر فدفعه فجاء حتى كان
كراى العين علم ان غيره دعى
فخرج من عندها حتى دخل على
حفصة فقال لها ادعى لى سيد
العرب فبعثت الى عمر فدفعه حتى
اذا صار كراى العين علم
ان غيره دعى فخرج من عندها
حتى اذا دخل على ام سلمة كانت
من خيرهن وقال ادعى لى سيد

ابو حمزہ اور خادم رسول اللہ سے منقول ہے
اس نے اپنے زمانہ پیری میں بعض فقہاء
سے کہا کہ میں تم سے وہ واقعہ بیان کرتا ہوں
جسے میرے کانوں نے سنا اور آنکھوں نے
دیکھا (ایک دن) رسالت آپ عارثہ کے
پاس آئے اور فرمایا کہ سید العرب کو بلواؤ
انہوں نے ابو بکر کے پاس آدمی بھیجا اور
بلوایا اور وہ آئے یہاں تک کہ جس وقت وہ
سامنے آئے تو حضرت نے جانا کہ جسکو بلوایا
گیا تھا یہ شخص وہ نہیں ہے پس آپ ان
کے بیان سے واپس ہوئے اور حفصہ کے
پاس تشریف لائے اور ان سے کہا کہ
سید العرب کو بلواؤ انہوں نے عمر کے
پاس آدمی بھیجا اور بلوایا جسوقت وہ
سامنے آئے تو حضرت نے دیکھا کہ یہی وہ

سبب العرب فبعثت الى علي فدعته
ثم قال لي يا ابا الحسن ادع دُرَّه وَاَتَنِي
بِمَا تَهْتَمُّ مِنْ قَرْبَشٍ وَفَانِثِينَ مِنْ
العَرَبِ سَنِينَ مِنَ الْمَوَالِي وَارْتَبِعِينَ
مِنْ اَوْلَادِ الْجَبَشَةِ فَلَمَّا اجتمع الناس
قال ائتني بصحيفة من اديم فاتيته
بها ثم اقامهم مثل صف الصلوة
فقال يا معشر الناس ليس الله اولي
بي من نفسي يا مرفي وينها في مالي
علي الله امرؤ ولا هي قالوا ابي يا
رسول الله فقال الست اولي بكم
من انفسكم امرؤكم واهلكم
ليس لكم علي امرؤ ولا هي قالوا
بلى يا رسول الله قال من كان
الله وانا مولا ه فهدا علي مولا بكم
وينهاكم مالكم وعلانيه من امرؤ ولا
هي اللهم وال من والاه وعاد
من عاداه وانصر من نصره واخذل
من خذله اللهم انت شهيد
عليهم افي قد بلغت وضحت ثم
امرفيت ائت الصحيفة عليا ثلثا
ثم قال من شاء ان يقيله ثلثا
فقلنا نعوذ بالله ورسوله ان
نستقيله ثلثا ثم ادرسم الصحيفة
وختمها بخواتيمهم ثم قال يا علي
خذ الصحيفة اليك فمن نكث
لك فاني بالصحيفة فاصون

نہیں ہیں، پس حضرت کے پاس سے بھی واپس
ہو گئے اور ام سلمہ کے پاس آ گئے اور یہ
حضرت کے بہترین ازواج سے تھیں
اور فرمایا کہ سید العبد کو بلو اور انھوں نے
علی کے پاس آدمی بھیجا اور بلو یا پھر حضرت نے
فرمایا کہ اے ابوالحرا جاؤ ایک تو آدمی قریش
کے اور اثنی عشر کے اور ساتھ ظالم اور
چالیس جشیون کو لاؤ۔ پس جو وقت سب گ
جمع ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ چڑھے والا صحیفہ
لاؤ میں نے لاکر حاضر کیا پھر حضرت نے
اُن لوگوں کو مثل صف نماز کھڑا کیا اور
فرمایا اے گمراہ مردم کیا خدا میری جان پر
مجھ سے بہتر و فضل نہیں ہے۔ مجھے
امر کرتا ہے اور کبھی کرتا ہے اور مجھے خدا
پر نبی اور امر کرنے کا کوئی حق نہیں ہے
لوگوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ پھر حضرت نے
فرمایا کہ کیا میں تمھارے نفسوں کے بہتر و فضل
نہیں ہوں کہ میں امر کرتا ہوں نہیں اور نہ ہی
کرتا ہوں اور نہیں مجھ پر امر دینی کرنے کا کوئی
حق نہیں ہے لوگوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ
پھر حضرت نے فرمایا کہ خدا، ادرین، حسکا
سولی (دادلی بالقرن) ہوں یہ علی بھی اس کے
سولی (دادلی بالقرن) ہیں یہ امر کرینگے
تین ادنی کرینگے اور نہیں ان پر نبی د
امر کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا بار الہا درست
رکھ اسکو جو اسے درست رکھے اور دشمن
رکھ اسکو جو اسے دشمنی رکھے اور مذکور

انا خصمه ثم تلا هذه الآية
 ولا تقضوا الايمان بعد تو كيدھا
 وقد جعلتم الله عليكم كفيلا
 فتكروا كعبتي سواعيل اذا شئدوا
 على انفسهم فشد الله عليهم
 ثم تلا فمن نكث فاثمان نكث
 على نفسه الا يذ
 او سکی جو اس کی مدد کرے اور چھوڑ دے اسکو
 جو اس کو چھوڑ دے بارالہا تو گواہ ہے میرا
 ان لوگوں پر کہ میں نے تیرے حکم کو پونچا دیا
 اور نصیحتیں کیں۔ راوی کہتا ہے کہ پھر حضرت نے
 حکم دیا اور وہ صحیفہ پڑھ کر ہم لوگوں کو تین مرتبہ
 سنایا گیا پھر حضرت نے تین مرتبہ فرمایا جس کا
 دل چاہے وہ اپنے اقرار دن کو داپس لے

پس ہم نے تین بار کہا کہ ہم یا ہائے اگلے ہیں خدا اور رسول سے اس امر میں کہ ہم داپسی چاہیں۔ پھر حضرت نے اس صحیفہ کو لپیٹ دیا
 اور حضرت نے ہر گائی ان سب کی ہر دن سے پھر فرمایا کہ اے علی اس صحیفہ کو پس جو شخص حمد شکنی کرے پس اس صحیفہ کو پڑھ دینا
 پس میں اس کے مقابلہ میں مدعی ہوں گا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ولا تقضوا الايمان بعد تو كيدھا
 وقد جعلتم الله عليكم كفيلا پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی فمن نكث فاثمان نكث على نفسه الا يذ۔

اور روایت مذکورہ کو علامہ عبدالقادر ابن محب الطبری کتاب حسن السریۃ فی حسن السیرۃ میں بھی ارد کیا ہے

آخر اس روایت طویلہ کا یہ ہے۔ فقال لست اولى بكم من انفسكم اهل الكهنة وامرؤاھی قالوا بلی یا رسول الله فقال
 كان الله وانا مولا فخذ اعلی مولاہ بامرکم وبعیہا کم ووالکم علیکم امر ولا فخل لحدیث۔ پس یہ روایت مع امور مذکورہ
 دلالت واضحہ رکھتی ہے خلافت اور ولایت علی پر بعد رسول (سی کو خلافت بلا فصل کھتے ہیں۔ ۲۔ اس کا ترجمہ دیکھو صفحہ ۹۱)

یہاں سے ابتداء سفر حجۃ الوداع کی تاریخ بقید یوم کے تحقیق کی جاتی ہے

شبلی صاحب اعظم گڑھی اور ان کے رفیق سفر مولانا امین اللہ تاریخ سفر کی ۲۶۔ ذوقعدہ سنہ ۱۰۲۰ کا دن بیان کرتے ہیں جس سے
 ۲۹۔ ذوقعدہ (شعبانہ) ۳۰۔ ذوقعدہ (چهارشنبہ) ۳۱۔ ذی الحجہ (یکشنبہ) داخلہ مکہ منظمہ اور ۱۔ ذی الحجہ عرفہ کو (یوم جمعہ) لائے ہیں
 ہی جمعہ ۲۵۔ ذوقعدہ اور ۱۲۔ بیح الاول و تیسری ماہ رمضان میں آئی۔ (دیکھو نقشہ خبزی حرن رالف) کثیر التوقع تہ شبلی صاحب کا پہلا غلط وقتہ (م)
 نو ذی الحجہ عرفہ کو جمعہ کا دن لائے کیلئے ۲۶۔ ذوقعدہ کو (سنہ ۱۰۲۰) کا دن لایا گیا ہے چنانچہ شبلی صاحب اعظم گڑھی
 اپنے تئیں اس طرح بیان کرتے ہیں۔

ذی الحجہ کے دن ذوقعدہ کی ۲۶ تاریخ کو آپ نے غسل فرمایا اور چادر تہہ باندھی نماز ظہر کے بعد مدینہ سے باہر
 پھر لکھتے ہیں ذی الحجہ کی چار تاریخ کو صبح کے وقت مکہ منظمہ میں داخل ہوئے۔ مدینہ سے مکہ تک یہ سفر نو دن میں طے ہوا
 چار روزات آپ علیہ السلام نے دوسرے وقت سفر فرمایا ہے اس لئے انہی والی شریعے حساب کیا گیا ہے اندیشہ کہ
 اس دن صحن ذوالخلیفہ تک میل کا سفر ہے شب کو ذوالخلیفہ میں قیام ہوا پھر ظہر کے بعد احرام وغیرہ سے فارغ ہو کر روانگی
 مسلسل ہوئی اور ۲۸۔ ذوقعدہ کی صبح کو ۸ و ۹ بجے ایک منزل پر پہنچے جو ۲۹ و ۳۰ ذوقعدہ تک تین دن اور چوتھی ذی الحجہ کی

صبح کو سات دن ہوتے ہیں جس کو نعمانی صاحب دن کا سفر اور مولانا امین اللہ آٹھ روز کا سفر لکھتے ہیں
دیکھنا یہ ہے کہ یہ مسافت کتنے دنوں کی ہے اور محدثین نے کس تاریخ سے اس سفر کا ہونا بیان کیا ہے
اور انٹ کی سواری سے قافلہ کے ساتھ یہ سفر کتنی مدت میں طے ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے۔

نبلی صاحب باوجود تیسریں ملک عرب کا نقشہ دینے کے میلوں کا پیمانہ نہیں لکھا۔ ہم نے تمدن عرب
ترجمہ سید علی بگرامی میں نہایت عمدہ صحیح نقشہ دیکھا ہے جس کے حساب سے کہ سے مدینہ کا فاصلہ تخمیناً ۲۵۱ میلون کا آئے۔
اور ہائی اسکول میں جو عربی کی دوسری کتاب مولفہ شمس العلماء قاضی میر احمد شاہ رضوانی مطبوعہ لاہور ۱۹۲۲ء
ہے جس کے صفحہ ۵۵ میں یہ عبارت ہے

المدينة المنورة هي المشهورة بمدينة النبي
صلعم x x x وموقعها الى جانب
الشمال من مكة بمسافة نحو اثنتي عشرة
ميلة مراحلة۔

اور قرۃ العیون شرح سرد الخزون نواب محمد علی خان والی ٹونک کے صفحہ ۵ میں ہے ”ابو الفضل کرمانی نے
لکھا ہے کہ ذوالخليفة مکہ سے دس منزل ہے اور مدینہ سے دو فرسخ ہے“
اور کتاب چار باب مولفہ شاہ اہل اندر برادر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مطبوعہ مطبع محمد مصطفیٰ خان ۱۲۵۸ھ کے
صفحہ ۲۲ میں ہے۔ ذوالخليفة وہ منزل اذ کہ میقات مدینان ۱۲۔

اور اردو ترجمہ صحیح ترمذی حصہ اول مطبوعہ نو کثرتہ ۲۰۰۰ کے حاشیہ میں ہے ”ذوالخليفة ایک جگہ ہے
بچھیل ہے مدینہ سے اور دس منزل ہے مکہ سے“
ایضا حضرت ظہر کی نماز پڑھ کر مدینہ سے روانہ ہونے اور عصر کی نماز ذوالخليفة میں کہ میقات اہل مدینہ ہے
پڑھی اور رات کو وہاں ہے اور صبح کو احرام باندھا۔

اور قرۃ العیون شرح سرد الخزون شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حصہ ششم جلد اول مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۷۸ھ
میں ہے ”غرض کہ جب حضرت نماز ظہر پڑھ کر اور احرام باندھ کر اور لبیک کہہ کر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے پھر اونٹنی اٹھی تب دوسری بار
اپنے لبیک کہی پھر جب پہلے پر کہ ہر ابر بیداکے ہی چڑھے تب پھر لبیک کہا اور ابتدا لبیک کہنے کی بعد نماز ظہر کی کے تھی“
غرض کہ ظہر اور عصر کے درمیان سے سسل روانگی ہوئی۔ چنانچہ در سالہج یعنی مفصل حالات سفر جو میں شریفین مع
ادعیرہ ثورہ مروجہ از وقت داگنی تا آخر سفر مولفہ حاجی علیم الدین صاحب مقیم جدہ (عرب) بار اول مطبوعہ حامی پریس لکھنؤ
۱۸۹۷ء ص ۱۱ میں ہے“

مدینہ منورہ کا سفر اگر گیارہ دن میں طے ہوتا ہے بعض منزلیں بہت سخت ہیں ظہر سے سوار ہوتے ہیں اور تمام
رات چلتے ہیں اور دو دن کے دن کو بجے جا کے قیام پر پہنچتے ہیں۔ ۱۱ دن ہے۔ شغدن کے اوپر دری یا کپڑا

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں لگانا لازم ہے کیونکہ بیان گیارہ دن کا سفر ہو گا دن کی دوپہر و رات کی شبیہ سے پہنچنا نہایت ضروری ہے۔

یہاں تک کہ معظّمہ سے مدینہ منورہ تک یہ سفر گیارہ دن ہیں طے ہونا معلوم ہو گیا تقریباً یہی مدت ہجرت کے زمانہ میں جو صرف دو تین شخصوں سے کیا گیا اور حضرت صلعم بارہویں روز بارہ ربیع الاول دو شنبہ کے دن صبح کو دن چڑھے مدینہ منورہ پہنچے اور یہ بارہ ربیع الاول دو شنبہ کا پہنچنا متفق علیہ ہے۔ اور حضرت شہد دو شنبہ میں گھر سے نکل کر فارمین داخل ہوئے اور تین شبانہ روز فارمین رہے۔ اور پچیس شنبہ تک ربیع الاول فارمین سے نکل کر مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔

سیر طبری جلد ثانی ص ۴۴ میں ہے

وفي الفصول المحمّدية واقام رسول الله
صلعم ثلاثة ايام بلياليها في الفار
فصول المهمّين ہے کہ رسول خدا صلعم فار
میں تین شبانہ روز ٹھہرے۔

تفسیر جامع البیان طبری جلد ۶ ص ۶۱ میں ہے۔

عن ابن عباس ولد نبیکم صلعم یوم
الاثنين وخرج من مکة ودخل
المدينة یوم الاثنين۔
ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت صلعم
دو شنبہ ہی کو کہ معظّمہ سے نکل کر دو شنبہ ہی کے
دن مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

ایضاً تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۳ ص ۲۱۱ میں ہے۔

عن ابن عباس قال ولد النبی صلعم
یوم الاثنين وخرج مهاجراً من
مكة الى المدينة یوم الاثنين و
قدم المدينة یوم الاثنين۔
حضرت ابن عباس نے کہا ہے کہ رسول اللہ
صلعم دو شنبہ کے روز پیدا ہوئے اور دو شنبہ ہی
کو کہ معظّمہ سے ہجرت کیا دو شنبہ کے روز مدینہ
منورہ میں داخل ہوئے۔

تفسیر معالم التنزیل بغوی ص ۲۱۱ میں ہے

وکانت هجرة في لثاني عشر
ربیع الاول۔
۱۲ ربیع الاول سالہ کو ہجرت کر کے
پہنچے

اور تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد ثانی ص ۳۱ میں ہے۔

فزل علی عمرو بن عوف لا ثقی عشرة
لیله خلت من ربیع الاول
قال ابو الیخند اقدم رسول الله المنة
لا ثقی عشرة لیله خلت من
ربیع الاول سنة احدى۔
رسول اللہ صلعم ربیع الاول کے بارہ
راتوں گزے عمر بن عوف کے بیان تشریف
تاریخ ابوالفداء میں ہے کہ رسول خدا صلعم
بارہویں ربیع الاول سالہ ہجری کو مدینہ
منورہ پہنچے۔

جبکہ بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) تھا اور ۲ صفر شب (دوشنبہ) کو حضرت صلعم مکہ معظمہ سے نکلتے داخل غار ہوئے۔

چنانچہ معارج النبوة رکن چہارم مطبوعہ لاہور ۱۲۹۲ھ ص ۵۵ میں ہے۔

دوشنبہ دوشنبہ بست و ہفتم صفر از راہ دریچہ شب دوشنبہ ستائیسویں صفر آنحضرت صلعم چھوٹے

خانہ بیرون رفتند و متوجہ غار ثور شدند۔ دروازہ سے نکلتے غار ثور کے جانب روانہ ہوئے۔

بہر حال یہ سفر ہجرت کا بارہ روز میں طے ہوا جو گیارہ دن حال کے مدت سفر کی تائید میں ہے جسکو شبلی صاحب نے نو دن میں طے ہونا لکھا ہے جو حساب سے کل ایک ہفتہ ہوتے ہیں جسکو مولوی امین الدین اپنے سیرت منظوم (قصیدہ عظمیٰ) میں آٹھ دن کا سفر لکھا ہے جس میں انہوں نے ۲۶ ذیقعدہ کا مدینہ منورہ سے ذوالحلیفہ تک ۶ میل والا سفر بھی شامل کیا ہے جس سے آٹھ دن ہوتے ہیں اور چوتھی ذیحجہ صبح داخلہ مکہ معظمہ ہے۔

پس شبلی صاحب کے نو دن ۲۵ ذیقعدہ سے ہو سکتے اسلئے ان کا ۲۶ ذیقعدہ خود انہیں کے قول سے باطل اور غلط ہو گیا گو یہ مدت اس سفر کے طے ہونیکل کافی نہیں ہوتی لیکن محدثین نے پانچ راتوں باقی پر حضرت صلعم کا سفر مانا لکھا ہے اسلئے ہم اسی ۲۵ ذیقعدہ کو سفر فرمانا مانے لیتے ہیں جو شبلی صاحب کے ماہ ذیقعدہ کا مل ۱۴ دن سے ہے کیونکہ ۲۹ کی رویت سے وہی حساب سات آٹھ دن کا ہوگا جیسا کہ ۲۶ ذیقعدہ میں گزر چکا۔ اور محدثین نے کامل ۱۳ دن کا لیا ہے جسکو ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

ذیل میں محرزین حدیث سفر حجۃ الوداع اور وفات النبی کے روایت کنندگان کی فرست نمبر وار دیجاتی ہے یہی وہ محدثین اور مورخین و مفسرین و ارباب سیر سے ہیں جن میں آرا کین قوم و اساطین اور حفاظ حدیث بھی داخل ہیں چہر دار و مدار مذہب اسلام ہے۔

- (۱) امام ابن شہاب محمد بن مسلم الذہری المتوفی ۱۲۸ھ (۲) موسیٰ بن عقبہ امام مغازی المتوفی ۱۳۸ھ (۳) محمد بن اسحاق امام
- ورئیس مغازی المتوفی ۱۸۸ھ (۴) امام مالک بن انس المتوفی ۱۹۸ھ (۵) محمد بن عمر قادی صاحب مغازی قاضی بغداد المتوفی ۲۴۸ھ
- (۶) امام عبد الملک بن ہشام المعروف بابن ہشام تلخیص سیرت ابن اسحاق المتوفی ۲۴۱ھ (۷) محمد بن سعد کاتب اقدی صاحب طبقات المتوفی ۲۴۱ھ
- (۸) امام احمد بن حنبل الشیبانی صاحب مسند المتوفی ۲۴۱ھ (۹) امام و حافظ ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل جامع صحیح بخاری المتوفی ۲۵۵ھ
- (۱۰) احمد بن ابی یقوب بن واضح کاتب عباسی صاحب تاریخ یعقوبی (۱۱) امام و حافظ مسلم بن الحجاج صاحب صحیح مسلم المتوفی ۲۶۱ھ
- (۱۲) صاحب رمدان ابن قتیبہ ابی محمد عبد اللہ بن مسلم الذہری المتوفی ۲۶۵ھ (۱۳) امام و حافظ محمد بن عیسیٰ صاحب جامع صحیح
- ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ (۱۴) امام و حافظ ابی عبد الرحمن احمد بن شعیب مع وخصایص المتوفی ۲۸۵ھ (۱۵) امام و حافظ و محمد مطلق ابو جعفر بن
- جریطبری المتوفی ۲۸۵ھ (۱۶) امام و ناقد و حافظ ابن حافظ ابو محمد عبد الرحمن بن محمد الشہیر بابن ابی حاتم المتوفی ۲۸۵ھ (۱۷) شہاب الدین
- احمد المعروف بہ ابن عبد ربہ الاندلسی مالکی المتوفی ۳۲۸ھ (۱۸) حافظ ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد صاحب الصحیح المتوفی ۳۳۸ھ (۱۹)
- حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی المتوفی ۳۲۰ھ (۲۰) ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم المتوفی ۳۸۵ھ (۲۱) ابو بکر احمد بن عبد الرحمن

شيرازي المتوفى سنة ٢٢٠ (حافظ ابو بكر احمد بن موسى بن مردويه الاصمبها في المتوفى سنة ٢٢٣) ابو اسحاق احمد بن ابراهيم لتبلي
 صاحب تفسير كشف والبيان عن علوم القرآن المتوفى سنة ٢٢٧ (تاج الحفاظ حافظ ابو نعيم احمد بن محمد الشاذلي الاصمبها في المتوفى
 سنة ٢٢٥) امام و الحافظ ابو بكر احمد بن الحسين البهقي المتوفى سنة ٢٢٦) امام و الحافظ ابو عمر ابن عبد البر صاحب سينعاب
 المتوفى سنة ٢٢٦) حافظ ابو بكر احمد بن ثابت الخطيب المتوفى سنة ٢٢٨) امام ابو الحسن علي بن حمد واحد في نيشابور صاحب
 تفسير اسباب نزول المتوفى سنة ٢٢٩) ابو الحسن علي بن محمد بن الخطيب كجالي المعروف بابن المقازلي المتوفى سنة ٢٣٠) امام
 محمد بن محمد ابو جعفر الى صاحب كتاب سر العالمين المتوفى سنة ٢٣١) حسين بن مسعود بنجوي امام محي السنة صاحب تفسير معالم التنزيل
 المتوفى سنة ٢٣٢) امين الدين ابو علي فضل بن حسن طبرسي صاحب تفسير مجمع البيان المتوفى سنة ٢٣٣) ابو الفتح محمد بن علي
 بن ابراهيم النظري (٢٣٣) ابو المؤيد موفقي بن احمد بن اسحاق المعروف باخطب خوارزم المتوفى سنة ٢٣٥) حافظ الكبير ابو الفتح
 علي بن الحسن المعروف بابن عساكر دمشق المتوفى سنة ٢٣٥) صاحب روض الالفت امام عبد الرحمن السبيلي شارح سيرت ابن
 اسحاق المتوفى سنة ٢٣٦) صاحب كتاب لوفنا لفظ جمال الدين ابو الفرج ابن جوزي المتوفى سنة ٢٣٨) الشيخ والام محمد الدين
 صاحب نهاية وجامع الاسوال المعروف بابن اثير حوزي المتوفى سنة ٢٣٩) امام فخر الدين محمد بن عمر الرازي صاحب تفسير كبريه
 المتوفى سنة ٢٤٠) صاحب تاريخ الكامل واسد الغاب في الصحابة للامام علامه عز الدين ابو الحسن علي بن محمد ابن الاثير جزري المتوفى
 سنة ٢٤١) صاحب تاريخ مظفر قاضي شهاب الدين ابراهيم بن عبد الله بن ابي الدم المتوفى سنة ٢٤٢) صاحب مطالب
 السؤل في مناقب آل الرسول محمد بن طلحة شافعي المتوفى سنة ٢٤٣) علامه سبط ابن الجوزي صاحب تاريخ امرأة الزمان
 وتذكره خواص الامة المتوفى سنة ٢٤٤) صاحب كفاية الطالب في مناقب علي بن ابي طالب الشيخ الحافظ ابي عبد الله محمد بن
 يوسف بن محمد الكشي الشافعي المتوفى سنة ٢٤٥) تاريخ وفيات الاعيان امام قاضي شمس الدين ابو العباس المعروف
 بابن تليكان المتوفى سنة ٢٤٦) رايض النضر في فضائل العشرة للحافظ محمد بن احمد بن عبد الله بن محمد الطبري الشافعي المكي
 المتوفى سنة ٢٤٦) حافظ ابو محمد عبد المومن بن خلف الديلمي المتوفى سنة ٢٤٨) صاحب تفسير مدارك التنزيل وحقائق
 التأويل شيخ الاسلام حافظ الدين عبد الله بن احمد بن محمود النيسفي المتوفى سنة ٢٤٩) صاحب فرائد السطين للشيخ ابو الجايع
 صدر الدين ابراهيم بن محمد بن المؤيد الحموي المتوفى سنة ٢٥٠) صاحب تاريخ المختصر في اخبار البشر المعروف بتاريخ ابي الفداء المتوفى
 سنة ٢٥١) عمون الاخر للحافظ فتح الدين محمد المعروف بابن سيد الناس المتوفى سنة ٢٥٢) صاحب تفسير لباب التأويل
 في معاني التنزيل المعروف ب تفسير خازن امام علاء الدين علي بن محمد بن ابراهيم الخازن المتوفى سنة ٢٥٣) حافظ شمس الدين
 ابو عبد الله محمد بن احمد ذهبي المتوفى سنة ٢٥٤) صاحب تاريخ تيمم المختصر للشيخ ولام زين الدين ابن عمر بن الورد المتوفى سنة
 ٢٥٥) صاحب كتاب نظم دوا السطين للشيخ والامام والعلامة جمال الدين محمد بن يوسف محدث احرم المتوفى سنة ٢٥٦) صاحب
 كتاب منتقى من سيرة المصطفى سعيد كازروني المتوفى سنة ٢٥٦) كتاب لاشاره في سيرة المصطفى للحافظ علاء الدين عبد الله مغلطاي
 المتوفى سنة ٢٥٨) صاحب تاريخ بدايه و النهايه وتفسير للحافظ سعاد الدين اسمعيل بن عمر المعروف به حافظ ابن كثير الدمشقي
 الشافعي المتوفى سنة ٢٥٩) علامه سيد علي همداني صاحب كتاب مودة القرني وغيره المتوفى سنة ٢٦٠) قاضي عبد الرحمن

بن محمد اعظمی المالکی مورخ ابن خلدون المتوفی سنہ ۷۱۱ (صاحب کتاب حیوة الحيوان ومیری شافعی المتوفی سنہ ۷۱۲) صاحب
 روضة المناظر ابن شحنة حنفی المتوفی سنہ ۷۱۳ (صاحب تصحیح المصابیح واسنی الطالب شیخ الاسلام قاضی القضاة شمس الدین محمد
 البحرزی المتوفی سنہ ۷۱۴) صاحب فتح الباری شارح صحیح بخاری للحافظ ابن حجر عسقلانی شافعی المتوفی سنہ ۷۱۵ (صاحب
 عمدة القاری شایح صحیح بخاری علامہ عینی حنفی المتوفی سنہ ۷۱۶) صاحب کتاب فصول المهمہ ابن صباغ مالکی المتوفی سنہ ۷۱۷
 (۷۱۷) مورخ روضة الصفا فارسی محمد زاهد شاہ المتوفی سنہ ۷۱۸ (صاحب معارج النبوة فارسی مولانا معین الدین قراہی المتوفی
 سنہ ۷۱۹) صاحب روضة الشہداء فارسی وتفسیر مواہب علیہ المعروف بتفسیر حسینی حسین بن علی اکاشفی وداعظ البہیقی المتوفی
 سنہ ۷۲۰ (صاحب تاریخ الخلفاء سیوطی وتفسیر ورنشور وآلقان وغیرہ للشیخ جلال الدین سیوطی المتوفی سنہ ۷۲۱) صاحب
 مواہب اللدنیہ وارشاد الساری شرح صحیح بخاری للشیخ شہاب الدین احمد قسطلانی المتوفی سنہ ۷۲۳ (صاحب تاریخ حبیب السیر
 فارسی غیاث الدین بن ہمام الدین المتوفی سنہ ۷۲۴) سبیل الہدی والرشاد فی سیرت خیر العباد محمد بن یوسف الشامی الدمشقی
 سنہ ۷۲۵ (صاحب تاریخ الخمیس شیخ حسین بن محمد بن الحسن الدیاربکری المتوفی سنہ ۷۲۶) صاحب تفسیر سراج المیر للامام
 محمد بن احمد الخطیب الشیرینی المتوفی سنہ ۷۲۷ (صاحب کتاب اربعین وروضة الاحباب فارسی جمال الدین عطاء الدین
 فضل السدمحدث الشیرازی المتوفی سنہ ۷۲۸) انسان العیون فی سیرة الایمن والامون المعروف بہ سیرت حلبی نور الدین علی بن
 ابراہیم حلبی الشافعی المتوفی سنہ ۷۲۸ (مدارج النبوة للشیخ عبدالحق دہلوی المتوفی سنہ ۷۲۹) مناقب مرتضوی صاحب
 احسینی الترمذی کشفی فارسی (۷۲۸) نسیم الریاض للشیخ شفا، قاضی عیاض شہاب الدین خفاجی حنفی المتوفی سنہ ۷۲۹ (زر قانی
 شرح علی المواہب للشیخ محمد بن عبدالباقی الزرقانی المتوفی سنہ ۷۳۰) سرور المحزون شاہ ولی السدمحدث دہلوی المتوفی
 سنہ ۷۳۱ (شیخ محمد بن سالم حنفی شافعی المتوفی سنہ ۷۳۲) سید محمد بن اسمعیل یمنی صاحب روضة التذیلة المتوفی
 سنہ ۷۳۳ (مولوی امین اللہ صاحب سیرت منظوم قصیدہ عظمیٰ المتوفی سنہ ۷۳۴) شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ
 اثنا عشریہ وتفسیر عزیزی المتوفی سنہ ۷۳۵ (شاہ عبد القادر صاحب موضح القرآن اردو مع تفسیر المتوفی سنہ ۷۳۶) (۷۳۷)
 تفسیر فتح القدیر للشوکانی المتوفی سنہ ۷۳۸ (صاحب تاریخ حبیب اللہ مولفہ محمد عنایت احمد کاکوروی مولفہ سنہ ۷۳۹) سیرۃ ابنوبیہ
 والآثار المحمدیہ سید احمد وعلان مفتی مکہ معظمہ مولفہ سنہ ۷۴۰ (صاحب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان بنی قندوزی المتوفی سنہ ۷۴۱)
 (۷۴۲) صاحب تفسیر فتح البیان نواب مولوی صدیق حسن خان بھوپالی المتوفی سنہ ۷۴۳ (صاحب ناسخ التواتر
 بہرستوفی لسان الملک طبرانی (۷۴۴) تاریخ الاسلام علامہ ابوالفضل محمد بن احسان اللہ گورکھپوری (۷۴۵) خاتمہ
 فرست مذکورہ میں ان چار فظوں کا استعمال کثرتاً ہوا ہے۔

حافظ، امام، شیخ، محدث وغیرہ جنکی اصطلاح فن رجال و محدثین میں یہ ہے جسکو جمع الوسائل شرح الشماہل
 نور الدین علی بن سلطان محمد القاری سے نقل کیا جاتا ہے۔ ثم الحافظ فی اصطلاح المحدثین من حاط علیہ ما فی الصحاح من متنا
 و اسناد و الطالب هو المبتدئ الراغب والمحدث الثم والامام هو المتاخر الکامل والخبر من احاط علیہ مثلاً ما فی الصحاح من متنا و اسناد و
 احوال و رواة جرحاً و تعدلاً و تاریخاً و الحاکم هو الذی احاط علیہ بحمیم الاحادیث المرونیہ كذلك۔

(۱) ابن شہاب محمد بن مسلم الزہری المتوفی ۲۲ھ

ابن شہاب زہری کے بیان سے سفر حجۃ الوداع فرمائی ابتدا کیجاتی ہے کہ حضرت صلعم ۲۵ ذیقعدہ مناسبتہ کو مدینہ منورہ سے حج کے لئے روانہ ہوئے۔

چنانچہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری علامہ قسطلانی مطبوعہ مصر ۱۳۱۵ھ ج ۶ باب حجۃ الوداع ص ۹۲ میں ہے۔

قال حدثنا اسمعيل بن عبد الله، أكا ويلي
قال (حدثنا مالك) هو ابن انس، امام الأئمة
عن ابن شهاب (محمد بن مسلم الزهري) عن
عروة بن الزبير (بن العوام) (عن عائشة) عن
أها (قالت خرجنا) من المدينة (مع
رسول الله صلعم) في حجة الوداع
لخمس بقين من ذي القعدة -

کہا حدیث کی مجھے اسمعیل بن عبد اللہ اویسی نے
کہا حدیث کی مجھے امام مالک بن انس نے ابن
شہاب یعنی محمد بن مسلم زہری سے اونہوں نے عروہ
بن زبیر بن عوام سے اونہوں نے حضرت عائشہؓ
سے روایت کی ہے کہ نکلے ہم لوگ ساتھ
رسول اللہ صلعم کے مدینہ منورہ سے واسطے حج الوداع
کے جبکہ پانچ (راتین) باقی تھیں ماہ ذیقعدہ کی

یعنی ۲۵ ذیقعدہ مناسبتہ کو

حدیث مذکورہ میں (۲۵ ذیقعدہ) تاریخ سفر حجۃ الوداع کا یوم نہیں ہے جس سے معلوم ہوتا کہ رسول اللہ صلعم نے
کس دن سفر فرمایا جسکے تحقیق کے لئے رسول اللہ صلعم کے تاریخ ابتدا مرض اور تاریخ وفات ہر دو سے مراجعت کر کے صحیح پتہ
لگایا جائے گا کہ دراصل حضرت نے کس دن سفر کیا۔ (صحیح بخاری ج ۱ اول باب وفات ابی)

قال البخاري حدثنا ابو نعيم حدثنا شيبان
عن يحيى عن ابي سلمة عن عائشة
وابن عباس (ان النبي صلعم
بعث بمكة عشرين من ينزل عليه
القرآن وبالمدينة عشرين) -

کہا بخاری نے حدیث کی ہم سے ابو نعیم نے
کہا حدیث کی ہم سے شیبان نے یحییٰ سے اوس نے
ابی سلمہ سے اوس نے عائشہؓ اور ابن عباسؓ سے کہ
رسول اللہ صلعم مکہ معظمہ میں قرآن نازل ہونے کے بعد
دس برس اور مدینہ میں دس برس پڑھے۔

حدثنا عبد الله بن يوسف قال حدثنا
الليث عن عقيل عن ابن شهاب عن عروة
بن الزبير عن عائشة ان رسول الله صلعم
توفي وهو ابن ثلث وستين قال
ابن شهاب واحب خبرني سعيد
بن المسيب مثله -

حدیث کی ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے کہا مدینہ
کی ہے لیث نے عقیل سے اونہوں نے ابن شہاب
زہری سے اونہوں نے عروہ بن زبیر سے اونہوں نے
عائشہؓ سے تحقیق رسول اللہ صلعم نے وفات پائی
اور وہ تیسٹھ سال کے تھے اور مثل اسکے ابن شہاب
زہری نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے۔

تاریخ صغیر بخاری مطبوعہ مطبعہ احمدی آباد ۱۳۱۵ھ ۱۷۱۵ء میں ہے۔

اخبرنا اسمعيل بن ابي اويس حدثني اسمعيل
بن ابراهيم بن عتبة عن موسى بن عتبة قال
ابن شهاب اخبرني عروة بن الزبير عن
عائشة زوجة النبي صلى الله عليه وسلم وقالت
توفانا النبي صلى الله عليه وسلم وانا بن ثلاث وستين
وقال ابن شهاب
حدثنا مثل ذلك سعيد بن المسيب
وحدثنا ابراهيم بن المنذر ثنا احمد
بن فليح عن موسى بن عتبة عن ابن
شهاب عن عروة عن
عائشة مثله۔

خبر دی ہیکو اسماعیل بن ابی اویس نے کہا حدیث
کی مجھے اسمعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن
عقبہ سے کہا اونھوں نے ابن شہاب زہری سے
خبر دی ہیکو عروہ بن زبیر نے اونھوں نے حضرت
عائشہ زوجہ النبی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
صلعم نے ترسٹھ سال پر وفات فرمائی اور مثل سی
حدیث کے کہا ہے ابن شہاب زہری نے کہ حدیث
کی مجھے سعید بن مسیب نے اسی طرح اور حدیث
کی مجھے ابراہیم بن المنذر نے اون سے محمد بن
فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے اونھوں نے ابن
شہاب زہری سے اونھوں نے عروہ سے اونھوں
نے حضرت عائشہ سے مثل حدیث مذکورہ کے
روایت کی ہے۔



صحیح مسلم ج۔ ثانی باب قدر عمرہ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۱۲ھ میں ہے۔

حدثني عبد الملك بن شعيب
بن الليث قال حدثني ابي عن جده
قال حدثني عقيل بن خالد عن ابن شهاب
عن عروة عن عائشة ان رسول الله
صلعم توفي وهو ابن ثلاث
وستين سنة وقال ابن شهاب
اخبرني سعيد بن المسيب بمثل
ذلك۔

حدیث کی مجھے عبد الملک بن شعیب
نے کہا حدیث کی مجھے میرے باپ شعیب نے
اون سے میرے دادا لیث نے کہا حدیث کی مجھے
عقیل بن خالد نے ابن شہاب زہری سے اونھوں
نے عروہ سے اونھوں نے حضرت عائشہ سے تحقیق
رسول اللہ صلعم نے وفات پائی اور وہ حضرت صلعم
تھے ترسٹھ سال کے اور مثل اس حدیث کے ابن
شہاب زہری نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے۔

صحیح ترمذی ج۔ ثانی۔ باب نبی صلعم کے عمر کے بیان میں اور جب آنحضرت فوت ہوئے تو کتنی عمر کے تھے۔

حدثنا العباس العنبري والحسين بن
حدیث کی ہم سے عباس عنبري اور حسین بن

صلعم اسی صفحہ کی شرح صحیح مسلم النود میں یوم الوفا۔ ثانی عشر منی وفات نبی صلعم ۱۱ ربیع الاول بوقت صبح (۱۷ جون ۶۲۷ء) (الفاروق) شہلی میں ہو کر عروہ بن زہرا اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور سعید بن المسیب مدینہ منورہ کے سات فقہاء میں موسیٰ بن جابر حدیث دفعہ کا مدار تھا اور ان کے فتویٰ بغیر کوئی تائی فیصلہ کر کے کامیاب نہ تھا۔

مہدی البصری قال نا عبد الرزاق
عن ابن جریج قال نا ابرہہ عن
ابن کثیر نا ابرہہ الزہری عن عروہ
عن عائشہ وقال الحسن بن محمد
فی حدیث ابن جریج عن الزہری عن
عروہ عن عائشہ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم مات دحو بن ثلاث و متین
نا ابرہہ عن ابن جریج نا ابرہہ
نا ابرہہ الزہری نا ابرہہ الزہری عن
عروہ عن عائشہ نا ابرہہ
(۱) حدیث حسن صحیح ہے۔

بصری نے کہا دونوں حدیث کی ہم سے عبد الرزاق
نے ابن جریج سے کہا اوسنے مجھے ابن شہاب زہری
سے خبر ملی ہے اوسنے روایت کی عروہ سے اوس نے
عائشہ سے اور کہا حسین بن مہدی نے اپنی حدیث
میں یہ روایت ہے زہری سے اوسنے روایت کی
عروہ سے اوس نے عائشہ سے یہ کہ نبی صلی اللہ
اس حالت میں کہ ترستھ سال کے تھے یہ حدیث حسن
صحیح ہے اور روایت کیا اسکو زہری کے بھتیجے یعنی
ابن اخی الزہری (محمد بن عبد اللہ) نے زہری سے
اوس نے عروہ سے اوس نے حضرت عائشہ سے
نقل اس کے۔

احادیث مذکورہ سے زہری نے عروہ کے طریق اور عائشہ کے سند سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ترستھ سال کی عمر میں فوت
ہونا واضح ہو گیا جسکو موسیٰ بن عقبہ نے زہری اور عروہ کے طریق اور عائشہ کے سند سے روایت کی ہے اور زہری
نے سعید بن مسیب کی سند سے یہی روایت اخراج کی ہے۔ لیکن یہ وفات انہی صلعم کس تاریخ کو واقع ہوئی جسکے
تحقیق کے بعد تاریخ سفر حجہ الوداع کا یوم استخراج کیا جاتا ہے۔

چنانچہ طبقات البیہار بن سعد جز دوم قسم دوم مطبوعہ لیدن یورپ ۱۳۳۳ھ کے صفحہ پہلی سطر سے پانچ
سطر تک یہ حدیث وارد ہے۔

اخبرنا محمد بن عمرو حدیثی ابراہیم بن یزید
عن ابن طاؤس عن ابراہیم عن ابن عباس قال
حدثنی محمد بن عبد اللہ یعنی ابن اخی
الزہری عن الزہری عن عروہ عن عائشہ
قالت توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم اکابر
کائنات حشرہ مضت من بیع اکابر
سیرت المختصر من سیرۃ سید البشر حافظ دیلمی کے
جزء پنجم میں ہے۔

خبر دی ہکو محمد بن عمر نے کہ حدیث کی مجھے
ابراہیم بن یزید نے عبد اللہ بن طاؤس سے اور
سے اونکے باپ طاؤس نے حضرت ابن عباس سے
کہا حضرت ابن عباس نے اور حدیث کی مجھے نہ
بن عبد اللہ (ابن اخی) الزہری زہری سے بھتیجے نے
زہری سے اور عروہ نے اور حضرت عائشہ
نے کہا کہ وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲ ربیع الاول کے
روایت مذکورہ کو حافظ دیلمی نے اپنے سیرت المختصر میں
سید البشر کے جز پنجم میں وارد کیا ہے۔

ابن عباس اور عائشہ نے روایت کی کہ وہ وفات

صلاۃ علیہ السلام ادا کیا ہو، لائنۃ مستقیمہ
 من ربيع الاول وقد توفى ابي انا وعلیہ وسلم يوم
 الاثنين حیدر انجراتان خلود من شهر ربيع الاول
 سنہ ۱۰ غمرہ و اجماع انصاری علیہ السلام و لائنۃ غمرہ مضاف
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربيع الاول کو
 کہا گیا کہ ۸ ربيع الاول و شبہ اللہ کو دن چڑھے وقت
 ہوئی (لیکن صبح یہ ہے کہ تحقیق وفات ہوئی
 ۱۲ ربيع الاول کو۔

ایک نسخہ انجمن خفا میں موجود ہے مطبوعہ مصر ۱۳۰۵ھ ۲۸۰۰۰۰ میں ہے

داخرہ الواقفی من، طوطہ عن عائشہ وابن عمر
سعید بن المسیب غیرہم رضی اللہ عنہم ان
یوم قبض سولہ صلعم يوم الاثنين لاثنتي عشريه
خاتمت من ربيع الاول سنه احدى عشر من الهجرة۔
اور واقدی نے حضرت عائشہ اور ابن عمر اور
سعید بن مسیب وغیرہ کے طریق سے روایت کی ہے
ابو بکر کی میت یوم دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ
کو واقع ہوئی۔

تاریخ کبیر ابن جریر طبری ج۔ اول حصہ چہارم ص ۱۳۸ امین ہے۔

صالح بن کيسان عن الزهري عن عبد الله بن عبد الله بن عتبة عن عائشة قالت توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة عشرة ليلة مصنت من شهر ربيع الاول في اليوم الذي اقدم فيه المدينة مهاجرا فاستكمل في هجرة عشرة سنين كواحد -

طبقات کبیر ابن سعد جز دوم قسم دوم مطبوعہ لیدن ۱۳۳۲ھ ص ۱۵۱ میں ہے۔

خبر دے دیا کہ جو سید بن منصور نے سفیان بن عیینہ
 سے اسے زہری سے اسے سنا انس بن مالک سے
 کہ وہ کہتے تھے کہ اخیر نظر جو میں نے جناب یہاں صلیع
 پر ڈالی تو وہ بروز دو شنبہ تھی تو حضرت نے پردہ کو
 ہٹایا اور لوگ ابوبکر کے پیچھے صف بہ صف تھے ۔
 حضرت کو لوگوں نے دیکھا تو اون میں ایک ائمہ اہل
 خبر دے دیا کہ جو سید بن منصور نے سفیان بن عیینہ
 سے اسے زہری سے اسے سنا انس بن مالک سے
 کہ وہ کہتے تھے کہ اخیر نظر جو میں نے جناب یہاں صلیع
 پر ڈالی تو وہ بروز دو شنبہ تھی تو حضرت نے پردہ کو
 ہٹایا اور لوگ ابوبکر کے پیچھے صف بہ صف تھے ۔
 حضرت کو لوگوں نے دیکھا تو اون میں ایک ائمہ اہل

۱۷۰ اسد الغابہ فی الصحابہ ابن اثیر جزری ص ۳۳۳ جلد اول میں ہے۔

قال ابو محمد بن ابي رسول الله صلى الله عليه وسلم مات فيه يوم الاربعاء ثلثا من شعبان سنة احدى عشر
ابو عمر في كتابه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مات في شهر ربيع الثاني سنة ثمان مائة واربعة

فطرت الی وجہہ کا ڈھ
درمۃ مصحف ثم القی
الجبف و توفی من آخر
ذلك الیوم۔

پیدا ہوا حضرت نے اہل طہ اشارہ کیا کہ اپنے
جگہ پر ٹھٹھ رہو انس کہتے ہیں اسی وقت میں نے
حضرت کے چہرہ کو دیکھا گویا کہ وہ قرآن مجید کا ورق
ہے بعد اوسکے حضرت نے پردہ ڈال دیا اور اسی
دن کے آخر دن میں حضرت نے وفات پائی۔

ایضاً تاریخِ صغیر بخاری مطبوعہ الہ آباد ج اول کے صفحہ ۱۵۱ میں ہے
عن ابن شہاب اخبر فی امی قال و
توفی آخر ذلك الیوم

زہری سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو انس نے کہ
وفات فرمائی رسولِ صلعم نے آخر یوم (دوشنبہ) پر۔

اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۱۵۱ میں ہے۔
وفی حدیث ابو یعل باسنادہ
عن امی انہ توفی آخر ہمار

اور حدیث میں ابو یعلیٰ نے اپنے استاد کے ساتھ انس سے
روایت کی ہے کہ وفات فرمائی آنحضرت صلعم نے دوشنبہ
کے آخر یوم پر یعنی شام کے وقت۔

اور اسد الغابہ فی الصحابہ ابن اثیر جزری حصہ اول صفحہ ۳۳ ذکر وفات و مبلغ عمرہ صلعم میں ہے۔
سفیان بن عیینۃ الہلالی عن الزہری
عن انس و توفی آخر ذلك الیوم

سفیان بن عیینہ ہلالی نے زہری سے انس سے
انس سے روایت کی ہے کہ وفات فرمائی آنحضرت صلعم
نے آخر دن (دوشنبہ) میں۔

اور تاریخِ صغیر بخاری ج ۱ صفحہ ۱۵۱ میں حضرت ابو بکر کے ذکر میں ہے۔
قال ابو نعیم توفی ابو بکر دشمنان
بیاں بقین من جمادی الآخرۃ

ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ وفات حضرت ابو بکر کی
آٹھ راتوں ماہِ جمادی الثانی ۱۱ھ کے باقی پر
واقع ہوئی یعنی ۲۲ جمادی الثانی ۱۱ھ کو۔

اور اسد الغابہ فی الصحابہ ج ۳ مطبوعہ ۱۲۸۶ھ کے صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۴ میں ہے۔
قال و اخبر فی ابی باسنادہ عن محمد بن سعد
حدثنی محمد بن عمر حدثنی محمد بن عبد اللہ لابن
اخطلوہری عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ

کہا راوی نے کہ خبر دی ابی نے اسناد محمد بن سعد سے
کہا او بخون نے کہ حدیث کی ہم سے محمد بن عمر نے کہا حدیث
کی ہم سے محمد بن عبد اللہ ابن ابی الزہری نے زہری سے
او بخون نے عروہ سے او بخون نے عائشہ سے کہا حضرت
عائشہ نے کہ اول مرض ابو بکر کا یہ تھا کہ غسل کیا او بخون
نے دوشنبہ کے دن ۲ جمادی الآخر کو اور وہ دن سرد تھا

یَا مَعْمرِ صِلِ بِالنَّاسِ وَبَدْخُلِ النَّاسَ عَلَیْکَ
 وَهُوَ یَقْلُ کُلَّ یَوْمٍ دَکَانَ عِثْمَانَ الرَّحْمَ لَہِ فِی مَرَضَہِ
 تَوَفَّی أَبُو بَکْرٍ رَحِمَہُ اللہُ مَسْلَمًا لِّلثَلَاثِ لَئِمَّا فِی لَیْلِ
 بَقِیْنَ مِّنْ جُمَادِی الْاُخْرٰی سَنَ ثَلَاثِ عَشْرَ مِّنْ مَّحَاجِرِ
 النَّبِیِّ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَلَا فِی سَنَتَیْنِ ثَلَاثَ اَشْهُورٍ عَشْرَ
 لِّیَالٍ وَکَانَ أَبُو مَعْمَرٍ یَقُولُ سَنَتَیْنِ وَارْبَعًا اَشْهُورًا
 اَرْبَعَ لِّیَالٍ وَتَوَفَّی رَحِمَہُ اللہُ وَہُوَ بِنِ ثَلَاثِ سَنَتَیْنِ
 سَنَہِ جَمْعَ عَلٰی ذٰلِکَ فَہُوَ لِرَوَاہِیَاتِ کُلِّہَا اسْتَوْفٰی
 سَنَہُ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ أَبُو بَکْرٍ
 وَلَدَ بَعْدَ الْفِیْلِ ثَلَاثَ سَنَیْنِ۔



پیدا ہوئے

احادیث وفات النبی ۱۲ ربيع الاول یوم دوشنبہ کی ہیں جن سے یکم ربيع الاول کو (پنجشنبہ) کاروز اور ۹ ذی الحجہ عرفہ اور ۲۵ ذیقعدہ کو (دوشنبہ) کا دن آتا ہے جسکی تائید میں مورخ روضۃ اصفاء اپنے تاریخ مطبوعہ مدنی ۱۳۶۶ھ ص ۱۷۱ میں لکھتے ہیں بروایت روز شنبہ بست و پنجم (ذیقعدہ) اور بقولے روز دوشنبہ از مدینہ بیرون آمد یعنی ایک روایت سے یوم شنبہ ۲۵ ذیقعدہ اور ایک سے دوشنبہ کے روز حضرت کا سفر حج کیلئے برآمد ہوا محقق ہوتا ہے۔

ایضاً اور معارج النبوة مولانا معین الدین فراہی المتوفی ۱۳۷۹ھ مطبوعہ مطبع نور لاہور ۱۳۹۲ھ کے رکن چہارم ص ۳۳۳ میں ہے۔ بست و پنجم ذیقعدہ روز دوشنبہ بروایت روز شنبہ از مدینہ بیرون آمد۔ یعنی ۲۵ ذیقعدہ یوم دوشنبہ یا بروایت روز شنبہ (رسول اللہ صلعم) مدینہ سے باہر نکلے۔

ایضاً اور عین العیون ترجمہ سرور المحزون شاہ ولی اللہ محدث دہلوی معروف بہ نور علی نور ترجمہ ابوالقاسم بن عبد العزیز ہنسوی مطبوعہ مطبع مصطفائی محمود دگر لکھنؤ ۱۳۰۶ھ کے ص ۱۷۱ میں ہے۔ اور آپ حجۃ الوداع میں دوشنبہ کے دن یالون میں کنگھی کئے ہوئے اور بدن مبارک پر تیل اور خوشبو ملے ہوئے اپنے در دولت سے تشریف لائے آخر شرف ذوالکلیفہ میں فروکش ہوئے۔ اور رات کو وہیں قیام فرمایا انہم۔

اور ص ۲۸ میں ہے۔ آنحضرت صلعم جب ترستھ برس کے ہوئے بارہویں ربيع الاول (دوشنبہ) کے دن چاشت کے وقت وفات پائی اور آپ چودہ روز بیمار رہے۔

اور تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی باب دہم مطبوعہ نو لکھنؤ ۱۲۹۶ھ ۱۸۷۹ء کے آخر ص ۲۷ میں

مثل روضۃ الصفا اور معارج النبوة کے ہے کہ روز چار شنبہ بست و ششم صفر مذکور آنحضرت رارض نمازی شد یعنی روز چار شنبہ ۲۸ صفر کو مرض رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا ہوا جس سے ۲۸ صفر (چار شنبہ) اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) دو یوم آخر ماہ صفر کے اور بارہ روز ماہ ربیع الاول کے کل چودہ دن حضرت بیمار رہے جیسا کہ اوپر شاہ ولی اللہ محدث پد شاہ عبدالعزیز کے رسالہ سرور المحزون اور اسکے ترجمہ عین العیون میں ہے۔

لیکن مواہب لدنیہ علامہ قسطلانی کے مقصد عاشور دہم) میں ہے۔

قال الحافظ ابن رجب کان ابتداء مرضہ صلعم حافظ ابن رجب نے کہا ہے کہ حضرت صلعم از صفر
فداخر صفر و كانت مدّة مرضہ ثلث عشر یوماً میں بیمار ہوئے اور کل مدت بیماری کے تیرہ روز ہیں۔

واضح ہو کہ ۲۸ صفر (چار شنبہ) کا تیرہواں روز گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) اور چودھواں روز ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) ہوتا ہے۔ جو بدیہی ہے۔ گیارہ ربیع الاول کے آخر یوم پر وفات النبی ہے یہ تاریخ ۹۔ ذی الحجہ سے نوے یوم پر اور دیگر سے اکیاسی یوم پر پہنچتی ہے اور ۱۲ ربیع الاول کو بیاسیواں روز یا عرفہ کے بعد سے اکانوے یوم اور اسی ۱۲ ربیع الاول کی شب سے پہلی تاریخ حضرت ابوبکر کی خلافت کا حساب کیا گیا ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی روایت میں ہے کہ کل مدت خلافت حضرت ابوبکر کی دو سال تین مہینے دس راتیں۔ جو گیارہ ربیع الاول کی شام سے بعد وفات النبی کے ۱۲ ربیع الاول سالہ یوم سہ شنبہ لغایت ۱۲ ربیع الاول سالہ دو سال تا ۱۲ جمادی الآخرہ تین مہینے تا ۲۲ جمادی الثانی سالہ دس راتیں کامل ہوئیں۔

۱۲ ربیع الاول کو (دوشنبہ) قرار دینے سے ۹ صفر کا (پنجشنبہ) اکرم ربیع الاول کو ہو جاتا ہے اور مدت خلافت کا حساب ۱۳ ربیع الاول سے ہوگا جس سے پچائے دس دن کے نو دن ہونگے جیسا کہ معارف ابن قتیبہ تبلوۃ ہمز سلسلہ مفسرین بحوالہ ابن اسحاق ہوگات خلافت سن ۱۱ کان ۱۲ شہر تھو ثلث لیل یعنی مدت خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے نو راتیں ہیں جو حضرت عائشہ کی روایت کے معارض ہے۔ اور علاوہ اسکے ۱۲ ربیع الاول کے (دوشنبہ) سے تیسری ماہ رمضان کو (دوشنبہ) آئیگا حالانکہ تیسری ماہ رمضان کو (سہ شنبہ) تاریخ وفات جناب فاطمہ علیہا السلام مسلمات ارباب محدثین و سیر ہے جسکو ہم آگے بیان کریں گے اور آخر عمر کی مدت میں حدیث کے خلاف ایک دن کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے اصلی رسالہ سرور المحزون مطبوعہ چھاپہ محمدی ۱۲۵۷ھ کے ص ۳۴ میں لکھتے ہیں
وفات یافتند روز دوشنبہ و قیکہ گرم شد یعنی حضرت صلعم نے ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ
چاشت بتایںچ دواز دہم از ربیع الاول و بیمار ماندند کے روز چودہ دن بیمار رہ کر وفات
چهار روز۔

فرمانی۔

اور قرة العیون شرح سرور المحزون حصہ ششم ج اول کے صفحہ ۱۲ میں ہے۔ اور اسی کیا رھوین سال صفر کی چھبیسویں تاریخ دوشنبہ کے روز آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ درستی سامان لشکر کی واسطے لڑائی روم کے کریں۔ اور اسی مہینہ کی اٹھاسویں تاریخ کو آنحضرت صلعم بیمار ہوئے عارضہ تپ اور درد سر کا تھا اور دوسرے دن باوجود بیماری کے آپ نے اپنے دست مبارک سے

ایک لوائے یعنی نشان اسامہ کے واسطے بنایا آج

اور روضۃ الاحباب ج ۱ اول مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ ۱۳۱۵ھ کے صفحہ ۳۷ میں ہے۔

در روز دوشنبہ ۱۲۸ و ۱۲۹ ششم ماہ صفر سنہ مذکورہ حضرت امیر مود مردم را کہ ساختگی لشکر کنید جہتہ حرب روم روز دیگر

اسامہ بن زید را طلبید و فرمود ترا امیر لشکر میگردد انج

یعنی ۲۶ صفر دوشنبہ کے روز رسول خدا صلعم نے لوگوں کو جنگ روم کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ اور ۲۷ صفر (دوشنبہ) کو

اسامہ بن زید کو بلا کر امیر لشکر فرمایا۔

در روز چہار شنبہ ۱۳۰ و ۱۳۱ ششم ماہ مذکور آنحضرت را مرض طاری شد و روز دیگر با وجود مرض بدست مبارک

خود لوائے برای ولے عقد فرمود۔

یعنی ۲۸ صفر چہار شنبہ کے دن آنحضرت صلعم کو مرض لاحق ہوا اور دوسرے دن (۲۹ صفر پنجشنبہ) کو باوجود مرض

کے اپنے دست مبارک سے اسامہ بن زید کے لئے جھنڈا درست فرمایا۔

غرض کہ آخر ماہ صفر کے دو دن ۲۸ و ۲۹ صفر اور بارہ روز ماہ ربیع الاول کے سرور المحزون والے یہ کل چودہ دن ہوئے

جو ۲۸ صفر (چہار شنبہ) کا چودھواں روز (سہ شنبہ) ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوشنبہ کو وفات فرمایا ہے

جو تیرھواں روز گیارہ ربیع الاول کو ہوتا ہے جسکی آخر یوم پر رحلت ہے اور حضرت ابو بکر غیر حاضر تھے چونکہ ۱۲ ربیع الاول

کی صبح کو دن چڑھے اپنے مکان سے جو مدینہ سے دو میل پر تھا تشریف لائے اور تھوڑی دیر کے بعد طلب خلافت میں سقیفہ بنی

ساعده کو گئے ہیں اسلئے عام روایتوں میں وفات انہی گیارہ ربیع الاول کے بجائے ۱۲ ربیع الاول لکھا ہے جو تاریخ مرض النبی

سے ایک روز کا فرق ہو جاتا ہے یہی نکتہ تحقیق سے صحیح آتا ہے۔ کیونکہ شاہ عبدالعزیز محدث اور شاہ عبدالقادر محدث پسران

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی عرفہ ۹ ذیحجہ سے حضرت صلعم کا زندہ رہنا تین مہینے یعنی نوے روز (۹۰ دن) فرماتے ہیں جو حدیث

میں اکیاسویں یوم آخر عمر کے ہیں چنانچہ نقشہ مرتبہ اور سلمہ حضرت نعمانی کے مطابق ۹ ذیحجہ سے ۲۹ ذیحجہ تک (۲۰ شبانہ روز) ماہ محرم

(۲۰ شبانہ روز) ماہ صفر (۲۹ شبانہ روز) ماہ ربیع الاول (گیارہ شبانہ روز) جسکی میزان ۹ شبانہ روز (یعنی گیارہ ربیع الاول

تک تین مہینے ہو گئے جس کا دوسرا حساب ۸ ذیحجہ سے ۲۹ ذیحجہ تک (گیارہ شبانہ روز) اور ماہ محرم (۲۰ شبانہ روز) ماہ صفر (۹ شبانہ

روز) ماہ ربیع الاول (گیارہ شبانہ روز) یہ کل میزان (۸۱ شبانہ روز) کی ہوئی جو صحیح حدیث کے مطابق ہے جس مدت کو جمہور مفسرین

نے اختیار کیا ہے۔

اور ۱۲ ربیع الاول کو پہلے حساب سے (۹۱ روز) اور دوسرے حساب سے (۸۲ روز) ہوتے ہیں جو خلافت کے پہلی تاریخ

میں داخل ہے

اب ہم حضرت عائشہ کی فخریہ روایت کی جانب توجہ کرتے ہیں جس میں سات جمادی الثانی یوم دوشنبہ کو غسل کرنے سے

اور سردی کی وجہ سے حضرت ابو بکر بیمار ہوئے اور ۲۲ جمادی الثانی کی شام کو بعد مغرب کے شب سہ شنبہ میں وفات فرمائی جس روز کل

مدت خلافت کی دو سال تین مہینے دس شبانہ روز کے بتائے گئے ہیں۔ یہ آخر کے دس شبانہ روز اسی ۱۲ تاریخ کی شب سے یعنی

گیارہ تاریخ کی شام سے محبوب کئے گئے ہیں ورنہ دس شبانہ یوم نہیں ہو سکتے۔

جب پیغمبر صاحب کی وفات گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ (دوشنبہ) کے آخر یوم پر واقع ہوئی تو شب ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کے شام سے ۲۲ جمادی الثانی ۱۱ھ تک دو سال تین مہینے دس راتیں ہوئیں۔

چنانچہ مورخ ابوالفدا وغیرہ اسی حدیث حضرت عائشہ کے مطابق اپنی اپنی تاریخ میں لکھتے آئے جیسا کہ تاریخ المختصر فی اخبار البشر میں ہے۔

قال ابو الفدا ثم توفي (ابوبکر) مسلم ليلة الثلاثاء
بين المغرب والمغرب بقين من جمادى الآخرة
سنة ثلاث عشرة فكانت خلافة سنين
وثلاثين أشهر وعشرين يوماً -
مورخ ابوالفدا لکھتے ہیں کہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۱ھ
کو درمیان مغرب اور عشا کی شب سہ شنبہ میں حضرت
ابوبکر نے وفات پائی اور مدت خلافت کی دو سال تین
مہینے دس راتیں ہیں۔

روایت حضرت عائشہ اور مورخ ابوالفدا وغیرہ ۲۲ جمادی الآخرہ کو (دوشنبہ) جسکی آئینوالی شب (سہ شنبہ) میں وفات ابوبکر بیان کرتے ہیں حالانکہ روایت حضرت عائشہ میں سات جمادی الآخرہ کے دوشنبہ کے روز حضرت ابوبکر کو غسل کرنے سے سردی کی وجہ سے بیماری لاحق ہوئی۔ تو آٹھ جمادی الآخرہ کو (سہ شنبہ) پس ۱۵ و ۲۲ جمادی الآخرہ کو (سہ شنبہ) ہوا جسکی آئینوالی شب (چہار شنبہ) درمیان مغرب و عشا کے رحلت ابوبکر ثابت ہوتی ہے۔

جسکی تائید میں علامہ ابن شحہ حلبی حنفی روضۃ المناظر مطبوعہ مصر ۱۳۰۳ھ ص ۱۱۲ میں صحیح حساب وفات حضرت ابوبکر لکھتے ہیں۔

وتوفي بوبکر ليلة الاربعاء لثمان بقين من جمادى
الآخرة سنة ثلاث عشرة فكانت خلافة سنين
علاصہ موصوف کا یہ حساب از روی حساب کی روایت سے ملتا ہے جس میں مدت خلافت کو بجائے دس راتوں کے
دس دن کئے ہیں یعنی ۱۲ ربیع الاول کے دن سے شمار کیا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ امامت یا خلافت ۱۱ ربیع الاول کی شام
سے اور ۹ و ۱۰ بجے دن تک خالی رہی کیونکہ ابھی سقیفہ نبی ساعدہ میں داخلہ نہیں ہوا۔ غرض کہ وفات حضرت ابوبکر دوشنبہ
اور سہ شنبہ کے درمیان میں ہونا اسی حدیث حضرت عائشہ سے غلط ہو گیا۔ اور صحیح شب جمعہ ہے۔

چنانچہ روضۃ الاحباب ج ۲ ثانی آخر ص ۵۹ مطبوعہ مطبع نامی تیغ بہادر ۱۲۹۹ھ میں ہے۔

ارباب سیر و تاریخ رحمہم اللہ آدرہ اند کہ ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ بعد از واقعہ قبل بدو سال و چہار ماہ متولد
شد و در آخر روز دوشنبہ و بقیوے شب سہ شنبہ صبح
انیمست و بقیوے روز جمعہ بست دوم یا سوم جمادی
سال سیزدہم از ہجرت وفات یافت۔
یعنی ارباب و تواریخ نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر
صدیق بعد از انقضائے دو سال چہار ماہ پر پیدا ہوا اور
آخر یوم دوشنبہ اور بقیوے شب سہ شنبہ اور صبح یہ ہے
اور بقیوے روز جمعہ ۲۲ یا ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۱ھ کو
وفات فرمائی۔

اور مرآۃ البیان یا فنی اور مرآۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح لاطلی قاری مین ولادت حضرت ابو بکر کی ابو معشر کی مدت خلافت کے لحاظ سے ہے۔ (حالانکہ ابو بکر کی ولادت سنہ قبل کے تین سال بعد ہوئی۔ دیکھو مملکت کتاب ہذا)۔

ولہذا رضی اللہ عنہ بعد عام الفیل بسنتین و
یعنی حضرت ابو بکر بعد واقعہ قبل دو سال
ادبعثہ اشھراً لایاماً۔ کچھ دن کم چار مہینے پر پیدا ہوئے۔

اور حضرت عائشہ کی روایت مین بسلسلہ روایت کہے کہ حضرت ابو بکر بعد واقعہ قبل کے تین سال پر پیدا ہوئے جس سے رسول اللہ صلعم کی وفات کے وقت حضرت ابو بکر کچھ مہینے کم ۶۰ سال کے تھے اور وفات پر بائیس سال کے قمر اپاتے مین

اور اکمال فی سماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ مین، یعنی اکمال اسما الرجال مشکوٰۃ مین ہے۔

ابو بکر صدیق کان مولدہ بکۃ بعد الفیل کہ ابو بکر صدیق بعد واقعہ قبل کے دو سال کچھ دن کم

سنتین واربعة اشھراً لایاماً م مات باللیلۃ چار مہینے پر یکہ معظمہ مین پیدا ہوئے اور ۲۲ جمادی الثانی

لیلۃ الثلاثۃ لثمان بقی مین جمادی الآخرۃ سنۃ ۱۳ شب سہ شنبہ کو مدینہ منورہ مین رحلت کی خلافت

ثلاث عشرۃ کانت خلافتہ سنین واربعة کا زمانہ دو سال چار مہینے ہوئے جسکو ابو معشر نے دو سال

اشھر۔ چار راتوں کم چار مہینے کی کل مدت خلافت بیان کی ہے

جس سے ابو معشر کا قول ۲۶ صفر (دو شنبہ) سے مدت خلافت حضرت ابو بکر کا حساب اس طرح آتا ہے۔

۲۶ صفر ۱۱ لغایت ۲۶ صفر ۱۲ دو سال ۲۶ رجب الاول ۱۳ ایک ماہ اور تا ۲۶ جمادی الآخرہ کل چار ماہ

ہوئے چونکہ وفات ابو بکر کی آٹھ راتوں باقی ماہ جمادی الآخرہ کو واقع ہوئی یعنی ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ جسکی ایک رات

۲۳ دوسری ۲۴ تیسری ۲۵ چوتھی ۲۶ جمادی الآخرہ کی یہ چار راتیں چوتھے ماہ کی پورے ہونیکو باقی رہ گئیں تھیں۔

حاصل مقصود ابو معشر کے قول سے یہ نکلا کہ ۲۶ صفر کو (دو شنبہ) تھا اسی تاریخ مین حضرت صلعم نے لوگوں کو جنگ روم پر

جانے کی تیاری کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور ۲ صفر (سہ شنبہ) کو حضرت نے اسامہ بن زید کو طلب فرما کر تین ہزار کے لشکر کا امیر

مقرر فرمایا۔ اور ۲۸ صفر (چہار شنبہ) کے روز حضرت کے دروسر اور بخار کا آغاز ہوا ۲۹ صفر (پنج شنبہ) کی صبح کو حضرت

علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دست مبارک سے اسامہ بن زید کے لئے علم بنا کر مرحمت کیا اور اکابر مین صحابہ کو جن مین

مہاجرین و انصار سب کے سب داخل تھے اسامہ کی ماتحتی مین جنگ روم پر جانے کے لئے مامور فرمایا۔

۱۔ سیرت النبی شلی کے جلد اول مین ہے۔ اس زمانہ مین امام زہری نے غازی برباک مستقل کتاب لکھی اور جیسا کہ امام سیلی نے روض الانف مین تصریح کی

ہے یہ اس کتاب کی پہلی تصنیف تھی امام زہری اس زمانہ کے علم العلماء تھے فقہ و حدیث مین انکا کوئی ہمسرہ نہ تھا امام بخاری کے شیخ الشیوخ مین زہری

کے تلامذہ مین سے دو شخصوں نے اس فن مغازی مین نہایت شہرت حاصل کی اور یہی دو شخص ہیں جن پر اس فن کا سلسلہ ختم ہوتا ہے

موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق ۱۲

۲۔ قدح ابو معشر صحیح ترمذی ج۔ اول باب ما مین المشرق والمغرب قبلہ کی ہے۔ قال ابو عیسیٰ تدکلم بعض اہل العلم فی الی معشر مین قبل حفظہ

واسمہ بنج مولیٰ بنی ہاشم قال محمد لا روی عنہ شیئاً یعنی ابو عیسیٰ ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم نے ابو معشر کے حافظہ کی نسبت کلام کیا ہے اور نام اسکا

بنج مولیٰ بنی ہاشم کا ہے کما محمد ابن اسحاق بخاری نے مین اس سے کوئی روایت نہیں کرتا۔

جس کے بعد یکم ربیع الاول (جمعہ) لغایت ۸ ربیع الاول (جمعہ) اکابرین صحابہ اسامہ مذکور کے سرور ہونیکے متعلق چسکیگوٹیان کرتے رہے۔ ۹ ربیع الاول یوم (شنبہ) کو کہ دسواں روز ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا گزرا کہ نہرت صلعم کو خیر طعن صحابہ مامور بن اسامہ کی معلوم ہوئی یہ خبر ساعت فرماتے ہی حضرت کمال غضب میں آئے اور ویسے ہی سر میں پٹی باندھے ہوئے منبر پر تشریف لاکر خطبہ ارشاد فرمایا جسکی تفصیل آگے آئیگی پھر بیت الشرف میں داخل ہو گئے اور دس ربیع الاول (یکشنبہ) کے روز حضرت پر تپ و درد کی شدت رہی جس سے حضرت بالکل کلام تک نہیں کر سکے گیارہ ربیع اول (دوشنبہ) کی صبح کو افاقہ ہوا اس روز کا غائب حصہ ہدایت و وصیت و طلب قرطاس وغیرہ میں صرف ہوا آخر یوم پر حضور سرور کائنات نے رحلت فرمائی اذوقت حضرت ابو بکر وغیرہ جو اسامہ کی ماتحتی میں مامور ہوئے وہ سب غیر حاضر تھے۔ ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) کی صبح کو دن چڑھے اطلاع ہونے پر سب سے پہلے حضرت عمر و ابو عبیدہ وغیرہ اور پھر حضرت ابو بکر آئے اور تھوڑی دیر کے بعد سقیفہ نبی ساعدہ انصار کے مجمع میں تشریف لے گئے جنگی خلافت کا آغاز اسی بارہ ربیع الاول (سہ شنبہ) کے روز سے شمار کیا گیا ہے جس میں وہ وقت جو غیر حاضری میں گزارا وہ بھی محسوب کر لیا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ کی روایت جو پہلے لکھی گئی ہے اس سے کل مدت خلافت دو سال تین مہینے دس راتیں ہیں۔ یہ دس راتیں گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کی ختم پر بارھویں ربیع الاول کی شب (سہ شنبہ) سے شروع ہوتی ہے اور جو بارہ ربیع الاول سلاہے تاک دو سال تا ۲ جمادی الآخرہ سلاہے تین مہینے تا ۲۲ جمادی الآخرہ دس راتیں ہوئیں۔

نمبر (۲) امام موسیٰ بن عقبہ

یہ امام موسیٰ بن عقبہ ابن شہاب زہری کے تلامذہ سے ہیں جن سے امام مالک کو تلمذ ہے اور جو زہری کے بھی شاگرد ہیں بخاری نے اپنے صحیح میں ابن موسیٰ بن عقبہ کے واسطہ اور ابن عباس کی سند سے ۲۵ ذیقعدہ کو سفر حجۃ الوداع فرمانے اور چوتھی ذیحجہ داخلہ مکہ معظمہ کی روایت کی ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری باب ما یلبس المحرم میں ہے۔

حدثنا محمد بن ابی بکر المقدادی حدثنا فضیل بن سلیمان قال حدثنی موسیٰ بن عقبہ قال أخبرنی کریم بن عبد اللہ بن عباس قال انطلق النبی ﷺ علیہ وسلم من المدینہ ۲۵ ذیقعدہ وذلک لخمس یوم من ذی القعدہ فقدم مکہ لاریبع الیال خلون من ذی الحجۃ۔

بیان کیا مجھے محمد بن ابی بکر مقدادی نے بیان کیا فضیل بن سلیمان نے کہا حدیث کی ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا خبر دی مجھ کو کہ اب نے عبد اللہ بن عباس سے کہا انہوں نے کہ جب رسول اللہ صلعم مدینہ منورہ سے چلے تو وہ دن ۲۵ ذیقعدہ (پانچ راتیں ذیقعدہ کی باقی تھیں) کا تھا پس مکہ میں آپ پہنچے کہ ذیحجہ کی چار راتیں گزر چکی تھیں۔

روایت مذکورہ میں ۲۵ ذیقعدہ کا دن انہیں بتایا گیا لوگوں نے یوم (شنبہ) یا (دوشنبہ) فرض کیا ہے۔ یہ موسیٰ بن عقبہ

امام مغازی بھی جن کی کتاب کو شبلی صاحب نے لکھا ہے کہ وہ آج موجود نہیں چونکہ ثنائی صاحب نے اپنے مطاب کے ثبوت میں موسیٰ بن عقبہ کو ارباب سیر پر مقدم کر کے ثقہ ترین ارباب سیر سے لکھ کر یکم ربیع الاول کی روایت کو منسوب کیا ہے اس لئے ہم ۲۵ ذیقعدہ کے دن کی تحقیق کرتے ہیں۔

اور شبلی صاحب نے حضرت صلعمؑ کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۶ ذیقعدہ (سینچر) نماز ظہر کے بعد مدینہ سے باہر نکلنا قرار دیا ہے جس سے ۲۵ ذیقعدہ کو (جمعہ) اور ۹ ذیحجہ (جمعہ) اور ۱۲ ربیع الاول (جمعہ) اور ۱۸ ذیحجہ (یکشنبہ) اور ۲۹ صفر (یکشنبہ) اور یکم ربیع الاول (دوشنبہ) اور ۵ ربیع الاول (دوشنبہ) لائے ہیں۔ (دیکھو نقشہ مفروضہ شبلی ص ۱۵۱ کتاب ہذا نمبر ۲۵ دھ)

لیکن ۲۵ ذیقعدہ کو (جمعہ) کا روز زمین تھا کیونکہ صحیح بخاری میں ابن جریر کے واسطہ انس کی سند سے رسول اللہ ﷺ صلعمؑ نے ظہر کی چار رکعت مدینہ منورہ میں پڑھی اور ذوالحلیفہ میں دو رکعت قصر کی گئی۔

چنانچہ صحیح بخاری جلد ثانی باب مذکورہ بالا میں ہے۔

حدثني عبد الله بن محمد حدثنا هشام بن يوسف
اخبرنا ابن جريج حدثنا محمد بن المنكر
عن انس بن مالك قال قال النبي صلى الله
عليه وسلم بالمدينة اربعاً وبنو
الحليفة ركعتين۔

حدیث کی مجھے عبد اللہ بن محمد نے کہا حدیث کی
ہم سے ہشام بن یوسف نے خبر دی ہکوا ابن جریج نے
کہا حدیث کی ہم سے محمد بن منکر نے انس بن مالک سے
کہا اوچھون نے کہ رسول اللہ نے مدینہ میں چار رکعت اور
ذوالخليفة میں دو رکعت (قصیر پڑھی)۔

اگر ۲۵ ذیقعدہ کو یوم (شنبه) فرض کیا جائے تو ۹ ذیحجہ اور ۱۲ ربیع الاول کو (شنبه) اور ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۹ صفر (دوشنبہ) اور ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع سے اور ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے آتا ہے۔
اور ۲۵ ذیقعدہ کو ابن عباس کی روایت میں یوم (شنبه) حافظ ابن سعد اپنے طبقات کبیر میں اور بالکل یہی روایت حافظ میاطی نے المختصر من سیرۃ سید البشر میں وارد کی ہیں۔

عن ابن عباسؓ یکره ان یقال حنظل الوداع
 ویقول حنظل الاسلام فخرج رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من المذینۃ
 وفک یوم السبت فمسی بال یال بقین من ذی القعدة
 فصلی الظهر بذی الحلیفه رکعتین۔

ابن عباس حجتہ الوداع کہنے سے کراہیت کرتے
 تھے اور حجہ الاسلام کہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ
 سے سیوڑ کے دن جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچواں راتین باقی تھیں
 نماز نظر رکیز کی پڑھتے اور ذوالحلیفہ میں دو رکعت ادا فرمائی

اور حضرت شبلی نے جس قول موسیٰ بن عقبہ سے یکم ربیع الاول وفات النبی فتح الباری وفات سے لکھا ہے وہ روایت

۱۷ توثیق ابن سعد اسیرت شہل جلد اول صفحہ ۱۷۱ ہے ابن سعد شہر و محدث ہیں محدثین نے عموماً لکھا ہے کہ اوکے استاد واقدی قابل اعتبار نہیں لیکن وہ خود قابل سند ہیں خطیب بغدادی نے اُنکی نسبت یہ الفاظ لکھے ہیں کا من اهل العلم والفضل داعم والعدا للزلة کما باک بدار فاضل الطقات الصحابہ والنا بعین اور الفاروق حصول مدین ہے۔ محمد بن سعد کا کتاب الواقع میں نہایت ثقہ اور مستوی ہے اسکے ثقہ ہونے میں کسی کو کلام نہیں سکتا ایک کتاب آنحضرت مسلم اور صحابہ اور تابعین و تبع تابعین کے حالات میں نہایت بسط و تفصیل سے دس بارہ جلدوں میں لکھی ہے اور تمام واقعات کو محدثانہ طور پر بہ سند لکھا ہے۔

یہ ہے جو فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ باب مرض النبی مطبوعہ انصاری دہلی ص ۳۱۰ اور زرقانی جلد ۳ مطبوعہ مصر ص ۱۲۷ کے
ص ۱۳۱ میں یہ ہے۔

عند موسیٰ بن عقبہ واللیث الخزازی موسیٰ بن عقبہ اور لیث اور خوارزمی وابن زبیر
وابن زبیر مات لہلال ربیع الاول۔ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات چاند رات کے وقت
یعنی (آخر یوم پر ہوئی)

ایضاً عمدة القاری شرح صحیح بخاری جلد ۸ مطبوعہ مصر ص ۳۱۰ باب مرض النبی میں ہے
قال ابو نعیم الفضل بن دکین توفی یوم
الاثنين مستهل ربیع الاول۔ ابو نعیم فضل بن دکین نے کہا ہے کہ وفات النبی دو
کے روز چاند رات ربیع الاول میں ہوئی۔

لفظ (ہل) برآمدن ہلال (اہلال) برآمدن ماہ نو فقط (استہلال) برآمدن ماہ نو (ہلال) ماہ نو دیدن (منتهی الارب)
چونکہ حضرت شبلی اسی روایت موسیٰ بن عقبہ اور امام لیث مصری کی سند اور امام سہیلی کے بیان "اقرب الی الحق" سے
یکم ربیع الاول کو بتایا ہے جسکو علامہ سیرت حلبیہ نے اونہیں امام سہیلی کے قول سے وفات لینی ہونا ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول
اپنے سیرت جلد ۲ ص ۳۸۲ مطبوعہ مصر ص ۳۸۲ میں وارد کی ہے جس سے امام سہیلی کا موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کے قول کو
چاند رات کے وقت میں وفات النبی کا واقع ہونا یعنی ۲۹ صفر کو (دوشنبہ) ہونا قبول کیا ہے چونکہ وفات لینی ماہ ربیع الاول
میں واقع ہوئی ہے اسلئے امام سہیلی نے ۱۳ تا ۱۴ ربیع الاول قرار دیا۔

پہلو: مورت ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع سے ہے جس سے یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) اور ۲۹ صفر (دوشنبہ)
ہوا اور دوسری صورت اگر ماہ صفر کامل ۳۰ دن لیا جائے تو ۳ صفر (سہ شنبہ) یکم ربیع الاول (چہار شنبہ) ۱۳ ربیع الاول
(دوشنبہ) ممکن الوقوع سے ہوا۔

ہر دو صورت سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۹ ذیحجہ (سہ شنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (سہ شنبہ) اور حضرت شبلی
کا ۲۶ ذیقعدہ (یک شنبہ) ہوا جو موسیٰ بن عقبہ کی وفات لینی ہلال ربیع الاول سے واقع ہو گیا اور ۹ ذیحجہ عرفہ کا (جمعہ)
اور آجہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول باطل اور غلط ہوا۔ دیکھئے شبلی صاحب کبھی دروغ کو فروغ نہیں ہوتا۔
آجہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم واعتمت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کا نزول ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر میں جناب
علی علیہ السلام کی ولایت کے اظہار اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حاضرین حلبہ اور امہات المؤمنین کے مبارکباد
ادا کرنے کے بعد آخر دن پر نازل ہوا جس کے تائید کی یہ روایت ہے جو ابن عباس کی سند سے ہے۔

چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ ص ۱۶۱ باب قوله الیوم اکملت لکم دینکم میں ہے۔

ما اخرجہ الطبری بسند فیدان لہیعہ عن ابن طبری نے ابن لہیعہ کے طریق اور ابن عباس کی

۱۱ امام سہیلی کےروض الافق مطبوعہ مصر جلد ثانی کے ص ۲۶۲ میں خوارزمی کے حوالہ سے یکم ربیع الاول کو "ہذا الاذنب خلقه لقياس"
لکھا ہے نہ کہ اقرب الی الحق کا غلط لفظ جسکو شبلی صاحب نے تصنیف کر کے بڑایا ہے۔ اور سہیلی کے جانب نسبت دی ہے۔

عباس ان ہذا آیۃ نزلت یوم
اکاشین - سند سے روایت کی ہے کہ تحقیق یہ آیت
دوشنبہ کے دن نازل ہوئی۔

حدیث مذکورہ سے اور ۲۵ یقعدہ یوم (شنبہ) کے فرض کرنے سے (۸ ذیحجہ کو دوشنبہ) آیا جس سے اس تاریخ میں آیہ
موصوفہ کا نزول متحقق ہو گیا لیکن ۸ ذیحجہ سے اکیاسی یوم پر جمعہ ہوتا ہے اسلئے یوم صحیح نہیں ہے اور ۱۴ ربیع الاول کو چوراسی دن ہوتے
ہیں علاوہ مدت کے خلاف ہونے کے خلاف اصول بھی ہے، کیونکہ شبلی صاحب نے اپنے سیرت النبی میں چٹے کر دیا ہے کہ ”تمام صحابہ
اور ارباب سیر کا اجماع عام ہے کہ یکم ربیع الاول سے بارہ ربیع الاول تک کوئی تاریخ تھی، اور دوشنبہ کا دن تھا“
اور سیرت حلبیہ میں ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) تک ۹۳ دن یعنی تین مہینے تین دن کی مدت حضرت کے آخر عمر کی لکھی ہے
جسکا ذکر آگے آئیگا جس سے ۲۹ صفر تک ۷۹ دن یکم ربیع الاول کو ۸۰ روزہ ہوئے۔

اگر ۹ ذیحجہ عرفہ کو جمعہ کا دن بالفرض قرار دیا جائے تو یکم ربیع الاول تک ۸۰ شبانہ روز ہونے سے غلط ہے اسی یکم ربیع الاول
کو شبلی صاحب نے ۸۱ یوم کا حساب دکھایا ہے جو قطعاً غلط ہے۔ دیکھو نقشہ جنسی حرف (الف) کثیر الوقوع (در شبلی کا پہلا خانہ)
۹ ذیحجہ عرفہ سے ۲۹ ذیحجہ تک ۲۰ شبانہ روز ماہ محرم ۳ شبانہ روز ماہ صفر ۲۰ شبانہ روز تک ۷۹ دن یکم ربیع الاول کو
۸۰ روزہ ہوئے اس یکم ربیع الاول سے مدت خلافت حضرت ابوبکر کا حساب ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ تک دو سال تین مہینے
اکیس دن ہوتے ہیں جسکے تائید کی کوئی روایت نہیں ہے اسلئے بھی یکم دوم غلط ہے۔

چونکہ موسیٰ بن عقبہ کے ۲۵ یقعدہ سفر حجۃ الوداع کے یوم شنبہ سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (شنبہ) ۸ ذیحجہ کو (دوشنبہ)
۲۹ صفر کو (دوشنبہ) ہوتا ہے اور وفات (نبی ہلال ربیع الاول یعنی ۲۹ صفر کے آخر روز میں ہونے سے یکم ربیع الاول (دوشنبہ)
۱۲ ربیع الاول (شنبہ) صرن، ربیع الاول کو دوشنبہ واقع ہوتا ہے اور اس تاریخ میں وفات النبی کے تاریخ اسلام
مدعی نہیں ہے اسلئے تاریخ سفر حجۃ الوداع کا یوم غلط ہے جو محض عرفہ ۹ ذیحجہ میں یوم جمعہ لانیکی لئے اختلاف کیا گیا ہے۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے جس حدیث مخرجه ابن جریر طبری کے حوالہ سے آیہ اکمال دین کا نزول یوم دوشنبہ کو کہا ہے
اور جوہ ۹ ذیحجہ یوم غدیر خم میں واقع ہوتا ہے اس کی اصل حدیث یہ ہے جس میں پورا سورہ مائدہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم
نازل ہوا۔

قال ابن جریر بحدیثی المثنی قال ثنا اسحاق
قالا خبرنا محمد بن حرقال ثنا ابن لہیع عن
خالد بن ابی عمران عن حنش عن ابن عباس ان
سورة المائدة يوم الاثنين اليوم اكملت لكم
دينكم
کہا ابن جریر نے حدیث کی مجھے مثنی نے کہا حدیث
کی ہم سے اسحاق نے کہا خبر دی ہو محمد بن حرب نے
کہا حدیث کی ہم سے ابن ابیہ نے خالد بن ابی عمران
سے اونے حنش سے اونے حضرت ابن عباس سے کہ
سورہ مائدہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ نازل

جسکی تائید سیرت مغلطامی سے بھی ہوتی ہے۔

یعقوب نے ابن عباس سے سند سے ذکر کیا ہے کہ

ذكر يعقوب عن ابن عباس ولد علي السلام

بیمہ ملائیں وخرج من سکہ یوم
الانسان و دخل المدینة یوم الاثنين
وفتح مکة یوم الاثنين و نزلت سورة
المائدة یوم الاثنين -

رسید خدا الیہ السلام در شنبہ کے دن پامدہ
اور در شنبہ ہی کو مکہ عظیمہ سے ہجرت کی اور در شنبہ ہی
مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور در شنبہ ہی کو مکہ عظیمہ
فتح ہوا اور سورہ مائدہ کا نزول در شنبہ کو ہوا۔

یہ علاء الدین غلطی بھی شایع صحیح بخاری میں یہ بھی اپنی کتاب سیرت المصطفیٰ میں حجتہ الوداع کا سفر ۲۵ ذیقعدہ
شنبہ کے ساتھ وارد کیا ہے وہ یہ ہے۔

ثم حجة الوداع قال ابن الجوزي
ونسب لبلاغ وحجة الاسلام يوم السبت
لخمس يال بقين من ذي القعدة

ابن الجوزي نے کہا کہ پھر حجتہ الوداع جس کا نام
البلاغ اور حجتہ الاسلام ہے اس کے لئے سپر کے دن جبکہ
پانچ راتیں ذیقعدہ کے خاتمہ کو باقی تھیں یعنی ۱۵ ذیقعدہ
(تو حضرت پیغمبر علیہ السلام نے سفر فرمایا) اسی ۲۵ ذیقعدہ

کا سپر تھا

۹ ذیحجہ عرفہ کے دن اور بارہ ربیع الاول کو آتا ہے دیکھو نقشہ خبزی، برابر اب ابن سعد کا پہلا خانہ جس میں ۸ ذیحجہ
(دوشنبہ) اور ۲۹ صفر ۱۱ھ (دوشنبہ) واقع ہے۔ یہی ۲۹ صفر کا در شنبہ) اور یکم ربیع الاول کا در شنبہ ۲۲ و ۲۳ جمادی الثانی
۳۱ھ وفات حضرت ابوبکر در شنبہ اور ۲۹ صفر ۱۱ھ (دوشنبہ) (اول) جو پہلے خانہ نقشہ خبزی نمبر (ایک) کی تائید میں
۳۱ھ تک ملتا ہے۔ دیہ و منفہ تا

اسی ۲۹ صفر ۱۱ھ (دوشنبہ) کی شام کو وفات انبی موسیٰ بن عقبہ کے قول کے مطابق یکم ربیع الاول ۱۱ھ سے
۲۲ جمادی الثانی ۱۱ھ تک حضرت ابوبکر کی مدت خلافت دو سال تین مہینے بائیس دن ہوئے جسکی تائید میں یہ دو قول نقل
کئے جاتے ہیں

بنا نخبہ قال الحاكم خلافتك (جلد ۳) توفی ابوبکر و تخلف عمر علی راس سنتین و ثلاثه اشهر و اثني عشر ين و ثمانين
یعنی حاکم نے مستدک میں کہا ہے کہ وفات حضرت ابوبکر اور خلافت عمر دو سال تین مہینے بائیس دن پر ہوئی۔
ایضاً ترجمہ تاریخ انعم کو فی زبان اردو مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی ۱۹۱۷ء کے ص ۳۳ میں ہے۔

صدیق نے عائشہ کو اپنے پاس بلایا، اور کہا اے میری بیٹی میرا آخر وقت ۱۰ پہونچا، عمر کا کوئی لمحہ باقی ہے، جب میں شربت
مرگ پی چکوں مجھے اچھی طرح غسل دینا، حنوط و کفن دیکر نماز جنازہ پڑھو، انار الی ان قال تیس دن یہ وصیت کی وہ اتوار کا دن تھا
اور دوسرے دن پیر کو وفات پائی۔ پھر مقرر رسول کے پہلو میں دفن کیا، اس وقت ۱۱ھ تھا، جمادی الآخر کی ساتویں تاریخ
گذر کر بیماری لاحق ہوئی پندرہ روز بیماری میں گزرے اور بائیسویں، جمادی الآخر کو وفات پائی ترستھ برس کی عمر تھی مدت
خلافت دو برس تین مہینے بائیس دن، یہ مدت بائیس دن ہے۔

پس موسیٰ بن عقبہ کا قول کہ پیغمبر کی وفات ہلاں ربیع الاول کے وقت واقع ہوئی وہ ۲۹ صفر (دوشنبہ) کی شام کو

ہونا ثابت ہو گیا جنکے ساتھ لیت اور زہری اور ابن زہری ہیں۔

لیکن امام سہیلی نے اس قول کو یعنی ۲۹ صفر کو (دوشنبہ) کا ہونا قبول کرتے ہوئے وفات (یہی ۳۱ یا ۳۲ ربيع الاول قرار دیا ہے کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ آنحضرت کی وفات (دوشنبہ) کے دن اور ماہ ربيع الاول میں واقع ہوئی۔

چونکہ ۲۹ صفر (دوشنبہ) کے بعد ۳۱ ربيع الاول کو (دوشنبہ) اکثر الوقوع سے اور ۳ صفر (سہ شنبہ) کے بعد ۳۱ ربيع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے ہوتا ہے اسلئے دونوں تاریخیں قرار دی گئیں جسکے تائید کی مدت خلافت حضرت ابوبکر کی دو سال تین مہینے آٹھ دن محسوب کئے گئے ہیں۔

چنانچہ حیوۃ النبیون کمال الدین محمد بن عیسیٰ الدیرمی الشافعی جلد اول مطبوعہ مصر کے ص ۴۶ میں ہے۔

نوفی بوبکر رضی اللہ عنہ ثلاثا بین المغرب
بنی وفات پائی حضرت ابوبکرؓ مکمل کی شب
والعشا لثمان بقین من جمادى کاخوة
مین در میان مغرب اور عشا کے جبکہ آٹھ راتیں ماہ
جمادى الآخرة سالہ کی باقی تھیں یعنی ۲۲ جمادى الثانی
سن ثلاث عشرة من الهجرة۔
سلسلہ تھی۔

وكانت خلافتہ رضی اللہ عنہ
ستین وثلاثا اتھرو سمانہ
ایام
اور خلافت حضرت ابوبکرؓ کی دو برس تین مہینے
آٹھ دن ہوئے یہ مدت بھی بلا سند ہے یعنی اسکے تائید
کی کوئی روایت نہیں ہے۔

لیکن یہ دونوں مدت خلافت حضرت ابوبکرؓ کی اوس حدیث حضرت عائشہؓ کے معارض ہے جس حدیث کو امام زہری (استاذ اور شیخ موسیٰ بن عقبہ) نے حضرت عائشہؓ کی سند سے دو سال تین مہینے اور دس راتوں تک بیان کیا ہے۔

یا ابن اسحاق نے اسی مدت خلافت کو دو سال تین مہینے نو راتیں بیان کی ہیں۔ یہ دونوں آخری مدت امام زہری اور ابن اسحاق کے سند کی اوس روایت کے مطابق صحیح مچاتی ہے جس میں ہے کہ آیہ الھود اکملت لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۸ یوم زندہ رہے۔ کیونکہ ۲۹ صفر کو ۹ ذیحجہ سے ۹ دن اور ۸ ذیحجہ سے شتر دن تک ہوتے ہیں۔ اور موسیٰ بن عقبہ کی رو سے یکم ربيع الاول (سہ شنبہ) لغایت ۱۲ ربيع الاول (سنبہ) میں صرف ۴ ربيع الاول کو (دوشنبہ) ہوتا ہے۔ اور سات ربيع الاول کی وفات انہی کے لئے تاریخ اسلام خاموش ہے ۱۰ سلئے یہ امر متحقق ہو گیا کہ ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کا یوم (سنبہ) قطعاً غلط ہے نیز اس تاریخ کے ایک یا دو روز قبل اور بعد کو جمعہ کا دن نہیں تھا۔

نمبر (۳) امام محمد ابن اسحاق رئیس اہل المغازی المتوفی ۱۵۰ھ

محمد ابن اسحاق نے جناب سالتاب صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۵ ذیقعدہ کی روایت کی ہے اسی روایت کو صحیح بخاری صحیح مسلم بن یحییٰ بن سعید کے طریق حضرت عائشہؓ کی سند سے بیان کیا گیا ہے جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتیں باقی تھیں تو رسالتاب صلعم سفر حجۃ الوداع کے لئے مدینہ منورہ سے باہر نکلا جسکو ہم سیرت ابن ہشام ج ۳ مطبوعہ مصر ۱۲۹۵ھ کے ص ۵۷ سے نقل کرتے ہیں۔

قال ابن اسحاق فلما دخل على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ذوالقعدة تهنئ للرحمة وامر الناس بالجهاز له قال فحدثني عبد الرحمن بن القاسم عن ابيه القاسم بن محمد عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وآله وسلم قالت خرج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ليال بعتين من ذى القعدة -

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ جس وقت ماہ ذیقعدہ آیا تو رسول اللہ نے حج کے لئے تیاری کی اور لوگوں کو بھی حج کے لئے تیار ہونے کا حکم دیا ابن اسحاق نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبد الرحمن ابن قاسم نے اون سے اون کے باپ قاسم بن محمد سے اور ان سے عائشہ نے کہ جو زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں کہا اور انھوں نے کہ تشریف لے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کو جبکہ پانچ راتیں باقی تھیں ماہ ذیقعدہ کی یعنی (۲۵ ذیقعدہ سنہ ۶)

حدیث مذکورہ میں محدثین نے ۲۵ ذوقعدہ کا دن نہیں بتایا جس کو ہم تاریخ مرض النبی کے یوم سے اور تاریخ وفات النبی کے یوم سے دو طرح پر تحقیق کرینگے تاکہ سفر حج الوداع کا روز صحیح صحیح متحقق ہو جائے۔

تاریخ وفات ۲ ربیع الاول (دو شنبہ) اور مرض النبی ۲۸ صفر (چار شنبہ) کی روایت کو ابن اسحاق نے بیان کیا ہے۔ ۱۲ ربیع الاول (دو شنبہ) کی مراجعت سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (دو شنبہ) ۸ ذیحجہ کو (چار شنبہ) اور ۲۵ ذوقعدہ کو (دو شنبہ) آتا ہے اور ۲۸ صفر (چار شنبہ) ۲۹ صفر (پنج شنبہ) کی مراجعت سے ۱۸ ذیحجہ (پنج شنبہ) ۹ ذیحجہ (سہ شنبہ) ۲۵ ذوقعدہ (دو شنبہ) ہوتا ہے۔

تاریخ الرسل والملوکل بن جریر طبری جلد اول حصہ چہارم مطبوعہ یورپ لیڈن ص ۱۶۸ امین ہے۔

عن محمد بن اسحاق عن عبد الرحمن بن الحارث بن عیاش بن ابی ربیعہ ابتدا ای صلعم شکوہ النبی قبضہ اللہ عز وجل الی ما اراد به من رحمة وکرامته فی لیال بعتین من صفر۔

محمد ابن اسحاق سے مروی ہے کہ بیان کیا اون سے عبد الرحمن بن حارث ابن عیاش ابن ربیعہ نے کہ وہ شکایت کہ جس میں خداوند عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جوار رحمت میں لیا وہ او آخر ماہ صفر میں جبکہ ایک شب باقی تھی پیدا ہوئی۔

ایضاً ص ۱۸۳ امین ہے۔

عن ابن اسحاق عن عبد الله بن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابن اسحاق عن مروی ہے کہ عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے سنا اپنے باپ سے کہ کہا

لے تو میں عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن عیاش بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے سنا اپنے باپ سے کہ کہا

ادام من السابيات سلكه ثلاث والعين وثلاث وستون (۶۳) لے تو میں عبد اللہ بن قاسم بن محمد بن عیاش بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے سنا اپنے باپ سے کہ کہا

الانصارى المدنى القاضى ثقة من ائمة مشايخ السلف ثمانين ومائة وسبعين سنة۔ ايضاً تهذيب التهذيب لفظ ابن حجر عسقلاني میں ہے قال ابن عبد البر كان من اهل علم فقهنا محمد بن ابي نعيم قال كان من اهل علم وميسرة۔ لے ابو بکر بن محمد کے حال میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں طبقات ابن سعد کے حوالہ سے ہے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری جو اس زمانہ کے بہت بڑے محدث اور امام زہری اسناد اور مدینہ کے قاضی تھے (عمر بن عبد العزیز) نے انکو مجلس طبرستان کا ایک جمع کر لیا حکم بھیجا۔

صلعم فی شہر ربیع الاول فی شنتی
عشرۃ لیلۃ مصنت من شہر ربیع الاول
یوم الاثنین و دفن لیلۃ الاربعاء
اونہون نے کہ وفات پائی رسول اللہ صلعم نے
ماہ ربیع الاول میں بارہ راتیں گزریں اور ربیع الاول
کی دو شنبہ کا دن تھا اور دفن ہوئے شنبہ
چہار شنبہ میں۔

ایضاً عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری علامہ عینی جلد ۸ باب فضل النبی مطبوعہ مصر ۱۳۰۷ھ ص ۴۳۷ میں ہے۔

قال ابن اسحاق توفي لاثنتي عشرة
ليلة خلت من ربیع الاول فی لیوم الذی
قدم فیہ المدينۃ مهاجراً
ابن اسحاق نے کہا کہ وفات پائی آنحضرت نے
۱۳ ربیع الاول کو اوس دن جس دن آپ مدینہ منورہ
میں ہجرت کر کے تشریف لائے ہیں اور پورے ہو گئے تھے
آنحضرت صلعم کے دس سال کامل

ایضاً تاریخ الرسل والملوک جلد اول حصہ چہارم ص ۳۳۷ اسے یہ حدیث نقل ہے جس کے کل رواۃ صحیح بخاری اور صحیح ترمذی
وغیرہ کے ہیں۔

عن ابن اسحاق عن صالح بن کيسان
عن الزهري عن عبيد الله بن عيسى عن عائشة
قالت توفي رسول الله صلعم لاثنتي عشرة
ليلة مضت من شهر ربیع الاول فی لیوم
الذی اقدم فیہ المدينۃ مهاجراً و انکمل
فی حجة عشر سنين کوا مل۔
ابن اسحاق سے مروی ہے کہ بیان کیا صالح بن
کیسان نے زہری سے اون سے عبید اللہ بن عیسیٰ بن عبد اللہ
ابن عتبہ نے اون سے حضرت عائشہ نے کہا کہ وفات
پائی رسول اللہ صلعم نے جبکہ بارہ راتیں گزریں
ماہ ربیع الاول کی اوس روز جس روز آپ
مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے ہیں پس
آنحضرت صلعم کے دس سال کامل پورے ہو گئے تھے

صحیح ترمذی جلد ثانی۔ باب نبی صلعم کے ولادت کے
بیان میں محمد بن بشار العبدی ثنا دهب
بن جریثنا ابی قال سمعت محمد بن اسحاق
یحدث عن المطلب بن عبد الله بن قيس بن
مخزومه عن ابيه عن جداه قال ولدت
ترمذی کہتے ہیں حدیث کی ہم سے محمد بن بشار و ہدی
نے کہا حدیث کی ہم سے دہب بن جریر نے کہا حدیث
کی ہم سے میرے باپ نے کہا سنا میں نے محمد بن اسحاق
سے کہ حدیث کرتا تھا مطلب بن عبد اللہ بن قیس بن
مخزومہ سے اسنے روایت کی اپنے باپ سے اسنے اپنے دادا

لہ (محمد بن اسحاق) عیون الاثر حافظ ابن سید الناس جلد اول ص ۱۲۷ کتبہ کتبہ مولوی عبد الحی صاحب ابوالحنات لکھنؤی فرنگی علی میں ہے۔ محمد بن اسحاق
بن یسار بن کوثران المدنی مولی قیس بن مخزومہ بن المطلب بن عبد مناف ابو بکر و قیل ابو عبد اللہ اسدراعی نس بن مالک و سعید بن المسیب و یسع نقاسم بن محمد
بن ابی بکر الصدیق و ابان بن عثمان بن عفان و محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابیطالب و اباسلمہ بن عبد الرحمن بن الاعرج و ناخا مولی ابن عمرو الزہری
وغیرہم و حدیث عنہ عن الامامین بن سید الانصار و سفیان الثوری و ابن جریر و شعبہ و الحمادان و ابراہیم بن سعد و شریک بن عبد اللہ النخعی و
سفیان بن عیینہ و بن عبد بن محمد بن سفیان بن عیینہ و یسع بن شہاب بقول لا یزال لہ نذیر علم بالقی ہذا یعنی ابن اسحاق و قال بن علیہ تھی تھی تھی

انا و رسول الله صلعم عام کہا اوسنے میں اور رسول اللہ صلعم ہاتھیوں والے سال الفیل - میں پیدا ہوئے ہیں

اور عیون الاشراف بن سید الناس میں ہے -

ولد سیدنا و نبینا محمد صلعم یوم کہ نبی سرکار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ ربیع الاول الاثنی عشر لایثقی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی ہیں پیدا ہوئے -

ایضاً تاریخ الخمیس یاربکری مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ اول اور تاریخ خمیس دیار بکری میں ہے کہ محمد بن کے ۲۲۳ میں ہے و المشہور انہ ولد فی ثانی عشر ربیع الاول و هو قول ابن اسحاق وغیرہ کو پیدا ہوئے -

ایضاً تقدیر فیاض و حیدر شاہ الدین احمد المعروف بابن عبد ربہ اندلسی مطبوعہ مصر ۱۲۹۳ھ جز ثانی ص ۲۴۵ میں ولادت با سعادت صلعم اور ص ۲۴۴ مدت خلافت حضرت ابوبکر یہ ہے -

قالوا ولد رسولہ اللہ علیہ وسلم عام الفیل بہت لوگوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلعم سنہ فیل یعنی لایثقی عشرۃ لیلۃ خلعت من ربیع الاول - ہاتھی والے سال میں بارہ ربیع الاول جبکہ بارہ راتیں گزر چکی ہیں پیدا ہوئے ہیں -

۲۴۳ میں وفات حضرت ابوبکر مدت خلافت کے یہ عبارت مرقوم ہے -

تو فی سائر لیلۃ الثلاثاء لثمان لیال بقین وفات پائی حضرت ابوبکر نے شام شب شنبہ من حب ادى الآخرة سنۃ ثلاث عشر من التایخ جبکہ آٹھ راتیں باقی تھیں یعنی ۲۴ جمادی الآخرہ حکمت خلافتہ ستین ثلاثاً اشہر وعشر ۳۳۳ھ تھی جنگی مدت خلافت دو سال تین مہینے دس لیال راتیں ہوئیں -

بقیہ حاشیہ ص ۱۱ سمعت شعبۃ بقول محمد بن اسحاق ہو صدوق فی الحدیث ومن روایۃ یونس بن کثیر عن شعبۃ محمد بن اسحاق امیر المحدثین الخ ایضاً حدیث مذکور حسن صحیح ہے چنانچہ ابن اسحاق کی تحریر روایت صحیح ترمذی طبرانی باب مغربین قراہ کا بیان جو کتاب الفیل میں ہے -

حدثنا هناد بن عاصم عن محمد بن اسحاق عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله عن ابن عباس عن ام الفضل قالت خرج الينا رسول الله صلعم وهو عاصب راسه في موضع فصل المغرب فقراء بالمرسلات الخ قال حديث ام الفضل حسن صحيح - ترجمہ حدیث بیان کی ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے پیغمبر کو اپنے پاس لایا ہے کہ وہ ابن اسحاق کی کتاب میں ہے - اس کے علاوہ خود بخاری بھی اپنی تاریخ میں اس کا قول نظر میان کرتا ہے یا اس کے قول کا حوالہ دیتا ہے - چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ شخص مسلمانوں کے امتحان فوجت کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے اسے لازم ہے کہ ابن اسحاق کی کتاب پڑھے - یہ بیان کیا گیا ہے کہ یحییٰ بن معین احمد بن حنبل یحییٰ بن سعید بن یحییٰ کو کتابیں عید و سائرہ کی خیال کرتے تھے اور اسکی روایتوں کو اپنے سرخی احوال کے ثبوت میں سنا لیتے تھے ۱۱

طبقات ج ۲ - ہفتم قسم دوم مطبوعہ لیدن ۱۳۳۵ھ میں ہے - محمد بن اسحاق بن یسار مولیٰ قیس بن خزیمہ بن عبد المطلب بن عبد مناف بن قصی و کنی محمد ابی عبد اللہ و کان جدہ یسار من سبی عین التمر و کان محمد ثقہ و قدرہ و ی الناس عنہ روى عنه الثوري و شعبه و سفیان بن عیینہ و یزید بن زریع و ابیہم بن سعد و اسمعیل بن علقمہ و یزید بن ہارون و لکفی و محمد ابی عیوب و عبد اللہ بن نیر و غیرہم ات بسندہ احمی و حسین و مائتہ را طرہ -

اور اسد الغائبہ فی معرفۃ الصحابہ ابن اثیر

قال ابن اسحاق توفي ابو بكر رضي الله
يوم الجمعة لسبع ليال بقين من جمادى الآخرة
سنة ثلاث عشرة -
جزری کے جلد ۳ میں ابن اسحاق سے مروی ہے کہ
ابو بکر یوم جمعہ میں جبکہ سات راتیں ماہ جمادی الآخرة
سنتہ ثلاث عشرہ -

یہاں سے اس امر کا ثبوت لکھا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس تاریخ اور دن میں بیمار ہوئے اور کب وفات
پائی اور حضرت ابوبکر کی خلافت کس تاریخ سے محسوب ہو کر وفات تک دو سال تین مہینے دس یوم ہوتے ہیں تاکہ
پوری صحت تاریخ اور روایات کے مطابق ثابت ہو جائے۔ اور تاریخ سفر حجۃ الوداع کا یوم محقق آجائے۔

چنانچہ عمدة القاری شرح صحیح بخاری للعلامة بدر الدین محمود بن احمد العینی الخفی جلد ۶ مطبوعہ مصر سنہ ۱۲۵۷ھ ص ۲۷۷ میں
یہ عبارت مرقوم ہے۔

ص۔ باب بعث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سامة
بن زید فی مراء الذی توفي قیرش۔ او هنا
باب فی بیان بعث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سامة بن زید بن حارثہ
مولی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان تجلیز سامة یوم
السبت قبل موت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیومین لافتمات
یوم الاثنين وکان بعثہ الی الشام۔
یہ بات اس بیان میں ہے کہ بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسامہ بن زید بن حارثہ کو جو غلام زادہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور اسامہ کی تیاری شنبہ کے روز وفات اپنی سے دو روز
قبل تھی اسلئے کہ آنحضرت نے دو شنبہ کے روز وفات
فرمائی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ۲۸ صفر (چار شنبہ) کے
دن شروع ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درد پھر بخار اور دوسر
ہو ۲۹ صفر (پنج شنبہ) کی صبح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے
دست مبارک سے جھنڈا باندھا اور اسامہ کو حوالہ کیا
اوسکے بعد فرمایا کہ جاؤ رطو خدا کا نام لیکر اور جنگ کرو
کافروں سے اور جاؤ اپنے باپ کے مقام قتل پر تحقیق کہ
میں نے سردار بنایا ہے تمکو اس لشکر پر پس جنگ کرو

۱۵۱ھ ابن اسحاق ہسرت ثبلی جلد ایک ص ۳۶۷ میں ہے۔ محمد بن اسحاق تابعی ہیں۔ متعدد صحابہ کو دیکھا تھا علم حدیث میں کمال تھا + امام بخاری
رسالہ جز القراءۃ میں انکی سند سے روایتیں نقل کرتے ہیں۔ اور انکو صحیح سمجھتے ہیں۔ اور تاریخ میں تو اکثر واقعات انھیں سے لیتے ہیں۔ شعبہ بن الکحاج جنگو بخاری
نے امیر المؤمنین فی الحدیث کہا ہے دیکھو صحیح ترمذی کتاب العطل۔ اور شعبہ مذکور نے محمد بن اسحاق کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہا ہے چنانچہ علامہ یافعی نے (مرآۃ الجنان)
میں لکھا ہے والا ام محمد بن اسحاق بن ساریطی مولیٰ امیر المؤمنین صاحب السیرۃ وکان عجا من بحور العلم وکان حافظا لاطلاق العلم اخبارا ثابۃ ثباتا فی الخلق
عند اکثر العلماء واما انی المغازی واسبابہ لا یجوز انما لکثرۃ قال ابن شہاب الزہری من اراد المغازی فلیکثرۃ ما یسألونہ عنہ ہاں اسحاق ذکورۃ القبار فی تاریخہ
وروی عن الشافعی انہ قال من اراد یشیر فی المغازی فلیکثرۃ ما یسألونہ عنہ ہاں اسحاق ذکورۃ القبار فی تاریخہ
فی حدیثہ قال شعبۃ بن الحجاج محمد بن اسحاق امیر المؤمنین یعنی فی الحدیث وحکی بحسب بن معین واحمد بن حنبل و
یحییٰ بن سعید القطان انہم وثقوا محمد بن اسحاق واثبتوا لحدیثہ الخ۔

ابن دحلّی رضی اللہ عنہما البلقام فخرج بالوائی
معقوداً فدفع الی بريدة بن الحصیب الأسلمی
وعسکر بالحرف فلم یبق احد من المهاجرین الا ولین
والانصار الا انشد فی نال الغزوة منهم ابوبکر و
عمر بن الخطاب ابوعبیدة بن الجراح رضی اللہ
تعالی عنہم غیرہم فذکے لم یبقوا الا نستعمل
هذا الغلام علی المهاجرین الا ولین فغضب
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم غضباً
شدیداً فخرج وقد عصم علی راسه عصابة
قطیفة فصعد المنابر فحمد اللہ واثفی علیہ
شرفاً قال ایہا الناس فما مقالة بلغتنی
عن بعضکم فی تأمیری اسامہ وان
طعنتم فی تأمیری اسامة فقد طعنتم
فی امامة ابيه من قبلہ وایم اللہ ان
کان خلیفاً بامارة وان ابنہ بعدہ
الخلیق للامارة ثم نزل فدخل بیتہ و
ذلک یوم السبت لعشر خلون من

صنّ تک اہل انبی سے یہ اطراف بلقا کے اشرار کی
زمین ہے پس نکلا اسامہ جھنڈے کو لیکر اور اس جھنڈے
کو بريدہ بن حصیب اسلمی کو دیدیا اور مقام جرف میں لشکر
جمع کیا پس نہیں باقی رہا کسی مہاجرین اور انصار سے
لیکن آیا وہ اس غزوہ میں ان میں سے ابوبکر و عمر بن خطاب
اور ابوعبیدہ بن الجراح وغیرہ تھے پس گفتگو کی قوم
نے اور کہا کہ کیا سردار بناتے ہیں آنحضرت صلعم اس
لوگ کو مہاجرین اور انصار پر لشکر رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بہت
غضبناک ہوئے پس نکلتے آنحضرت صلعم در آغا لیکر
باندہ رکھی تھی اپنے سر اقدس پر ایک بیٹی اور منبر پر
تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا کی اسکے بعد فرمایا
پس اسے لوگو کیا گفتگو ہے تمہاری کہ جو بعض لوگوں کی
مجھ تک پہنچی ہے اسامہ کو سردار بنانے کے بارے میں
اگر تم طعنہ دینی کرتے ہو میرے سردار بنانے میں اس قسم
بخدا وہ قابل سرداری تھا، اور اس کے بعد اس کا بیٹا
اسامہ سرداری کے لائق ہے اسکے بعد آپ منبر پر سے
اترے اور بیت الشرف میں داخل ہوئے یہ شنبہ کا دن

۱۵۱ ترمذی نے اپنے صحیح جلد ۲ مناقب زید بن حارثہ میں بیچ الاول یوم شنبہ کا یہ خطبہ حضرت کے فرمانے کی وارد کی ہے اسی کو بخاری نے بھی اپنے صحیح میں
لکھا ہے اسکے بعد یکشنبہ کے دن اسامہ شکرگاہ سے سرور عالم سے رخصت ہوئی کہ آپ جسکی روایت دوم ہے جو محمد بن اسحاق کے طریق اور اسامہ بن زید کے
سند کی حدیث ہے حدیثنا احمد بن الحنفیہ عن عبد اللہ بن مسلم عن مالک بن انس عن عبد اللہ بن زید عن علی بن عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثنا
ما تر علیہ اسامہ بن زید فظعن الناس اماماً فقال ان نطعوا فامارہ فقلنا نعم فطعنوا فلما رآہ ابنہ من قبل ام اللہ اکان یخلف الامارة واکان من
احل الناس لی ان ہذا من احل الناس لی بعد ہذا احسن صحیح۔ باسناد مذکورہ ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اسامہ بن زید کو
اوپر حاکم کیا لوگوں نے اسکی حکومت پر طعن کیا، پس فرمایا آنحضرت صلعم نے اگر تم کسی حکومت میں طعن کرتے ہو تو تم نے اسکے باپ کی حکومت میں بھی پہلے اس طعن
کیا تھا حالانکہ قسم ہے خدا کی تحقیق کہ وہ لائق حکومت کے تھا اور وہ مجھے سب سے زیادہ پیارا تھا اور یہ بعد اسکے سب لوگوں سے مجھے پیارا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے
یہ خطبہ فرمایا آپ منبر سے اترے اور بیت الشرف میں داخل ہوئے یہ شنبہ کا دن اور یہ بیچ الاول تھی پھر یوم الاحد یعنی یکشنبہ کے دن ۱۶ ریح الاول کو اسامہ بن زید
اپنے لشکر سے آیا اس روز حضرت صلعم شرف مرض سے کلام نہیں کرتے تھے جسکی یہ حدیث صحیح ترمذی مناقب اسامہ بن زید میں یہ ہے۔ حدیثنا ابوبکر بن
ناؤس بن مکہ عن محمد بن اسحاق عن سعید بن عیینہ عن السباق عن عبد بن اسامہ بن زید عن ابیہ فقال لما قتل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مطب وھبط الناس لہ یزید فدخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت قد اصابکم فلم یکن یصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یزید فقلت یزید فقلت یزید فقلت یزید
ترمذی کہتے ہیں حدیث کی ہم سے ابوبکر بنیہ کہا حدیث کی ہم سے یونس بن مکیہ نے محمد بن اسحاق سے اسے سعید بن عیینہ بن سباق سے اسے محمد بن اسامہ بن زید سے
اسے اپنے باپ اسامہ سے کہا اسامہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے تو میں اور ادراوگ بھی مدینہ میں داخل ہوئے پھر میں ہوا کہ اس کے پاس آیا اور حالت میں کہ آپ غیوش
تھے اور بات نہ کرتے تھے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر سوت مبارک کہتے تھے اور ادا تھے تھے تو میں نے معلوم کیا کہ آپ میرے لئے دعا کرتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ربیع الاول ستر احدی عشره قال
ابن هشام انما طعنوا فی سامر لانه ابن
مولى وكان صغیر السن وقیل انسا
قال ذاك المنافقون ولما كان يوم
الاحد اشتد بریول الله صائم وجعل
اسامه من معسكره والنسب صلعم مغرور
فطأ طأ اسامه راسه فقبله والنسب صلعم
لا يتكلم ورجع اسامه معسكره ثم
دخل يوم الاثنين فاصبح رسول الله
صلعم مفیقا وامر اسامه الناس بالرحيل
فبينما هو بريد الركوب اذا رسول ام
ایمن قد جاره يقول ان رسول الله صلعم
يؤت فاقبل اسامه واقبل مع عمر ابو عبيدة
فانتهوا الى رسول الله صلعم ففتو في
حين راعت الشمس يوم الاثنين لاثنتي عشرة
ليلا دخلت من ربیع الاول -

دس، بیچ الاول ستره تھی۔ ابن هشام نے کہا کہ
اسامہ کے بارے میں جو لوگوں نے طعنہ زنی کی وہ اسلئے کہ
وہ غلام زادہ تھا اور صغیر السن تھا اور کہا گیا ہے کہ یہ
منافقین نے بیان کیا، اور یکشنبہ کے دن رسول اللہ
صائم کے دروین شدت ہو گئی پس اسامہ حاضر ہوا
اور رسول اللہ عرض میں سے شارد غرق تھے پس اسامہ
نے سراقہ میں کو بوسہ دیا، آنحضرت کھام نہیں کرتے
تھے پس اسامہ اپنے لشکر گاہ کی طرف لوٹ گیا پھر
دوشنبہ کے دن حاضر ہوا اور رسول اللہ صلعم کو
صبح کے وقت افتادہ ہوا، اور تم کیا لوگوں کی اسامہ
نے کوچ کرے کا پس اس اثنا میں قاصدا م ابن
ہونچا، کہتے تھے کہ رسول اللہ کی حالت نزر ہے
پس لوٹے اسامہ اور ان کے ساتھ عمر اور ابو عبیدہ
بھی تھے پس پونچے رسول اللہ کے پاس اور
رسول اللہ فوت ہو چکے تھے بعد دوپہر دوشنبہ کے
دن بارہ لائین گزرے ماہ ربیع الاول کے۔

ابن اسحاق کے بیان مذکورہ کے مطابق ۲۸ صفر (چار شنبہ) ۲۹ صفر (پنج شنبہ) یکم وہ ربیع الاول (جمعہ)
۵ ربیع الاول (شنبہ) یہ شنبہ ۲۹ صفر (پنج شنبہ) کا دسواں دن جس کے بجائے ۱۰ ربیع الاول ہو گیا۔ حضرت نے تنبیہ کو
اسامہ کی امارت پر طعن کے کلمات سماعت فرما کر نہایت غیظ و غضب میں دیا ہے اس خطبہ یعنی حدیث کو بخاری اور ترمذی نے
اپنے صحیح میں وارد کیا ہے بخاری کی حدیث مع شرح آگے نمبر (۴) میں اور ترمذی کی حاشیہ صلا ابن نقل ہو چکی۔

پس ۹ ربیع الاول (شنبہ) کے بعد ۱۰ ربیع الاول (یکشنبہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوا جس سے کل ۱۳ دن
حضرت جبار رہے یعنی ۲۸ صفر (چار شنبہ) کا ایک دن اور اسکی شام شب ۲۹ صفر اور گیارہ شیعین ربیع الاول کی یہ بارہ شنبہ جبار رہ کر
وفات فرمائی۔ ۱۲ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) خود ابن اسحاق کے بیان سے آتا ہے۔

چونکہ ابن اسحاق کے استاذ شیخ امام زہری وفات لہنی کہ انس بن مالک کی سند سے دوشنبہ کے آخر وقت یعنی شام کو تباہ کئے گئے
زہری کے طریق اور حضرت عائشہ کے ستر کل مدت خلافت ابو بکر دو سال تین مہینے دس شہور کی نمبر ایک بن شہاب ہری بن لکڑی

دول الاسلام حافظ ابو عبد اللہ زہری میں ہے۔ محمد بن اسحاق بن میاد المدنے صاحب السيرة الذي يقول فيه شعيرة
كان ابن اسحاق اصير الموصين في الحديث۔

اور معارف ابن قتیبہ میں ابن اسحاق کی روایت سے مدت خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے نو راتیں ہیں اور تاریخ صغیر بخاری اور حضرت عایشہ کی سند سے حضرت ابوبکر نے ۲۲ جمادی الآخرہ ۳۳ھ کا دن گذر کر بعد مغرب حلت کی ہے اسلئے مدت خلافت کا حساب ۱۲ ربیع الاول کا دن گذر کر شب ۱۳ ربیع الاول ۳۳ھ تک دو سال ۱۳ جمادی الآخرہ کو تین مہینے ۲۲ جمادی الآخرہ کو نو راتیں ہوئیں۔ اور ۲۲ جمادی الآخرہ ۳۳ھ کو (پنجشنبہ) اور ۲۳ جمادی الآخرہ ۳۳ھ کو (جمعہ) کا دن بھی قائم رہا ہے۔ (دیکھو نقشہ دوم ص ۱۸ کتاب ۱۴)

یہ ۲۹ صفر کا (پنجشنبہ) م راجعت میں ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ کے روز اور ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کو (دو شنبہ) کا دن آتا ہے یہی (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول کو واقع ہوتا ہے۔ دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا دوسرا خانہ جس کا مؤید نقشہ دوم ہے۔ چونکہ ابن جریر جو ابن اسحاق کا ماصر ہے اپنے تفسیر میں آیہ کریمہ البوم اکلن لکم دینکم و ائمت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا کے نازل ہونیکے بعد اکیاسی شبوں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹھہرا اور اکیاسیویں روز رحلت فرمانا اپنی تفسیر میں وارد کیا ہے جس کا حساب اس طرح سے ٹھیک ملتا ہے اور صحیح آتا ہے کہ ۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ ذیحجہ (اربعین) ماہ محرم (۱۳ راتیں) ماہ صفر (۲۹ راتیں) یہ ستر راتیں ہوئیں جس میں گیارہ راتیں شامل ہونے سے اکیاسی شبانہ روز پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رحلت فرمانا حدیث مذکورہ کے موافق صحیح صحیح آگیا۔

اور گیارہ ربیع الاول (دو شنبہ) کے دن حضرت کے وفات کی صحیح تاریخ ابن اسحاق کے استاذ ابن شہاب زہری کے اس حدیث کے مطابق ہے جس کو اوٹھون نے حضرت عایشہ کی سند سے حضرت ابوبکر کی کل مدت خلافت دو برس تین مہینے دس راتیں بتائی ہیں، جو گیارہ ربیع الاول کے شام شب بآٹھ ربیع الاول ۳۳ھ سے شب ۱۲ ربیع الاول ۳۳ھ دو سال تا شب ۱۲ جمادی الآخرہ ۳۳ھ تین مہینے ۲۲ جمادی الآخرہ دس راتیں ہیں۔

اس مدت خلافت سے یہ لازم آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک روز قبل وفات فرمانا مان لیا ہے یا ۲۹ صفر کا (پنجشنبہ) یکم ربیع الاول میں لایا گیا ہے اور ایسا ہونا ناممکن ہے۔ پھر چودہ دن بیماری کے بھی ہوتے ہیں یعنی ۲۸ و ۲۹ صفر و دو دن ربیع الاول ۱۲ دن یہ ۱۴ دن ہوئے اور ہر چار شنبہ کا چودھواں روز (سہ شنبہ) اور تیرھواں دن (دو شنبہ) پس گیارہ ربیع الاول (دو شنبہ) حضرت کے وفات کی صحیح تاریخ ہے۔

نمبر (۴) امام مالک بن انس المتوفی ۱۷۹ھ

یہ امام مالک بن انس النضری مدینہ داخل میں جنکی تقلید ایک مخصوص فرقہ اسلام (مالکیوں) نے کی ہے جو اس درجہ کے ہیں کہ بخاری نے انکی سند سے اپنے صحاح کو مزین کیا ہے۔ یہ بھی جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا (۲۵ ذیقعدہ) کی تاریخ راتیں ماہ ذیقعدہ کے گذرنے کی باقی تھیں یعنی آئیوالی رات ۲۶ ذیقعدہ تا ۲۷ ذیقعدہ اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر کیلئے مدینہ منورہ سے طے روض الافق تہلی۔ ج۔ اول ص ۱۰۰ مطبوعہ مطبعہ دارالعلوم اسلامیہ۔ قال ابن شہاب الزہری من اراد المشاغل فلیعرب ابن اسحاق ذکوة البخاری فلا یأخذه x x x ذکوة ایضاً عن شعب بن الحجاج ان قال ابن اسحاق امیر المومنین یعنی فلا حدیث۔ کشف القونین ص ۱۰۱ من صنف فیہ الامام المعروف بحمد ابن اسحاق فلیعرب ابن اسحاق ذکوة لمتوفی ۱۵۱ھ احدی وخبین ومانثر۔

مثل اس حدیث کے امام مالک نے اپنے شیخ امام زہری کے طریق سے نمبر ۱۱ میں بیان کیا ہے۔
نیز صحیح بخاری جلد ۱۱ باب الخرج آخر الشہر میں ہے۔

عن مالک عن یحییٰ بن سعید عن عمرة بنت
عبد الرحمن ادینا سمعت عائشة فقوال خرجنا
مع رسول الله صلعم بخمس لبال بقین
من ذی القعدة قال یحییٰ فذکرت
هذا الحدیث المقاسم بن سعید هکذا
مالک نے یحییٰ بن سعید سے اونھوں نے عمرہ
بنت عبد الرحمن سے اونے حضرت عائشہ سے روایت
کی ہے کہ ہم لوگ ساتھ رسول اللہ صلعم کے جبکہ پانچ
راتین ذیقعدہ کی باقی یقین یعنی ۲۵ ذیقعدہ تھی یحییٰ
نے کہا ہے کہ ہم نے اس حدیث کو قاسم بن محمد کی سند سے
بھی ذکر کیا ہے اور ایسی ہی صحیح مسلم میں ہے۔

یہ آخری حدیث جسکا اشارہ یحییٰ بن سعید نے کیا ہے وہ نمبر (۳۱) ابن اسحاق میں نقل ہے۔
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر امام مالک اور امام ابو یوسف کا وہ مکالمہ نقل کیا جائے جو ہارون الرشید
کے مواجد میں عرفہ و ذیحجہ کے نماز یوم جمعہ یا قصر ظہر کی بابت عین زمانہ حج میں بمقام مکہ معظمہ واقع ہوا۔
سیرت حلبی جلد ۳ ص ۲۹ میں ہے۔

وقد رایت ان مالکاً کارضلہ تعالیٰ عنہ
سأل ابا یوسف وقد کان جمعا مع ہارون
الرشید وذلك بحضرة الرشید فقال لہ ما
تقول فی صلوۃ النبی صلعم بعرفات یوم
الحجۃ اصلی جمعتہام صلی لطلہ مقصورة
فقال ابو یوسف صلی جمعتہا نہ خطب بها
قبل الصلوۃ فقال مالک اخطأت کا نہ لو وقف
یوم السبت لخطب قبل الصلوۃ فقال ابو
یوسف ما الذی صلی فقال مالک صلی
الظہر مفسوۃ کا نہ أسو بالقرآن فصوبہ
ہارون فی احتجاب علی ابی یوسف۔

(راوی کہتا ہے) میں نے مالک کو ابو یوسف سے
سوال کرتے ہوئے دیکھا اور انھیں ایک ابو یوسف نے
ہارون الرشید کے ساتھ حج کیا تھا۔ اور یہ سوال جواب
ہارون الرشید کے رو برو ہوا۔ مالک نے ابو یوسف
سے پوچھا کہ مقام عرفات میں یوم جمعہ رسول اللہ صلعم
نے نماز جمعہ پڑھی تھی یا نماز ظہر ابو یوسف نے کہا
کہ نماز جمعہ پڑھی کیونکہ آپ نے نماز سے پہلے خطبہ پڑھا
تھا مالک نے کہا کہ آپ غلطی پر ہیں اسلئے کہ رسول اللہ
صلعم ہفتہ کے روز بھی ٹہرتے جب بھی نماز کے قبل خطبہ
پڑھتے ابو یوسف نے کہا کہ پھر کون سی نماز پڑھی تھی
مالک نے کہا نماز ظہر قصر پڑھی کیونکہ آپ نے آہستہ
پڑھی تھی مالک کے اس استدلال کو ابو یوسف کے
مقابلہ میں ہارون الرشید نے پسند کیا واللہ اعلم۔

قال واخبرنا محمد بن عمر جدنا عبد الرحمن
بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال بویع ابو بکر
الصديق یوم قبض رسول الله صلعم یوم
کما اور خبر دی مجھ کو محمد بن عمر نے کہا کہ حدیث کی

لہ الفاروق شبلی حصہ ثانی میں ہے۔ نافع جو امام مالک کے استاد تھے اور جنکی روایت کے سلسلہ کو مثنیٰ سلسلہ الذہب یعنی سونے کی زنجیر سے تعبیر کرتے
ہیں یہ بزرگ غلام تھے اور اسی عہد حضرت عمر کے تربیت یافتہ تھے۔

الاثنين لا تفتي عشرة ليلة
خلت من ربيع الاول سنة
احدى عشرة وكان منزله بالسيف
عند زوجته حبيبة بنت خادجة
بنت زید۔
ہم سے عبد الرحمن بن عمر نے نافع سے اور قحون نے ابن
عمر سے کہا اور وہ ان سے کہہ ابوبکر صدیق پر وفات الیہ
دوشنبہ بارہ ربیع الاول سال ۱۱ھ کے روز میت کی آئی
اور ابوبکر اپنے مکان میں اپنے زوجہ حبیبة بنت
خادجة سے زید کے یہاں تھے۔

یوم وفات النبی صلعم سے دو یوم قبل یوم شنبہ جو ۲۹ صفر پنجشنبہ کا دسواں روز تھا جس پنجشنبہ کے روز اسامہ بن
زید کے ماتحتی میں مہاجرین اولین و انصار تغنات کئے گئے اور عدم انتال امرینہ سے وہ سب (غضب رسول اللہ صلعم) میں
آگئے جیسا کہ نمبر ۱۲ ابن اسحاق سے معلوم کر چکے ہیں دسواں روز ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا تھا جسکو یوم شنبہ ۱۲ ربیع الاول لا کر
۱۲ ربیع الاول وفات النبی روایات میں لایا گیا ہے چنانچہ اس واقعہ کو علامہ قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں
بخاری کے اسی حدیث کی شرح میں بیان فرماتے ہیں جسکو (امام موسی بن عقبہ اور امام مالک) نے عبد اللہ بن عمر کی سند
سے وارد کیا ہے۔ اور ہر دو صاحب (ابن شہاب زہری) کے تلامذہ سے ہیں جنہوں نے عروہ کے طرق اور حضرت عائشہ کی سند
سے ۱۲ ربیع الاول کی روایت اور دو سال تین مہینے دس شہورث خلافت کی روایت کی ہے جسکو ہم نمبر ۱۱ (ابن شہاب
میں بیان کر آئے ہیں۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۶ باب بعث النبی صلعم اسامہ بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ (۱) یہ مطبوعہ مصر
۱۳۶۵ھ سے ماخوذ ہے۔

قال حدثنا ابو العاصم الضحاك بن
مخلد) بفتح ميم وسكون الحاء المعجمة
عن الفضل بن سليمان) بضم الفاء فتح
الصاد المعجمة قال (حدثني موسى بن
عقبة) الا امام المغازي عن سالم عن ابيه
عبد الله بن عمر بن الخطاب انه قال
لاستعمل النبي صلعم اسامه ابن زيد
اميرا (فقالوا فيها) اي طعنوا في
امارتہ وقالوا يستعمل هذا الغلام
اميرا على المهاجرين (فقال النبي صلعم)
بعث ان يصعد المنبر خطيبا (قد بلغني
انكم قلتم في اسامه) ما نطعنوا به فيه
کہا روایت کی ہم سے ابو عاصم ضحاك بن مخلد نے
اور اوس نے فضل بن سلیمان سے اور اوس نے کہا
کہ مجھے روایت کی موسی بن عقبہ نے اوس سے
روایت کی سالم سے اور اوس نے اپنے باپ عبد اللہ
بن عمر بن الخطاب سے اوس نے کہا امیر بنایا بنی صلعم
نے اسامہ بن زید کو پس لوگوں نے اونکے بارے میں
کہا یعنی اوکی امارت (سرداری) میں طعن کیا اور کہا
کہ یہ لڑکا مہاجرین پر امیر بنایا جاتا ہے پس بنی صلعم نے
منبر پر تشریف لیا کر خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا کہ مجھ کو خبر پہنچی
ہے کہ تم لوگوں نے اسامہ کے بارے میں وہ باتیں
کہیں جس سے تم کو اونکے بارے میں طعن مقصود ہے
حالانکہ وہ تمام اون لوگوں سے کہ جنہوں نے اونکے

(و انما راجع القائل) الذين طعنوا فيه رالي، وبذلك
رحلنا (سميعيل) ابن ابي اويس قال حدثنا،
ولا في ذكر حدثي بألا تروا -
(مالك) الامام (عن عبد الله بن دينار عن عبد الله
بن عمر رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم بعثنا الى اليمن، فغزوا الروم مكان قتل
زيد بن حارثة فيه وجوه المهاجرين والانبياء
منهم ابو بكر وعمر و (امير عليهم السلام بن زيد)
فلما كان يوم الاربعا، بدا برسول
الله صلى الله عليه وسلم وجعه فحمه وصدع يومه
الخميس عقد له لواء بيده الشرف
فخرج قد فعلا الى بريدة الاساسي
وعسكر بالجرف (فطعن الناس في
امارته فقام رسول الله صلى الله
عليه وسلم) لما بلغ ذلك وخرج
وقد عصب راسه وعليه قطيفة على
المنبر خطيباً (فقتل) بعد ان
حمد الله واثنى عليه ران تظفوا
في ما رته ففقد كنتم تعطون
في اماره (ابيه) زيد (من قبل وايم الله)
بهمزة وصل ران كان زيد (خليقاً) بالحاء
المجتمعة والقاف (الحمد لله) ران
ان كان لمن احب الناس الى وان ابنه
(هذا) لمن احب الناس الى بعده) زاد
اهل السير مما ذكره في عيون
الاثر وغيرهما فاستواصوا به خيراً
فانه من خياركم ثم تزل عن المنبر قد دخل

بارے میں یقین نہ ہے۔ یہ نہ ایک تجویز پر چاڑھا نہ اندو کو روکا
امام مالک نے عبداللہ بن زبیر سے اونہوں کے
عبداللہ بن عمرو سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک لشکر مقام اُبنی کے پاس غزوہ روم کیلئے
بھیجا وہ مقام اُبنی جہان زبیر بن حارثہ قس کے لئے اور
اس لشکر میں مساجرین اور انصار کی ممتاز ذریعہ تھیں
تبرنا میں ابوبکر اور عمر بھی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اسامہ بن زید کو ان میں سے ایک بنایا جب چھ ماہ شنبہ کا
دن آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درود شروع ہوا پھر تب
آئی اور درود میں صاحبِ شنبہ میں اسامہ کے لئے
آپ نے اپنے دست مبارک سے ایک علم اُراستہ ڈالیا
اور اسامہ کو عطا کیا پس اسامہ نکلے اور اس علم کو
بریدہ اسلمی کے حوالہ کر دیا اور لشکر کو مقام جہرت
(کسب گاہ) میں جمع کیا پس طعن کیا لوگوں نے اسامہ
بن زید کو حاکم بنانے میں حضرت صلعم اس خبر کو سنکر
اور اٹھ کھڑے ہوئے اور نکلے وہ آنکھ لیکے میں پٹی بندھی
ہوئی تھی اور چادر اوڑھے ہوئے تھے اور منبر پر جا کر
بعد حمد و ثنا فرمایا کہ اگر تم اسامہ بن زید کی حکومت پر
طعن کرتے ہو تو تم اس سے قبل اسکے باپ زید کی
حکومت میں بھی طعنہ زن ہو چکے ہو اور قسم ہے خدا کی
کہ زید امارت کے قابل تھا اور محبوب ترین مردم تھا
میری طرف اور اس کے بعد اسامہ اسکا بیٹا محبوب
ترین مردم ہے اسکے علاوہ اہل سیرعیون الاشر وغیرہ
نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ تم لوگ اسامہ بن زید کی
اچھی وصیتوں کو قبول کرنا سنے کہ وہ قہر میں ہوتے
شخص ہے پھر حضرت ابوبکرؓ نے اسے شنبہ کا
آنحضرت اپنے بیت الشرف میں ہفتہ بیتی رہنے کے دن

بیتہ ہم البعثون من ربيع الاول حدیثی
 ایضاً ارشاد ساری شرح صحیح بخاری ص ۲۱۷ میں ہے۔
 وبہ قال (حدثنا خالد بن مخلد) بفتح المیم
 وسكون المعجمة وفتح لام ابو الهيثم الجعفی لفظاً
 بفتح القاف والمهمل قال (حدثنا سليمان) بن
 بلال (قال حدثني باخراذ (عبد الله بن دينار)
 العدوی مولاہم ابو عبد الرحمن المدنی مولى
 ابن عمر عن عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہما (أنه
 قال بعث النبي صلى الله عليه وسلم بعثاً الى
 اطراف الروم حيث قتل زيد بن حارثة
 والد اسامة المذكور وهو البعث
 الذي امرت به عنده موته عليه الصلوة
 والسلام وانفذه أبو بكر رضي الله عنه بعده
 رد امروهم اسامة بن زيد) بتثنية الميم
 من أمر فطعن بعض الناس في ما رآه بكسر
 الهمزة وكان ممن انتدب مع اسامة كبار
 المهاجرين والانصار فيهم أبو بكر وعمر و
 سعد وسعيد وفتادة بن النعمان وسائر
 بن اسلم فكلهم قوم في ذلك كلام عياض بن ابي سمينة
 المتخرد في فقال ليعقل هذا الكلام على المهاجرين فكثره
 مفاخرة في ذلك فسمع عمر بن الخطاب رضي الله عنه فذكر ذلك
 فزده على من تكلم وجاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فاجاز ذلك
 صلى الله عليه وسلم غضباً استديلاً لخطب (فقال النبي صلى الله عليه وسلم)
 بك الهمزة رطلنوا فلا مارت فكلتم تطلعون
 فلما دابة (ابو زيد) من قبل في غزوة موقعة الغز
 وسون ربيع الاول السنة كويت يوم ربيع الاول من سنة ثمانية وثمانين
 حالاً كيم ربيع الاول كويت يوم جمعة تھا
 روایت کی ہے ہم سے خالد بن مخلد نے اوس نے
 کہا روایت کی ہے ہم سے سليمان ابن بلال نے اسنے کہا کہ
 مجھے روایت کی عبد اللہ ابن دینار عدوی نے اور
 اوسنے عبد اللہ بن عمر سے اسنے کہا کہ بھیجانی صلوات اللہ
 علیہ نے ایک لشکر کو اطراف روم کے جانب جس مقام
 پر کہ زید بن حارثہ انھیں اسامہ مذکور کے والد قتل
 کئے گئے تھے اور وہ وہی لشکر تھا کہ حضرت نے جس کی
 روانگی کا حکم اپنے موت کے وقت دیا اور اوسکو ابوبکر
 نے بعد حضرت کے بھیجا اور امیر بنایا اسامہ بن زید کو
 پس بعض لوگوں نے اونکی امارت میں طعن کیا اور
 منجملہ اون لوگوں کے کہ اسامہ بن زید کے ساتھ بھیجے
 گئے بزرگانہ مجاہدین وانصار تھے جن میں ابوبکر و عمر و
 ابو سعید و سعید و فتادہ ابن نعمان و سلمہ بن
 اسلم تھے پس ایک قوم نے یعنی عیاض بن ابی سمیہ
 مخزومی نے اس بارے میں کچھ کلام کیا اور کہا کہ یہ لوگ
 مجاہدین پر حاکم بنایا جاتا ہے پس اس بارے میں گفتگو
 بہت ہوئی پس عمر بن الخطاب نے کچھ نہا اور ان کہنے
 والوں کی رد کی اور رسول خدا صلعم کے پاس آئے اور حضرت
 کو اس واقعہ کی خبر دی پس حضرت نہایت شدید غیظ و غضب
 میں آئے اور خطبہ پڑھا اور ارشاد فرمایا اگر تم لوگ اونکی
 امارت میں طعن کر رہے ہو تو کوئی عجب نہیں اس لئے
 کہ تم لوگ انکے باپ زید کی امارت میں اس سے پہلے
 غزوہ موتہ میں طعن کرتے تھے۔

اور حدیث صحیح بخاری کی شرح میں علامہ زرقانی مالکی
 میں خطبہ پیغمبر صلعم کو یوم شنبہ و سون ربيع الاول تحریر کرتے ہیں۔ اور خود ہی ۲۶ صفر (دو شنبہ) اور ۲۷ صفر (چار شنبہ) بیان

کرتے ہیں جس سے ۹ ربیع الاول اثنین ہوتا ہے جو ۲۰ صفر پنجشنبہ کا دسواں دن ہے۔

أودده اهل المغازی صحیح زوی امام مالک من
طریقہ البخاری عن ابن عمر رضی اللہ علیہ وسلم
بعت بعثاً وأمر علیہم اسامہ بن زید فطعن الناس
فلما رآته فقام صلی اللہ علیہ وسلم فقال (اللہ ان
قال) وان هذا من احب الناس لی بعده رفاستو
صوابه خیر افانہ من خیارکم) فیہ منقبته
الظاہرة کاسامہ ونصہ علی انہ من الخیار ثم
نزل عن المنبر فدخل بیتہ وذلك الیوم السبت
لعشر خلون من ربیع الاول سنة احدى عشرة
وجاء المسلمون الذین یخرجون مع
اسامہ یدعون رسول اللہ صلعم و
یخرجون الی العسکر) وهو ثلاثۃ الات
فیہم ستمائة من قریش کما عند الواقدی

(زر قانی - ج - ۳ - ص ۱۲۱)

روايت کی امام مالک نے انہیں کے طریقہ سے
بخاری نے بھی روایت کی ہے ابن عمر سے یہ کہ رسالت کا
صلعم نے نیک لشکر بھیجا اور امیر بنایا اور پر اسامہ بن
زید کو پس لوگوں نے طعنہ زنی کی انکے امیر بنانہ بن
پس رسول اللہ صلعم کھڑے ہوئے اور بیان فرماتے
ہوئے یہاں تک پہنچے کہ یہ (اسامہ بن زید) میرے
نزدیک اپنے باپ کے بعد محبوب تر ہے پس اس کے تعلق
جو ابھی وصیت ہے اس کو قبول کرو اس لئے کہ تم لوگوں
سے بہتر ہے اس حدیث میں منقبت ظاہر ہے ہمارے
کیسے اور نص ہے رسالت کا صلعم کی اس بات پر
کہ وہ برگزیدہ لوگوں سے ہے آپ منبر سے اترے اور
بیت الشرف میں داخل ہوئے اور یہ شنبہ کا روز
دس ربیع الاول سال ۱۱ھ تھی آئے وہ مسلمین جو بیٹھے تھے
اسامہ کے ساتھ وداع کر رہے تھے رسول اللہ کو اور
لشکر گاہ جا رہے تھے اور یہ تین ہزار آدمی تھے جن میں
سات سو قریشی تھے جیسا کہ واقدی کے نزدیک ہے۔
اور زر قانی - جلد ۳ ص ۱۲۱ میں ہے۔ اور تھا دوشنبہ کا
دن ۲۶ صفر سال ۱۱ھ ابتدا ہوئی اس امر کی جیسا کہ عیون کا
ابن سعد الناس میں ہے کہ کہا انھوں نے کہ جب
دوشنبہ ۲۶ صفر ہوا تو حکم دیا رسول اللہ ص نے لوگوں کو کہ
وہ تیار ہو جائیں غزوہ روم کے لئے جبکہ دوسرا دن
۲۷ صفر ہوا تو بلایا رسول اللہ صلعم نے اسامہ کو اور
فرمایا کہ اپنے باپ کے قتل کی طرف جاؤ اور ان کو گھوڑوں
سے پائمال کرو اور میں نے تم کو اس لشکر پر حاکم مقرر کیا
پس لوگوں تم صبح کے وقت اہل انجلی سے۔

روايت کی امام مالک نے انہیں کے طریقہ سے
بخاری نے بھی روایت کی ہے ابن عمر سے یہ کہ رسالت کا
صلعم نے نیک لشکر بھیجا اور امیر بنایا اور پر اسامہ بن
زید کو پس لوگوں نے طعنہ زنی کی انکے امیر بنانہ بن
پس رسول اللہ صلعم کھڑے ہوئے اور بیان فرماتے
ہوئے یہاں تک پہنچے کہ یہ (اسامہ بن زید) میرے
نزدیک اپنے باپ کے بعد محبوب تر ہے پس اس کے تعلق
جو ابھی وصیت ہے اس کو قبول کرو اس لئے کہ تم لوگوں
سے بہتر ہے اس حدیث میں منقبت ظاہر ہے ہمارے
کیسے اور نص ہے رسالت کا صلعم کی اس بات پر
کہ وہ برگزیدہ لوگوں سے ہے آپ منبر سے اترے اور
بیت الشرف میں داخل ہوئے اور یہ شنبہ کا روز
دس ربیع الاول سال ۱۱ھ تھی آئے وہ مسلمین جو بیٹھے تھے
اسامہ کے ساتھ وداع کر رہے تھے رسول اللہ کو اور
لشکر گاہ جا رہے تھے اور یہ تین ہزار آدمی تھے جن میں
سات سو قریشی تھے جیسا کہ واقدی کے نزدیک ہے۔
اور زر قانی - جلد ۳ ص ۱۲۱ میں ہے۔ اور تھا دوشنبہ کا
دن ۲۶ صفر سال ۱۱ھ ابتدا ہوئی اس امر کی جیسا کہ عیون کا
ابن سعد الناس میں ہے کہ کہا انھوں نے کہ جب
دوشنبہ ۲۶ صفر ہوا تو حکم دیا رسول اللہ ص نے لوگوں کو کہ
وہ تیار ہو جائیں غزوہ روم کے لئے جبکہ دوسرا دن
۲۷ صفر ہوا تو بلایا رسول اللہ صلعم نے اسامہ کو اور
فرمایا کہ اپنے باپ کے قتل کی طرف جاؤ اور ان کو گھوڑوں
سے پائمال کرو اور میں نے تم کو اس لشکر پر حاکم مقرر کیا
پس لوگوں تم صبح کے وقت اہل انجلی سے۔

نمبر (۲) میں ابن اسحاق کی سند اور عمدۃ القاری عینی کی شرح صحیح بخاری سے اور اس نمبر ۱۲۱ میں شرح بخاری ملائمتی سے اور زرقانی شرح مواہب لدنیہ سے جن سب کی تائید میں فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی سے اور منکب نانیہ علامہ مغلطی کے سیرت مغلطی سے ہوتی ہیں یہی شایع صحیح بخاری میں وہ یہ ہے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر جلد ۱۰، باب بعث النبی صلعم اسامہ مطبوعہ انصاری، باب ۱۱، باب ۱۱

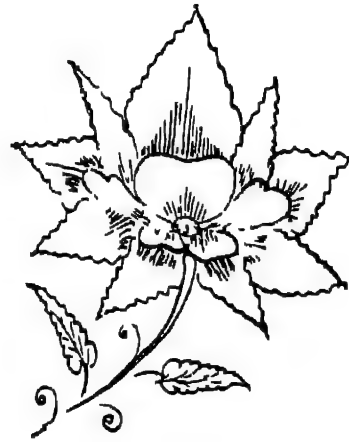
دقوله باب بعث النبی صلعم اسامہ بن زید فی مرضہ
الذی توفی فیہ، اما اخر المصنف هذه الترجمة لما
جاء ان كان تجهز اسامه يوم السبت قبل موت النبی
صلعم یومین وكان ابتداء ذلك قبل موت النبی صلعم
فذل الناس لغزو الروم اخر صفرو دعا اسامه فقال لولی
مقتلایک فاطلم الخیل فقد ولیتک هذا الجیش
واغزو صبا حاعلی ابی وحرقت علیهم واسرع
للسیر تسبق الخبر فان ظفرت امله جم فافل
اللبث فیم فید امر رسول الله صلعم وجعه فی
الیوم الثالث فعقد کاسا من لواء عبیدہ فاخذہ
اسامه فذفعہ الی بریدۃ وعسکر بالجوف و
کان من انکد بصر اسامه کبار المہاجرین
والانصار منهم ابوبکر وعمر وابو عبیدہ وسعد
وسعید وقتادة بن النعمان وسلم بن اسلم
فتکلم فی ذلک قوم منهم عیاش بن ابی
ربیعۃ المخزومی فرد علیہ عمر واخبر النبی صلعم
فغلب بما ذکر فی هذا الحدیث ثم اشتد برسول الله
صلعم وجعه فقال نفذ وابعث اسامه فجهز ابوبکر
بعد ان استخلف فارعشرین لیلة الی المجدالتی
امر بها وقتل قاتل ابیہ ورجع بالجیش سالما
وتخفوا وقد فصل اصحاب المغازی قصہ مطولة
فلم یصلها وکانت اخر سیرة جہز النبی صلعم
وادل شی جہزہ ابوبکر و قد انکر ابن قیمیہ

باب ادس بیان میں کہ اسامہ بن زید کو جناب
رسالتاب صلعم نے عالم مرض الموت میں غزوہ روم پر
جانے کے لئے معین فرمایا، حسب صحیح بخاری نے اس مقصد
کو وفات نبی صلعم کے بعد اسلئے بیان کیا ہے چونکہ اسامہ
کی روانگی بروز شنبہ وفات نبی صلعم سے دو روز پہلے
تھی اور آپ کے اس حکم داراؤہ کی ابتدا آغاز مرض کے قبل
سے ہو چکی تھی اور آپ نے تمام لوگوں کو غزوہ روم کا حکم
آخر ماہ صفر میں دیدیا تھا اس طرح کہ اسامہ بن زید کو
اپنی خدمت میں بلا کر ارشاد فرمایا کہ اپنے باپ کی تدفین گاہ
کی طرف جاؤ لشکر کو جمع کرو ہم نے تم کو اس لشکر کا حاکم و
امیر مقرر کیا پس جنگ کرو صبح کو صبح کو اہل انبی سے اور
ادگو جلا دو اور اس قدر جلد جاؤ کہ اپنی خبر سے پہلے پہنچو اگر
تم کو خدا نے ان پر فتیاب کیا تو ادن میں بہت کم ٹہرنا اور
پھر تیسرے روز آپ کے درد شروع ہوا اور پھر آپ نے
اپنے دست مبارک سے اسامہ کے لئے ایک علم آراستہ کیا
اسامہ نے اسے خندان پیشانی سے لے لیا اور بریدہ کو
دیدیا اور مقام جرت کو اپنا لشکر گاہ بنایا اور تمام مہاجرین
وانصار کو اسامہ کی ہمراہی کا حکم دیا جن میں ابوبکر
عمر ابو عبیدہ سعد سعید قتادہ بن النعمان اور سلم بن
اسلم شامل تھے اس امر میں لوگوں نے کلام کیا جن میں
عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی تھے عمر بن خطاب نے ادن کے
اعتراض کی رد کی اور اس حضرت صلعم کو اسکی خبر کر دی
آپ نے اس باب میں خطبہ پڑھا جو اس حدیث میں

دکناب لرد علی بن مطهران یکون ابوبکر و
 عمر کان فی بعث اسامہ و مستند ما ذکرہ
 ما اخرجہ الواقدی باسانیدہ فی المغازی
 و ذکرہ ابن سعد فی اواخر الترجمة النبویہ
 بغیر اسناد و ذکرہ ابن اسحاق فی السیرۃ
 المشہورۃ و لفظہ بدو برسوالہ للہ صلعم
 و جہہ یوم الاربعاء فاصبح یوم الخمیس ففقد
 لاسامہ فقال اغز فی سبیل اللہ و سرالی موضع
 مقتل ابیک فقد و لیک هذا الجیش فذکر
 الفتنہ و فیہا یبق احد من المهاجرین
 الا ولین الا انت فبک انک الغزوہ منهم
 ابوبکر و عمر و لما تجهزہ ابوبکر بعد ان
 استخلف سألہ ابوبکر ان یاذن لعمربا لا فائز
 فاذن ذکر ذلک کلہ ابن الجوزی فی
 المنظم جازا بہ و ذکر الواقدی و اخرجہ
 ابن عساکر من طریقہ مع ابوبکر و عمرو
 اباعبیدہ و سعد و سعید و سلمہ بن اسلم
 و قنادہ بن النعمان و الذی باشر القول
 من ذہب البیہم الطعن فی امارة عیاش بن الخثعم
 و سجنہ و عند الواقدی ایضا ان عدۃ ذلک
 الجیش کانت ثلاثۃ الاف منهم
 سبع مائۃ من قریش و فیہ عن ابی ہریرۃ
 کانت عدۃ الجیش سبع مائۃ۔

مذکور ہے اسکے بعد آنحضرت کے مرض میں شدت ہو گئی
 پس فرمایا یہ حکم میرا جو دربارہ روانگی اسامہ ہے جاری
 کرو پس اسکا نفاذ ابوبکر نے تحت خلافت کے بعد کیا پس
 سفر کیا اسامہ نے، میں راتوں کا اوس جانب جدہ کا
 حکم ہوا تھا اور اپنے باپ کے قائل کو مارا اور لشکر صحیح و سالم
 لیکر واپس ہوئے اور مال غنیمت بھی ہاتھ آیا اور رباب
 سیر نے اس قصہ کو طولانی بیان کیا ہے عنہ اسکا حوالہ
 درج کیا ہے۔ اور یہ آنحضرت کا آخری سر یہ تھا جسکا
 ساز و سامان رسالت اب صلعم نے فرمایا تھا اور یہ پہلی لشکر
 کشی تھی جسکو ابوبکر نے نافذ کیا۔ اور ابن تیمیہ نے انکار
 کیا ہے اوس کتاب میں جو رد علی بن مطہرین لکھی ہے اس
 مسئلہ سے کہ ابوبکر و عمر جیش اسامہ کے ساتھ نہیں تھے لیکن
 مستند ہے، امر ہے جو ابو یزید ذکر ہو چکا اور جسکو واقدی
 نے اپنے اسناد کے ساتھ لکھا ہے اور ابن سعد نے اور آخر
 ترجمہ نبویہ میں بغیر سند ذکر کیا ہے اور ابن اسحاق نے
 اپنے سیرۃ مشہورہ میں لکھا ہے اور انکے الفاظ یہ ہیں کہ
 چار شنبہ کے روز آنحضرت صلعم کے درد شروع ہوا
 تو آپ نے صبح پنجشنبہ کو اسامہ کو تیار کیا اور فرمایا کجاؤ
 فی سبیل اللہ جہاد کرو اور اپنے باپ کی قتل گاہ کی
 طرف جاؤ مجھے تمکو اس لشکر کا ولی (وائی) حاکم سردار
 مقرر کیا پس تمام قصہ کو بیان کیا یہاں تک کہ مہاجرین
 اور انصار کے طبقہ میں کوئی تنفس ایسا نہیں بچا جو اس
 لشکر کے ہمراہ نہ بھیجا گیا ہو جن میں حضرت ابوبکر و عمر بھی تھے
 اعد جب حضرت ابوبکر نے اپنے وقت میں اس لشکر کو بھیجا تو
 اسامہ بن زید سے حضرت عمر کے رہ جائیگی اجازت چاہی
 اسنے اجازت دیدی ان تمام باتوں کو ابن جوزی نے کتاب
 منظم کے ایک علیحدہ باب میں لکھا ہے اور واقدی نے

ذکر کیا ہے اور ابن عساکر نے اپنے طریقہ سے اخراج کیا ہے کہ ابو بکر و عمر و ابو عبیدہ و سعد و سعید و سلم بن اسلم و قتادہ بن نعمان سمیت اور وہ لوگ جنگی طرف امارت اسامہ بن طعن و تشنیع منسوب کیا گیا ہے اور ابن من سے جس نے زبانی طعن و تشنیع کی ہے وہ عیاش ابن ابی ربیعہ ہے اور واقدی کے نزدیک تعداد لشکر تین ہزار کی تھی جن میں سائستہ قریشی تھے اور ابو ہریرہ ناقل ہیں کہ سات سو تھے۔



ایضاً سیرت حافظ مغلطای علاء الدین بن قلیچ مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ ص ۷۷ و ۷۸ میں ہے۔

ثم سرية اسامة الى هل أبي بالسراة
نحية البلقاء يوم الاثنين الرابع لربيع
بقي من صفر سنة احدى عشر لغزو الروم
مكان قتل ابيه ومعه ابو بكر وعمر وعبدة
سعد وسعيد وضوان الله عليهم اجمعين
فلما كان يوم الاربعاء بدأ بالنهي صلح
وجعفر فحمد وصدع فلما كان يوم السبت
اشرخلون من ربيع الاول ودع
المسلمون النبي صلى الله عليه وسلم ومضوا الى
لجوف ثقل النبي صلى الله عليه وسلم يقول انزل الجيش اسامة
بهر سرية اسامة كما اهل ابني بر مقام سراة مين جو
بلقاء كوشة بين واقع ۲۶ صفر وثنية سلمه
كع دن واسط غزوه روم كع اپنے باپ كع قتل گاه كك
اور اسامه كع ساتھ ابو بكر وعمر و ابو عبدة وسعد وسعيد
تھے پس جب چار شنبه كا دن هو اور سالتاب صلح كك
در در اور بخار اور در در شروع هو اور جب هفته كا
دن دشر ربيع الاول هو اور دواع كيا مسلمان كع
نبي صلى الله عليه وآله وسلم كو اور مقام جوف كع طرف
روان هو كك اور نبي صلح كك پر گراني هوئي پس آپ كع
فرمانا شروع كيا كك جيش اسامه كو روانه كو۔

نمبر (۵) علامہ محمد بن عمرو واقدی حیات مغازی المتوفی ۲۵۷ھ

علامہ واقدی نے جناب سالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا (۲۵۷ ذیقعدہ) بیان کیا ہے اسی کو ابن سعد کا تب واقدی نے بھی اختیار کیا ہے چنانچہ علامہ قسطلانی ارشاد الساری شریح صحیح بخاری جلد ۱ ص ۳۲ مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ کے باب ما یلبس المحرم من الثیاب میں یہ شرح اس حدیث ابن عباس کے لکھتے ہیں۔

(واقدی) یحییٰ بن الاثراب سید الناس ص ۱۰۱ میں ہے۔ داما الواقدی فهو محمد بن عمرو واقد ابو عبد الله المدنی سمع ابي ذيب و معمر بن راشد و مالك بن انس و محمد بن عبد الله بن ابي الزهري و محمد بن عجلان و دبع بن عثمان و ابن حريج و اسامه بن زيد و عبد الحميد بن جعفر و الهوري و ابامعشر و جاعل و دجله كانه محمد بن سعد و ابو حسان الرازي و محمد بن اسحاق الصائفي و احمد بن خليل الارجلافي و عبد الله بن الحسن الهاشمي و احمد بن سعيد بن ناصح و محمد بن شعاع الثبلي و الحارث بن ابي اسامه و غيرهم الخ۔ بطولہ۔

(موسیٰ بن عقبہ) بضم العین وسکون القاف
 قال اخبرنی، بالا افراد ایضا (کریب)
 مولیٰ بن عباس رعن عبد املہ بن عباس قال
 انطلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المدینۃ بن الظہر العصور
 یوم السبت لما صبح بدوا واخذی الخان قال
 لخصین من خالق القعدہ (فقدام) علی الصلوٰۃ والسلام
 مکنا من علاھا (لا بدع لیاک خلون من ذی الحجۃ)
 موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہا کہ خبر دی مجھ کو کہ رب
 نے عبد اللہ بن عباس سے کہا اور انہوں نے چلے جی صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے ماہین ظہر اور عصر کے
 سینچر کے دن جیسا کہ واقعہ نے صراحت کی ہے یہاں تک
 کہ پانچ راتیں باقی تھیں ماہ ذیقعدہ کی پس داخل
 ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں ۴ ذیحجہ کو یعنی
 جبکہ چار راتیں گزرین ماہ ذیحجہ کی۔

اور نقشہ جنسری نمبر ایک ابن سعد میں ۲۵ ذوقعدہ (یوم شنبہ) کے حساب سے نقشہ جنسری نمبر ایک کا پہلا خانہ
 ہے جو عرفہ ۹ ذیحجہ سے ۲۹ صفر (دو شنبہ) تک اٹاسی یوم پر پہنچتا ہے جسکے بعد کثیر الوقوع سے ۱۲ ربیع الاول (دو شنبہ) اور
 ممکن الوقوع سے ۱۳ ربیع الاول (دو شنبہ) جو تراویح یوم پر ختم ہوتا ہے اسی مدت کو سیرت حلبی نے اختیار کیا ہے چنانچہ
 سیرت حلبیہ جلد ۳ ص ۲۹۷ مطبوعہ مصر ۱۳۰۰ھ فی کلام بعضهم نزلت الکت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی
 یوم الجمعۃ بعد العسی یعنی بعضون نے کہا کہ آیہ الیوم المکمل لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی یوم جمعہ کو بعد عصر کے نازل
 وکانت ہذا کالذین علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاندلم بعیش بعدھا الا ثلاثۃ اشھر وثلاثۃ ایام۔

اور یہ آیت خیر دقات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نزول اس آیت کے فقط تین مہینے
 تین دن یعنی (۹۳ روز) زندہ رہے یہ مدت ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۲۹ ذیحجہ تک (۲ دن) ماہ محرم (۳ دن) ماہ صفر (۲۹ دن)
 یہاں تک (۹۷ دن) ہوئے اسکے بعد یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) سے ۱۲ ربیع الاول (دو شنبہ) تک ۹۳ دن ہوئے کیونکہ
 ۷ دن میں ۱۲ دن جمع کرنے سے ۹۳ دن یہ کثیر الوقوع سے اگر ماہ صفر کال بدون کا لیا جائے تو ممکن الوقوع ہوگا جس سے صفر شنبہ
 یکم ربیع الاول (چہار شنبہ) ۶ ربیع الاول اور ۱۳ ربیع الاول (دو شنبہ) ممکن الوقوع ہوگا جس سے ۱۳ ربیع الاول تک (۹۳ دن)
 ہوئے یعنی ۲ صفر تک (۸ دن) پھر بھی منگل آیا۔ اور یکم ربیع الاول چہار شنبہ سے ۱۳ ربیع الاول کو دو شنبہ ۹۳ دن پر ہوا۔

اور ص ۳۰۷ اسی جلد ۳ سیرت حلبیہ میں ہے

توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو فی
 صد عاشور وذلک یوم الاثنين حین اُغت
 الشمس ثانی عشرۃ لیل دخلت من ربيع الاول
 هكذا ذکر بعضهم وقال السهيلي لا يصح ان
 یعنی دقات فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدر
 عایشہ پر اور وہ یوم دو شنبہ بعد دو پہر کے جبکہ بارہ
 راتیں گزرین ماہ ربیع الاول کی اسی طرح ذکر کیا
 بعض لوگوں نے اور سہیلی کہتے ہیں تھیں صبح ہے کہ ہو

لہ روی ابن سعد بن الطیق عن علی بن الحسین قال قبض رسول اللہ وداہ فی حجۃ علی ذنب ایضا علی بن عطفان قال سئل ابن عباس
 اذ انیت رسول اللہ توفی وداہ فی حجۃ احد قال توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو مستند الی منکد الام بن سعد طبقات ابن حضرت علی
 بن حسین علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ جب وقت رسول اللہ نے وفات فرمائی اور کاس مبارک حضرت علی علیہ السلام کے آغوش میں تھا اور تبرکت شہ کو میں ابو عطفان مروی ہے کہ میں نے
 علی بن عباس سے پوچھا کہ آیا آپ نے دیکھا کہ رسول اللہ کاس مبارک وقت وفات کے آغوش میں تھا عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ جب رسول اللہ نے انتقال فرمایا تو آنحضرت کا سر
 علی بن ابیطالب کے سینے سے لگا ہوا تھا۔

وفات ۱۲ ربیع الاول دو شنبہ کو مگر ۱۷ یا ۱۸ ربیع الاول دو شنبہ کو اجماع مسلمان سے
نقشہ جنتری نمبر ایک مین ۲۵ ذیقعدہ (یوم شنبہ اور عرفہ ذی الحجہ شنبہ) سے ۲۹ صفر (دو شنبہ) تک (۹۷ دن)
یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) سے ۱۴ ربیع الاول (دو شنبہ) تک کل ۹۳ دن کثیر (واقوع) سے ہوئے۔

اور مدۃ القاری شرح صحیح بخاری عینی حنفی باب مرض النبی ص ۸ مطبوعہ مصر شمس الدین لکھتے ہیں
قالوا قدی قالوا ابدی برسول یعنی واقدی نے کہا ہے کہ شروع ہوا مرض رسول اللہ
اللہ صلعم یوم لا رباعاء للیلین بقیتا صلعم کو چار شنبہ کے دن جبکہ ماہ صفر کی دو راتیں باقی
من صفر و توفی یوم الاثنین لثنتی عشرة تھیں اور وفات ہوئی دو شنبہ کے روز یہاں تک کہ
لیلۃ من ربیع الاول۔ بارہ راتیں گذریں ماہ ربیع الاول کی۔

یعنی ۲۸ صفر چار شنبہ) ۲۹ صفر (پنج شنبہ) دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا دوسرا خانہ جس میں ۲۹ صفر (پنج شنبہ) جس کے
مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ (سہ شنبہ) واقع ہوا پس ہر دو خانوں میں چار یوم کا فرق ہوتا ہے (کنز العمال جلد ۵ ص ۳۱۳ و ۳۱۴ مطبوعہ
حیدرآباد میں ہے)

الواقدی حدیثی عبد اللہ بن جعفر بن	واقدی نے کہا کہ مجھے روایت کی عبد اللہ بن
عبد الرحمن بن اذہر بن عوف عن الزہری	جعفر بن عبد الرحمن بن ازہر بن عوف نے زہری سے
عن عروة عن اسماء بن زید النبی صلعم امرو	اوسنے عروہ سے اوسنے اسماء بن زید سے انہی سلم نے
ان یغیر علی اہل ابی صبا حادان یحرق	حکم دیا کہ اہل ابی صبا صبح کے وقت غارتگری کریں اور
قالوا ثم قال رسول اللہ صلعم لا سامز	اونکا مال واسباب جلا دین راویان حدیث نے کہا ہے
امض علی اسم اللہ فخرج بلوائہ معقودا	کہ پھر حضرت صلعم نے اسماء سے فرمایا کہ خدا کا نام لیکر جاؤ
فدفعہ الی بریدۃ بن الحصیب الاسلمی	پس اسماء اپنا نشان لئے ہوئے نکلی اور بریدہ بن حصیب
فخرج بہ الی بیت اسماء وامر رسول اللہ	اسلمی کو دیا وہ اسکو لیکر اسماء گھر گئے اور رسول اللہ صلعم نے

لہ فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن عسقلانی شافعی جلد ۱۱ باب مرض النبی میں ہے۔ واما رواہ ابن سعد بن طریق عمر بن علی بن ابی طالب قال اشتکی رسول اللہ صلعم
یوم الاربعاء لایہ البقیۃ من صفر یعنی ابن سعد عمر بن علی کے واسطے سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو ابتدائی شکایت بروز چہار شنبہ ایک شنبہ کی بانی تھی واقع ہوئی۔
یعنی (۲۸ صفر چار شنبہ) اسی روایت کو علامہ زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ ص ۳۱۳ مطبوعہ مصر شمس الدین لکھتے ہیں جناب علی علیہ السلام کے منہ سے اس طرح
داہ کیا ہے۔ عند ابن سعد بن طریق عمر بن علی بن ابی طالب عن امیہ قال اشتکی رسول اللہ علیہ وسلم یوم الاحد ربیع الاول بقیۃ من صفر
یعنی ابن سعد بن طریق عمر بن علی بن ابی طالب نے اپنے پدر بزرگوار جناب علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ کو شکایت مرض ۲۸
صفر چار شنبہ کے دن جبکہ ایک شنبہ صفر کی بانی تھی واقع ہوئی۔ پس ۲۸ صفر چار شنبہ ۲۹ صفر (پنج شنبہ) ہوا یہ ماہ صفر اٹیس یوم کا حدیث کے
مطابق ہے جبکہ جو مؤرخین دیر نے اختیار کیا ہے جس سے اس ماہ صفر میں ۱ - ۸ - ۱۵ - ۲۲ - ۲۹ میں پانچ پختہ واقع
ہوئے۔ اس کے بعد ربیع الاول میں پانچ جمعہ ۱ - ۸ - ۱۵ - ۲۲ - ۲۹ میں ہوتے ہیں جس سے ماہ صفر میں بارہ صفر (دو شنبہ) اور ماہ
ربیع الاول میں گیارہ ربیع الاول کو دو شنبہ) بارہ ربیع الاول (سہ شنبہ) ہوا۔ (دیکھو نقشہ جنتری نمبر ۱) صفر ۱۰ کا دوسرا خانہ

صلعم اسامہ فمسکر بالحیرت وضرب
عسکره فی موضع الی ان قال اولم
یق احد من المهاجرین الا ولین الا
استدب فی ذلک الغزوة عمر بن الخطاب
ابو عبیدہ وسعد بن ابی وقاص ابو اکوع
وسعید بن زید بن عمرو بن نفیل فی رجال
المهاجرین وکان نصارعة قتاده بن النعمان
وسلم بن اسلم بن حریث فقال رجال المهاجرین
وکان اشدهم فی ذلک قول عیاش بن ابی
ربیع سیتعل هذا الغلام علی المهاجرین الا ولین
فکثرث المقالة فی ذلک فمعه عمر بن الخطاب
بعض ذلک القول من قال فغضب سجع لاله
صلعم غضباً شديداً فخرج قد عصه علی
راسه عصا بنهر وعلیه قطیفه ثم صعد
المنبر فحمد الله وانفی علیہ ثم قال اما
بعد ایها الناس فامقاله بلغتنی عن بعضکم
فی تاملری اسامه والله لئن طعنتم فی
امارقی اسامه لقتل طعنتم فله مارقه باه
من قبله وائم الله ان کان للإماره
لخلق وان ابنه من بعده لخلق
للإماره وان کان لمن احب
الناس الی وان هذا لمن
احب الناس الی واهما
لمخیلات لکل خیر فاستوا
صوابه خیر ا فان من خیارکم
ثم نزل رسول الله صلعم

اسامه کو حکم دیا پس اونہوں نے مقام حیرت میں لشکر
جمع کرنا شروع کیا بعد اسکے کہا ہے کہ کوئی مہاجرین اولین
میں سے باقی نہیں رہا مگر یہ کہ سب اس لڑائی میں جانے
کے لئے تیار ہوئے مغلہ ادنگے عمر بن خطاب ابو عبیدہ
اور سعد بن ابی وقاص بنی ابوالاعور وسعید بن زید بن
عمرو بن نفیل مردان مہاجرین سے اور نصار کے لوگوں
میں قتادہ بن نعمان وسلمہ بن اسلم بن حریث پس مردان
مہاجرین نے کہنا شروع کیا اور سب سے زیادہ شدت سے
عیاش بن ابی ربیعہ کہہ رہا تھا کہ یہ لڑکا مہاجرین اولین
پر حاکم بنایا جا رہا ہے اس بارے میں گفتگو بہت زیادہ
ہوئی اور کچھ اس میں سے عمر بن خطاب نے سنا اونہوں نے
اون کہنے والوں کی رد کی اور جناب سرور کائنات صلعم کے
پاس آکر حضرت کو خبر دی کہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت شدید غضبناک ہوئے اور
اس حالت میں برآمد ہوئے کہ سر مبارک پر پٹی بندھی
ہوئی تھی اور چادر اوڑھے تھے بعد اسکے منبر پر تشریف
لے گئے اور حمد و ثنائی الہی بجالا کر ارشاد فرمایا کہ اے
گروہ مردم یہ کیسی باتیں ہیں کہ تم لوگوں میں سے بعض
کے متعلق بجا کو خیر ہو چکی ہے کہ وہ اسامہ کو میرے حاکم
بنائیکے متعلق طعن کر رہے ہیں قسم خدا کی اگر تم لوگوں نے
اسامہ کو میرے حاکم بنائیکے بارے میں طعن کیا تو کوئی
عجب نہیں ہے اسلئے کہ تم نے اس سے قبل اذیکے باپ
کو میرے امیر بنانے پر طعن کیا تھا اور تم خدا کی وہ ضرور
امات کے لائق تھا اور اوسکا بیٹا اذیکے بعد ضرور
قابل امارت ہے اور وہ تم لوگوں میں سب سے زیادہ
بجا و محبوب تھا اور یہ بھی سب لوگوں سے محبوب ہے اور

لے سیرت النبی شلی علیہ السلام ہے داندی ادنا بن ہمام کا بیان ہے کہ اس فرزدہ میں آنحضرت صلعم حضرت ابوبکر و عمرؓ کو بھی جانی کا حکم دیا تھا۔

فدخل بیت وذلك يوم
التبت لعشر لیل خلون
من ربيع الاول * * * *
فلما اصبح يوم الاثنين غدا
من معسكره واصبح رسول
الله صلعم مفیقا فباءه
اسامة فقال اغز علی برکة
الله فودعه اسامة ورسول
الله صلعم مفیق مریم و
جعلت ناعه یتما شطن
سرور ابراحتہ و دخل ابو بکر الصید
فقال یا رسول الله اصبح مفیقا
سجد الله والیوم انبت خارجة فالت
لی فاذن له فذهب لی السحر وركب
اسامة الی معسكره وصالح
فی اصحابه بالحق الی المعسكر
فانتهی الی معسكره ونزل
وامر الناس بالرحیل و
قدمنہ النهار فبینا
اسامة بن زید برید ان
برکب من الجرف اتاه رسول الله
صلعم یوت فاقبل اسامة الی المدینة
مع عمرو ابوعبیدة بن الجراح فانتهوا الی
رسول الله صلعم یوت فتوفی صلعم
حین زاعت الشمس يوم الاثنين الثانی
عشر ذی القعدة من ربيع الاول -

یہ دونوں ہر نیکی کے اہل ہیں لہذا انکے ساتھ اچھا سلوک
کرو اسلئے کہ یہ تمہارے پسندیدہ لوگوں میں سے ہے
یہ فرما کر حضرت صلعم منبر سے اترے اور دولت سرزمین
تشریف لے گئے اور وہ دن دہم ربیع الاول یوم شنبہ
تھا االی ان قال جب بروز دوشنبہ صبح ہوئی تو اسامہ
اپنے لشکر سے نکلے اوس روز رسول اللہ صلعم کو افاقہ
تھا اسامہ حضرت صلعم کے پاس آئے حضرت نے فرمایا
خدا سے برکت کے طالب ہو کر لڑنے جاؤ یہ فرما کر آسمان
کو نصرت کر دیا اور رسول اللہ صلعم اوس روز افاقہ
اور راحت کی حالت میں تھے اور امہات المؤمنین حضرت
کے افاقہ کے خوشی کی وجہ سے سروں میں کنگھیاں کر رہی
تھیں ابو بکر صدیق حضرت کے پاس آکر عرض کیا کہ
یا رسول اللہ شکر ہے خدا کا کہ آج آپ کو افاقہ ہے اور
نبت خارجہ کا دن ہے لہذا آپ مجھ کو اجازت مرحمت
فرمائیے حضرت نے اجازت دی وہ مقام رخ میں گئے
اور اسامہ اپنے لشکر گاہ میں روانہ ہوئے اور اپنے
ساتھیوں کو آواز دی کہ لشکر میں آکر جمع ہوں جب
لشکر گاہ میں پہنچے تو گھوڑے سے اترے اور
لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ پس اسامہ ابن زید
جرف سے روانگی کا قصد کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں
ام ایمن کا قاصد یہ خبر لیکر آیا کہ رسول اللہ صلعم کی حالت
اخیر ہے یہ شکر اسامہ اور عمر ابوبوعبیدہ بن جراح کے
ہمراہ مدینہ میں آئے اور رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ حضرت
کی حالت نزع ہے بعد اسکے جس وقت آفتاب وال
کی حد تک پہنچا تو حضرت صلعم بروز دوشنبہ باھون
ربیع الاول کو رحلت فرمائی ۔

یہ ہر شے ہر ہے کہ بروز کا پندرہواں دن وہی دن ہوگا مثلاً ۲۸ صفر (چار شنبہ) اور ۲۹ صفر (پنج شنبہ) جو

۱۲ ربیع الاول تک چودہ دن اور ۱۳ ربیع الاول تک پندرہ روز ہوئے پس ۲۸ صفر کی پندرہویں تاریخ ۱۳ ربیع الاول ہوئی اور چار شنبہ ہوا اسلئے ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) جو ۲۷ صفر (سہ شنبہ) کا پندرہواں دن اور ۲۸ صفر چار شنبہ کا چودہواں روز ہوا اور ۲۸ صفر کا تیرہواں دن ۱۱ ربیع الاول (دو شنبہ) وفات النبی کی صحیح تاریخ ہوئی جس کے چودہویں روز یا بارہ ربیع الاول جو خود واقدی کے قول سے غلط ہے یہ غلطی دس ربیع الاول سینچ کر لانے سے ہوئی جو ۲۹ صفر (پنج شنبہ) کا دسواں روز (شنبہ) ۹ ربیع الاول کے بجائے دس ربیع الاول شنبہ لکھا گیا۔

روایت مذکورہ میں حضرت ابو بکر کا نام نہیں ہے حالانکہ اول نام او نہیں کا حدیث میں آیا ہے جبکہ بعد حضرت عمر پھر ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ ہیں جو اسامہ بن زید کے سرداری میں مامور کئے گئے تھے جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں حافظ ابن جریر عثمانی نسخہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں واقدی اور حافظ ابن عساکر کے سند سے یہی لکھا ہے یہاں تک کہ زرقانی علی الموابہب مطبوعہ مصر ۱۲۸۰ھ جلد ثالث ص ۱۲۸ میں ہے۔

رفلم یبق احد من وجوه المهاجین	پس نہیں باقی رہا کوئی سرداران مہاجرین
والا نضاد الا انتدب ای قام بسر عن	وانضار سے مگر یہ کہ جلدی سے اوٹھ کر کھڑا ہو گیا انہیں
المواد سر عن الخروج (فہم ابو بکر و عمر)	لوگوں میں حضرت ابو بکر اور عمر اور ابو عبیدہ و سعد
وابو عبیدہ و سعد و سعید و سلم بن اسلم	وسعید و سلم بن اسلم و قتادہ بن النعمان تھے جیسا کہ
وقتادہ بن النعمان کما ذکرہ الواقدی و	واقدی نے ذکر کیا ہے اور ابن عساکر نے بھی اپنے طریق
الخو جہ ابن عساکر من طریقہ	سے روایت کی ہے۔

یہ تعناتی ۲۹ صفر پنج شنبہ کے دن واقع ہوئی جبکہ دسویں روز ۹ ربیع الاول یوم شنبہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کا طعن سماعت فرما کر نہایت غضبناک ہو کر خطبہ فرمایا ہے اس ۹ ربیع الاول (سینچر) کے روز کو واقدی نے دس ربیع الاول یوم شنبہ لکھ کر ۱۲ ربیع الاول وفات النبی لائے ہیں ۱۲ ربیع الاول کو (دو شنبہ) قرار دینے سے یکم ربیع الاول (پنج شنبہ) ہوتا ہے جس کو ۲۹ صفر میں لایچکے ہیں اور یہ کہ ۲۹ صفر (پنج شنبہ) کے مراجعت سے ۱۸ ذی الحجہ (پنج شنبہ) اور ۹ ذی الحجہ عرہ و ۲۵ ذی الحجہ سفر حجۃ الوداع کو (سہ شنبہ) وہی (سہ شنبہ) بارہ ربیع الاول کو اور آگے تیسری ماہ رمضان وفات جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا میں واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ خبری نمبر ایک کا دوسرا خانہ ص ۱۹ اور نقشہ دوم ص ۱۸ کتاب ہذا۔

غرض کہ گیارہ ربیع الاول سال ۱۱ (دو شنبہ) کو گیارہ روز اور آخر ماہ صفر کے ۲۸ و ۲۹ صفر دو روز یہ کل ۱۳ دن اور ۱۴ گیارہ سے ۱۱ ربیع الاول تک (۹ یوم) اور ۱۸ ذی الحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک (۸ یوم) کا کل ہوئے۔

اسکے بعد واقدی سے وفات انبی کی دوسری روایت دوم ربیع الاول کے وفات کی وضع کی گئی ہے وہ یہ ہے جس کو ہم طبقات ابن سعد جز دوم قسم دوم سال ۱۱ کے ص ۵۵ سے نقل کرتے ہیں۔ اور جمہور مفسرین نے اپنے اپنے تفاسیر میں دوسری اور بارہ ربیع الاول وفات النبی اور بدت وفات کی بدنازل ہونے آئے الیوم اکملت لکم دینکم کے کیا لٹشی یوم لکھا ہے جس میں ہر دو تاریخوں کے لحاظ سے کوئی تغیر نہیں کیا گیا ہر دو صورت میں (۸ یوم) اپنی جگہ پر بحال ہے۔

ابن سعد نے کہا ہے کہ خبر دی مجھ کو محمد بن عمر
واقفی نے کہ بیان کیا مجھے ابو معمر نے محمد بن قیس
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار شنبہ کے دن کہ گیا رہ
راتین ماہ صفر اللہ کی باقی تھیں یعنی ۹ صفر اللہ
یوم چار شنبہ کو شکایت ہوئی اور یہ شکایت تیرہ
راتوں تک رہی۔

اشخاص سے نقل کیا ہے وہ ۱۲ ربیع الاول کی ہے۔

اور سیرت النبی جلد اول ۳۶ میں ہے۔ سیرت پراگرچہ آج بھی سیکڑوں تصنیفیں موجود ہیں لیکن سب کا سلسلہ جا کر صرف تین چار کتابوں پر منتهی ہوتا ہے۔ سیرت ابن اسحاق۔ واقعی۔ ابن سعد۔ طبری انکے علاوہ جو کتابیں ہیں وہ ان سے متاخر ہیں۔

ابن اسحاق ۱۲ ربیع الاول وفات لینی اور پھر واقعی ۲۲ھ نے دوسری ربیع الاول کا اضافہ کیا جو طبری تک انہیں واقعی سے پہنچا جسکو واقعی نے بارہ ربیع الاول کی روایت متعدد اشخاص سے نقل کر کے خود دوسری ربیع الاول کو غلط کر دیا۔ لیکن یکم ربیع الاول کے وفات ہونے کا طبری تک کوئی وجود نہیں ملتا اور نہ شبلی صاحب نے کوئی روایت نقل کی ہے آگے امام سیبلی نے ۱۳ و ۱۴ ربیع الاول وفات لینی کو اجماع مسلمین سے لاکر یکم دوم ربیع الاول کو بالکل دروغ و کذب ہونا ثابت کر دیا ہے۔

لیکن امام سیبلی کا دوسرا قول جو سیرت انسان العیون جلد ثالث کے ۲۲۹ میں ۲۸ صفر (چهار شنبہ) کے روز حضرت کا بیمار ہونا اور ۲۹ صفر (پنج شنبہ) کو حضرت صلعم کا بے نفس نفیس اسامہ کے لئے علم بنا کر رحمت فرمانا لکھا ہے جس سے واقعی کی روایت ۲۸ و ۲۹ صفر کی تائید ہوتی ہے جسکا تیرھواں روز گیارہ ربیع الاول (دو شنبہ) اور ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) یہی دن ۲۵ ذیقعدہ سفر حجۃ الوداع اور ذیحجہ عرفہ میں واقع ہوتا ہے اور جو اسی صورت ایک ۳ اور ایک ۲۹ کثیر الوقوع سے تیسری ماہ رمضان سہ شنبہ وفات جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا پر پہنچتا ہے جسکو حسب ذیل محدثین و ارباب سیر نے انہیں واقعی کی تحقیق پر اتفاق کیا ہے چنانچہ حسب ذیل اساطین سے سند لکھی جاتی ہے۔

حافظ ابن سعد صاحب طبقات المتوفی ۲۲ھ۔ حافظ دامام ابن حریر طبری المتوفی ۲۲ھ۔ حافظ ابن عبد البر صاحب استیعاب المتوفی ۲۶۳ھ۔ حافظ ابن جوزی المتوفی ۷۵۰ھ۔ علامہ سبط ابن جوزی المتوفی ۷۵۴ھ۔ صاحب تذکرہ خواص الامۃ خاتم الحفاظ حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۷۵۵ھ۔ علامہ کمال الدین حسین صاحب روضۃ الشہداء و صاحب تفسیر حسینی المتوفی ۷۹۵ھ۔ مؤرخ حبیب السیر المتوفی ۷۳۲ھ۔ علامہ وبار بکری صاحب تاریخ خمیس المتوفی ۹۶۶ھ۔ شیخ محمد بن عبد الباقی الزرقانی المتوفی ۸۳۵ھ۔ طبقات ابن سعد جلد ۸ مطبوعہ لیدن ۱۲۳۵ھ میں ہے۔

قال محمد بن عمرو هو الثبت عندنا وفیت	کہا محمد بن عمرو واقعی نے اور یہ ثابت ہے میرے نزدیک کہ
لیلة الثلاثاء ثلاث خلون من شهر رمضان	وفات (فاطمہ سلام اللہ علیہا) تیسری شب سہ شنبہ رمضان
سنہ احدى عشرة وھی انة تسع وعشرين	میں ہوئی اور وہ ۲۹ سالہ یا مثل اسکے تھیں۔
سنہ احوھا۔ اخبرنا محمد بن عمر حدثنی	خبر دئی کہ محمد بن عمر نے کہا حدیث کی مجلس میں حجج بن عمر دینار

لے تو فتح عمرو بن دینار جو زہری سے عمر بن طرا تھا اور جس نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے جیسا کہ آگے روایت میں ہے۔ طبقات ابن سعد جلد ۱ میں ہے عمرو بن دینار رولی باذان من الانباء قال اخبرنا الفضل بن لیکن قال مات عمرو بن دینار سنة تسع وعشرين ومائة x x x x کان عمرو ثقیفا شاکدا لحدیث اور صحیح ترمذی جلد اول میں ہے۔ قال ابو عیسیٰ سمعت ابی عمر یقول سمعت سفیان کان عمرو بن دینار ابن من الزہری۔ کہا ابو عیسیٰ نے کہ میں نے ابی عمر سے سنا ہے کہ کتا سفیان بن عیینہ سے کہ کتا عمرو بن دینار زہری سے عمر بن طرا تھا۔

ابن جریر عن عمرو بن دینار عن ابی جعفر قال سے اُسنے ابی جعفر سے کہ وفات فرمائی جناب فاطمہ علیہا السلام
توفیق فاطمہ بعد النبی صلعم ثلاثہ اشھر۔ نے بعد وفات النبی صلعم کے تین مہینے پر

۲۔ تاریخ الرسل الملوک ابن جریر طبری جلد اول حصہ چارم ۱۶۹ مطبوعہ بیروت پورپ مین ہے۔ مائٹ فاطمہ ابنتہ
رسول اللہ صلعم فی لیلۃ الثلاثاء ثلاث خلون من شھر رمضان وہی یہ معذ ابنتہ تسع عشرین سنہ و نحوہا
۳۔ استیعاب حافظ ابو عمر ابن عبد البرج۔ ثانی مین بذکروفات فاطمہ علیہ السلام ہے۔

و قال المدینی لیلۃ الثلاثاء ثلاث خلون من مدینی نے کہا ہے کہ وفات فاطمہ علیہا السلام تیسری
شھر رمضان سنہ احدى عشرۃ۔ شنبہ ماہ رمضان سنہ ۱۱ مین واقع ہوئی۔

۴۔ حافظ ابن جوزی فی تاریخ الصفوۃ۔ تاریخ خمس دیا ربکری جلد اول مطبوعہ مصر سنہ ۱۲۷۷ مین ہے۔
فی الصفوۃ توفیت فاطمہ بعد وفات رسول اللہ صلعم بسنہ اشھر فی لیلۃ الثلاثاء ثلاث
خلون من رمضان سنہ احدى عشرۃ من الهجرة وہی بنت ثمان وعشرين سنہ ونصف۔

تاریخ صفوۃ ابن جوزی مین ہے۔ کہ وفات فاطمہ علیہا السلام بعد وفات النبی صلعم کے چھ مہینے پر شب شنبہ
تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ ہوئی اور وہ جناب ۲۸ سالہ و شش ماہ تھیں جسکی تائید اسی ۱۲ ربیع الاول سے جو ۲۸ صفر کا
چودھواں روز (شنبہ) تھا حافظ ابن جوزی کے قول سے ہوتی ہے۔

جیسا کہ اشعة اللغات ترجمہ مشکوٰۃ شریف جلد ۱۱ شیخ عبدالحی محمد ث ولہوی مطبوعہ نو کشور ۱۳۷۸ھ سنہ ۱۹۵۹ء کے ص ۶۱۷ مین ہے

ابن جوزی در کتاب الوفا گفتہ کہ ابتدای مرض یعنی ابن جوزی نے اپنے کتاب الوفا مین کہا ہے کہ
در شھر صفر بودہ کہ دو شب ازان ماندہ بود و وفات ابتدای مرض النبی صلعم صفر کے مہینے مین کہ دو رات مین باقی تھیں
وے دو از دہم ربیع الاول بود۔ وفات بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

آخر صفر کے ۲۸ و ۲۹ صفر کے دن کی تصدیق تاریخ مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی سے جسکا قلمی نسخہ ہائگی پورٹینے مین سنہ ۱۱ کا لکھا
ہوا ہے جسکے ص ۲۱۷ مین ہے۔

فلما کان یوم الاربعاء لیلۃین بقیتا من صف پس جب ۲۸ صفر چار شنبہ کا روز کہ دو رات مین
بدئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ المرص و صدع ماہ صفر کی باقی تھیں آیا تو حضرت صلعم کے مرض شروع ہوا
و حتم فلما اصبح یوم الحنئین دعا اسامہ فغط پس در دوسرا در بخار ہوا صبح ۲۹ صفر پنج شنبہ کو اسامہ
لموا و بیلہ الخ بن زید کو بلا کر اپنے دست مبارک سے او سکے لئے بچھڑا
باندھ کر عنایت کیا۔

لہ کشف الظنون حصہ اول مطبوعہ مصر ۱۶۶۷ مین ہے۔ (تاریخ ابن جوزی المسمی بالمتکرم) یا فی المیم و لہ اعداد الاعیان و صفوۃ الصفوۃ
و لتفہم المفہوم کلہما فی تاریخ و سبط مرآۃ الزمان۔

تاریخ ابن الجوزی مین ۱۱ کے واقعہ مین ہے۔ توفی النبی فی ۱۱ مین یوسف سبط ابن الجوزی و اعطا فاضل لمرآۃ الزمان
تاریخ و جامع و لہ تذکرۃ الخواص من اکامہ فی مناقب اکامہ۔

جسکے بعد یکم ربیع الاول جمعہ سے ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) تک چودہ دن ہوئے یہی (سہ شنبہ) مراجعت میں ۲۵ ذیقعد
سفر حجۃ الوداع میں اور ۹ ذیحجہ عرفہ میں اور یہی سہ شنبہ آگے چھ ماہ پر تیسری ماہ رمضان وفات جناب فاطمہ علیہا السلام میں واقع
ہوتا ہے دیکھو نقشہ (دوم) سے کتاب ہذا
۵۔ تذکرہ خواص الامۃ علامہ سبط ابن جوزی جسکا نہایت عمدہ قلمی نسخہ بانکلی پور پٹنہ کے کتب خانہ میں ہے جسکا ستہ کتابت لکھنؤ
ہے ذکر فاطمہ علیہا السلام میں ہے۔

وفات جناب فاطمہ زہرا بعد رسوخد امین چند	وفاتها وفات رسول الله صلى الله عليه وآله
اقوال ہیں	سنة اشهر العشرة ايام لانها توفيت
(۱) دس دن کم چھ مہینے اسلئے کہ فاطمہ زہرا کی وفات شب	ليلة الثلاثاء ثالث خلون من شهر رمضان
سہ شنبہ سیدوم ماہ رمضان ۱۱۸۵ھ اور رسول اللہ صلعم نے	سنة احدى عشر ورسول الله صلى الله عليه وآله توفى
بارہ ربیع الاول ۱۱۸۵ھ میں وفات پائی (۲) عمرو بن دینار	في ربيع الاول فلثاني عشر منه في هذه
نے کہا ہے کہ بعد وفات رسوخد کے تین مہینے زندہ رہیں۔	السنة والثاني ثلثة اشهر قاله عمرو
(۳) دو مہینے دس دن یعنی (۱۰ دن) بعد وفات رسول اللہ	بن دينار والثالث شهران وعشرة
صلعم کے زندہ رہیں۔	ایام۔

۶۔ اصحابہ فی تمیز الصحابہ حافظ ابن حجر عسقلانی مطبوعہ مکتبہ سنیہ جلد ۴ ص ۳۷۷ میں ہے۔

واقدی نے کہا ہے کہ وفات فاطمہ علیہا السلام تیسری	قال الواقدي توفيت فاطمة ليلة
ماہ رمضان ۱۱۸۵ھ کو واقع ہوئی یعنی چھ مہینے پر جسکو عمرو بن	الثلاثاء ثالث خلون من شهر
دینار نے تین مہینے کی مدت روایت کی ہے جسکا حوالہ سبط	رمضان سنة احدى عشرة
ابن جوزی نے بھی لکھا ہے	

ابن سعد نے واقدی کے طریق اور عمرو بن دینار کے واسطے سے جناب امام باقر علیہ السلام کے سند سے بیان کیا ہے۔
اور عمرو بن دینار جو زہری سے عمر میں بڑے ہیں اور جو حضرت عائشہ سے بھی روایت کرتے ہیں چنانچہ اصحابہ مذکورہ کے

ص ۲۶۶ میں ہے

کہا نیز ابن زریع نے روح بن قاسم کہا اوس نے	قال يزيد بن زريع عن روح بن
عمرو بن دینار کہا اوسے حضرت عائشہ کی سند سے کہ کہا	القاسم عن عمرو بن دينار قالت عائشة
اوسہوں نے کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو جو افضل تر ہو	ما رايت قط احدا افضل من فاطمة

ابن نور الدین علی بن شہاب الدین شافعی نے تاریخ خلاصۃ الوفا میں لکھا ہے ولا بن المجوزی فی الوفا عن عائشة قالت لما قبض النبي اختلفوا
فقد فاضل علی بن ابی ذر علی بن ارض بقطر اکرم علی مدین بقطر قبض فبها نفس نبیہ۔

اسکے کشف الغائب میں ہے ومنہ المتحد اماری بن علی لکھا شفی المعرف بالواعظ المتوفی سنہ ۱۱۸۵ھ و منہ جلد ۲
نفسہ جاییں بن علی لکھا شفی الواعظ المتوفی فی حدود ۱۱۸۵ھ و منہ تفسیر خازن سنہ اول فی مجلد ۲ ماہ بالواہب علیہ

عن ابیہا صحیح علی شرط
الشیخین الی عمرو

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے سوا پد رصل اللہ علیہ
والہ وسلم کیہ شرط شیخین کے مطابق عمر و بن دینار کی حدیث
صحیح ہے۔

وقد ثبت الصحیح عن عائشہ ان فاطمہ
عاشت بعد النبی سنۃ اشھر و فکال لو فکد
و هو اثنت عندنا۔

اور حضرت عائشہ سے صحیح میں جناب فاطمہ سلام اللہ
علیہا کا بعد وفات النبی کے چھ مہینے زندہ رہنا ثابت
ہے اور واقعی نے کہا ہے کہ یہی مدت میرے نزدیک صحیح ہے۔

وردی الحمیدی عن
سفیان عن عمرو بن دینار انھا بقیت
بعد ثلث ايام و قال غیرہ بعد اربعۃ
شھر و قیل شھریں و عند الذی لا ی فی
الذریۃ الطاہرۃ بقیت بعد خمسۃ
و سبعین یوماً

حمیدی نے سفیان کے طریق اور عمرو بن دینار کی
سند سے روایت کی ہے کہ بچہ حضرت صلعم کے تین دن
وغالباً تین مہینے کی جگہ غلط لکھ گیا) حضرت فاطمہ زندہ
رہیں اور دوسروں کا قول ہے کہ چار مہینے اور کہا گیا ہے
دو مہینے اور دوالابی کے کتاب ذریعہ الطاہرین بوجہ حضرت
صلعم کے (۹۵ روز) باقی رہیں یعنی زندہ رہیں۔

۷۔ روضۃ الشہد اکمال الدین حسین صاحب تفسیر حسینی ملبوعہ بیہبی ۹۳۷ھ اور ان کے ترجمہ گلزار الشہداء مطبوعہ بیہبی ۱۳۳۵ھ
روضۃ الشہداء ص ۹۹ میں ہے۔ در شب چہار شنبہ بست و ہشتم ماہ صفر در سال یازدہم از ہجرت زیارت گورستان
بقیع رفتند روز دیگر آنحضرت صلعم را صداع طاری گشتہ۔ ص ۱۲۲ میں ہے بروایات اہل بیت وفات آنحضرت شب سہ شنبہ بود
سیوم ماہ مبارک رمضان ۱۱۸۰ھ احدی عشر من الحجۃ

گلزار الشہداء ترجمہ روضۃ الشہداء کے ص ۱۲۲ میں ہے۔ آپ چہار شنبہ کی رات اٹھائیسویں تاریخ ماہ صفر گیارہویں سال
ہجری میں زیارت جنتہ البقیع کو تشریف لے گئے دوسرے روز آنحضرت صلعم کے در دوسرا لاقی ہوا۔ ص ۸۵ میں بروایت اہلبیت وفات
فاطمہ کی شب سہ شنبہ تاریخ تیسری ماہ رمضان ۱۱۸۰ھ میں ہوئی۔

۸۔ مورخ حبیب السیر مطبوعہ بیہبی ۱۳۵۷ھ جلد اول جز ۱ سیوم ۸۹ میں ہے۔

در تلقیح ابن جوزی مذکور است کہ ولادت فاطمہ پنج سال قبل بعثت وقوع یافتہ و در روضۃ الاحباب درین باب و
روایت مذکور است روایت اول موافق آنچه از تلقیح نقل کردہ شد و قول ثانی در سال چہل و یک از واقعہ قیل آن اختر سپہنژاد
از ائمتہ ولادت طلوع نمود۔

ایضاً در کتاب مذکور سمت تحریر پذیرفتہ کہ وفات فاطمہ در شب سہ شنبہ سیوم ماہ رمضان وقوع یافتہ۔

یعنی ابن جوزی نے تلقیح میں ولادت جناب فاطمہ بعثت سے پانچ سال پہلے ہونا مذکور ہے اور روضۃ الاحباب میں روایت
لکھی ہیں روایت اول موافق تلقیح کے ہے جو نقل کی گئی اور دوسرے واقعہ قیل کے اکتالیسویں سال اور یہ بھی کتاب روضۃ الاحباب
میں ہے کہ وفات جناب فاطمہ شب سہ شنبہ تیسری ماہ رمضان میں واقع ہوئی۔

این دو روایت کہ از روضۃ الاحباب در باب ولادت فاطمہ نقل کرده شد عمر آن جناب بست و ہشت سال یا بست و دو سال بودہ روایت روضۃ الاحباب والی جو ولادت جناب فاطمہ میں نقل کی گئی عمر حضرت فاطمہ کی ۲۸ سالہ یا ۲۲ سالہ ہوتی ہے

و در کشف الغمہ مسطور است کہ ابن خشاب زالی
جعفر محمد بن علی الباقری نقل نموده کہ تولد فاطمہ بعد
از ظهور نبوت و نزول وحی بہ پنج سال اتفاق افتاد
در وقتیکہ ہزودہ سال و ہفتاد و پنج روز از عمر شریفش
گذشتہ بود از عالم رحلت فرمود۔
اور کشف الغمہ میں لکھا ہے کہ علامہ ابن خشاب
تاریخ مولید اہلبیت علیہم السلام میں اپنے اسناد کی جناب
امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ ولادت جناب
علیہا السلام کی ہشتاد و نوزد وحی کے پانچ سال بعد واقع ہوئی
اور جب اسی سال اور پچھتر دن کی ہوئیں تو رحلت فرمائی۔

۹- تاریخ خمیس و یار بکری جلد اول ص ۳۱۲ مطبوعہ مصر شمسۃ
فال الدیاربکری فی الخمیس تو فیت فاطمہ
بعد وفات رسول اللہ بستہ اشہر فی لیلۃ
الثلاثاء ثلاث خلون من رمضان سنۃ ۱۱
عشرۃ من الحجۃ و بی ثمان و عین ست و نصف
الغری ما فی فاطمہ بعد رسول اللہ صلعم ثلاثا شہر و عین
عائشہ ز فالت کان بین النبی صلعم
و بین فاطمہ شہران۔
علامہ دیاربکری تاریخ خمیس میں لکھتے ہیں
کہ رسول اللہ کی وفات سے چھ مہینے کے بعد اللہ میں
تیسری ماہ رمضان شب سہ شنبہ کو حضرت فاطمہ نے وفات
فرمائی اور زہری سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ
بعد رسول اللہ کے تین مہینے پر اور حضرت عائشہ سے
مروی ہے کہ مابین حضرت صلعم اور جناب فاطمہ علیہا السلام
دو مہینہ کا فاصلہ ہوا۔

ذکر الامام ابو بکر احمد بن نصر بن عبد اللہ
الدواع فی کتاب تاریخ مولید اہل البیت
انہا تو فیت ہی ابنہ ثمان عشرۃ سنہ و
خمسۃ سبعین یوماً ما بینکۃ ثمان سنین
و الباقی بالمدينة و عاشت بعد ابیہا
خمسۃ و سبعین یوماً۔
اور امام ابو بکر احمد بن نصر بن عبد اللہ
نے تاریخ مولید اہلبیت علیہم السلام میں ذکر کیا ہے کہ
وفات فاطمہ علیہا السلام کی اٹھارہ سال پچھتر روز
پر ہوئی جس میں ۸ سال مکہ میں باقی دس سال مدینہ
میں بعد وفات اپنے باپ کے پچھتر روز زندہ رہیں۔
(صلعم جلد اول مطبوعہ مصر شمسۃ ۱۱۷)۔

۱۰- زرقانی جلد تین مطبوعہ مصر شمسۃ ۱۱۷ ص ۲۲۵ میں ہے۔

و تو فیت بعد علیہ الصلوٰۃ والسلام بستہ اشہر
کما قال فی الصحیح عن عائشہ قال لو اقدی و
هو اثبت قال و ذلک ثلاث خلون من
شہر رمضان سنۃ احدی عشرۃ و ہی ابنہ
تسمہ و عشرین سنۃ۔
یعنی وفات فاطمہ علیہا السلام کی بعد وفات
النبی صلعم کے چھ مہینے پر ہوئی جیسا کہ صحیح میں حضرت عائشہ
سے مروی ہے واقعہ فی لکھا ہے کہ یہی ثابت ہے اور
وہ تیسری ماہ رمضان ۱۱ھ تھی اور وہ فاطمہ علیہا السلام
۲۹ سالہ تھیں یعنی حضرت کی وفات پر ۲۸ سالہ چھ ماہ

۲۹ سال ہوئیں۔

واقدی کی یہ تحقیق کہ جناب فاطمہ وفات کے وقت ۲۹ سالہ تھیں جسکی تقلید اکثر مورخین و محدثین نے کی ہے جو اس حدیث کی رو سے غلط ہے جس میں نبوت سے پانچ سال قبل ولادت ہونا در ہے کیونکہ پانچ سال قبل نبوت والے اور ۱۳ سال کیہ کے اور دس سال مدینہ منورہ کے بعد ہجرت کے یہ اٹھائیس سال ہوئے اور تیسری ماہ رمضان تک کچھ دن کم چھ ماہ سے ۲۸ ۱/۲ سال ابن جوزی کے حساب کے مطابق ہو گئے پس زرقانی کا قبول کر لینا بالکل غلط ہو گیا حالانکہ یہ ۲۸ ۱/۲ سال بھی غلط ہیں جس سے حضرت فاطمہ کا حضرت عائشہ سے دس سال بڑا ہونا لازم آتا ہے حالانکہ وہ جناب ایک سال حضرت عائشہ سے عمر میں چھوٹی تھیں سیرت النبی شلی جلد ثانی ۳۲۲ و ۳۲۵ میں ہے کہ حضرت عائشہ بعثت کے چار برس بعد پیدا ہوئیں سلسلہ نبوی میں آنحضرت کے ساتھ نکاح ہوا اوس وقت شش سالہ تھیں نکاح کے بعد مکہ میں آنحضرت کا قیام تین سال تک رہا (اوس وقت حضرت عائشہ نہ سالہ تھیں) اوس وقت زرقانی وغیرہ کے مطابق حضرت فاطمہ (۹ برس کی ہو گئیں) حالانکہ امام ابو بکر احمد بن نصر بن عبد اللہ نے تاریخ موالید اہل بیت سے لکھا ہے کہ اس وقت اٹھ سالہ تھیں یعنی حضرت عائشہ سے ایک سال چھوٹی تھیں پس وفات النبی صلعم کے وقت حضرت عائشہ ۱۹ سالہ اور حضرت فاطمہ ۱۸ سالہ تھیں۔

غرض کہ واقدی کا تیسری ماہ رمضان کو (سہ شنبہ) ہونا حساب سے ضرور صحیح آتا ہے جو ۲۵ ذوقعدہ سلسلہ سفر حجۃ الوداع اور ۹ ذیقعدہ اور ۱۲ ربیع الاول سلسلہ (سہ شنبہ) کے مطابق تیسری ماہ رمضان (سہ شنبہ) واقع ہوتا ہے اور آگے ۲۲ جمادی الثانی سلسلہ کو (پنج شنبہ) جس کے بعد شب جمعہ ۲۳ جمادی الثانی میں ولادت ابو بکر ہے جو ۲۹ صفر (پنج شنبہ) اور یکم ربیع الاول سلسلہ (جمعہ) کے مطابقت میں ہے جیسا کہ

عمدة القاری شرح صحیح بخاری یعنی حقی مطبوعہ مصر جلد چہارم ص ۲۴۳ میں ہے۔

یعنی وفات پائی حضرت ابو بکر نے یوم جمعہ یا شب جمعہ کو۔ جو ابن اسحاق کے قول ہے ۲۳ جمادی الثانی سلسلہ کو جمعہ ہوتا ہے۔

توفی ابو بکر رضی اللہ عنہ م۔ یعنی ابن اسحاق نے کہا ہے جیسا کہ اسد الغابہ

الجمعة لسبع لیل بقی من جمادی ابن اثیر جزری میں ہے کہ ابو بکر طرے ۲۳ جمادی الثانی

الاخذة سنت ثلاث عشرة سلسلہ یوم جمعہ کو وفات کی۔ دیکھو نقشہ (دوم کتاب ۱)

لے واقدی قاضی بغداد تھے جسکی قدر اور بدرج دونوں ہمارے مفید ہے لیکن یہ اس رتبہ کے ہیں کہ تاریخ بقید یوم وفات فاطمہ علیہا السلام میں حفاظ حدیث نے اتفاق کیا ہے یہاں تک کہ امام محیی السنۃ نبوی نے تفسیر معالم التنزیل میں فقط وظلمت والنور) جو آیت الکرسی اور سورہ انعام میں رجعل الظلمت والنور) ہے کی تفسیر واقدی کی سند سے بیان کی ہے۔ اور قرۃ العیون شرح سرور الخرون نواب محمد علی خان میں ہے۔ حدیث غدیر کو اگرچہ روایت نہیں کیا اسکو اہل حفظ و تحقیق نے کہ طلب حدیث میں انہوں نے شہرہ کا دورہ کیا مثل بخاری و مسلم و واقدی وغیرہم کے اکابر محدثین سے۔

”اے اگرچہ غلط محض حدیث کو نہیں ہے مگر دعویٰ تو اتر کا اس کے مثل میں کرنا نہایت تعجب ہے۔“

نمبر ۶) صاحب سیرۃ ابن ہشام ابی محمد عبد الملک بن ہشام المتوفی ۲۱۳ھ

یہ ابن ہشام بھی حضرت کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۵ ذیقعدہ (پانچ راتیں ماہ ذیقعدہ کی باقی تھیں) کی روایت کی ہے جلد ۳ مطبوعہ مصر ۱۲۹۵ھ ۵۷۷ مین ہے۔

فال ابن اسحاق حدثني عبد الرحمن بن العباس عن ابيه العباس بن محمد عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم الى خيبر فبقيت من ذى القعدة -

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ حدیث کی مجھے عبد الرحمن بن قاسم نے اپنے باپ قاسم بن محمد سے اور انہوں نے عائشہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اور انہوں نے نیکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جبکہ پانچ راتیں ماہ ذیقعدہ کی باقی تھیں یعنی ۲۵ ذوقعدہ تھی۔

اور ۹۳ مین ہے۔

فال ابن اسحاق ابتداء رسول الله صلى الله عليه وسلم لشكوه x x في ليال بقين من صفر -

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ شروع ہوئی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ماہ صفر کی ایک رات باقی تھی۔

نمبر ۷) محمد بن سعد کا ترقی قدی صاحب طبقات المتوفی ۲۱۳ھ

یہ علامہ ابن سعد مورخ اور محدث ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا (۲۵ ذیقعدہ) یوم شنبہ کی روایت وارد کی ہے اور جو تھی ذی الحجہ داخلہ مکہ معظمہ با سند روایات سے بیان کیا ہے جو نقل کجائی ہیں۔

طبقات الکبیر جلد ثانی قسم اول مطبوعہ لیدن ۱۳۲۵ھ ۱۷۷۷ مین ہے۔

كان ابن عباس يكره ان يقال حجة الوداع ويقول حجة الاسلام فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم من المدينة مغتسلا ومثد هنادا متوجلا

ابن عباس (لفظ) حجۃ الوداع کہنے سے کراہت کرتے تھے اور حجۃ الاسلام کہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے غسل فرما کر بالون میں تھیں

لہ سیرت النبوی جلد اول ص ۱۷۷ مین ہے ابن ہشام کا نام امام عبد الملک ہے وہ نہایت ثقہ اور نامور محدث اور مؤرخ تھے ۱۳۷ھ مین وفات پائی محمد ابن اسحاق کی کتاب کثرت سے پھیلی اور بڑے طے محدثوں نے اس کے متب کئے اسی کتاب کو ابن ہشام نے زیادہ منفعہ اور اضافہ کر کے مرتب کیا جو سیرت ابن ہشام کے نام سے مشہور ہے۔ اور ابن اسحاق نے فن مغازی میں اس قدر ترقی دی اور اس قدر درجہ پربا کیا کہ خلفاء عباسیہ جو زیادہ تر اور قسم کے تصنیفات کا مذاق رکھتے تھے ان میں مغازی کا مذاق پیدا ہو گیا چنانچہ ابن عدی نے ان کے اس احسان کا خاص طرح پر زکر کیا ہے ابن عدی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس فن میں کوئی تصنیف ان کے تصنیف کے رتبہ کو نہیں ملے حاشیہ تہذیب التہذیب

المامون شہلی مطبوعہ کنگریس پریس دہلی کے ۱۲۷۱ مین ہے۔ تاریخ مین اگر کوئی زمانہ اہل کمال کے پیش کرنے پر تازہ کر سکتا ہے تو مامون کا عہد حکومت اس فخر میں سب سے مرتب ثابت ہوگا فقہا و محدثین میں جعفی بن مسین امام بخاری، محمد بن سعد کا تب و اقدی، ابن علیہ، سفیان ابن عیینہ عبد الرحمن بن مہدی عجمی القطان، یونس بن بکر، ابو مطیع البغلی، حافظ ابن ہشام، روح بن عبادہ، ابو داؤد الطیالسی، غازی بن تیس شاگرد امام مالک، امام واقدی الخ وغیرہ ہیں۔

اور گنگھی کئے ہوئے زیر جامہ اور داہنے ہوئے باہر
تشریف لائے اور وہ دن ہفتہ کا تھا اور ماہ ذیقعد
کی پانچ شبیں باقی تھیں حضرت نے نماز پڑھ کر
ذوالحلیفہ میں دو رکعت ادا فرمائی۔

خبر دی ہم کو عمر و حکام بن ابی الوضاح نے
کہا اوس نے کہ ہم سے بیان کیا شعبہ نے ایوب
سے اوسنے ابو العالیہ ترسے اوسنے ابن عباس سے
فرمایا ابن عباس نے کہ بیک ہی رسول اللہ صلی
تے ساتھ حج کے پس تشریف لائے جو عقی ذیحجہ کو
اور ہمارے ساتھ نماز پڑھی صبح کی طہمین۔

خبر دی ہکو عفان بن مسلم نے اوسنے کہا کہ
بیان کیا ہم سے حماد بن سلمہ نے اوسنے کہا کہ ہم سے
بیان کیا قیس بن سعد نے عطا سے اونہوں نے
جابر بن عبد اللہ سے جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی تشریف لائے چار ذیحجہ کو۔

عبد الوہاب بن عطاء نے کہا خبر دی ہم کو
ہشام بن ابی عبد اللہ نے قتادہ سے اونہوں نے
ابی حسان سے اونہوں نے ابن عباس سے کہا
اونہوں نے کہ نبی صلی تے حج کے لئے بیک شروع
فرمائی تھ کرے وقت (مقام) ذوالحلیفہ سے۔

پھر لشکر اسامہ بن زید بن حارثہ اہل انبی
کی طرف روانہ سرزمین سراقہ پہنچ کر اسے بٹھا
کے (ہے) اور کہہ کہ جب یوم (دوشنبہ) ۲۶ صفر
۱۱ھ ہوا تو رسول اللہ صلی تے حکم دیا لوگوں کو
آبادگی جنگ روم کے لئے پس جب صبح ہوئی تو
اسامہ بن زید کو بلایا اور فرمایا اپنے باپ کے قتل
گاہ کا طرہ جاؤ اور اون لوگوں کو گھوڑوں سے

متجرداً فی ثوبین صحاریین اذار و دواء
وذلك السبت لحس لیل بقین من ذی
القعدة فصلی الظہر بذی الحلیفہ
رکعتین۔

ص ۱۱۳ ابن خبر نا عمر و حکام بن ابی الوضاح نا
شعبہ عن ابوب عن ابی العالیہ البزاعی
ابن عباس قال اھل رسول اللہ صلی بالبحر
فقد لم لا ربع مضین من ذی الحجۃ فصلی
بنا الصبح بالبطحاء

ابن نا عفان بن مسلم نا حماد بن
سلمہ نا قیس بن سعد عن
عطاء بن جابر بن عبد اللہ
قال قدم رسول اللہ صلی لاربع
خلون من ذی الحجۃ۔

ص ۱۱۴ عبد الوہاب بن عطاء نا ہشام بن علی
عبد اللہ عن قتادہ عن ابی حسان عن ابن
عباس ان النبی صلی اھل
عند الظہر من ذی الحلیفہ۔

ص ۱۱۵ تفسیرہ اسامہ بن زید بن حارثہ
الی اھل انبی وہی ارض السراقۃ
نا حیزہ البلقاء وقالوا اما کان
یوم الاثنين لاربع لیل بقین من
صفر سالہ احدی عشرۃ من محاجر
رسول اللہ صلی امر رسول اللہ صلی
الناس بالتحفی لغزو الروم فلما کان
من العمد عا اسامہ بن زید فقال

سرا لى موضع مقتل ابيك فاوطئهم
انجيل فظا وليثاك هذا الحبش فاغز
صباحا على ما ابني وحرقت عليهم و
اسرع المير تسبق الاخبار ان ظفرك
الله فاقتل اللبث فيهم وخذ احد
دلاء وقيدهم العيون والطلايع امامك
فلما كان يوم الاربعاء بدى برسول الله
صلام فخره وصدع فلما اصبح يوم الخميس
عقد الاسامه لواء بده ثم قال اغزبم الله
في سبيله الله فقاتل من كفر بالله فخرج
بلوائه معقودا فدفعه الى بريده بن
الحصيب الاسلمى وعسكر بالجوف فلم
يبقى احد من وجوه المهاجرين الا ولين
والا نصار الا انتدب في تلك الغزوة
فيهم ابو بكر الصديق وحمز بن الخطاب
وابو عبيدة بن الجراح وسعد بن ابى
وقاص وسعيد بن زيد وقنادة بن النعمان
وسلمة بن اسلم بن حريش فتكلم
قوم وقالوا يستعمل هذا الغلام على
المهاجرين الا ولين فغضب رسول الله
غضباً شديداً فخرج وقد عصب على راسه

يا مال كرومين نى تكلوا اس لشركا سردار بنيا پس
جواب كرد صبح كے وقت اہل انبی پر اور سختی كرو اور
بہت جلد جاؤ خبر پہونچنے سے قبل پہونچ رہا یا ان
كوئے لینا اور دید بان اور نگهبانوں كو آسگے
بھیج دینا پس جب ۲۸ صفر چار شنبہ کا دن ہوا
تو رسالت مآب صلعم كو بخار اور در دسر شروع ہوا
پس جب (۲۹ صفر) صبح پنجشنبہ ہوا تو اسامہ كو
رسول مقبول نے اپنے دست مبارک سے نشان فوجی
بنا كر عطا فرمایا اور فرمایا خدا كے نام سے خدا كی راہ
میں جنگ كرو مشركوں كو قتل كرو پس اسامہ
اشرف اندكورہ لئے ہوئے نكلے اور بریدہ بن
الحصیب اسلمی كو دید یا اسوقت لشكر مقام
جوف میں تھا پس كوئی شخص مهاجرین و انصار
سے ایسا نہ تھا جو اس غزوہ كے لئے جلد آمادہ
نہوا ہوا دن میں ابو بكر صدیق و عمر بن خطاب
اور ابو عبیدہ بن جراح وغیرہ تھے پس آپس میں
گفتگو ہونے لگی كہ یہ لو كا مهاجرین اولین پر سردار
لشكر بنایا جاتا ہے رسالت مآب صلعم اس خبر سے سخت
غضبناك ہوئے اور سر میں پٹی باندھے ہوئے اور
دوش پر بربریا نى ڈالے ہوئے باہر تشریف لائے
اور منبر پر تشریف لے گئے خدا كی حمد و ثنا كے بعد

Checked
Page 7

ابن سعد کا فقہاء اور محدثین سے ہونا۔ (المأمون شنبی ص ۱۲۶ مطبوعہ کانگریس پریس دہلی) میں ہے تاریخ میں اگر کوئی زمانہ اہل کمال کے پیش کیلے
ناز کر سکتا ہے تو مامون کا عہد حکومت اس فخر میں مرجح ثابت ہوگا فقہاء اور محدثین میں یحییٰ ابن عیینہ امام بخاری محمد بن سعد کا تہ واقدی ابن علیہ
سفیان ابن عیینہ عبد الرحمن بن مہدی یحییٰ القطان یونس بن کثیر (یوسف طبع) یحییٰ شاکر امام ابو حنیفہ اسحاق بن افرات قاضی مسرقس بن زیاد اللؤلؤی شاکر امام
ابو حنیفہ حماد بن اسامہ حاکم ابن ہشام۔ روح بن عبادہ ابو داؤد الطیالسی غازی بن قیس شاکر و امام مالک۔ امام واقدی۔ ابو حسان زیادى
محمد بن نوح البعلی علی بن ابی قاتل یہ لوگ ہیں کہ آج مذہبی علوم کے ارکان انہیں کی رہائیوں پر قائم ہیں خصوصاً امام شافعی اور امام احمد
بن حنبل کا تودہ پایہ ہے کہ اسلامی دنیا کے بڑے حصوں میں انہیں کے اجتماعى مسائل گیارہ سو برس سے آج تک مذہبی قانون بنے ہوئے ہیں
ان فقہاء و محدثین کی تصنیفات مامون کے عہد خلافت کی وہ علمی یادگار ہیں جن کی نظیر کو آج دوسرا زمانہ بشکل لا سکتا ہے۔

صحابہؓ و طہارۃ فطیہ فضاعا المذبحۃ ذل الله
 واشتو علیہم فوال اما بعد ایہ الناس
 فلما مفا لہ بغنی عن بعضکم فی نامیری
 اسامہ ولان طعنتم فی مادی سامہ لقتا
 دلعنتم فی مادی اباکہ وان کان
 لمن احب الناس الی و انهما الخیلان کل
 خیارہ توصوا بہ وخیل فانه من خیارکم
 ثم نزل فیہ بئیرہ و ذلک یوم السبت
 لعشر خلوا من ربيع الاول و سب بقاء
 المسلمون الذین یخرجون مع اسامہ
 یودعون رسول الله صلعم و یمینون الی
 العسکر بالجرف و ثقل رسول الله صلعم
 فجل یقول انقذ و ابعث اسامہ فلما
 کان یوم الاحد اشتد برسول الله صلعم
 وجعفر فدخل اسامہ من معسكره و التی
 مغرور و هو الیوم الذی لدہ فیہ
 فطاطا اسامہ فقتلہ و رسول الله صلعم
 لا یتکلم فجل یرفع یدیه الی السماء ثم
 یضعها علی سامہ قال فغرت ان یرجولی
 و رجع اسامہ الی معسكره ثم دخل یوم
 الاثنين واصبح رسول الله صلعم مفیقاً
 صلوات الله علیہ و برکاتہ فقال لہ اغز
 علی برکتہ الله فودع اسامہ و خرج الی
 معسكره فامر الناس بالرجیل فبینہ
 ہو برید الکوب اذا رسولہ اما ین
 قد جاءہ یقول ان رسول الله یوت نثر فی
 صلاہ الله علیہ وسلم صلاہ یحبها و یرضاہا

: ان ایسا لوگوں میں سے بغاوتوں کی بجائے یہ
 خبر ہوئی۔ ہا کہ تم اس بات میں طعنہ زنی لیتے ہو کہ
 میں نے اسامہ کو لشکر کا سرور بنایا اور یہ کوئی نئی
 بات نہیں ہے اسکے قبل بھی تم زید کے متعلق طعنہ زنی
 کر چکے ہو حالانکہ وہ زید سے نزدیک محبوب تر ہیں مردم
 تھا اور زید اور اسامہ دونوں نیک ہی کے اہل ہیں
 تم لوگ اسامہ کے ساتھ نیکی کا خیال رکھنا کیونکہ یہ
 (اسامہ) تم میں بہترین لوگوں میں ہے پھر حضرت سہر
 سے اتر آئے اور بیت اشرف میں داخل ہوئے اور
 یہ ہفتہ کا دن دشن رجب الاول تھی اور وہ مسلمان
 جو اسامہ کے ساتھ تھے رسول خدا سے رخصت ہوئے
 اور لشکر جرف کی طرف جانے لگے اور گرانی ہو ہی
 طبیعت رسول اللہ صلعم میں پس آپ فرمانے
 لگے بھیج دو لشکر اسامہ کو پس جب یوم یکشنبہ ہوا
 تو رسول اللہ کے درمیں شدت ہوئی اور اسامہ
 اپنے لشکر کا دست آیا اور خدمت رسول خدا میں حاضر
 ہوا اور بنی صلعم شدت مرض کی حالت میں تھے اور
 وہ وہی دن تھا کہ بسدن لوگوں نے حضرت کو بظاہر
 چپے وغیرہ سے دوپٹائی اور اسامہ نے اپنے سر کو چوکا
 لیا اور حضرت کو بوسہ دیا اور حضرت بات نہیں کر سکتے
 تھے لیکن ہاتھوں کو آسمان کی طرف باندھ کر اسامہ
 کے سر پر رکھتے تھے اسامہ کہتے ہیں کہ میں سمجھا کہ رسول خدا
 میرے لئے دعا فرماتے ہیں پھر اسامہ اپنے لشکر کی
 طرف واپس آیا پھر دوشنبہ کا دن ہوا تو رسول خدا صلعم
 کو فاقہ ہوا پھر حضرت صلعم نے اسامہ کو فرمایا کہ برکت
 خدا کے ساتھ جنگ کرو پس اسامہ حضرت صلعم سے
 واپس ہونے اور اپنے لشکر گاہ کی طرف گئے اور لوگوں کو

حين زغت الشمس يوم
الاثنين لاثنتي عشرة
ليلة حلت من شهر
ربيع الاول -
کوپ کرنے کا حکم دیا ابھی سوار ہونے کا قصد کر رہے
تھے کہ ام ایمن کا قاصد آیا اور کہنے لگا کہ رسالتاب صلعم
کی نزع کی حالت ہے بعد اسکے رسول اللہ نے دشمن
کے دن زواں کے وقت جبکہ بارہ راتیں گزر رہیں
رحلت کی ۔

طبقات الكبير جزء ثانی قسم ثانی مطبوعہ عیدین ۱۳۳۷ھ ص ۱۲۷ سطر ۱۲ امین ہے

حدثنا عبد الوهاب بن عطاء الجعفی انا
العمری عن نافع بن عمران التیمی صلعم
بعث سريته فيهم أبو بكر وعمر واستعمل
عليهم اسامه بن زيد فكاوا الناس طعنوا فيه
اي في صغره فبلغ ذلك رسولا لله صلعم
فصعد المنبر فحمد الله واشنى عليه قال
ان الناس قد طعنوا في مارة اسامه وقد
كانوا طعنوا في مارة ابيه من قبله وانها
لخليفةان لها وان لمن احب الناس الى
الا فاصح بكم باسامه خيرا -
بیان کیا ہم سے عبد الوهاب بن عطاء الجعفی نے
اونھوں نے عمری سے اونھوں نے نافع سے اونھوں
نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے اچھٹا سا
شکر بھیجا جس میں ابو بکر اور عمر بھی تھے اور ان پر
اسامہ بن زید کو سوار بنایا، پس لوگوں نے اسامہ
کے متعلق طعنہ زنی کی یعنی اس کے کم سنی کی وجہ سے
پس یہ خبر رسول اللہ کو پہونچی پس حضرت منبر پر
تشریف لے گئے اور حمد و ثنای خدا کے بعد فرمایا کہ
لوگوں نے اس بات میں طعنہ زنی کی کہ میں نے
اسامہ کو لشکر کا امیر بنایا اور اس کے قبل اسکے باپ زید
کی امارت میں بھی طعنہ زنی کر چکے ہیں حالانکہ یہ دونوں

عہ ترجمہ (عبد الوهاب) طبقات جلد ۲ قسم دوم مطبوعہ ۱۳۳۷ھ میں ہے ۔

عبد الوهاب بن عطاء الجعفی ویکن ابانصر وهو من اهل البصرة والزم سعد بن ابی عروبة وقد روی عن یونس بن عبد
الغداد وحמיד الطویل وعون الاعرابی وابی عون وداؤد بن ابی هند وحماد بن حذاف وغیرہم وکان مکتب الحدیب معروفاً وفاقاً
تقریب التحذیب مانع ابن حجر میں ہے عبد الوهاب بن عطاء الخفاف ابو نصر الجعفی موکلاہم البصری تریل بغداد صدوق زبنا خطاً
انکر واسلیہ حدیثی فی فضل العباس نقال حلیہ ثور من الناصحات سنہ اربع و یقار سلیمت و ما شین ۔

ترجمہ (ابن سعد) مناقب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب ص ۱۲۷ سطر ۱۲ امین ہے
الطبقات والتواریخ للکذا ایضا حاتم بن عبد الکریم سمعی (ابن النساب) میں لکھتے ہیں ۔ ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن شیبہ الکاتب ازہری مولی بائیم
وہو کاتب محمد بن عمر الواقدی سمع سفیان بن عیینہ واسمعیل بن علیہ وحمید بن ابی ودانک ۱۰ باصمیرۃ انس بن عیاض ومع بن عیینہ والوسید بن
مسلم ومن بعدہم وکان من اهل الفضل والعلو وکذا یکنی فی الطبقات الصحابة والتابعین والمصالحین الی وفتر فاجاد فید و حسن برید قال اسید
بن جبیل یوجب فکل جعنة یجبیل بن اسحاق قال من بعد باخذ من جریان من حدیث الواقدی ینظر فیها الی الجعنة الاخوی تم یروها و بالحدیث بها
وقال ابن ابی حاتم الرازی سألت ابی عن محمد بن سعد فقال یحدث فی روایة مات سنۃ ۲۲۸ و هو ابن اثین وستین سنۃ وکان کثیر العلم
والحدیث والروایة وکلب الحدیث وغیرہ من کتب الغریب والفقر ۔

امارت کے قابل ہین اور اسامہ میرے نزدیک
محبوب ترین مردم سے ہے آگاہ ہونے جاؤ کہ
میں تمہیں اسامہ کے ساتھ نیکی کی وصیت
کرتا ہوں۔



۲۸ صفر (چهار شنبہ) کے دن حضرت کے در و شرع ہوا ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے دن صبح کو اسامہ بن زید لی
ماختی میں حضرت ابوبکر و عمر و ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ مامور کئے گئے اسی ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا دسواں روز یوم شنبہ
۹ ربیع الاول کو تھا اسی تاریخ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کی سرداری سے صحابہ کا طعن سماعت فرما کر غضباً
شدیداً سے خطبہ فرمایا ہے جسکو مورخین و محدثین نے ۱۰ ربیع الاول لکھ کر ۱۲ ربیع الاول (دو شنبہ) لائے ہیں و الا نگہ (سہ شنبہ)
تطابقات جز ثانی قسم ثانی مطبوعہ لیدن ۱۳۳۳ھ سے حضرت صلعم کا بیار ہونا ۲۸ صفر (چہار شنبہ) سے اور مدت منزل النبی صلعم تیرہ یوم لکھا جاتا
ہے جس میں محدثین نے ۱۱ ربیع الاول (دو شنبہ) کی جگہ ۱۲ ربیع الاول (دو شنبہ) غلط لکھ دیا ہے کیونکہ ۱۲ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) تھا۔

مدت مرض النبیؐ کی روایت ص ۱۸۵ سطر ۵ کی یہ ہے۔

اخبار احمد بن محمد بن عمر ابو معشر عن محمد بن قیس قال
 محمد بن عمر اخبرنا عبد الله بن محمد بن عمرو بن علقم
 عن ابيه عن سجادہ فال اول ما بدأ رسول
 الله صلعم شكوه يوم الاربعاء فكان شكوه
 الان قبض صلعم ثلاثه عشر يوما۔
 خبر دی ہم کو محمد بن عمر (واقفی) نے کہا خبر دی ہم کو
 ابو معشر نے محمد بن قیس سے کہا محمد بن عمر (واقفی) نے کہا خبر دی ہم کو
 عبد اللہ بن محمد بن عمرو بن علی نے کہا عن جدہ کا اول ابتدائی
 مرض رسول اللہ صلی علیہ وسلم بروز چہار شنبہ تھی پس مدت مرض حضرت
 کی تا وقت وفات ۱۳ دن ہے۔

ایضاً تاہم یہ حدیثیں نقل کیجاتی ہیں جو اول حدیث کی تاریخ مرض النبی صلعم کے تحت میں ہیں

اخینا احمد بن عمر حدثنی عبد اللہ بن محمد رحمہ اللہ
 بن عمر بن علی بن ابی طالب عن ابیہ عن جدہ

حدیث اول کے رواۃ کی توثیق خلاصہ تہذیب و تنزیہ لکمال مطبوعہ مصر سال ۱۳۸۸ھ میں یہ ہے

له ترجمه (عبد الله بن محمد بن عمر بن علي بن ابي طالب الهاشمي البوحميد المدني لقبه وادع عن ابيه وخاله جعفر المياقرو عنه ابن المبارك وادع اسماء وثقفان حبان قال ابن سعد توفي في خلافة المنصور).

۱۵ ترجمہ (محمد بن عمر) محمد بن علی بن ابيطالب الهاشمي عن ابيه وعنه ابن جابر والثوري وثقه ابن حبان۔

عنه ترجمه - (عمر بن علی بن ابیطالب الهاشمی الاکبر) عن امیه وعنه محمد وعبد الله وعلى وثقة الجلی قتل بالعراق مع مصعب
 ايضا تهذيب التهذيب حافظ ابن جریر بن عمر بن علی بن ابیطالب الهاشمی الاکبر اما الله میا بن بنت ربيعة من بنی تغلبه وی عن امیه عن اولاده محمد
 وعبد الله وعلى فابو نعلة عمرو بن جابر الحضرمی ذکر الزبیر بن بکاء ان عمر بن الخطاب ساءه وقال مصعب کان اخو ولدی بن ابی طالب می قات
 وقال الجلی ثقه و ذکره ابن جبان فی الثقات - (در شرح حافظ دیا علی بن قزین حدیثی کی توثیق) اخبارنا محمد بن عمر بن عبد الله بن محمد بن عمر بن علی عن امیه
 عن حمید قال اشکی رسول الله صلعم يوم الاثنين لاثنتی عشرة عسرة و توفي صلعم يوم الاثنين لثنتی عشرة عسرة و شهر ربيع الاول
 و عن ابن عباس و عائشة قالوا فی رسول الله صلعم يوم الاثنين لاثنتی عشرة عسرة و من ربيع الاول (المختص من سيرة سيد الشریع علی)

قال اشتكى رسول الله صلاه
يوم الاربعاء، لليلة بقيت من
صفر سنة احدى عشرة وتوفى
يوم الاثنين لا ثنتى عشرة مضت
من ربيع الاول -

مسلماً اباً عن جدِّ كما يمار موت رسول الله
بروز چار شنبه (۲۸ صفر) جبکہ ایک رات
ماہ صفر سالہ کی باقی تھی اور وفات پائی بروز
دوشنبہ جبکہ بارہ راتیں ربيع الاول کی گذر
چکی تھیں۔

اخبرنا محمد بن عمرو حدثني ابي اسيد
بن يزيد عن ابن طاووس عن ابيه عن
ابن عباس قال وحدثني محمد بن عبد الله
عن الزهري عن عروة عن عائشة
قالت توفى رسول الله صلعم
يوم الاثنين لا ثنتى عشرة
مضت من ربيع الاول -

خردی ہکو محمد بن عمرو (واقفی) نے کہا حدیث
بیان کی مجھے ابراہیم بن یزید نے ابن طاووس
سے اور انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے
ابن عباس سے (پھر کہا محمد بن عمرو واقفی نے،
کہ حدیث کی مجھے محمد بن عبد اللہ (ابن ابی
الزہری) نے زہری سے اور انہوں نے عروہ سے
اور انہوں نے عائشہ سے کہا حضرت عائشہ نے
کہ وفات پائی رسول خدا صلعم نے بروز دوشنبہ
بارہویں ربيع الاول کو۔

اور طبقات جلد ۲۱ مطبوعہ ۱۳۲۱ھ میں ہے۔

قال محمد بن عمرو هو النبت عندنا
توفيت رفاعه الزهراء ليلة الثلاثاء
ثلاث خلون من شهر رمضان سنة
احدى عشرة وهي ابنة تسع وعشرين
سنة او نحوها -

کہا محمد بن عمرو (واقفی نے) اور وہ ہمارے
نزدیک معتبر ہے کہ وفات پائی فاطمہ زہرا علیہا السلام
نے شب سہ شنبہ تیسری ماہ رمضان سالہ
کو اور سو قوت سن مبارک او تیس سال کا
تھا یا مثل اس کے

مؤیدات میں زرقانی جلد ۳ مطبوعہ مصر ۱۳۴۶ھ میں یہ حدیث ہے۔

عند ابن سعد من طريق عمر بن علي
اب طالب عن ابيه قال اشتكى رسول
الله صلعم يوم الاربعاء -

ابن سعد نے عمر بن علی کے طریق اور علی علیہ السلام
کی سند سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو
۲۸ صفر (چار شنبہ) کے روز کہ ایک شب ماہ صفر کی

ترتيب ابن طاووس (تقریباً) الترتیب حافظ ابن حجر میں ہے۔ جہاں ابن طاووس ابن کیسان ایمانی ابو جعفر فاضل عابد بن السواستیات سالہ ایضاً از رجب طاووس
(طاووس بن کیسان الباقی ابو عبد الرحمن کیمیری مولام الفارسی بقال لہم ذکران و طاووس لقب شیعہ فقیہ فاضل من المائتات ستائست وما قبل
ترجمہ ابن عباس) کشف المكنون جلد ۱ میں ہے عبد اللہ بن عباس المتوفی سن۱۳۶ھ ثمان وستین بالطاقف نحو ترجان القرآن جبرکلا مئو و تسیم لعنہ بن لا

للسنة الثامنة من الهجرة النبوية

یہ حدیث طبقات جلد ۳ قسم اول سے نقل کی جاتی ہے یہی حدیث نمبر (۱۱) زہری کے بیان میں اسناد الخاثر ابن اثیر جزری سے لکھی گئی ہے جس کی ۱۲ ربیع الاول ۱۲۸ھ تا ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۱ھ کل مدت خلافت دو سال تین مہینے دس ایتن مہینے

اخبرنا محمد بن عبد الله بن ابي النضر (ابن النضر) عن

عن الزهري عن عروة بن عبد الله عن ابي النضر عن ابي النضر عن

اول بقاء مرض ابي بكر اذ اغتسل يوم

الاضحية لم يصبه خلون من حمى اذ اغتسل

دكان يوم اذ اغتسل خمسة عشر يوما (ابن النضر)

الى صلاة الان قال وتوفي ابو بكر رحمه الله

مسار ليلة الثلاثاء ثلثي نياں بتاتين من جمادى

الاضحية من جمادى الثانی ۱۳۱ھ کو شام سب ستر شنبہ

حدیث اول سے ۲۸ صفر (چار شنبہ) ۲۹ صفر (پنج شنبہ) متحقق ہو گیا جس کے مرجعیت سے یکم صفر (پنج شنبہ) ۳ محرم (چار شنبہ)

۲۹ یکم محرم (سب شنبہ) ۳۰ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ذیقعدہ (یک شنبہ) ۳۱ ذیقعدہ (یک شنبہ)

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ رجب (یک شنبہ) ۳۱ رجب (یک شنبہ)

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ شعبان (یک شنبہ) ۳۱ شعبان (یک شنبہ)

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ رمضان (یک شنبہ) ۳۱ رمضان (یک شنبہ)

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ شوال (یک شنبہ) ۳۱ شوال (یک شنبہ)

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ذو القعدہ (یک شنبہ) ۳۱ ذو القعدہ (یک شنبہ)

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ذو الحجة (یک شنبہ) ۳۱ ذو الحجة (یک شنبہ)

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ محرم (یک شنبہ) ۳۱ محرم (یک شنبہ)

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ صفر (یک شنبہ) ۳۱ صفر (یک شنبہ)

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ رجب (یک شنبہ) ۳۱ رجب (یک شنبہ)

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ شعبان (یک شنبہ) ۳۱ شعبان (یک شنبہ)

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ رمضان (یک شنبہ) ۳۱ رمضان (یک شنبہ)

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ شوال (یک شنبہ) ۳۱ شوال (یک شنبہ)

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ذو القعدہ (یک شنبہ) ۳۱ ذو القعدہ (یک شنبہ)

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ذو الحجة (یک شنبہ) ۳۱ ذو الحجة (یک شنبہ)

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ محرم (یک شنبہ) ۳۱ محرم (یک شنبہ)

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ صفر (یک شنبہ) ۳۱ صفر (یک شنبہ)

۲۴ ذیقعدہ (دوشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ہوا۔ جس سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (سہ شنبہ) ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ہوا۔ (اس ۸ ذیحجہ پنجشنبہ سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک شریوم ہوتا) اسی ۲۹ صفر پنجشنبہ کا دسواں روز (پنچر) اور بارہواں روز (دوشنبہ) جو ۱۱ ربیع الاول سال ۱۱ کی اسی روز پر وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہوئی جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونیکے بعد حضرت صلعم ۸۱ یوم ٹھہرے جسکا ذکر آگے آئیگا۔ چونکہ یاسوین روز ۱۲ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) خلافت ابو بکر کی پہلی تاریخ یا سنہ خلافت کا پہلا روز جیسا کہ اوپر کی حدیث سے مدت خلافت کا مطابق ہوتا ہے اسلئے ۸ ذیحجہ پنجشنبہ اور ۲۸ صفر (چار شنبہ) اور تیرہواں روز ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) اور چودھواں روز ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) صحیح ہے۔

اول حدیث سے چار شنبہ کو رسوخ کا آغاز مرض ہونا اور تیرہ دن مدت مرض کے اور دوسری روایت سے ۲۸ صفر (چار شنبہ) ابتدای مرض النبی روایت کے اندر بارہ ربیع الاول سال ۱۱ (دوشنبہ) کے عبارت سے وفات النبی مرقوم ہے جسکے تحت بین سلسلہ وار حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ کی سند سے بارہ ربیع الاول وفات النبی ہے

انتباہ روایت مذکورہ میں ۲۸ صفر (چار شنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ہے اور بارہ ربیع الاول تک کل چودہ دن ہوئے (محدثین سے جس طرح اول حدیث میں تیرہ دن کل مدت مرض النبی اور دوسری روایت میں حساب سے چودھویں روز (دوشنبہ) غلط لکھا ہے اسی لحاظ سے ابن عباس اور حضرت عائشہ کی روایت میں بھی ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) غلط لکھا ہوا ہے۔ حالانکہ تیرہواں دن (دوشنبہ) اور چودھواں دن (سہ شنبہ) ہوتا ہے جس سے گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) آیا۔

چنانچہ طبقات جز سیموم قسم اول مطبوعہ لیدن سال ۱۳۱۷ھ کے ص ۳۱ میں یہ تفصیل مکرر دی گئی ہے جس میں بھی یہی غلطی موجود ہے۔

قالوا بدأ وجه رسول الله صلعم في
بيت ميمونة زوج رسول الله صلعم يوم الاربعاء
ليلتين بقيتا من صفر وتوفي صلوات الله
عليه يوم الاثنين ثلثي عشرة ليلة خلت من شهر
ربيع الاول سنة احدى عشرة من الهجرة ودفن
يوم الثلاثاء في راحة الشمس
كثرت بين اور شروع ہوا اور در سوختہ کو حجرہ
ميمونة زوج رسول خدا امين چهارشنبه کے دن
جبکہ ماہ صفر کی دو راتیں باقی تھیں یعنی ۲۸ صفر
(چار شنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) اور رحلت فرمائی رسول اللہ
نے جبکہ بارہ راتیں گذرین ربیع الاول کے مہینہ کی۔
اور سہ شنبہ کے دن بعد دوپہر دفن ہوئے۔

چونکہ ۱۲ ربیع الاول تک چودہ دن ہوئے اور پہلا دن (چار شنبہ) تھا پس چودھواں دن بارہ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) ہوا اسی تاریخ میں رسول اللہ دفن ہوئے اور گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے آخریوم پر وفات ہوئی۔ اور سہ شنبہ کے دن حضرت کے دفن ہونیکے صحیح روایت یہ ہے۔

طبقات جز دوم قسم دوم مطبوعہ ۱۳۳۳ھ۔

قال ابن سعد اخبرنا عبد الله بن مسلم بن
جعفر عن سعيد بن منصور قال عبد العزيز بن محمد
عن شريك بن ابی نمر عن ابی سلمة بن
کمال ابن سعد نے خبر دی ہما وعبد الرحمن بن مسلم بن
تميم اور سعيد بن منصور نے کہا دونوں نے عبد العزيز
بن محمد سے اسے شريك بن ابی نمر سے اسے ابی سلمہ

عبد الرحمن

بن عبد الرحمن سے .

داخدا بن ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی

اور خبر دی ہکو ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی

ادیس و خالد بن خالد بن سلیمان بن

ادیس اور خالد بن خالد بن سلیمان بن بلال سے

بلال بن عبد الرحمن بن حوثلہ بن سہم سعید

اوسنے عبد الرحمن بن حوثلہ سے کہ تحقیق سہم نے

بن المسیب داخدا بن محمد بن محمد بن عبد اللہ

سعید بن المسیب سے اور خبر دی ہکو محمد بن عمر نے

بن محمد بن عمر بن علی بن ابیہ عن جدہ

کہ حدیث بیان کی مجھے عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی

عن علی قالوا توف رسول اللہ صلیم یم

نے اپنے باپ اور دادا سے اونہوں نے جناب علی

الاثین و دفن یوم الثلاثاء

علیہ السلام سے کہ رسول اللہ نے دو شنبہ کے دن

وفات کی اور سہ شنبہ کے دن دفن ہوئے .

ایضا اوسی طبقات جز الثانی قسم الثانی ص ۱۷۸

قال ابن سعد داخدا بن حوثلہ بن سہم

کہا ابن سعد نے خبر دی ہکو اسود بن عامر نے کہا

حماد بن سلمہ عن عمرو بن دینار عن یحیی بن

حدیث کی ہم سے حماد بن سلمہ نے عمرو بن دینار سے

جعفر ان التبعی صلیم قال یا خاظمنا لم یبعث

اوسنے یحیی بن جعفر سے کہ فرما یا رسول اللہ کہ اسے فاطمہ

نبی الا عمر اللہ یبعده نصف عمره

نہیں بھیجا گیا کوئی نبی مگر یہ کہ بعد اسے کو اس کے چلے

وان علی بن صریح یبعث اربعین

کے نصف مدت دیگیا ہے اور حضرت

واف یبعث اربعین

عمیس بن مریم چالیس سال کے لیے بھیجے گئے ہیں اور

میں بیس سال کے لیے .

نمبر ۱۷۸ ابن اسحاق بن حضرت عائشہ کے صحیح اسناد کے ساتھ ہجرت میں داخلہ مدینہ منورہ ۱۲ ربیع الاول (دو شنبہ) کو

ہوا جسکی پہلی تاریخ کو (دو شنبہ) تھا اور بارہ ربیع الاول کو دس سال مکہ معظمہ کے اور حضرت ترپن سال کامل کے تھے .

چنانچہ طبقات الکبیرہ جزء اول قسم اول مطبوعہ ۱۳۲۲ھ سے دس برس مکہ معظمہ کے اور دس برس مدینہ منورہ کے کل

بیس برس کی یہ حدیثیں لکھی جاتی ہیں .

قال ابن سعد داخدا بن حوثلہ بن سہم

کہا ابن سعد نے خبر دی ہکو اس بن عامر نے

بن ہارون و عبد اللہ بن نمیر بن عبد اللہ

اوسنے نمیر بن ہارون اور عبد اللہ بن نمیر نے تینوں

یحیی بن سعید عن سعید بن المسیب ان

نے کہا کہ یحیی بن سعید نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے

رواہ اللہ صلیم نزل علیہ القرآن و هو ابن ثلاث

رسول اللہ صلیم پر قرآن نازل ہوا جبکہ وہ حضرت

داربعین سنہ و افہم بکثر عشی سنہ

تینتالیس سال کے تھے اور تیس سال مکہ معظمہ میں تھے

ایضا قال ابن سعد داخدا بن حوثلہ بن سہم

کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہکو عبد اللہ بن مسوی

والفضل بن وکبن قال اناس بات عن
یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمة عن عائشة :-
ابن عباس ان رسول الله صلعم مکث بمکه
عشر سنین یزول علیه القرآن وبالمدینہ
عشر سنین -
اور فضل بن وکبن نے کہا خبر دمی حکو سفیان
نے یحیی بن ابی کثیر سے اس نے ابی سلمہ سے اس نے
عائشہ اور ابن عباس سے کہ تحقیق رسول خدا صلعم مکہ
مغظمہ میں دس سال ٹھہرے قرآن نازل ہونے
پر اور مدینہ منورہ میں دس برس -

موثیات

صحیح بخاری جلد ۳ باب وفات النبی -

قال البخاری حدثنا ابو نعیم حدثنا شیبان
عن یحیی عن ابی سلمة عن عائشة وابن عباس
ان النبی صلعم لبث بمکه عشر سنین یزول
علیه القرآن وبالمدینہ
عشر
کہا بخاری نے حدیث کی ہم سے ابو نعیم نے
کہا حدیث کی ہم سے شیبان نے یحیی سے اس نے
ابی سلمہ سے اس نے حضرت عائشہ اور حضرت ابن
عباس سے تحقیق رسول خدا مکہ مغظمہ میں قرآن نازل
ہونے پر دس سال ٹھہرے اور مدینہ منورہ میں
دس سال -

حدثنا عبد الله بن يوسف حدثنا الليث
عن عقيل عن ابن شهاب عن عروة بن
الربيع عن عائشة ان رسول الله صلعم
توفي وهو ابن ثلاث وستين قال ابن
شهاب واخبرني سعيد المستقب
مشابه -
حدیث کی ہے عبد اللہ بن یوسف حدیث کی ہے
عقیل بن ابن شہاب عن عروہ بن
الربیع عن عائشہ ان رسول اللہ صلعم
توفی وهو ابن ثلاث وستین قال ابن
شہاب واخبرنی سعید المستقب
مشابه -

اور تاریخ الرسل والملوک ابن جریر طبری کے جلد اول حصہ چہارم ۱۸۳ھ سے بھی ان احادیث سے تائید

ہوتی ہے -

قال ابن جریر ثنا ابن المثنی قال تلحاح بن المنهال
قال نوح بن حمزة عن ابیہ قال
عاش رسول الله صلعم ثنتين
سنة -
کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی ہے ابن المثنی نے کہا
حدیث کی ہے حجاج بن منہال نے کہا حدیث کی ہے
حماد نے ابی حمزہ سے اس نے اپنے باپ سے کہا اس نے کہ
رسول اللہ صلعم ۲ سال زندہ رہے -

ثنا ابن المثنی قال ثنا عبد الوهاب

قال ثمالی بن سعید قال سمعت
سعید بن المسیب یقول انزل
علی رسول اللہ صلیم وهو ابن ثلاث
واربعین سنة اقام بمكة عشر
او بالمدينة عشر او توفي وهو
ابن ثلاث وستین سنة۔
ہمے عبدالوہاب نے کہا حدیث کی ہم سے بھی بن
سعید نے کہا اونے کہ سنائیں نے سعید بن مسیب سے
کہا اونے نازل ہوا قرآن رسول اللہ صلیم پر اور
وہ تینتالیس سال کے تھے مکہ معظمہ میں دس سال
اور مدینہ منورہ میں دس سال اور وفات فرمائی تیرھ
سال کی عمر میں۔

تفسیر عالم التنزیل امام محی السنۃ لغوی میں یہ تفسیر آید وعد اللہ الذین امنوا منکم الصالحات
لیستخلفنہم فی الارض الا یتین ہے

قالوا ابو العالیہ فی هذه الا یت
مکث النبی صلیم مکہ بعد الوحی عشر
سین۔
ابوالعالیہ نے یہ موصوفہ کی تفسیر میں کہا ہے کہ
آنحضرت صلیم مکہ معظمہ میں بعد نزول وحی سے
دس سال ٹھہرے۔

سیرت مغلطائی میں ہے۔

قال الواقدي مکث علیہ الصلوۃ والسلام
ثلاث سنین من اول بوقتہ متخفیا
ثم اعلن فی الرابعه ذع الناس
الی الاسلام عشر سنین۔
یعنی واقدی نے کہا کہ رسول خدا اول نبوت کے تین
سال تک پوشیدہ طور پر اسلام کی دعوت دیا چوتھے
سال سے اعلان کے ساتھ دس برس تک (مکہ میں)
لوگوں کو دعوت اسلام دیتے رہے۔

تاریخ ابوالفدا جلد ثانی ص ۳۲ و ۳۳ میں ہے۔

فكانت دعوة رسول الله الى الاسلام سرًا
ثلاث سنين ثم بعد ها امر الله رسولنا
الدعوة ولما نزل وانذر عشيرتک الاقربین۔
تین سال تک رسول خدا نے مخفی طور پر دعوت
اسلام فرماتے رہے۔ بعد اسکے اللہ جل شانہ نے اظہار
دعوت کا حکم فرمایا۔

یہ آیه موصوفہ کی تفسیر ملاحظہ ہو تفسیر و تفسیر سیوطی جلد پنجم ص ۹۹ مطبوعہ مصر سورۃ اشعرا) اخبر ابن اسحاق وابن جریر وابن ابی شامہ وابن مردودہ و ابونعیم و
البيهقي في الكافي عن طريق علي قال لما نزلت هذه الاية على رسول الله وانذر عشيرتک الاقربین دعای رسول الله صلیم فقال باعلی ان الله امرني
ان انذر عشيرتک الاقربین فصنعت بذلك ذرعا وعرفت اني مما افهم بهذا الاثر اذ في فهم ما اكره فصمت علیها حتى اجعل فی جبریل فقال
انك ان لم تفعل ما توعد به بعدك رجوعنا منكم في مراعاه من طعام واجعل علی
رجل شاة واجعل لنا من لبن ثم اجتمع لی بنی عبدالمطلب ابن اسحاق وابن جریر و ابن ابی حاتم وابن مردودہ و ابن ابی شامہ و ابونعیم و
ابن دلائل میں جناب علی سے روایت کی ہے کہ جب آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا۔ تو پیغمبر صاحب نے مجھے بلایا۔ اور فرمایا کہ علی خداوند عالم نے حکم دیا ہے کہ تو اب
داروں کو اسکے عذاب سے ڈراؤن لیکن اس امر کے سرانجام میں میری قوت ضعیف ہو گئی اور میں نے معلوم کیا کہ جب میں ادن لوگوں کو اسلئے جمع کر دگا تو ادن سے یقیناً
حرکات ناملائم دیکھو گھا۔ اسلئے میں نے سکوت اختیار کیا یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام نازل ہوئے۔ اور کہا کہ اسے چھوڑ اگر ہو جب حکم خدا ایسا کر دگے تو
عذاب اسی ہو گا لہذا اسے علی تم ایک صلح طعام اور ایک لان بکری کی اور ایک بڑا پیالہ دودھ کا تیار کر کے بنی عبدالمطلب کو میرے پاس جمع کرو آ کر
حدیث مذکورہ کے جواب میں یہ حدیث وضع کی گئی جسکو ترمذی وفیلفیہ بخاری نے اپنے مجمع میں داخل کر کے حسن صحیح سے تصدیق کی ہے۔ فقہ حاشیہ ۱۵۰

چنانچہ جب آیہ وانذر عشیرتک الاقربان یعنی ڈرا اپنے قبیلے والوں کو نازل ہوا۔ اس حدیث کا آخری

حصہ یہ ہے۔

فایکھریو ازرفی علی هذا الامر علی ان
یکون اخي وصي وخليفتي فيکم فاحجم
القوم جميعا فال علی فقلت روافی لا تخف
سنادا رمدہم عینا واعظمہم بطنا واحشہم
ساقا) انایاتی اللہ اکون وزیرک علیہم
فلخذ رسول اللہ برقبۃ علی قال ان هذا
اخي وصي وخليفتي فاسمعوا له واطيعوا
فقام القوم بضاحکون ويقولون
لا بيطالب فتدامرک ان تسمع
لانبتک و تطیع

پس تم میں کون ہے کہ اس امر میں میری مدد
اور وزارت کرے اور وہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ
ہو۔ سب حاضرین یہ سنکر دگر دان ہوئے کچھ جواب
نہ دیا مگر علی رضی نے باد صغریٰ عرض کیا کہ یا نبی اللہ
میں اس امر میں آپ کی وزارت کو موجود ہوں اور
آپ کے مقابلہ میں مدد کے لئے حاضر ہوں۔ آنحضرت
صلعم نے حضرت علی کے گلے میں باہن ڈال دیں اور فرمایا
کہ اسی قوم) فی الحقیقت یہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ
ہے تم لوگ اسکا حکم سنو اور فرمانبرداری کرو اس پر
حاضرین ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ابوطالب
سے کہنے لگے کہ تمہیں حکم دیا ہے کہ علی کی اطاعت کرو۔

اسی واقعہ کے متعلق سیرت نبلی حصہ اول ص ۱۵۵ میں ہے۔

۲ تین برس تک آنحضرت (صلعم) نہایت ہار و داری کے ساتھ فرض تبلیغ ادا کیا لیکن اب آفتاب رسالت بلند
ہو چکا تھا، صاف حکم آیا فاصدع بما تو عمر اور تجکو جو حکم دیا گیا ہے واشکاں کمدے۔ نیز حکم آیا وانذر عشیرتک
الاقربین اور اپنے نزدیک خاندان والوں کو خدا سے ڈرا۔

چند روز کے بعد آپ نے حضرت علی سے کہا کہ دعوت کا سامان کرو یہ درحقیقت تبلیغ کا پہلا موقع تھا تمام خاندان
عبد المطلب مدعو کیا گیا۔ حمزہ، ابوطالب عباس سب شریک تھے، آنحضرت صلعم نے کھانے کے بعد کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں وہ
چیز لیکر آیا ہوں جو دین و دنیا دونوں کی کفیل ہے، اس بار گران کے اٹھانے میں کون میرا ساتھ دیکے۔ تمام مجلس میں سنا تھا۔
دفعۃً حضرت علی نے اٹھ کر کہا گو مجھ کو آشوب چشم ہے گو میری ٹانگیں تیلی ہیں، اور گو میں سب سے نو عمر ہوں تاہم آپ کا ساتھ دوں گا۔
قریش کے لئے ہجرت اگیزہ منظر تھا کہ دو شخص (جن میں ایک سیزدہ سالہ نوجوان ہے) دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر رہے ہیں
حاضرین کو بیباختہ ہنسی آگئی، لیکن آگے چل کر زمانے نے بتا دیا کہ یہ سراپا سچ تھا

بقیہ ص ۱۵۱ قال لزمی حدثنا ابوالاسود عن احمد بن القدامی عن ابی نعیم بن عبد الرحمن الصفاء ناہشام بن عروۃ عن ابی جریج عن عائشۃ قالت لما نزلت
الایۃ وانذر عشیرتک الاقربین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ہفیت بن عبد المطلب فاطمۃ بنت محمد یا ج عبد المطلب فی لایامک لکم من اللہ
نسباً سلو فی من مای ما شئتم ہذا احادیث حسن صحیحہ وفی الباب عن علی وابی عباس۔

یہ حدیث اس وقت کی ہے کہ نہ حضرت عائشہ پیدا ہوئیں تھیں اور نہ فاطمہ اور پھر نبوت اہل تبلیغ کے مفہوم سے ظاہر ہے نیز جبکہ خدیجہ سلام اللہ علیہا موجود تھیں
تو حضرت کا خلیفہ فاطمہ سے ہونا اور آپ کو ہونے کے تفسیر خلاف رسول کا فرمان نبوت حدیث کو ظاہر کرتا ہے جسکی روایت دروغ کو ثابت ہوتی ہیں ۲۲ دیکھو ص ۱۵۱ ذکر ولادت حضرت فاطمہ
۱۰ آخر حاشیہ

لیکن نزدیکی کے مطابق جناب علیؑ کا سن گیارہ برس کا تھا اس لئے کہ صحیح ترمذی میں ہے واسطہ علی دھو عذہ اس مآخذ میں
یعنی حضرت علیؑ اسلام لائے اُس حالت میں کہ آٹھ برس کے تھے۔

اسی آیت مبارکہ کے نازل ہونے پر نزول قرآن کا حساب محدثین نے کیا ہے جسکے بعد دس برس تبلیغ کے اور مکہ معظمہ کے
اقامت کے بارہ ربیع الاول و شہز کی صبح تک جس میں پہلی ربیع الاول کو پنجشنبہ تھا محسوب کیا ہے۔ اور دس سال اقامت مدینہ منورہ
کے جو گیارہ ربیع الاول سلمہ (دوشنبہ) وفات انہی پر ختم ہے اور جس میں پہلی ربیع الاول کو (جمعہ) تھا۔ یہی ابن اسحاق،
واقفی کا بیان ہے جسکو بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) غلط لکھ گئے ہیں۔ کیونکہ ۲۹ صفر و یکم کو پنجشنبہ اور ۱۲ صفر و دوشنبہ تھا۔
اب ہم طبقات جز، ثالث قسم اول سے حضرت علیؑ علیہ السلام کا اول نبوت کے وقت کا حال اور جناب موصوف کے
اسلام لانا بیان کرتے ہیں۔ اس وقت حضرت صلعم چالیس سال پر معوث ہوئے اور جناب علیؑ علیہ السلام دس سال کے تھے اس وقت
بھی کم عمر تھے اور اس وقت وزارت کے وقت بھی کم سن تھے۔

قال ابن سعد اخبرنا وكيع
بن الجراح ويزيد بن هارون وعفان
بن مسلم عن شعبه عن عمرو بن مرة
عن ابي حمزة (طلحة بن زيد) مؤلف
الاخبار عن زيد بن ارقم قال
من اسلم مع رسول الله صلى الله عليه
قال عفان بن مسلم اول من اسلم
فقال ابن سعد اخبرنا احمد بن عمرو قال
نا ابراهيم بن نافع واسحاق بن حازم
عن ابي جحيم عن مجاهد قال اول
من اسلم على وهو عشرين سنين۔
كها ابن سعد في خبره يهكوي كيع بن جراح اور
يزيد بن هارون اور عفان بن مسلم نے شعبہ سے اونے
عمرو بن مرہ سے اونے ابی حمزہ (طلحہ بن زید) مؤلف
انصار سے اونے زید بن ارقم سے کہا اونہوں نے کہ جو
شخص رسول اللہ کے ساتھ اسلام لایا وہ علیؑ علیہ السلام
ہیں اور عفان بن مسلم نے یہ بھی کہا ہے کہ اول جس
شخص نے حضرت پیغمبر کے ساتھ نماز پڑھی وہ علیؑ ہیں
کها ابن سعد في خبره يهكوي محمد بن عمر نے کہا
خبر دی ہکوا ابراہیم بن نافع نے اور اسحاق بن حازم نے
کہا اونہوں نے ابی جحیم سے اونہوں نے مجاہد سے کہا
اونے اول جس شخص نے نماز پڑھی وہ علیؑ علیہ السلام
ہیں اس وقت اونکا سن دس برس کا تھا۔

قال ابن سعد اخبرنا يحيى بن حماد
المصري قال نا ابو عوانة عن ابي بلج
عن عمرو بن ميمون عن ابن عباس قال
من اول من اسلم الناس بعد
خديجة على۔
كها ابن سعد في خبره يهكوي يحيى بن حماد
بصري نے کہا خبر دی ہکوا ابو عوانہ نے ابی بلج سے
اونہوں نے عمرو بن ميمون سے اونے حضرت
ابن عباس سے کہا اونہوں نے جو شخص سب سے
پہلے اسلام لایا وہ خدیجہ کے بعد علیؑ علیہ السلام
ہیں۔

ایضاً ۱۵۱ - نظر آتا ہے حدیث ہے۔ (طبقات جز ثانیہ) قسم اول مطبوعہ ۱۳۲۵ھ ۱۰۰۰ھ کے تحت ہے

قال ابن سعد اخبرنا روح بن عبادہ
ناعوف عن ميمون عن البراء بن عازب
وزيد بن ارقم قال لما كان
عند غزوة جيش الحسرة وهي
تبوك قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم لعلي بن ابي طالب
انك ابد من اقيم خلفه الخ۔
کہا ابن سعد نے خبر دی ہے کہ روح بن عبادہ
نے کہا خبر دی ہے کہ ميمون سے اوسنے براء بن
عازب اور زيد بن ارقم سے دو لون حضرات کہتے ہیں
کہ جب جناب رسالت مآب معلوم غزوہ جیش الحسرة
کو جسے تبوک بھی کہتے ہیں، تو تشریف لے کر
ارشاد کیا کہ ہم بیان ٹھہریں یا تم ٹھہرو پس حضرت
انکو پیچھے چھوڑ گئے۔

ما فظ ابن حجر عسقلانی فتح البای شرح صحیح بخاری - جلد ۴ ص ۲۸ مطبوعہ انصاری دہلی میں اس حدیث مندرجہ
کو بطرق متعددہ نقل کیا ہے اور اتنا اور بھی اوسمیں لکھا ہے
یعنی حضرت رسول اللہ نے علی رضی سے فرمایا کہ چاہئے کہ یا میں مدینہ میں رہوں یا تم رہو۔ پس حضرت امیر علیہ السلام نے
جب یہ سلامہ مدینہ میں رہے۔

پس یہ حدیث مخرجہ ابن سعد دلیل صریح ہے اس امر پر کہ جناب علی رضی بمنزلہ پیغمبر خدا کے تھے، یہ فضیلت
کسی کو حاصل نہیں ہوئی یواسے علی علیہ السلام کے۔

(اور سند حجتہ الوداع میں رسول اللہ نے حدیث ثقلین کو ارشاد فرمایا ہے چنانچہ ابن سعد کی مخرجہ حدیث
بہ تفسیر واعظم ارجل اللہ جمیعاً تفسیر و تشریح سیوطی جلد ثانی ص ۳۱۷ مطبوعہ مصر ۱۳۱۷ھ سے نقل کی جاتی ہے۔

واخر ج ابن سعد واحمد والطبرانی
عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم ايها الناس اني
تارک فيکم ما ان اخذتم به لتصلوا
بعدي امرت احدهما اکبر
من الآخر کنا بل الله جل مجد
ما بين السماء والارض وعترتي
ابن سعد اور امام احمد اور طبرانی نے ابوسعید خدری
سے روایت کی ہے فرمایا رسول اللہ نے ایہا الناس میں
تم میں دو امر چھوڑنا ہوں اگر تم او سکی پیروی کرو گے
تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ دونوں ایک دوسرے سے
بڑی ہیں، ایک کتاب اللہ مضبوط رہتی ہے جو درمیان
آسمان اور زمین ہے اور دوسری میری عترت اہلبیت
یہ دونوں آپس سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے

میں اسی سند سے خبر ہے واقعہ تبلیغ سورہ براء ۱۰ ہے۔ اوس میں بھی اندر حدیث لفظ لا بد وار ہے۔ اخبرنا احمد بن حنبل ان ابی بکر بن عبد الرحمن بن عوف قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايها الناس اني تارک فيکم ما ان اخذتم به لتصلوا بعدي امرت احدهما اکبر من الآخر کنا بل الله جل مجد ما بين السماء والارض وعترتي (ثانی ص ۱۱۷) امام احمد نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ مجھ کو رسول اللہ نے علی رضی کو سورہ براء ۱۰ سنائی کہ کی جا ہیگا عرض کیا علی نے امین مقرر اور زبان آدر اور خطیب نہیں ہوں حضرت نے فرمایا چارہ نہیں ہے اس سے کہ میں بجاؤں یا تم بجاؤ اور دوسرے کو لائق نہیں ہے۔ پس حضرت علی نے عرض کیا کہ اگر ایسا ہے کہ بدو حضرات کے یا میرے لئے ہوئے چارہ نہیں، تو پھر میں جاتا ہوں۔ تو رسول اللہ نے فرمایا جاؤ خدا تعالیٰ میں ثابت رکھے گا زبان میری اور قلب تیرا چہ حضرت نے اپنا دست مبارک لے لیا علی کے دہن پر اور بجاو بحکم خدا کو وہاں مبارک میں اور فرصت فرمایا۔

سعيد الخدری عن النبي صلعم قال اني اوشك ان ادعى فاجيب واني تارك فيكم الثقلين كتاب الله وعترتي كتاب الله حبلى ممدود من السماء الى الارض وعترتي اهل بيتي وان اللطيف الخبير اخبرني انهم لان يتفرقا حترقوا فلا تحوزوا فانظر واكثف تختلفون في فهمهما۔

رسول مقبول صلعم سے کہ فرمایا حضرت نے کہ تربہ ہے کہ بلا یا جاؤں میں اور قبول کروں میں تحقیق کہ چھوڑے جاؤں میں دو گراں قدر اور نفس جبرن خدا کی کتاب اور اپنی عترت خدا کی کتاب یک ایسی رستی ہے جو آسمان سے زمین تک ایسی ہے اور عترت اہل بیت میرے تحقیق کہ پروردگار عالم لطیف و خیر نے مجھ کو خبر دی ہے کہ دونوں (کتاب، خدا اور عترت اہل بیت) جدا نہ ہو گئے یہاں تک کہ میرے پاس حوض رکو خرابہ دار وہوں پس نظر کرو کہ میرے بعد دونوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے۔

حدیث ثقلین کے مذکورہ بالا الفاظ آنحضرت صلعم نے اپنے یوم انتقال گیارہویں بیچ الاول بروز دوشنبہ ارشاد فرمایا ہے۔ یہ ۲۸ صفر چارشنبہ کا تیرہواں دن اور یکم بیچ الاول جمعہ کا گیارہواں روز اور ۱۸ ذی الحجہ دہشنبہ یوم غدیر خم کا اکیاسیواں دن ہے دیکھو نقشہ خبری علی کا دوسرا خانہ ص ۱۹ اور تبلیغ رسالت کے بیسویں سال کا آخر دن ہے۔ (دیکھو خطبہ الوداعی یوم غدیر خم زینب اتم و عام و حنیفہ ص ۲۵ و ۲۶) اسی غدیر خم ۱۸ ذی الحجہ کی وہ حدیث ثقلین بھی ہے جسکو خود ابن سعد نے ابو سعید خدری کی سند سے یہ لفظ (امین) اخراج کی ہے جو قبل کے صفحہ ۱۵۲ میں نقل ہو چکی ہے جس کے تائید کی یہ روایت ازالہ الخفا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ص ۲۹ مطبوعہ مطبع صدیقی بہاولپور سے نقل کی جاتی ہے۔

واخرج الحاكم من طريقه عن ابيه عن ابي لطفيل انه سمع زيد بن ارقم يقول نزل رسول الله صلعم بين مكة والمدينة x x فصل ثم قام خطيباً فحمد الله واشتغل بذكر وعظ x x ثم قال بها الناس اني تارك فيكم امرين لن تضلوا ان اتبعتموهما وهما كتاب الله واهل بيتي عترتي ثم قال اتعلمون اني اولي بالمؤمنين من انفسهم ثلث مرات قالوا نعم فقال رسول الله من كنت مولاه فعلي مولاه۔

ترجمہ۔ حاکم نے سلم بن کھیل کے طریق سے انہوں نے اپنے باپ کے انھوں نے ابو طفیل سے روایت کی ہے کہ میں نے زید بن ارقم سے کہ جناب رسالت آنے کے درمیان کہ مدینہ (بمقام غدیر خم) نزل اجلال فرما کر نماز ادا فرمائی پھر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد کیا۔ اور بعد میں اٹھ کر فرمایا کہ اے ایمان والے! میں تم میں دو امر چھوڑتا ہوں قرآن مجید اور اپنی عترت اہل بیت اگر تم ان دونوں کا اتباع کرو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے پھر فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میں جسے مومنین کیلئے اُن کے نفس سے اولی ہوں اس لفظ کی تین مرتبہ تکرار فرمائی سب نے کہا بیشک ہیں آنحضرت نے ارشاد کیا کہ بکامین مولا و صاحب اختیار ہوں اور کا علی مولا و صاحب اختیار ہے۔ (اور لفظ ثقلین) کیلئے دیکھو ص ۱۵۵ اور لفظ لطیفین) جو زید بن ثابت کی مخرجہ حدیث ہے دیکھو حاشیہ ص ۱۵۵ کتاب ہذا اور آخر یوم (دوشنبہ) کے آخر وقت منجات النبی کی صحیح حدیث ابن سعد کی مخرجہ (دیکھو آخر ص ۱۵۵) نمبر ایک ابن شہاب ہری۔

ثابت ہے کہ امام احمد موصوف الذکر نے امام ابن اسحاق کی توثیق کی ہے جن کے بیان میں ۲۵ ذیقعدہ کا یوم (سہ شنبہ) ثابت ہو چکا ہے۔ نیز نمبر (۷) ابن سعد کے بیان میں بھی جگہ زمانہ اور جگہ مخرجہ روایتیں امام احمد بن حنبل کے نظر سے گذر چکی ہیں اور ان کے بیان میں بھی ۲۵ ذیقعدہ کا یوم (سہ شنبہ) متحقق ہو چکا ہے۔ نیز ابن سعد نے ۲۵ ذوقعدہ کا دن سینچ کر کہا ہے جسکی صحیح تحقیق کے لئے نقشہ خنری نمبر (ایک) کا بنایا گیا ہے جو دو، دو خانوں سے مرتب ہے۔ ہر دو خانوں سے ۹ ذیکچہ عرفہ کے دن (جمعہ) نہیں پڑتا۔ دیکھو ص ۱۱ کتاب ہذا۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر میں یہ حدیث ہے جس میں یوم عرفہ کو (جمعہ) بیان کیا گیا ہے۔

قال الامام احمد محدثنا جعفر بن عون	کہا امام احمد نے کہ حدیث بیان کی ہم سے جعفر بن
حدثنا ابو العباس عن قيس بن مسلم	عنون نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہم سے ابو عبیس
عن طارق بن شهاب قال جاء رجل من اليهود	نے قیس بن مسلم سے اور سنے طارق بن شہاب سے وہ
الى عمر بن الخطاب فقال يا امير المؤمنين	کہتے ہیں کہ آیا ایک مرد یہودیوں میں سے عمر بن خطاب
انكم تقرؤن آية في كتابكم لو علينا	کے پاس آکر کہا کہ اے امیر المؤمنین تحقیق تم پڑھتے
معشر اليهود ونزلت لا تأخذنا ذلك	ہو ایک آیت کو اپنی کتاب میں کہ اگر وہ آیت ہم
اليوم عيد اقال قولنا اليوم اكملت لكم	گروہ یہودی پر نازل ہوتی تو ہم اوس دن کو عید قرار
دينكم واتممت عليكم نعمتي فعتال	دیتے ابن خطاب نے کہا کہ وہ کون سی آیت ہے اوس
عمر والله اني لاعلم اليوم الذي	یہودی نے کہا کہ وہ آیت الیوم اکملت لكم
نزلت على رسول الله صلعم الساعة	دینکم الایۃ ہے عمر نے کہا قسم خدا کی میں ضرور جانتا
التي نزلت فيها على رسول	ہوں اوس دن کو جس دن یہ آیت نازل ہوئی ہے رسول اللہ
الله صلى الله عليه وسلم عشية	صلعم پر اور اوس ساعت کو بھی جانتا ہوں جب ساعت
عرفة في يوم جمعة۔	میں رسول اللہ پر نازل ہوئی ہے اور وہ ساعت عرفہ

کی شام اور جمعہ کا دن ہے۔

عرفہ ۹ ذیکچہ کو (جمعہ) کا دن ہونے سے ۲۵ ذوقعدہ کو (جمعہ) آتا ہے جو حدیث مذکورہ سفر حجۃ الوداع میں حضرت عائشہ سے اور حدیث صلوات اللہ علیہا میں چار کثرت ناظر ہے جو انس بن مالک سے مروی ہے معارض ہے اسلئے اس تاریخ کا (جمعہ) غلط ہے نیز یہی جمعہ آگے ۱۲ ربیع الاول وفات انبی میں واقع ہوتا ہے جس سے بھی غلط ہے اور یہ کہ جمعہ کے دن کا دوسرا وقت عشیہ شنبہ (یعنی سینچر کی شب سے متصل ہے اسلئے یوم جمعہ عید ہونیکے لحاظ سے بھی غلط ہے کیونکہ سینچر کا وقت ہوتا ہے اور جس کی اکاسوین شب (شب سہ شنبہ) اور اکاسوین روز یوم (سہ شنبہ) اور صحیح حدیث سے یہ امر ثابت ہے کہ آیہ اکمال دین کے نازل ہونیکے بعد رسالت صلعم ۱۸ دن زندہ رہے۔ اور ۹ ذیکچہ سے ۱۲ ربیع الاول تک کثیر الوفوع سے اکانوسے (۹) دن ہوتے ہیں اور پھر ۱۲ ربیع الاول کو (جمعہ) بھی اور اکانوسے (دلی بھی) اس سے بھی غلط۔ نیز یہی (جمعہ) تیسری ماہ رمضان تاریخ وفات

تذق بعضد النافذ۔ بارے شانہ قائمہ کو شک نہ کرے۔

برودر روایت سے کل سورہ مائدہ کا ایک تاریخ اور ایک دن میں نازل ہونا متحقق ہو گیا۔ اور اسی سورہ میں آیت ہے۔

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک
الیک من ربک وان لم تفعل فما
بلغت رسالتک وادللہ بعضہ من
الناس۔

سے رسول پہونچا اور میں امر کو جو تم پر تھا

رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اگر تم نے ایسا نہ کیا

پہونچا کر لی تبلیغ تمہیں پہونچائی تم نے اور اللہ لوگوں سے

تم کو پہونچا گیا۔

پس جہاں سورہ مائدہ نازل ہوا وہیں آیت موصوفہ نازل ہوا۔ اور آیت موصوفہ غیر ختم میں نازل ہوا۔

چنانچہ بیابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی لمخی جلد اول ص ۳۹ مطبوعہ اختر اسٹیشنر اسلام آباد ص ۳۹

انحسوں کی اور ارجح المطالب مولوی عبید اللہ سید امجد علی صاحب دہلوی نے یہ حدیث مع ترجمہ کے ہے جو نقل کی جاتی ہے۔

عن البراء بن عازب رضی اللہ
فی قولہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ
ما انزل الیک من ربک ای بلغ من
فضائل علی نزلت فی غدیر خم فخط
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
قال من کنت مولاه فقد اعلی مولاه فقال عمر
بن الخطاب یا علی صحت مولک ومولک من
وموئذ رواہ ابو نعیم ایضا الثعلبی فی کتابہ۔

براء بن عازب سے روایت ہے کہ اے رسول
پہونچا دے جو کچھ کہ نازل ہوا ہے تیری طرف سے رب سے
کہ جناب علی کے فضائل کو پہونچا دے غدیر خم کے روز نازل
ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا جس کا کہ میں
مولا ہوں پس علی اوس کا مولا ہے پس جناب عمر بن الخطاب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر علیہ السلام سے کہنے
لگے آفرین ہو تجھے اے ابن ابیطالب کہ تیرا اور ہر ایک
مومن مرد اور عورت کا آقا بن گیا ہے۔

آیت موصوفہ کے غدیر خم میں نازل ہونے اور سورہ مائدہ کامل نازل ہونے سے یہ امر حتم و جزا ثابت ہو گیا کہ سورہ
مائدہ اسی غدیر خم کے روز نازل ہوا اور رسول اللہ کے خطبہ فرمائی کی یا سر راہ دفعۃً قیام فرمائی کی یہی وجہ ہوئی جس کے بعد حضرت
نے خضبہ فرمایا ہے جس کا ایک جز یہ ہے

چنانچہ اسی سند امام احمد جلد ۱ ص ۲۱ میں ہے۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثناء عفا ذلک
حماد بن سلمہ نا علی بن زید عن عدی

حدیث کی عبد اللہ نے اپنے باپ سے وہ کتا ہے کہ

مجھے روایت کی میرے باپ نے کہا حدیث کہ ہم سے عفان

لے تو تین (عفان) طبقات بن سعد جلد ہفتم رقم دوم میں ہے عفان بن مسلم بن عبد اللہ الصغار ابو عفان مولیٰ عمرہ بن ثابت الانصاری کان
ثقتہ ثبات کثیر الحدیث حجازی۔

ایضا طبقات الحجازی میں ہے عفان بن مسلم عبد اللہ الصغار ابو عفان البصری احد الامراء نزل بغداد وروی عنہ شیخ الحدیث امام حلق وعبد اللہ بن جابر و
المدینی و البجاری و ابو زرعة و ابو حاتم و حلق و الی علی ثقہ ثبت صاحب زہد و قال ابو حاتم امام قندوزی متبای ماب ۲۱۹ ص ۲۱۹۔

بن ثابت عن البراء بن عازب قال کنا مع
رسول الله صلعم فی سفر فاذلنا بغد یختر
فودی فینا السواة جامعة وکحل رسول
الله صلعم تحت شجر تبین فصلی لظهور لحد
سید علی فقال لستم تعلمون الی اولی
بالمؤمنین من انفسهم قالوا البلی قال
الستم تعلمون انی ولی کل مؤمن من
نفسه قالوا بلی قال فاخذ بیدک فقال
من کنت مولاہ فاعلم مولاہ
اللهم وال من واکاه و عاد
من عاداه قال فلقیہ عمر بعد ذلک
فقال له هنیئ لک یا ابن ابی طالب
اصبحت وامسیت مولی کل
مؤمن ومومنہ۔

ساد بن سلمہ سے کہا اوسنے حدیث کی ہم سے علی بن زید نے عدی
بن ثابت سے اسے براء بن عازب سے کہا اور انہوں نے کہ ہم سفر
میں جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے رکاب سعادت میں تھے پس
ہم غدیر خم پر جاتے تھے ہم میں نماز جماعت کی منادی کو کالی گئی
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زمین پر جھڑو دی گئی پس حضرت صلی اللہ
نے طرک نماز پڑھی اور علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا
آیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جانوں سے اولی
ہوں سب نے عرض کیا بیشک آپ اولی ہیں پھر فرمایا
کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مومن کے نفس سے اولی ہوں
سہو نے کہا بیشک پھر پکڑا ہاتھ علی کا اور فرمایا جس کا
کہ میں مولا ہوں پس اوسکا علی مولا ہے اسے پروردگار دوست
رکھے اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھے اوسکو جو
علی کو دشمن رکھے حضرت عمر نے علی علیہ السلام سے ملکر
کہا کہ مبارک ہو اے ابن ابیطالب ایسی صبح اور شام کی
کہ مولا ہوے کل مومن اور مومنہ کے۔

قال ابو عبد الرحمن ثنا هذبة
بن خالد ثنا حماد بن سلمة عن علي بن
زيد عن عدی بن ثابت عن البراء بن عازب
عن النبی صلعم نحوه۔
کہا ابو عبد الرحمن (عبد اللہ بن احمد بن حنبل) کہ
بن خالد ثنا حماد بن سلمة عن علي بن
حماد بن سلمة عن علي بن زيد عن عدی بن ثابت سے
اوسنے براء بن عازب سے اوسنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے

اس آخری حدیث میں ہدیہ بن خالد واقع ہے جو شیوخ حدیث (بخاری و مسلم) بھی ہے اسی حدیث کو حافظ عبد الباقی
ابن کثیر نے اپنے تاریخ بدایہ والنہایہ کے ضمیمہ میں (جو کتب خانہ بانکی پور پٹنہ میں ہے) وارد کی ہے۔

وقال الحافظ ابو يعلى الموصلي والحن
بن سفيان ثنا هذبة ثنا حماد بن سلمة
عن علي بن زيد وابي هارون عن
اور کہا حافظ ابو یعلی موصلی اور حسن بن سفیان نے
کہ حدیث بیان کی ہم سے ہدیہ نے کہا حدیث کی ہم سے حماد بن
سلمہ نے علی بن زید و ابی ہارون سے اوسنے عدی بن ثابت سے

لے (حدیث) انساب سماعی میں ہے ابو خالد ہدیہ بن خالد القیس مس اہل البصرة روای عن ہمام بن منہج روای عنہ البخاری و مسلم و جماعة اخر
ایضا تراجم الحفاظ مرزا محمد بن محمد خان میں ہے۔ ہدیہ بن خالد القیس البصری احد الائمة و قال بعد ذکر ما ذکرنا السماعی ثلاث مسند لا یخس و ثانیین
و ثانیین ازخا غیر واحد و قد روی ایضا حماد بن زید و حماد بن سلمة و مبارک بن فضالة و ابان بن یزید و اعطار و جری بن حازم و غیر ہم درو می عنہ ابو داؤد
السجستانی و ابوبکر بن ابی ناصم و ابوبکر بن ابرو و ابو یعلی الموصلی و غیرہ ۱۲

عدی بن ثابت عن ابراہم قال
 کنا مع رسول الله صلعم فی
 حجرة الوداع فلما اتينا على اعدی
 ختمکم رسول الله صلعم
 تحت شجرین ونودی فله الناس
 الصلوات جامعاً ودعا رسول الله
 صلعم علیاً واخذ بیده فقام
 عن یمینہ فقال المست اولی
 بکل امرئ من نفسه قالوا
 بلی قال فان هذا مولی من انا
 مولاه اللهم وال من واکاه ودعا من عاکاه
 فلم یعرس الخطاب فقال هنیئاً لک صحت و اسیت
 مولی کل مومن منک

اور اسی سند امام احمد کے جلد ۴ ص ۳۷ میں ہے

حدثنا عبد الله بن حنبل عن ابي شافعان ثنا ابو
 عوانة عن ابي عبد الله عن ميمون بن
 ابي عبد الله قال قال زيد بن ارقم وانا
 اسمع نزلنا مع رسول الله بواديق
 له وادی حرم فامر بالصلوات فصلا
 بغير قال فغلبنا وظلل رسول الله
 صلعم ثوب على شجرة
 سمرة من الشمس فقال لستم تعلمون
 لستم تشهدون افي اولی
 بکل مومن من نفسه قالوا
 بلی من کنت مولاه فانا
 علیاً مولاه اللهم عاد من

حدیث کی عبد اللہ نے اپنے باپ سے وہ کہتا ہے کہ
 مجھے روایت کی میرے باپ نے کہا حدیث کی ہم سے
 ابو عوانہ نے کہا اوسنے میروہ سے اوسنے ابی عبید سے اوسنے
 میمون ابی عبد اللہ سے کہا اوسنے کہ زید بن ارقم نے بیان
 کیا اور میں سن رہا تھا کہ ہم رسالتاب کے ساتھ مقام
 وادی خرم میں اترے پس آپ نے ناز پڑنے کا حکم دیا پس
 ناز جلتی دھوپ میں پڑھی اوسکے بعد حضرت نے ہم سے
 خطبہ میں خطاب کیا حالانکہ آپ کے لئے درخت سمو پر
 ایک کپڑا سایہ کے لئے تان دیا گیا تھا آپ نے فرمایا کہ کیا
 تم اس بات کے شاہد نہیں ہو کہ میں ہر مومن کے افس
 سے اولی ہوں اسکے ساتھ لوگوں نے کہا کیوں نہیں تو
 آپ نے فرمایا جسکا میں مولی ہوں اوسکے علی مولی ہیں

لہ توضیح (ابو عوانہ) تذکرۃ الحفاظ زہبی میں ہے۔ ابو عوانہ الوصاح بن عبد اللہ مولی زید بن عطاء الشکری الواسطی لہ زاد الحافظ احمد التقات
 را علی بن وزین سیرین۔ وحدیث قتادہ x x وحدیث عجلان بن ہلال وعفان وسعد بن منصور وسدد ومحمد بن ابی بکر المقدسی وقسبہ
 وعیہ قال عفان ہوا مع محمد بن سعد نامن شعبہ وقال حمد بن حنبل صحیح الکتاب لم یجولہ۔

بن محمد و ابو نعیم قال لا تافطون
ابی الطفیل قال جمع علی رضی اللہ
عنه الناس فی لرحبۃ ثم قال لهم
انشدوا للہ کل امرئ مسلم سمع
رسول اللہ صلعم یقول بوم غدیر
ختم ما سمع لہما قام فقام ثلثون
من الناس وقال ابو نعیم فقام
ناس کثیر فنهضوا حین اخذتہ
فقال للناس یعلمون انی اولی الامور
من انفسہم قالوا انعم یا رسول اللہ
قال من کنت مولاً فهذا مولی
اللہم وال من واکلہ وعاد من عادہ
قال فخرجت کان فی نفسی شیئاً
فلقبت زید بن ارقم فقلت لہ انی
سمعت علیاً رضی اللہ عنہ یقول کذا کذا قال فما
تکون فسمعت رسول اللہ یقول ذلک لہ۔

اور ابو نعیم نے کہا وہ لوگوں نے کہ حدیث کی جیسے قطرے
ابی الطفیل سے کہ حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کو حبیہ
اخذہ ہی کو فہم میں امین جمع کیا پھر خدا کی قسم ولا کر سب کہا
کہ جسے غدیر خم میں رسول اللہ کو کھڑے ہو کر کچھ فرماتے ہو
سنا ہو وہ بیان کرے چنانچہ تیس مسلمانوں نے راہ ابو نعیم
کا قول سنا کہ بہت لوگوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ
غدیر خم میں رسول خدا نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر سب سے
فرمایا کہ آ جا جانتے ہو تم اس مات کو
کہ میں مومنین کے لئے بہ نسبت او کے نفوس کے اولی ہوں
لوگوں نے عرض کیا کہ بیشک یا رسول اللہ یہ سن کر حضرت
نے فرمایا کہ من کنت مولاً فعلی مولاً اللہم وال من والہ
وعاد من عادہ ابو الطفیل کہتے ہیں کہ جب میں وہاں سے
باہر آیا تو میرے دلی میں شک تھا چنانچہ میں زید بن ارقم
سے ملا اور ان سے کہا کہ حضرت علی ایسا فرماتے تھے۔
زید بن ارقم نے جواب دیا کہ تم اس بات سے انکار نہ کرو کیونکہ
میں نے رسول اللہ کو ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے۔

اور روضۃ البندیہ سید محمد بن اسماعیل امیر صنعانی صلی مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۲۲ھ حدیث میں
اخر جہ احمد بن حدیث زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
قال قال رسول اللہ صلعم فی تارک
فیکم ثقلین احدهما کتاب اللہ و
الحلۃ من تبعہ کان علی عہدی ومن
ترکہ کان علی ضلالۃ و عتوقی ہلبیق
فقلنا من اہلبیتہ نساؤہ فقال ایہ
اللہ ان الموائم تکون مع الرجل اعصر

احمد نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
قال قال رسول اللہ صلعم فی تارک
فیکم ثقلین احدهما کتاب اللہ و
الحلۃ من تبعہ کان علی عہدی ومن
ترکہ کان علی ضلالۃ و عتوقی ہلبیق
فقلنا من اہلبیتہ نساؤہ فقال ایہ
اللہ ان الموائم تکون مع الرجل اعصر

ابو نعیم (ابو نعیم) انساب سمعیان میں ہے۔ ابو نعیم الفضل بن ابیہ، دو کین لقب واسم عمر بن حاد بن نعیم بن دہم طلی ان قال ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کلام و ذکر ابن ابی رائیۃ و الثوری و مالک و شعبہ و فطر بن غلیفہ و غیرہم ردی عن محمد بن اسماعیل البخاری و احمد بن حنبل و ابو بکر و عثمان ابنا الامام
شعبہ و ابو زرۃ و ابو حاتم الرازیان و اسحاق بن راہویہ و کان مولد من سنۃ ثلثین و مائتہ و مات من سنۃ یاسنۃ عثمان و تسع عشر و ثلثین
و کان اصغر من کعب بنہ و کان فیہ و عاہدہ و مزاج و لکن ثقۃ اماماً۔

من الدهر فيطلقها فتخرج
الى ابها وقومها اهل بيته
اصله وعشيرته وعصبته الذين
حرموا الصداقة بعده -

ایک زمانہ تک پھر طلاق دیدیتا ہے وہ شوہر پس وہ لوٹ
جاتی ہے اپنے باپ اور قوم کی طرف اہل بیت اور رسول
کے اونکے گروہ کے آدمی ہیں اور اصل اونکے ہیں اور وہ چند
عزیز وار ہیں جن پر حرام کیا ہے صدقہ کو خدانے بعد اون کی

اور احمد نے ابی سعید سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ

واخرج احمد عن ابی سعید بن
عنه صلعم انه قال انی اوشك
ان ادعی فاجیب وانی تارك
فيكم الثقلين كتاب الله
وعترتي كتاب الله جبل
ممدود من السماء الى الارض
وعترتي اهل بيتي وان اللطيف الخبير اخبرني
انهم لن يفترقا حتى يردا على الخوض فانظروا
كيف تخلفوني فيهما

صلعم نے میں غنقریب بلایا جاؤنگا اور میں قبول کروں گا
اب میں چھوڑے جاتا ہوں دو بھاری چیزیں ایک خدا کی
کتاب اور دوسری میری عترت کتاب اللہ ایک ایسی رسی ہے
جو دراز ہے آسمان سے زمین تک اور عترت میری میرے
اہل بیت ہیں تحقیق کہ خدانے مجھے خبر دی ہے کہ وہ دونوں
جدا نہوں گے یہاں تک کہ وارو ہوں وہ دونوں میرے
پاس حوض کوثر پر پس نظر کرو تم کہ کسبے بعد ان
دونوں کیساتھ کیسا برتاؤ کرنے ہو۔

اور مسند احمد جلد پنجم ص ۱۸۱/۱۸۲ میں ہے۔

حدیث کی عبد اللہ نے کہا حدیث کی مجھے میرے
باپ نے کہا حدیث کی ہم سے اسود بن عامر نے کہا حدیث
کی ہم سے شریک نے کہیں سے اوسنے تاسم بن حسان سے
اوسنے زید بن ثابت سے کہا اوسنے کہ فرمایا رسول اللہ نے
کہ میں تم میں دو چیزیں (جانشین) چھوڑے جاتا ہوں
ایک انہیں سے قرآن مجید اور دوسرے عترت اہل بیت
جو ایک مضبوط رسی ہیں درمیان آسمان اور زمین کے
یا آسمان سے زمین تک اور یہ دونوں چیزیں ایک
دوسرے سے اوسوقت تک جدا نہوں گی جب تک کہ میرے
پاس حوض (کوثر) پر وارد نہ ہوں۔

حدثنا عبد الله حدثني ابي
ثنا الاسود بن عامر ثنا شريك
عن الوكين عن القاسم بن حسان عن
زيد بن ثابت قال قال رسول
الله صلعم اني تارك فيكم خليفتين
كتاب الله جبل ممدود ما بين السماء
والارض او ما بين السماء الى الارض ا
وعترتي اهل بيتي والهما لن يفترقا
حتى يردا على الخوض -

اور مسند احمد کے ص ۱۸۹ اور ۱۵۰ میں یہ حدیث ہے۔

حدیث کی عبد اللہ نے کہا حدیث کی مجھے میرے باپ نے کہا حدیث کی ہم سے اسود بن عامر نے کہا حدیث کی ہم سے شریک نے کہیں سے اوسنے تاسم بن حسان سے اوسنے زید بن ثابت سے کہا اوسنے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ میں تم میں دو چیزیں (جانشین) چھوڑے جاتا ہوں ایک انہیں سے قرآن مجید اور دوسرے عترت اہل بیت جو ایک مضبوط رسی ہیں درمیان آسمان اور زمین کے یا آسمان سے زمین تک اور یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے اوسوقت تک جدا نہوں گی جب تک کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد نہ ہوں۔

حدثنا عبد الله حدثني ابي

لے توثیق (ابو احمد زبیری) صحیح ترمذی جلد اول میں ہے۔ قال الترمذی ابی احمد الزبیری ثقة حافظ قال سمعت بنداً يقول ما

ثنا ابو احمد الزبیری ثنا شريك
عن الرکین عن القاسم بن حسان
عن زید بن ثابت قال قال رسول الله
صلی الله علیہ وسلم فی کتاب
الله راہل بنی واهما لن یتفقوا یروا
علی الخضر -

کہا حدیث کی ہم سے شریک نے کہیں سے اسے قاسم بن
احسان سے اسے زید بن ثابت سے کہا اسے کہ فرمایا رسول خدا
نے کہ میرے بعد تم میں دو چیزیں (جانشین) رہ جائیں گی ایک
خدا کی کتاب اور دوسرے میرے اہل بیت اور یہ دونوں
اس وقت تک باہم جدا نہ ہوں گے کہ میرے پاس حوض کوثر نہ رہے
وارد ہوں -

اور سند احمد جلد اول ص ۱۱۱ میں ہے۔

حد ثنا عبد الله ثنا علي بن حكيم
أبو دى انبا ناسريك وعن ابي سحاق
عن سعيد بن وهب عن زيد بن شبيب قال
فشهد على الناس في الحبشة من سمع
رسول الله صلعم يوم غد برحمته فام
قال فقام من قبل سعيد سته ومن
زيد سته فشهدوا اللهم سمعوا
رسول الله صلعم يقول لعلي
يوم غد يرخمكم الله اولي
بالمومنين قالوا بل قال اللهم من
كنت مولاه فعلك موكله اللهم وال
من واكله وعاده من عاداه

بیان کیا عبد اللہ نے کہ حدیث کی ہم سے علی بن حکیم آدمی
ابو دی انبا ناسریک نے کہا کہ خبر دی کہ شریک نے اہل اسحاق سے اسے سعید بن
وہب اور زید بن شیب سے کہا دونوں نے کہ جناب میرے لوگوں کو
رحمہ میں قسم دیکر پوچھ رہے تھے کہ آنحضرت صلعم کو غدیر خم
کے روز جو کچھ فرماتے ہوئے سنا ہوا دیکھو چاہئے کہ وہ کھڑا
ہو کر بیان کرے پس سعید کی طرف سے چھ آدمی اور
زید کی طرف سے چھ آدمی کھڑے ہو گئے اور گواہی دینے
لگے کہ ہم نے آنحضرت صلعم کو غدیر خم کے روز فرماتے ہوئے
سنا ہے کہ کیا خدا تعالیٰ مومنوں کے لئے اولیٰ بالتصرف
نہیں ہے تب حاضرین نے عرض کیا بے شبہ خدا تعالیٰ تمام
مومنوں کے لئے اولیٰ بالتصرف ہے پس حضرت نے فرمایا
اے میرے پروردگار جبکہ کہ میں مولا ہوں اور سکا علی مولا
اے میرے پروردگار دوست رکھو اور سے جو علی کو دوست
رکھے اور دشمن رکھیں اور سے جو علی کو دشمن رکھے۔

بقیہ حاشیہ ۱۶۴ رابت احد احسن حفظاً من احمد الزبیری واسم محمد بن عبد الله بن الزبیری الکوفی کہا ہے رندی نے ابو احمد الزبیری ثقہ
اور حافظ ہے اور کہا رندی نے کہ سائین نے ہندار محمد بن بشار سے کہ سائین نے کوئی شخص بہت اچھا حافظہ میں ابی احمد زبیری سے نہیں دیکھا اور نام
اسکا محمد بن عبد اللہ زبیری اسدی کو فی ہے ایضاً طبقات ابن سعد جلد ششم میں ہے ابو احمد الزبیری موفی لبنی اسد و هو ابن اخی
فضیل التمائی x x مات سنہ ثلاث و مائیں (مستطعم) فی علا فضلہا مومن و کان صدوق کثیر الحدیث -

حاشیہ ۱۶۵ لہ توتیق (شریک) تقریب التہذیب حافظ ابن حجر میں ہے۔ شریک بن عبد الله الخضر الکوفی القاضی بواسطہ ثلث الخضر
ابو عبد الله صدوق x x کان عادلاً فاضلاً عادلاً أشدّیاً علی اهل البدع سن التامن مائیں مثلاً یا مثلاً مبیح او ثمان
وسبعین -

عمر الوکیع ثنا زید بن الحباب ثنا
 الولید بن عقبہ بن نزار العنسی حدثنی ^{ابن زید} سماک
 بن عبد بن الولید العنسی قال دخلت
 علی عبد الرحمن بن ابی لیط فحدثنی
 انه شهد علیاً رضی اللہ عنہ فی الوحبة
 قال انشد اللہ رجلاً سمع رسول اللہ
 صلعم وشهد یوم غدیر خم الاقام
 ولا یقوم الا من قد راہ فقام
 اثنا عشر رجلاً فقالوا قد
 رأیناه وسمعناہ حیث اخذ
 بیدہ یقول اللہم وال من
 فاکاہ وعاد من عاداہ وانصر
 من نصرہ واحذل من حذله
 فقام الاثلاثۃ لم یقوموا
 فندعاهم فاصابتم
 دعوتہ ۔

احمد بن عمر کہیں نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہم سے یہ ہیں
 حباب نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہم سے ولید بن عقبہ
 بن نزار عنسی نے کہا حدیث کی مجھے سماک بن عبد بن
 ولید عنسی نے ساک کہتے ہیں کہ داخل ہوا میں عبد الرحمن
 ابن ابی لیط پر پس حدیث بیان کی مجھے عبد الرحمن نے کہ وہ
 حاضر تھا علی بن ابیطالب کے پاس رجسہ (مجلس) کو فہم میں
 میں کہا حضرت علی نے قسم دیکر اس کی جس آدمی نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہوا اور حاضر رہا ہو غدیر خم میں وہ کھڑا
 ہو جائے اور نہ کھڑا ہو مگر وہی شخص جس نے دیکھا ہو حضرت کو
 پس کھڑے ہو گئے بارہ آدمی پس انہوں نے کہا کہ ہم نے
 دیکھا ہے رسول اللہ کو اور سنا ہے رسول اللہ سے جبکہ کھڑا
 تھا انہوں نے ہاتھ کو علی کے اوپر مارا ہے تھے رسول اللہ
 کہ خداوند دوست رکھے اس شخص کو جو دوست رکھے
 علی کو اور دشمن رکھے اس کو جو دشمن رکھے علی کو اور نصرت
 کرے اس کی جو نصرت کرے علی کی اور رسوا کرے تو اس کو رسوا
 کرے علی کو پس کھڑے ہو گئے مگر تین آدمی نہ کھڑے ہوئے
 پس بددعا کی اولیٰ پر علی نے پس ان کو گئی بددعا ان پر ۔

اور کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹ مطبوعہ حیدرآباد دین امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے یہ حدیث مرقوم ہے ۔

(مسند زید بن ابی و فی) لما سخی
 النبی صلعم بن اصحابہ قال ^{بن زید}
 علی لقد ذهب وحی وانقطع ظہری
 حین رأیتک فعلت اصحابک ما
 فعلت غیری فان کان هذا من
 سخط علی فذاك العنسی والکرامہ
 فقال رسول اللہ صلعم والذی
 بعثتہ بالحق ما اختلک الا لنفسی
 وانت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ

زید بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ جب حضرت صلعم نے
 اصحاب کے درمیان میں یہاں چارہ بنا یا جناب علیؑ نے گئے میری
 جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی جب میں نے آپ کو دیکھا کہ
 آپ میرے سوا اپنے اصحاب میں رشتہ اخوت قائم کر رہے
 ہیں ۔ اگر یہ امر مجھے کسی آپ کی ناراضگی کی وجہ سے ہے تو
 اچھا جیسی آپ کی مرضی ہے جناب رسالت صلعم نے فرمایا
 قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث
 کیا ہے ۔ ہم نے تجھ کو بھیجے چھوڑا تھا مگر خاص اپنی ذات کیلئے
 تو مجھے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد ہیں

غیرانہ لایسی بعدی وانت اخی و وارثی
 قتال و ما ارث منک یا رسول اللہ قال
 ما ورا انت الا بنیاء من نبلا قال و ما ورا انت
 الا بنیاء من قبلک قال کتاب اللہ و سنتہ
 بنیاء و انت محی فی قصوی فی الجنة مع فاطمہ
 بنتی و انت اخی و رفیقہ (احوجہ احد)
 اور یہ حدیث مسند امام احمد کی جلد ثالث ص ۲۸۵ سے نقل ہے اور اسی حدیث کو ترمذی نے عبد بن حمید کے طریق سے
 انس کی سند سے روایت کی ہے جسکے درمیان کے اسناد میں - عفان بن مسلم اور حماد بن اسلم اور علی بن زید واقع ہیں امام احمد نے منہجین
 اسناد کے ساتھ براہ بن عازب کی سند سے حدیث غدیر کی وارد کی ہے نقل ہو چکی۔ آگے یہی حدیث غدیر براہ بن عازب کی سند
 کی صحیح ترمذی اور خصائص نسائی میں نہ ملیگی کیونکہ اسی حدیث میں حضرت عمر کا جناب علی علیہ السلام کو مبارکباد دینا مذکور ہے۔
 صحیح ترمذی جلد ثانی ابواب تفسیر القرآن سورہ احزاب میں ہے۔

حدثنا عبد بن حمید نا عفان بن مسلم نا حماد بن اسلم نا علی بن زید عن انس بن مالک
 ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمر باب فاطمہ سنننا شہداذا اخرج الی الصلوۃ الفجر یقول لصلوۃ
 یا اهل البیت انا بعد اللہ لیدھب الیہم الی البیت و یطہرکم تطہیرا ہذا حدیث حسن غریب
 اور مسند امام احمد ج ۳ ص ۲۸۵ میں ہے۔ حدثنا عبد اللہ عن ابی ثناء عفان نا حماد نا علی بن زید
 عن انس بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمر باب فاطمہ سنننا شہداذا اخرج الی الصلوۃ
 الفجر یقول لصلوۃ یا اهل البیت انا بعد اللہ لیدھب الیہم الی البیت و یطہرکم تطہیرا
 روایت کی عبد اللہ نے اپنے باپ سے کہا او غفون سے حدیث کی ہم سے عفان نے کہا حدیث کی ہم سے حماد نے علی بن زید سے
 کہا او غفون نے کہ انس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دروازہ پر چھ ماہ تک گذرے
 جبکہ فجر کی نماز کے لئے نکلتے اور فرماتے نماز پڑھو اے اہل بیت سوائے اسکے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ کہ دور کرے
 تم سے جس (گناہ) پلیدی کو اے اہل بیت اور پاک کرے مگر خوب پاک کرنا۔

اب پہلی حدیث غدیر براہ بن عازب کی سند والی اور صحیح ترمذی اور مسند امام احمد کے حدیث مذکورہ کے رواۃ جن میں عفان
 حماد - علی بن زید واقع ہیں دیکھو

اسکے بعد اس حدیث مسند امام احمد کی جلد ششم ص ۳۳۳ کو بھی منطبق کرو۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثناء عفان ۱۰
 نا حماد بن اسلم نا علی بن زید عن انس بن مالک
 شہد حو شہب عن اسلم نا رسول اللہ
 نے حدیث کی ہم سے علی بن زید نے شہر بن جو شہب سے
 عبد اللہ کہتے ہیں حدیث کی مجھ سے میرے باپ نے
 نا غفون نے عفان سے او غفون نے حماد بن اسلم سے کہا او غفون

قال لفاطمنا ائتني بزوجهك وابنيك
فجاءت بهم فالف عليهم كساء فدكيا قال
ثم وضع يده عليهم ثم قال اللهم
ان هؤلا ءال محمد فاجعل
صلواتك وبركاتك على محمد و عا
ال محمد انك حميد مجيد
قالت ام سلمة فرفعت الكساء
كادخل معهم فغذبه من يدي وقاتل
انك على خير

اوستے حضرت ام سلمہ سے کہا ادا ہوں نے کہ رسول مقبول نے
فرمایا فاطمہ سے آؤ میرے پاس بیٹے شوہر اعلیٰ کو اور دونوں
لوگوں (حسن حسین) کو پس لائیں سیدہ ادا کو پس ڈال دیا
ادک پر چادر فدک کی پھر ہاتھ رکھا رسول اللہ نے اون سب پر
پھر کہا حضرت صلعم نے اسے پرو روگار عالم ہی آل محمد ہیں
پس قرار دے تو رحمت اور برکت انبی اور محمد وآل محمد کے تحقیق
کہ تو لائق حمد و ثناء ہے کہا ام سلمہ نے پس ادا ٹھایا مین نے
چادر کو تاکہ داخل ہوتی مین اونکے ساتھ پس کھینچ لیا چادر کو
میرے ہاتھ سے اور حضرت نے فرمایا تو خبر پر ہے۔

حدیث مذکورہ سے یہ امر بوجہ کامل متحقق و مبین ہو گیا کہ کل امت جس مین کل صحابہ شامل ہیں انہیں محمد وآل محمد پر درود
پہنچنے کے لئے ناز مین فرض کیا گیا ہے اور وہ مرد و مین رسول اللہ کے بعد علی علیہ السلام ہیں پھر امین ہما مین جناب حسین علیہما السلام
ہیں پھر جناب علی بن الحسین پھر انکے بیٹے جناب امام محمد باقر علیہ السلام ہیں جن سے حضرت جابر صلیبی نے موافق فرمانے رسول اللہ کے
حضرت کا سلام پہونچایا تھا۔ پھر انکے بیٹے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔

اب ہم فرمودہ مخر الذکر امین ہما مین سے سورہ مائدہ کا کامل نازل ہونا اور پنجشنبہ کے روز نازل ہونا دکھاتے ہیں۔
مجمع البیان علامہ طبرسی علیہ الرحمۃ مطبوعہ طهران ۱۳۴۷ مین ہے۔

عن ابی حفصۃ الثمالی قال
سمعت ابا عبد اللہ (امام جعفر صادق)
یقول نزلت المائدۃ ککلاً و نزل
معها سبعون الف ملک - عن ابی
جعفر محمد بن علی قال من قرء سورۃ المائدۃ
فی کل یوم خمیس لم یلبس یا نذر لظلم ولا شیء الا بداً
ابن حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہا کہ سائین نے ابا عبد اللہ
امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ فرمایا حضرت نے کہ نازل ہوا
سورہ مائدہ کامل جبکہ ساتھ ستر ہزار فرشتے آئے تھے۔
جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص سورہ
مائدہ کی تلاوت ہر پنجشنبہ کو کرے گا اور اسکا ایمان ظلم و شرک سے
کبھی آلودہ ہوگا۔

اور ص ۲۸۱ تفسیر مذکورہ مین اور ص ۳۸۸ کتاب تفسیر المطاعن جلد اول مطبوعہ مجمع البحرین لودھیانہ ۱۳۸۵ھ مین تفسیر اس
الیوم اکملت لکم دینکم مرقوم ہے را البتہ تفسیر مجمع البیان سے ۸۱ راتوں والی عبارت سے ابتدا کی گئی ہے
وانہ صلعم مضی بعد ذلک باحد

لے زر قانی جلد ۱۴ مطبوعہ مصر کے مطبعہ شامی کا یہ مرقوم ہے، کہا جاتا ہے کہ امام شافعی امام احمد بن حنبل کے استاد تھے و حسب للامام الشافعی یا ال بیت
رسولک اللہ حکمہ فیوض من اللہ فی القرآن انزلہ بیکفیک من عظیم الغرائک من لہ صلی علیک والصلوۃ لہ
امام شافعی کہتے ہیں کہ اے اہل بیت رسول اللہ تمہاری محبت کو خدا نے فرض کیا ہے۔ اور قرآن شریف اسکے لئے نازل کیا ہے۔ تمہارے مرتبہ کی بڑائی کے لحاظ سے
کافی ہے کہ جو شخص تمہارے درود پڑھے اسکی ناز مین ہوتی ۱۱

قال لفاطمنا انی بزوجک وابنیک
فجاءت بهم فالتف علیهم کساء فد کیا قال
ثم وضع یدہ علیہم ثم قال اللهم
ان هؤلا ءال محمد فاجعل
صلواتک وبرکاتک علی محمد و عالا
ال محمد انک حمید عجب
قالت امر سلمة فرفعت الکساء
لا دخل معهم فجد به من یدی وقال
انک علی خیر

ابو سنہ حضرت ام سلمہ سے کہا اونیون نے کہ رسول مقبول نے
فرمایا فاطمہ سے آؤ میرے پاس اپنے شوہر اعلیٰ کو اور دونوں
کو کون (حسن حسین) کو پس لائیں سیدہ انکو پس ڈال دیا
اون پر چادر فدی پھر اتھار کھا رسول اللہ نے اون سب پر
پھر کہا حضرت سلمہ نے اسے پروردگار عالم ہی آل محمد ہیں
پس قرار دے تو رحمت اور برکت انبی اور محمد وآل محمد کے تحقیق
کہ تو لائق حمد و ثناء ہے کہا ام سلمہ نے پس اوٹھایا میں نے
چادر کو تاکہ داخل ہوں میں اون کے ساتھ پس کھینچ لیا چادر کو
میرے ہاتھ سے اور حضرت نے فرمایا تو خیر ہے۔

حدیث مذکورہ سے یہ امر پوریہ کامل متحقق و مبین ہو گیا کہ کل امت جس میں کل صحابہ شامل ہیں انہیں محمد وآل محمد پر درود
بھیجنے کے لئے نماز میں فرض کیا گیا ہے اور وہ مروون میں رسول اللہ کے بعد علی علیہ السلام ہیں پھر امامین ہمامین جناب حسین علیہما السلام
ہیں پھر جناب علی بن الحسین پھر ان کے بیٹے جناب امام محمد باقر علیہ السلام ہیں جن سے حضرت جابر صحابی نے موافق فرمانے رسول اللہ کے
حضرت کا سلام پہنچایا تھا۔ پھر ان کے بیٹے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔

اب ہم ہر مومنین کو یاد کرنا میں ہمارے سورہ مائدہ کا کامل نازل ہونا اور پنجشنبہ کے روز نازل ہونا دکھاتے ہیں۔
جمع البیان علامہ طبرسی علیہ الرحمہ مطبوعہ طہران ص ۲۷۸ میں ہے۔

عن ابی حفرة الثمالی قال
سمعت ابا عبد الله (امام جعفر صادق)
يقول نزلت المائدة كلاً ونزل
معها سبعون الف ملك - عن ابی
جعفر محمد بن علی قال من قرء سورة المائدة
فی کل یوم خمیس لم یلبس یا نذر لظلم ولا شیء ابداً
ابی حمزة ثمالی سے مروی ہے کہ کہ سنائیں نے ابا عبد اللہ
امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ فرمایا حضرت نے کہ نازل ہوا
سورہ مائدہ کامل جس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اترے تھے۔
جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص سورہ
مائدہ کی تلاوت ہر پنجشنبہ کو کرے گا اس کا ایمان ظلم اور شرک سے
فی کل یوم خمیس لم یلبس یا نذر لظلم ولا شیء ابداً
کبھی آلودہ نہ ہوگا۔

اور ص ۲۸۱ تفسیر مذکورہ میں اور ص ۲۸۸ کتاب تشریح المطاعن جلد اول مطبوعہ مجمع البحرین کو دیکھنا سورہ مائدہ میں تفسیر آیت

الیوم اکملت لکم دینکم مرقوم ہے البتہ تفسیر مجمع البیان سے ۸۱ راویوں والی عبارت سے ابتدا کی گئی ہے

وانہ صلعم مضی بعد ذلک باحد و بالتحقیق رسول اللہ صلعم گذرے بعد نازل ہونے پر الیوم

لے زرقانی جلد ۱۴ مطبوعہ مصر کے ص ۱۸۸ امام شافعی کا یہ مرقوم ہے کہ امام شافعی امام احمد بن حنبل کے استاذ تھے و نسب للامام الشافعی یا ال بیت
رسول اللہ جبکہ فیض من اللہ فی القرآن انزلہ بکفیک من عظیم الغنائم من لعلی علیہم لعلہم لعلہ
امام شافعی کہتے ہیں کہ اے اہل بیت رسول اللہ تمہاری محبت کو خدا نے فرض کیا ہے۔ اور قرآن شریف ان کے لئے نازل کیا ہے۔ تمہارے مرتبہ کی عزائی کے لئے یہی
کافی ہے کہ جو شخص تمہارے درود پڑھے اسکی نماز میں ہوتی ۱۱

ثمانین لیلة والمووی عن اکاما صاین
 ۱) جعفر و ابی عبد الله ع اذله
 انما نزل بعد ان نصب المنصب صلعم
 علیا علما للانا م یوم غدیر خم
 بعد منصرفه عن حجة الوداع قالا وهو
 اخر فریضته انزلها الله تعالی ثم لم یزلها
 بعد ها فریضته -

انما سی راتون پر اور روایت کی گئی ہے دونوں اماموں نے یہی
 امام جعفر صادق اور امام باقر علیہما السلام سے اس بات کی
 کہ جزا میں نیست کہ نازل ہوئی آیت الیوم اکملت لکم دینکم
 بعد اسکے کہ منصوب کیا علی علیہ السلام کو سردار دینے کے
 غدیر خم کے روز وقت اپنے آپ جہ الوداع کے پہرہ و اماموں
 نے فرمایا کہ وہ آخر فریضہ تھا کہ نازل کیا تھا ادا سکھ
 اسد جلثانہ نے پھر اسے بعد دوس فریضہ میں نازل ہوا۔

اور نمبر (۳) ابن اسحاق اور نمبر (۵) واقعی اور نمبر (۶) ابن سعد کے بیان میں ۱۰ ذی الحجہ یوم غدیر کو پنجشنبہ کا دن ہونا ثابت
 ہو چکا ہے اور یہی پنجشنبہ ۲۹ صفر تک شروع ہوا اور گیارہ ربیع الاول (دو شنبہ) ۱۸ یوم کامل پر پہنچتا ہے اور اسی گیارہ
 ربیع الاول کی تمام سے بیسی شب دو آدھم ربیع الاول سے حضرت ابو بکر کی خلافت کا حساب حضرت عائشہ کی سند ۲۲ جمادی الثانی
 سے ۳۱ تک دو سال تین مہینے دس شبوں تک تحقق ہوتا ہے جس میں ایک شبانہ روز کی مدت حضرت ابو بکر میں غلط اضافہ
 کیا گیا ہے یہ ایک شبانہ روز جناب علی علیہ السلام کی خلافت از روی وراثت نیز رسول اللہ کے ۸ ذی الحجہ غدیر خم میں خداوند عالم
 کے حکم سے نصب فرمانے سے ہو چکی تھی
 پس ۸ ذی الحجہ یوم غدیر کو پورا سورہ مائدہ کا نزول حتماً و یقیناً ثابت ہو گیا۔

توفیق را امام احمد بن حنبل شرح عبدالحق محدث دہلوی رجال مشکوۃ میں لکھتے ہیں - اکام: احمد بن حنبل هو اکام امام ابو محمد الله احمد بن محمد
 بن حنبل بن هلال بن اسد الشيباني سنيون في تسياب اذ صغرات اثني عشر سنة ولد له اربعون ولده اربعون في بيع الاول سال
 اربع وستين ومائتين وثمانين سنة كان اماما في الفقه والحديث الزهد والورع والعبادة ودرعاً شجاعاً ومن السقيم
 والمخرج والمحدث شاعراً واديباً بالعلم ومع سنيوناً خالصاً فخرج من مخرج السنيون من مشايخ تلك الساجية ارتحل الى الكوفة والبصرة والملك واليمن والشام
 والمخيرة ومع الحديث وكتب عن علماء ذلك العصر مثل اسمعيل بن علقمة وهشيم بن سالم وزيد بن يارود وحماد بن عيسى بن سعيد القطان وعبد الرحمن بن
 مهدي وابوداود الطيالسي وكيع بن الجراح وسفيان بن عيينة ومحمد بن ادریس الشافعي وعبد الوهاب بن عطاء وخلق كثير سواهم وروى عنه ابنه صالح
 وعبد الله وابن عمه حنبل بن اسحاق ومحمد بن اسمعيل البخاري وسلم بن الجراح البياضوري وابوزعفر وابو جعفر وابو داود وخلق سواهم كثير وفصله

كثيرة الم

ايضا كشف الطغول میں کہ سند کلام احمد بن محمد بن حنبل المتوفی ہو گیا حنبل وان احمد بن حنبل تم طاجران کا بیچ ایک حدیث صحیحاً عنہ۔

امام تقی الدین کی شفا والاستقام فی زیارة خیر الانامین فرماتے ہیں - احمد رحمہ اللہ لو کہن روی الاعن ثقہ وقد صرح الحکم لعینی ابن یحییٰ بذلك فی کتاب الذی صند
 فی الزیارة البکری بعد عشر کراہی من فلاں الفلاکین بالخرج والتعلیل من علماء الحديث نوعان منهم لعمریہ والاعن ثقہ عندنا کمالک وشعبہ یحییٰ بن سعید
 وعبد الرحمن بن مہدی واحمد بن حنبل وکذلک البخاری وامثاله وقد کفانا الحکم بعدہ الکلام مؤنة تثب ان احمد کبروی الاعن ثقہ انتہی (کہ احمد نہیں
 روایت کرتے مگر ثقہ سے اور بیگ اس امر کی تصریح کی کہ حضم یعنی ابن تیمیہ نے چنانچہ کہا کہ جو علماء حدیث اباب جرح و تعدیل ہیں انکی دو قسم ہیں ایک وہ جو حدیث راوی
 روایت کرتے ہیں مگر ثقہ سے ہو جیسے مالک و شعبہ یعنی بن سعید عبد الرحمن بن مہدی واحمد بن حنبل علی ہذا بخاری وامثاله (امام سبکی فرماتے ہیں) بیشک بسبب
 اسل عرفان حضم کے ہم اسل مرکہ مشقت سے بچنے کے لئے احمد نہیں روایت کرتے مگر ثقہ سے۔

پانچ راتیں ہوئیں۔ باب المخرج اخر الشعر باب آہرامہ کے خلفہ کے بیان میں

قال البخاری حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن يحيى بن سعيد عن عمرو بن عبد الرحمن انه سمعت عائشة تقول خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلال بقرين من ذي القعدة قال يحيى فذكرت هذا الحديث للقاسم بن محمد -
(باب بات بذي الحليفة)

قال البخاری حدثنا عبد الله بن محمد
حدثنا هشام بن يوسف اخبرنا ابن جريج
حدثنا عاصم بن المنذر عن انس
بن مالك قال قال النبي صلى الله عليه وسلم
اربعاً وبذي الحليفة ركعتين -

<p>باب بخروج بعد الظهر</p> <p>قال البخاری حدثنا سليمان بن حرب ثنا حماد بن زيد عن ايوب عن ابي قلابه عن اشلان النبي صلى بالمدينه الظهر اربعاً والعصر ردي الحليفة ركعتين -</p>	<p>باب بعد ظہر کے بکھنے کے بیان میں</p> <p>کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن حرب نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حماد بن زید نے ایوب سے اوشنہ ابی قلابہ سے اوس نے انس سے کہ میں رسول خدا ﷺ مدینہ میں نماز ظہر چار رکعت اور دو اکلینہ میں عصر کی دو رکعت پڑھی</p>
---	--

روایات مذکورہ میں تاریخ سفر ۲۵ ذوقعدہ کا دن نہیں بتایا گیا لیکن انس کی روایت سے اس تاریخ میں یوم جمعہ نہیں تھا

جسکی تحقیق میں ابن اسحاق کے سند سے بخاری کے مشیر محمد بن یحییٰ (۱۲ ربیع الاول) وفات النبی یم دوشنبہ سے اور ۲۸ صفر چار شنبہ
مغزل النبی کی مراجعت سے و درو خانوں کا ساتواں نقشہ چتر حروف طاء طبری کا کثیر الوقوع مرتب ہے جس سے ۲۵ ذوقعدہ دوشنبہ
دسم شنبہ محقق ہو چکا ہے دیکھو و کتاب ہذا۔

لیکن صحیح بخاری کتاب الاعتصام سے یہ ردایت نقل کی گئی ہے جس سے ۶ ذیحجہ ذی قعدہ کو جمعہ کا دن بنایا گیا ہے اور سیکم
سے ۲۵ ذوقعدہ کو جمعہ ہوتا ہے۔

قال البخاری حدثنا الحمدي حدثنا (اول) اما بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے حمیدی نے
سفيان عن مسهر عن غيره عن قيس بن مسلم اما حدیث بیان کی ہم سے سفیان بن مسعر وغیرہ سے اوسے
عن طارق بن شهاب قال قال رجل قيس بن مسلم سے اوسے طارق بن شهاب سے کہا اوسے کہ
من اليهود لعمر يا امير المؤمنين لو ان ایک یہودی نے حضرت عمر سے کہ اگر آج یہیوم الکلت لکم
تلينا انزلت هذه الاية اليوم اكلت علينا انزلت هذه الاية اليوم اكلت
لكم دنیکم واقعت علیکم نغیر رضیت لکم الاسلام دنیا اتخذنا لکم دنیکم واقعت علیکم نغیر رضیت لکم الاسلام دنیا اتخذنا
ذلك اليوم عيد لعمري اني لم نزل هذا الاية يوم نزل انفسال عید لعمري اني لم نزل هذا الاية يوم نزل
هو اود روز عرفات اور یوم جمعہ تھا۔

قال البخاری حدثنا محمد بن يوسف (دوم) اما بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے محمد بن یوسف نے
حدثنا سفیان عن قيس بن مسلم عن طارق اما حدیث بیان کی ہم سے سفیان بن مسعر عن طارق
بن شهاب ان انا من اليهود فقالوا لو بن شهاب ان انا من اليهود فقالوا لو
انزلت هذه الاية فينا لاتخذنا ذلك اليوم انزلت هذه الاية فينا لاتخذنا ذلك اليوم
عيد انفسال عید لعمري اني لم نزل هذا الاية يوم نزل انفسال عید لعمري اني لم نزل هذا الاية يوم نزل
رسول الله صلعم واقف بعرفة۔

حدیث اول میں سفیان نے مسعر سے اور حدیث دوم میں سفیان نے قیس سے روایت کی ہے سفیان اور مسعودیوں ایک
دوسرے کے شیخ ہیں اور مسعودی قیس بن مسلم دونوں مرجیہ یعنی خواجہ سے ہیں۔ جسکے ثبوت کے لئے دیکھو حاشیہ صفحہ ہذا
اور صحیح بخاری جلد ۳۔ باب تفسیر سورة المائدة میں یہ حدیث ہے۔

مسعودی کا مرجیہ ہونا طبقات کبیر میں مسعودی مطبوعہ لندن ۱۳۳۵ھ میں ہے مسعودی کرم ابن ظہیر بن عبید اللہ بن الحارث بن عبد اللہ بن عمرو
بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن کنیہ اباسلمہ قال محمد بن عبد اللہ الاسدی فوق مسعودی بنین وخسین مائتہ وقال ابو نعیم
خسین وخسین ومائتہ الی ان قال وكان مرجیا فمات الخ۔

قیس بن مسلم بھی مرجیہ ہے جو خواجہ میں داخل ہے چنانچہ تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی میں، قیس بن مسلم المحدث لعدا ابو عمرو
والکوفی دوی عن طارق بن شهاب عن محمد بن الحنفیہ ومجاهد وعبد الرحمن بن ابی لیلیہ قال بودا وکان مرجیا مائتہ
مشکوۃ للعاصم (ابا الایان والقدیر) عن ابی عباس قال قال رسول صلعم صنفان امتی لیس لهما فی الاسلام نصیب المجتہد والعقد ریز۔
عمل وعل عبد اللہ بن شہرستان میں ہے الخواجہ من ذلك والمؤید والوعید یة کل من خرج علی امام الحق الذی اتفقت العامة علیہ یسی خارج الخ

قتال سفیان واشک
کان یوم الجمعة
الیوم اذ کملت لکم
دینکم۔

کیونکہ نازل ہوئی اور رسول خدا سو وقت کہان پر تھا
جب یہ آیت نازل ہوئی وہ دن عرفہ کا تھا اور میں نبی
عرفہ میں تھا سفیان کہتا ہے کہ چکار اس ایام میں شہرہ
کہ آیت الہم اکملت لکم دینکم میں جو الہم ہے وہ یوم ہے
فتا یا مین تھا۔

میں نے بیان کیا ہے کہ یہ روزانہ نازل ہوئی اور میں رسول خدا سو وقت کہان پر تھا
جب یہ آیت نازل ہوئی وہ دن عرفہ کا تھا اور میں نبی
عرفہ میں تھا سفیان کہتا ہے کہ چکار اس ایام میں شہرہ
کہ آیت الہم اکملت لکم دینکم میں جو الہم ہے وہ یوم ہے
فتا یا مین تھا۔

فرق رکھا ہے بلکہ خود عبد الرحمن ابن عسکری نے سفیان اور ثوری کو نظر ثوری کی نسبت سے تفسیر ثوری سے استعمال کیا ہے
جیسا کہ حاشیہ کی حدیثوں میں گذرا

اور دوسرا سفیان ابن عیینہ جس کا نام مجروح سفیان سے اور مرح ولایت کے بھی آتا ہے۔ عداوہ اسکے بہان ابنی
کی روایت سفیان سے ہے اور سب روایتوں میں سفیان (مجروح) نہ صرف بعض روایت سفیان ثوری سے ہے اسلئے صریح ثابت
ہوتا ہے کہ سفیان مجروح مراد ابن عیینہ ہے

اول حدیث میں بھی سفیان مجروح ہے جس نے سمر کے واسطہ اور قیس بن مسلم سے روایت کی ہے یہ سفیان ابن عیینہ
ہے اور باقی بہرہ مطرور معلوم کے حدیثوں میں سفیان ابن عیینہ سے روایت کی ہے یہ سفیان ابن عیینہ بھی ہے وہ مذکور ہے جس کو بعض شافعی
نے ثوری کہاں کیا ہے بلکہ تفسیری روایات میں سفیان ابن عیینہ سے روایت کی ہے جیسا کہ گفت النظران سے معلوم کر چکے اسلئے بہرہ مطرور کی
حدیث جو باب تفسیر سورہ مائدہ میں ہے اور عبد الرحمن ابن عسکری سے روایت کرتا ہے وہ مجروح واقعہ جس کے لئے کیٹی
امتیازی فرق نہیں لکھا اسلئے یہ سفیان ابن عیینہ تصور کیا جاتا ہے جس نے اول حدیث میں یوم عرفہ کو جمعہ کا دن روایت کی
ہے اور اس تیسری حدیث میں وہی سفیان مجروح عرفہ کے دن یوم جمعہ ہونے میں شک کرتا ہے۔

یوم عرفہ یعنی ۹ ذیحجہ کو جمعہ کے مشکوک ہونے کی وجہ ۲۵ ذوقعدہ کی روایت حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی ہے
جس کو بخاری نے حضرت عائشہ کی سند سے متعدد طریقوں کے ساتھ نیز حضرت عبداللہ ابن عباس کی سند سے اور چوتھی ذیحجہ صبح
داخلہ مکہ معظمہ کی روایت کی ہے۔

اور روایت سفر حج میں ذیقعدہ کا ۱۲ دن محسوب کیا گیا ہے کیونکہ حضرت نے پانچ شبوں باقی ماہ ذوقعدہ پر
سفر فرمایا جس میں ایک شب چھ میل ذوالحلیفہ میں جو بیقات ابالی مدینہ ہے بسر فرمائی یہاں سے ظہر کے بعد مسلسل روانگی ہے اور
دسویں منزل پر مکہ معظمہ ہے یوم عرفہ جمعہ والی روایت سے یکم ذیحجہ کو (نہجہ) ہوتا ہے اصل میں یہی نہجہ مشاکوک ہے جسکی مراجعت سے
۲۵ ذوقعدہ یوم سفر حجۃ الوداع مین جمعہ کا دن ہوتا ہے اور حضرت نے ظہر کی چار رکعت کے بعد سفر فرمایا ہے تو لوگوں نے ۲۸ ذوقعدہ کو

لیلیات بقیتا من صفر بدی برسول
 اللہ صلعم وجہ غم و صدم فلما
 اصبح یوم الخیس عقدا دسامن لواء
 کہ دو راتیں اس سفر کی باقی رہ گئیں، یا تو رسول خدا صلعم کہ
 دوسرا درتپ کا آغاز ہوا اور ۲۹ صفر بخشنہ کو سرت
 نے سامنے لئے اپنے دست مبارک سے لواء بٹا کر
 بٹایا۔

پس یکم ربیع الاول ۱۱۰ھ کو یوم جمعہ تھا جسکو تین مہینے کامل سے بخشنہ لایا گیا ہے۔ ۹ صفر کا بخشنہ، ۱۰ ربیع الاول
 میں آنا محالات سے ہے۔ اسی ۲۹ صفر بخشنہ کے مراجعت سے ۱۸ ذیحجہ کو بخشنہ واقع ہوتا ہے اور ۹ ذیحجہ اور ۵ صفر
 کو رسد شنبہ) یعنی ۹ ذیحجہ کا جمعہ بالکل غلط اور باطل ہے کیونکہ جمعہ متکمل تک پانچ دن اور نکلے جمعہ تک پانچ روز کا
 فاصلہ واقع ہوتا ہے۔

ابن جریر جو معاصر ابن اسحاق اور بخاری کے شیوخ حدیث میں داخل ہیں جنہوں نے بعد نزول آیت الیوم اکملت لکم
 دینکم کیا شنبہ ٹھہرا اور کیا سببوں میں دن وفات الہی ہونا اپنے تفسیر میں روایت کی ہے جس میں کسی تاسیس و پنج دن کی قید
 نہیں ہے۔ لیکن بعض محدثین نے روایت مذکورہ میں تصرف کر کے یوم عرفہ پڑھایا ہے چنانچہ علامہ علی بن حنفی اپنے عمدة القاری
 شرح صحیح بخاری مجلد ششم کے صفحہ ۵۱۰ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم میں تحریر فرماتے ہیں۔

قال ابن حجر و غیر واحد مات رسول اللہ
 اللہ و علیہ وسلم بعد یوم عرفة باحد ثمانین یوماً
 ابن جریر و غیرہ نے کہا ہے کہ وفات پانچ

اور ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۲۹ صفر بخشنہ تک اُناسی دن اور دوم ربیع اول (سینچ) کو کیا شنبہ دن ہوتے ہیں
 جسکو خود علامہ علی نے ابن اسحاق کی سند سے بیان کیا ہے پس دو شنبہ کا دن نہ آنے سے عرفہ کا نزول آیت اکمال دین غلط اور
 باطل ہو گیا۔

اور ۸ ذیحجہ بخشنہ سے ۲۹ صفر بخشنہ تک ستر دن یکم و ۸ ربیع الاول جمعہ ۱۰ ربیع الاول شنبہ
 ۱۱ ربیع الاول یکشنبہ گیارہ ربیع الاول ۱۲ شنبہ ۱۳ کل اناسی دن کامل ہو گئے جس سے مدت خلافت ابوبکر کی حدیث
 نائشہ کے مطابق ملتی ہے

ابن جریر حدیث ابن جریر کے تفسیر کی تفسیر جامع البیان طبری سے نقل کیجاتی ہے جس میں کسی خاصہ نہایت
 کی قید نہیں ہے یہی روایت ابن عباس والی علوم ہوتی ہے کیونکہ ابن جریر کو مجاہد تابعی سے پہونچی اور مجاہد اسحاق بن
 عباس سے ہیں اور ابن جریر حضرت ابن عباس سے بھی روایت کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے باپ (عبدالعزیز) نے ابن عباس
 سے روایت کی ہے انھوں نے اپنے باپ سے۔

آخر عمر رسول اللہ کی مدت والی روایت تفسیر جامع البیان طبری جلد ۵ ص ۵۵ مطبوعہ ۱۳۲۴ھ میں یہ ہے۔

قال بن جریر حدثنا القاسم قال ثنا الحارث
 قال شیحنا عن ابن جریج قال مکث النبی صلعم
 ابن جریر کہتے ہیں کہ حدیث کی ہر سے
 قاسم نے کہا حدیث ہم سے حسین نے کہا حدیث ابن جریج سے

بعد ما نزلت هذه الآية احدى و
ثانين ليلة قوله اليوم اكملت لكم دينكم
مجاہد نے ابن جریر سے روایت کی کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بعد نازل ہونے آیت الیوم اکملت لکم دینکم کے کیا سبب

حدیث مذکورہ ابن جریر کو مجاہد سے اور ابو ابن عباس سے پہنچی جسکے تائید کی یہ روایتیں اسی تفسیر جامع البیان
طبری سے رواۃ مذکورہ کی اسی جلد ششم سے نقل کی جاتی ہیں۔

اول حدیث جلد ۶ ص ۶۲ پارہ ۶ سورۃ النہار حد ثنا الفاسم قال ثنا الحسن قال ثنا مجاہد عن ابن جریر
عن مجاہد الامن ظلم الاية - ايضا الفاسم بن الحسن قال حدثنا الحسين قال حدثني مجاهد عن ابن جرير
عن مجاهد قوله واذا استقي لقومه قال اخافوا ان يطأ في يدهم حين فاهوا فانجولهم الحبحر اثني عشر عينا صر به
موسی قال بن جریر حال بن عباس کاسباط بنو یعقوب کنا اثنا عشر رجلا کل واحد منهم ولد سبطا۔

ایضا الفاسم ثنا الحسن قال حدثني مجاهد عن ابن جرير قال قال ابن عباس لوط الجبل الذي انزلت عليه يعني على
موسى النوراة وكانت بنو اسرائيل اسفل منه۔

اور اسی تفسیر جامع البیان طبری میں یہ حدیث ہے جسکو ابن جریر (مذکور) نے مجاہد (تابعی) کی سند سے آیت کریمہ
الیوم ئیس الذین کفرو امن دینکم الیوم اکملت لکم دینکم کو ان الفاظ تک بیان کیا ہے جس سے ہمارے ثبوت میں مزید اضافہ ہوتا ہے
کہ مجاہد کی روایت ذیل جو غدیر خم کی ہے اسی روز پوری آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ قال بن جریر حد ثنا الفاسم قال
ثنا الحسين قال ثنا مجاهد عن ابن جرير قال مجاهد الیوم یس الذین کفرو امن دینکم الیوم اکملت لکم دینکم هذا
حاجین فعلت لا، قوله قال بن جریر کذا فی النسخ ولم یذکر القول ولعله سقط من قلم النسخ ولعل هذا الزيادة فالله المستوفی لمل
احادیث موصوفہ میں رواۃ مذکورہ سے ابن جریر کو مجاہد اور ابن عباس سے پہنچنا واضح ہو گئی پس آیت الیوم اکملت
لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد کیا شب ٹھہرنے کی روایت جو ابن جریر کی ہے وہ مجاہد اور ابن عباس کے سند کی متحقق ہو گئی۔
اور ابن عباس کے سند سے آیت مبارکہ یا ایہا الرسول تلق ما نزل الیک من ربک کا نزول یوم غدیر خم (۱۸ ذیحجہ) کو
ثابت ہو چکا ہے۔

اور اسی ۱۸ ذیحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک کیا شب یوم کامل ہوتے ہیں اسلئے آیت اکمال دین کا نزول غدیر خم میں بعد
نزول آیت تبلیغ یا ایہا الرسول تلق ما نزل من ربک وان لم تفعل فمابغضت رسالتی لک کے مطابق آتا ہے جیسا کہ مجاہد تابعی کی یہ
یہ روایت مع تکیہ اور شکر یہ کے نقل کی جاتی ہے جس روایت کو سید شہاب الدین احمد نے توضیح الدلائل میں امام صاحبانی کی سند
سے وارد کیا ہے جو جمہات الانوار غدیر کے جلد ثانی اور اسرار المطالب مولوی عبید اللہ امرتسری مطبوعہ لاہور کے ۵۶۸ سے نقل ہے

لحقہ تین رجحاج (طبقات ابن سعد جلد ۲ میں ہے) - الحجاج بن محمد اکحد وکبی: با محمد مولی لسلیمان بن خالد امیر ابی جعفر المصنوع یروون
سات سنہ وست ومانت بن قنہ کثر الحدیث عن ابن جریر -

عنه وثقی ابن جریر طبقات ابن سعد ج ۵ میں - عبد الملک بن عبد الغزالی بن جریر قال محمد عمرو ما ان جریر سنہ خمس مائۃ وھو ابن سبعین
سنہ وکان ثقہ کثیر الحدیث -
ایضا الامکان فی اسما الرجال مشکوٰۃ میں کہ - ابن جریر احمد عبد الملک بن عبد الغزالی بن جریر المکی لقیہ احدا لا علامہ روی عن مجاہد و ابن سیکہ و عطا و عکرمہ
وعنه جاز ایضا عبد الغزالی بن جریر المکی روی عن عائشہ و ابن عباس وعنه ابنه الفقیہ عبد الملک وحضیف۔

قوله تعاف اليوم اكملت لكم دينكم واتممت
عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام ديناً باسناد
المذكورة عن مجاهد رضي الله تعالى عنه قال نزلت
هذه الآية بعد نزول فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
الم يولدكم وسلم الله اكبر اكبر اكبر اكبر اكبر اكبر اكبر
النعمه ورضي الرب برسائلي والوكلاء لعل
رواه الصالحاني -

یعنی آج کے روز کامل کیا میں نے تمہارے لئے تمہارا
دین اور پوری کر دی تم پر نعمت اپنی انتم باسناد مذکورہ
ما قبل مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت مقام غدیر خم میں نازل
ہوئی پس فرمایا رسالت صلی علیہ وسلم نے کہ اللہ اکبر (اکاشکر ہے)
اکمال دین اور اتمام نعمت پر اور اس امر پر کہ خداوند
عالم میری رسالت اور علی کی ولایت سے راضی ہوا
روایت کیا ہے اسکو امام صالحانی نے

اور علامہ نظام نیا پوری تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان مطبوعہ مصر ۱۳۲۱ھ جو تفسیر جامع البیان طبری کے
حاشیہ پر طبع ہے ص ۱۰ پر لکھتے ہیں -

بالحق الرسول بلغ عن ابی
سعيد الخدری ان هذه الآية نزلت
فی فضل علي بن ابي طالب رضي الله عنه وكرم
الله وجهه يوم غدير خمر فاحذر رسول الله
صلى الله عليه وسلم بيده وقال من كنت موكاه
فعل موكاه اللهم وال من واکاه وعادى

ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول
بلغ ما انزل الیک آیہ جناب علی بن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی فضیلت میں بروز غدیر خم نازل ہوا اور اس کے
نزول پر رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا
من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من واکاه وعادى
عاداه پس حضرت عمر نے حضرت علی علیہ السلام کو مبارکباد دی

لہ تو شیخ (مجاہد) امام محی السنۃ بقوی تفسیر معالم التنزیل میں فرماتے ہیں - ما نقلت فیہ من التفسیر من عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما الامام
ومن بعده من التابعین السلف مثل مجاہد وعکرمہ وعطاء بن رباح والحسن البصری وقتادہ والی العالیۃ ومحمد بن کعب القرظی
وزید بن اسلم والکلبی وضحاك ومقاتل بن حیان ومقاتل بن سلیمان - (ترجمہ) میں نے اپنے کتا تفسیر معالم التنزیل میں (جو احادیث تفسیر
نقل کی ہیں یہ وہ روایات ہیں کہ جو جرأت حضرت عبداللہ بن عباس اور ان کے بعد تابعین اکابر سلف مثل مجاہد وعکرمہ وعطاء بن ابی طلح
وحسن البصری وقتادہ وابوالعالیہ ومحمد بن کعب قرظی وزید بن اسلم وکلبی وضحاك ومقاتل بن حیان ومقاتل بن سلیمان وغیرہم سے
مروی ہیں۔ ایضاً طبقات جلد پنجم میں ہے - قال یحییٰ بن سعید القطان مات مجاہد اربع ومانۃ سئلہ وكان فقیہاً عالمًا کفۃ
کثیرا کدیت ایضاً کشف الظنون جلد اول ص ۲۳ میں ہے اما المفسرون من التابعین فمنهم اصحاب ابن عباس وھم علماء الملکۃ
المکرمۃ ومنھم مجاہد وعکرمہ المتوفی ثلاث ومانۃ سئلہ قال عرضت القرآن علی ابن عباس ثلاثین مرۃ اعتمد علی تفسیرہ الشافعی
والبخاری -

سے امام صالحانی یہ ساتویں صدی کے اعلام اخبار سے ہیں چنانچہ علامہ سید شہاب الدین احمد توضیح الدلائل میں انکی نسبت فرماتے ہیں -
الامام العالم الادیب الاریب المحلی بسیمایا المکارم الملقب بین الاجلۃ الاممۃ الاعلام بحی السنۃ وناصر الحدیث ومجد الاسلام العالم
الزبانی العارف السیانی سعد الدین ابو حامد محمود بن محمد بن حسین بن یحییٰ الصالحانی یعنی امام عالم ادیب صاحب مکارم باخلاق عالم ربانی
عارف سبحانی (الصالحانی) جو مابین اجلۃ الاممۃ اعلام القاب ناصر الحدیث محی السنۃ ومجد الاسلام سے ملقب کئے جاتے ہیں انہ
اور شاہ سلامت ابیداریونی ثم کان پوری اپنے کتاب (معرکۃ الاراء) میں مخاطب شیعہ کی طرف فرماتے ہیں کہ روایت صالحانی کہ از توضیح
الدلائل سید شہاب الدین تجریشم نقلش پر داحت مصداق اہل سنت وکذب موعوم شیعہ است چہ از روایات، مذکورہ چون آفتاب نیمروز
درخشان است کہ سنیان از مناقب ومدائح شاہ مروان زیادہ تر از شیعیان روایت کردہ اند (منقول از عمقات غدیر)
سئلہ کشف الظنون میں ہے - غرائب لقرآن و رغائب الفرقان فی التفسیر للعلامہ نظام الدین حسن بن محمد بن حسین النقی ایسا پوری المعروف بنظام الاعرج رحمہ اللہ

(سہ شنبہ) اور یہی دس شنبہ ۱۲ ربیع الاول کو یکاشری روز پر پہنچتا ہے یعنی ۸ ذی الحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک ۸۱ دن اور ۱۲ ربیع الاول تک ۸۱ دن ہوتے ہیں پس ۸ ذی الحجہ خدیجہ کو پنجشنبہ کے دن آئیے پلنگہ اترال ایک کسک بعد آئیہ الیوم اکملیٰ کتبہ نازل ہوا بعد اس کے مجاہد تابعی کی روایت سے ثابت ہو کر مطابق ہے کیا اور ۹ ذی الحجہ عروہ سے شنبہ واجب سے یوم جمعہ کوئی روز کے فصل سے غلط اور باطل ہو گیا۔

اور مفسرین نے جو یوم عروہ یوم جمعہ بعد عصر کے نازل ہوئی روایت کی ہے جس سے عید جمعہ قرار دیتے ہیں وہ وقت بعد عصر کے شب شنبہ سے اتصال کرتا ہے جسکو (عشہ شنبہ) کہتے ہیں جسکی کیا تثنیون شنبہ (شب شنبہ) اور کیا سیوان روز شنبہ ہوا اگر عروہ کے دن (پنجشنبہ) ہو تو بعد عصر کے (عشہ جمعہ) ہوتا اسلئے بھی سفیان اس عروہ جمعہ میں شک کر گیا جو ہونا بھی چاہئے اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ کے وفات کی تاریخ میں پیچیدگیان ڈالی گئیں اور صحیح روایتوں کو اسی یوم عروہ جمعہ کے پردہ میں رکھ کر پسند ضعیف ولایصح (تفسیر و نشور سیوطی وغیرہ) کہا گیا جیسا کہ اتقان فی علوم القرآن سیوطی جلد اول مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۵۷ھ کے ص ۱۰۰ میں ہے۔

واخرج ابو عبد الله عن محمد بن كعب	ابو عبد الله نے محمد بن كعب سے روایت کی ہے کہ
حتال نزلت سورة المائدة في	سورہ مائدہ حجتہ الوداع میں درمیان مکہ اور مدینہ (یوم
حجبة الوداع فيها بين مكة والمدينة	غدير خم میں) کے نازل ہوا اسی سورہ میں آئیہ الیوم اکملت
(منها) اليوم اكملت لكم دينكم	لکم دینکم ہے جو صحیح (بخاری) میں حضرت عمر سے مروی
في الصحيح عن عمارها نزلت عتيبة عوفه	ہے کہ اسکا نزول عشیہ عروہ جمعہ کے دن سال حجتہ الوداع
يوم الحججة عام حجة الوداع	میں ہوا جو بہت طریقوں سے مروی ہے لیکن ابن مردودہ
له طرق كثيرة لكن اخرج	نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آئیہ الیوم اکملت
ابن مردويه عن ابي سعيد	لکم دینکم یوم غدیر خم نازل ہوا۔ اور یہی مضمون ابو ہریرہ
الخدري اها نزلت يوم غدیر	سے بھی مروی ہے اوسمیں یہ زیادتی ہے کہ وہ اٹھا رہوین
حمر و اخرج مثله حديث	ذی الحجہ تھی زمانہ مراجعت میں حجتہ الوداع کے اور یہ وزن
اجب هريرة وفيه ان الیوم التمان	صحیح نہیں ہیں اور اسی سورہ میں آئیہ والید یصمک
عشر من ذی الحجة مخرج من حجة الوداع	من الناس ہے جسکی نسبت صحیح ابن حبان میں ابو ہریرہ

۱۔ متوفی الظنون میں ہے۔ الاتقان فی علوم القرآن للشیخ جمال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی سنہ ۸۵۱ھ عشرہ و تسعمائے سلطنت
۲۔ ایامات الحفاظ لجلال الدین سیوطی میں ہے۔ ابن مردودہ کا لفظ الکبیر العلامة ابو بکر احمد بن موسیٰ بن مردودہ الاصبہانی صاحب التفسیر التاریخ و المستخرج
۳۔ بخاری سمعنا باسئل من زیاد و القلان دخلوا ذلک قیامہذا انسان بصیر بالرجال طویل البدن طبع التصانیف و لیس فیہ منہ منہ
۴۔ کشف الظنون حصہ اول ص ۱۲۷ ذکر تاریخ، مذکور ہے۔ ابن حبان محمد بن یسعی الحافظ المتوفی سنہ ۲۵۱ھ ربیع و خمسمین و ثلثمائے
۵۔ ایضا الکمال فی اسما الرجال میں ہے۔ ابو حاتم محمد بن حبان البستی حافظ جلیل کثیر التصانیف حدیث عن ابی خلیفہ والی یعلیٰ وغیرہ۔
۶۔ ایضا شیخ جمال الدین عبد الرحمن بن الحسن اسنوی کے طبقات فقہائے شافعیہ میں ہے۔ ابو حاتم محمد بن حبان الامام الحافظ مصنف الصحیح وغیرہ وصلی الی الاقارب
۷۔ کان من ادعیتہ لعلم لغت و حدیث و فقہا و دغظا و من عقلا، الرجال قادمہا حکم و قال ابن ابی حاتم امام عصرہ الخ۔

محمدؐ مات الوقفہ بویۃ اہل مکہ حبوا
 الی الخلد بنہ فارخو بویۃ اہلہا وکان
 اول دی الخضر الجہ حلتہ -
 قریب ہزار - زانی نفیل دیکھو عانیہ کے کتاب ہزار

حب الہی مدینہ کے روایت سے یکم ذیحجہ (جمعہ) ۱۰ ذیحجہ عرفہ کو رشتہ (۱۸ ذیحجہ) یوم غدیر خم مابین مکہ و مدینہ کے
 (دوشنبہ) ہوا جو اسی تاریخ واقع یوم غدیر خم میں محمدؐ ابن کعب قرظی کی روایت سے سورہ مائدہ نازل ہوا جسکی یہ روایت
 تالیف کرتی ہے۔

سیرۃ المصطفیٰ انظر علی الدین غلط فی صفحہ ۶ مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ میں ہے -
 و ذکر یحییٰ بن عیسیٰ بن عباس مولانا سوادہ
 یعقوب نے ابن عباس کی سند سے ذکر کیا ہے کہ سورہ
 المائدہ جو رکعات ہیں -
 مائدہ ہر روز ۱۰۰ بار پڑھا -

اور حافظ ابن حجر عسقلانی جو اس درجہ کے ہیں کہ انکی شرح صحیح بخاری کا حکم رکھتی ہے اپنے فتح الباری میں
 صحیح بخاری جلد ۱۸ مطبوعہ انصاری دہلی مشتمل باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم میں جو سورہ مائدہ کی تفسیر میں ہے مثل بخاری
 کے سورہ مائدہ کے ذکر کو چھوڑ کر صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کو اس طرح وارد کیا ہے (پوری روایت اسکے بعد لکھی جائے گی جس میں
 سورہ مائدہ بھی ہے)

ما اخرجہ الطبری بسند قیاس بن لہیع عن
 ابن عباس قال هذه الاية نزلت
 بطبرستان ابن لہیع کے طریق اور ابن عباس کی
 سند سے روایت کی ہے کہ تحقیق یہ آیت الیوم اکملت لکم
 یومہ الاثنین -
 دینکم دو شنبہ کے دن نازل ہوئی -

روایت مذکورہ میں سورہ مائدہ بھی شامل ہے جیسا کہ پہلی روایت ابن عباس سے ثابت ہے جسکی پوری روایت تفسیر
 جامع البیان طبری جلد ۱۰ ص ۱۰۰ مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ کی یہ ہے -

قال ابن جریر حدثنا شعیب بن قتیبہ قال ثنا اسحاق بن عمار
 اخبرنا محمد بن حرب قال ثنا ابن لہیع عن
 عن خالد بن ابی عمران عن حیش بن ابن
 عباس نزلت سورة المائدة يوم الاثنين
 الیوم اکملت لکم دینکم -
 ابن جریر کہتے ہیں کہ حدیث بیاضی کہ ہے ثانی نے کہا حدیث کی ہزار
 نے کہا اسے خبر دی کہ محمد بن حرب نے کہا حدیث بیاضی
 کی ہم سے ابن لہیع نے خالد بن ابی عمران سے اسے
 حیش سے اسے ابن عباس سے کہ سورہ مائدہ الیوم
 اکملت لکم دینکم روز دوشنبہ نازل ہوا -

ہر روز روایت کا دوشنبہ خود حافظ ابن کثیر کے یکم ذیحجہ جمعہ سے ۱۰ ذیحجہ کو (دوشنبہ) جو ابس صحیح بخاری و الاثر
 قطعاً غلط اور دروغ ہو گیا ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ کے سند والی روایتیں اتفاق سیدوطی کی صحیح ہو گئیں -

اور صحیح بخاری میں صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول کو سورہ مائدہ سے فودن نہیں مشکوک جمعہ کے ساتھ لکھا گیا

لہٰذا ثبت ان محمد بن تہ عبد العزیز بن علی بن ابی طالب صحیح بخاری نہ بہت کثرت شمرت و کثرت نقل و عتبار برآن حکم قرآن یعنی بخاری حاصل شدہ -

جس سے کلی سورہ مائدہ آیہ الیوم یس الذین کفروا الی اخشون تک فی اذی صرت آیہ الیوم الملتکم دینکم کی قرار پاتی ہے۔

چنانچہ امام محمد بن اسماعیل نے اپنی تفسیر معالم التنزیل میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔

سورۃ العائدۃ مد مد کلھا الی الیوم یعنی سوائے آیہ الیوم الملتکم دینکم کے کل کافلوں

الملتکم لکرو دینکم۔ سورہ مائدہ مدنیہ ہے۔

جس سے بھی سورہ مائدہ الیوم یس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوہم واخشون تک مدنیہ ہے جو حجۃ الوداع میں

درمیان مکہ اور مدینہ کے نازل ہوا۔ جب کہ یہ روایت کے مطابق اور درایت کے موافق ہے تو آخر حصہ الیوم الملتکم دینکم کا نو دن پہلے یوم عرفہ کو نازل ہونا کسی شخص سے صحیح نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے

لیکن علامہ زنجبیری نے تفسیر کشاف میں اور علامہ سیفی نے تفسیر مدارک التنزیل میں اور صاحب تفسیر مواہب اللیہ نے اپنے تفسیر حسینی میں صحیح بخاری کے خلاف الیوم یس الذین کفروا کا نزول بھی یوم عرفہ جمعہ کی قید کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا کہ خود حضرت عمر کی دوسری روایت جو آگے نقل ہوگی سورہ مائدہ کے عرفہ جمعہ میں نازل ہونے کی ہے سواوہ اسکے صحیح مسلم میں حضرت عمر سے دوسری روایت آیہ اكمال دین کے نزول کی لیلۃ الجمعہ کے ساتھ وارد ہے۔

اور اول الذکر ہر دو تفسیروں میں آیہ الیوم یس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوہم واخشون وقد نزلت

یوم الحجۃ وکان یوم عرفۃ بعد العصر فی حجاز الوداع وارد ہے

اور یہی مضمون تفسیر مواہب اللیہ حسین بن علی میں ہے۔ (الیوم) امروز جمعہ است و یا عرفہ رئیس الذین کفروا نامید شدند کافران من دینکم از بطلان دین شما یا رجوع شما بدین ایشان (فلا تخشوہم) پس مترسید از فتنہ ایشان (واخشون) و بترسید از من این آیت نماز دیگر روز عرفہ و رجعت الوداع فرود آمد آنحضرت بر ناقہ عضبیا سوار ہوئے بعد نزول این آیت ہشتاد و یک روز بہت یعنی آج کے دن عرفہ جمعہ کو کفار یا یوس ہوئے تمہارے دین کے باطل کرنے سے یا یا یوس ہوئے تمہارے رجوع ہونے اور ان کے دین سے پس اوں کے فتنہ سے مست ڈر واد۔ مجھے ڈرو یہ آیت عرفہ کے دن حجۃ الوداع میں بعد نماز عصر نازل ہوئی اور حضرت ناقہ عضبیا پر بار بار تھے اور بعد نازل ہونے آیہ الیوم یس الذین کفروا کے (۸ دن) سرت زندہ ہے۔ یعنی وہ ذی الحجہ عرفہ سے اکیاسویں دن پر دو شنبہ ہونا چاہئے کیونکہ وفات النبی دو شنبہ کو واقع ہوئی۔ اور وہ ذی الحجہ کا اکیاسواں دن دوسری ربیع الاول کو سپنچر کا دن ہوتا ہے۔

چنانچہ روضۃ الشہداء ص ۹۹ مطبوعہ مدینہ منورہ میں ہے۔ تا دوشنب چہار شنبہ بست و ششم ماہ صفر در سال یا زعم از ہجرت بزیارت گورستان بقیع توجہ فرمود روز دیگر آنحضرت را صلح طاری گشت۔ آورده اند کہ حضرت چہارم روزہ روز ہمار بود۔ اسی کتاب کے ترجمہ گلزار الشہداء مطبوعہ مدینہ منورہ ص ۱۲ میں ہے ”آپ چہار شنبہ کی رات اٹھائیسویں تاریخ ماہ صفر گیارہویں سال ہجری میں۔ ایت جنتہ البقیع کے لئے تشریف لے گئے دوسرے روز آنحضرت صلعم کے دروسر لاحق ہوا

لہ کشف الخطنین میں ہے۔ تفسیر حسین بن علی اکاشفی الوعظ المتوفی فی حدود ستمائے دو ہوا تفسیر فارسی متداول فی جلد ماہ بالمواہب اللیہ ص ۱۲۔

لہ کشف الخطنین میں ہے۔ روضۃ الشہداء فارسی حسین بن علی اکاشفی المعروف بالواعظ البیہقی المتوفی ۷۹۰ھ۔

اور آپ چودہ دن بیمار رہے۔ یعنی ۲۸ و ۲۹ صفر کے دو دن ماہ ربیع الاول کے بارہ دن کل چودہ دن ہوئے اور ۲ صفر چار شنبہ کا چودہ صوان دن ۲ ربیع الاول کو (سب شنبہ) گیارہ ربیع الاول و شنبہ یکم ربیع الاول (جمعہ) ۲۹ صفر (نجم شنبہ) ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر: نجم شنبہ: یہ اکیاسی دن ہوئے۔

انہیں حسین بن علی واعظ کا شقی مصنف رومنہ الشہر، اندلسی نے حاضر علامہ جلال الدین: مدظلہ: پانچ ماہی الخلفاء ص ۲۸ مطبوعہ مصر ۱۳۱۵ھ میں یہ روایت وارہ کی ہے۔

والخرج الواخدي من طرف عن
عبد شرف ابن غرور، عبد بن العبد۔ ان
ابن عبد بن غرور، عبد بن العبد۔ ان
ابن عبد بن غرور، عبد بن العبد۔ ان
ابن عبد بن غرور، عبد بن العبد۔ ان

وکیو عمرة القاری شیخ محمد بن عیسیٰ سننی جو

قال العواد بن، قتالو مد

برو، حال ذل صلاحة، اکار، عباد بن

عقبه امن، مدق، وندف، جو، اکاشاک

نسخة عشرة، نيل، من ربيع، اه، ا

وبه جرنه، محمد بن سعد، کا، قتل

جو، دن، ہوتے ہیں۔

اور علامہ سیوطی کے تلامذہ خاص محمد بن ابی ہاشم، اہمدی، والرشاد فی سیرۃ خیر العباد و مشہور بہ سیرت شامی باب التاسع والسبعون فی سیرۃ اسامۃ بن زید میں لکھتے ہیں۔

لہ کشف الظنون میں ہے۔ تاریخ الخلفاء لجلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی ۸۵۱ھ احدی عشر ذی القعدة ۲۵۶ھ

تک محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود قاضی القضاة بدر الدین البیہقی ولد بمصر ۳۳۵ھ للشرح صحیح البخاری وشرح معانی الآثار وشرح

الهدایہ وشرح الکنز وغیر ذلک۔ کان اماماً عالمًا علامۃ عارفًا بالعربیۃ والتصرف حافلًا للغة، وقد طالع عمدة القاری وشرح صحیح البخاری۔

(العلامة البیہقی فی تراجم الحنفیۃ مولفہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنؤ)

تک کشف الظنون میں ہے۔ سبل اہمدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد للشرح محمد بن یوسف الدمشقی الصالحی المتوفی ۳۳۵ھ و هو احسن کتب

الماخرین وابسطها فی السیرۃ النبویۃ و ذکر فی آیاتہ العظیمة انه منتخب من اکثر من ثلثمائۃ کتاب واتی فیہ من الفوائد بالعجب العجیب

وقد زادت البیہقی علی سیمائتہ وان اسمہ سبل الرشاد الخ۔

ایضاً مولوی حیدر علی نے مفتی الغلام کے مسلک ثانی میں لکھا ہے۔ و تصحیح ابن صحیفہ شریفہ در سیرت شامی کہ کتابے بس کلان و تحفینا

مشتمل پر وہ ہزار باب است۔

ایضاً مولوی حسن زمان خان حیدر آبادی نے تحسن میں لکھا ہے۔ قال العلامة الحافظ الشامی صاحب السیوطی فی السیرۃ المسماة بسبل اہمدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم الخ۔

اسامہ کیلئے لو او جنگ درست فرمایا
اور احمد علیہ فی تہذیب الصحابہ و انفاذ ابن حجر عسقلانی، جلد ۴، ص ۳۳ مطبوعہ کلکتہ ۱۹۶۳ء میں ہے۔

وفی فتح الباری شرح صحیح بخاری ج - ۱۸ باب
 رَجَّتِ النَّبِيُّ اسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فِي مَوْضِعٍ الَّذِي
 تَوَفَّى فِيهِ وَذَكَرَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ فَلَمْ يَسِفِرْهُ الْمَشْهُورُ
 وَلَفْظُ زَيْدٍ أَبُورَسُولٍ اللَّهُ صَلَاحٌ وَحُجَّةٌ
 يَوْمَ الرَّابِعَاءِ فَأَصْبَحَ يَوْمَ الْخَمِيسِ فَتَقَدَّمَ
 لَأَسَامَةَ (صفحہ ۱۸)

عبدالبن سعد من طریق عمر بن علی بن ابیطالب
عن ابیه قال اشتکی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یوم
فتح الباء ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱

[illegible]

من ربك علما من آل الله صلى الله عليه وسلم
يوم غدیر خم را بین مکہ و مدینہ ۱۸ ذیحجہ کو
سلم یوم غدیر خم فی عتابن ابدی طالب -
علی بن ابیطالب کے بارے میں نازل ہوا ہے۔

ان سر دو آخری حدیثوں کو علامہ سیوطی نے صحیح حدیثوں میں قبول کر کے داخل کیا ہے جسکی تائید کتاب مقتل بنجا
مرزا محمد بن معتد خان کے اس حدیث سے ہوتی ہے۔

اخرج عبد الرزاق السعفی عن ابن عباس
رضی اللہ عنہ لہ انزلت هذه الآية
بايها الرسول بلغ ما انزل اليك
من ربك اخذ السبى صل الله عليه وسلم
ببدل فقتل من كنت مولاه
فصل مولاه اللهم وال من والاه
وحاد من عاداه -
عبد الرزاق سعفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے کہ جب آیہ یا ایہا الرسول بلغ
اے رسول پہنچا دو اور میں تکلم کو جو تم پر تھا اے رب کی
جانب سے نازل ہوا ہے تو رسول خدا نے جناب علیؑ
کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسکا میں مولا ہوں علی اوسکا
مولا ہے یا آلہی دوست رکھا اوسکو جو علیؑ کو دوست رکھے
اور دشمن رکھا اوسکو جو علیؑ کو دشمن رکھے

پس کل سورہ مائدہ آیہ تبلیغ تک ۱۸ ذیحجہ پچھشتہ یوم غدیر میں درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ نازل ہونا حتمی و
جزا و یقیناً ثابت و متحقق ہو گیا جس کے بعد رسول خدا کامل اکیاسی شبانہ روز زندہ رہ کر وفات فرما گئے۔

جبکہ سورہ مائدہ کا نازل ہونا حجۃ الوداع میں درمیان مکہ و مدینہ یعنی غدیر خم کے دن علامہ سیوطی نے صحیح روایت
مان کر تسلیم کیا ہے اور اسی وجہ سے اتقان فی علوم القرآن کی روایت میں سورہ مائدہ کے بعد آیہ تبلیغ کا ذکر نہیں لائے کیونکہ
یہ آیت سورہ مائدہ کے شمول میں نازل ہوئی بلکہ لفظ (منہا) کے ساتھ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول کو حضرت عمرؓ کی سند سے
یوم عرفہ عشیہ یوم جمعہ سے اور ابن مردودہ کی سند سے بواسطہ ابوسعید خدریؓ اور ابوہریرہؓ یوم غدیر خم اٹھارہ صوین ذیحجہ کی روایت
کی ہے اور آیہ تبلیغ کا نزول یوم غدیرہ ذیحجہ ابوسعید خدریؓ کی روایت صحیح تسلیم ہے تو انہیں ابوسعید خدریؓ کی روایت
الیوم اکملت لکم دینکم کی اسی تاریخ ۱۸ ذیحجہ یوم غدیرہ حتمی صحیح ہے کیونکہ آیہ اکمال دین کا نزول تبلیغ رسالت کی تکمیل کے بعد
یہی وجہ ہے کہ کل سورہ مائدہ مدتیہ ہے

چنانچہ تاریخ خلیفہ دیار بکری جلد اول ص ۱۳۲ مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ میں ہے۔

(ذکر ترتیب ما نزل بالمدينة) و اول ما نزل بالمدينة سورة البقرة ثم

لہ طبعات محفوظ سیوطی میں ہے۔ الرعفی الامام المحدث الرجال افاض المفیہ عالم البحر عز الدین ابو محمد عبد الرزاق بن رزق الدین
ابی بکر بن خلف البکری ولد براس عین ۲۵۶ھ و سمع الکندی وعدة بهذا الشأن و صنف تفسیرہ کان اباً متفقاً دانثون و ادب اجاز للذیاطی
و انابر قجرات ۱۳۲۷ھ

البصۃ کشف الظنون اب میمنہ ہے۔ مطالع النوار التزیل و مناقب اسرار التویل لعبد الرزاق بن رزق اسہ بن ابی بکر بن خلف بن ابی العجا
کتاب فی الرعفی الموتوی ۲۵۶ھ و ہو تفسیر کبیرہ استخ -

۱۳۲۷ھ کشف الظنون میں ہے۔ فیس فی اسیر اللغات حسینی بن محمد الدیاب بکری المائکی نرمل کہ المکرمتہ الموتوی حد و ۱۳۲۷ھ دہو کتاب مشہور۔

ثُمَّ هَامَ عَنْ قِتَادَةِ قِتَالِ
الْمَاةِ الْمَدِينَةِ -
کما حدیث بیان کی ہم سے ہام نے قتادہ سے کہا اوسنے
سورہ مائدہ نہیں ہے۔

اس روایت کے رواۃ سند میں جلیج بن منہال اور ہام و قتادہ واقع ہیں جن سے بخاری نے اپنے تصحیح میں روایتیں کی ہیں
اور یہ کہ آیہ تبلیغ جسکا آخری حصہ واللہ یعصمک من الناس ہے جیسا کہ تفسیر درناثور سیدوطی۔ جلد ثانی ص ۲۹ میں پوری آیت
اس طور سے مذکور ہے۔

اخبرج ابن مردودیه عن ابن مسعود
قال كنا نقول على عهد رسول الله
صلى الله عليه وسلم يا ايها الرسول بلغ ما
انزل اليك من ربك ان علما مولى
المومنين وان لم تفعل فما
بلغت رسالتك والله
يعصمك من الناس -
ابن مردودیه نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی
ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں آیت
یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کو یوں پڑھتے تھے
یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علما مولى
مول المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتک واللہ
یعصمک من الناس یعنی اسے رسول پہنچا دو اوس کو
جو ہم نے تم پر نازل کیا ہے یہ کہ علی کل مومن کا مولا ہے
اور اگر اسکا ابلاغ نہوا تو گویا تم نے خدا کی رسالت ہی ادا
نہ کی اور اللہ دشمنوں سے تمہاری حفاظت کرے گا۔

غرض کہ آیہ تبلیغ کی پوری آیت جو اللہ یعصمک من الناس پر ختم ہے معلوم ہوگئی علامہ سیدوطی نے اتفاق فی علوم القرآن
میں صحیح ابن ربیع کے حوالہ سے بسند ابو ہریرہ آیہ مذکورہ کا سفر میں نازل ہونا وارد کیا ہے جسکی تائید کی یہ روایت یسنا بن الحویر
شیخ سلیمان قندوزی بلخی کے ص ۲۱ مطبوعہ اسلامبول سنہ ۱۳۱۵ھ سے ہوتی ہے جو تفسیر آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے ہے۔

اخبرج النجيلة عن ابي صالح
عن ابن عباس وعن محمد الباقر
فانزلت هذه الآية في علي
ايضا المحموديني في فوائد السطحين
علامہ ثعلبی نے ابی صالح کے طریق ابن عباس کی
سند سے اور امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ یہ
آیت یا ایہا الرسول بلغ جناب علی کے بارے میں نازل
ہوئی اور محمودینی نے فوائد السطحین میں ابو ہریرہ کی

۱۔ خلاصہ تہذیب انکمال میں ہے ہام بن کبی الازدی النوفی ابو عبد اللہ البصری اصل لائے عن الحسن و مطا و نافع دیکھی بن ابی کثیر (خ م) و خلق و عن
الثوری و ابن مبارک و ابن ہدی قال احمد ثبت فی کل المشایخ قال ابو حاتم ثقتی فی حفظ شی قال ابن حبان مات سنة اربع و ستين و مائة مائة ھ۔

۲۔ طبقات ابن سعد جلد ۱ میں ہے۔ قتادہ بن دعامة السدوسی و کان ثقة مأمونا حجة فی الحديث توفي قتادة ثمان عشرة مائة
۳۔ زندگانی علی المصائب میں ہے ابو بکر اکا فظ احمد بن موسی بن مردودیه الاصبہانی الثبت العلامة ولد سنة ثمان و عشرين و ثمان مائة و نصف الثاني و تفسیر
و المسند المستخرج علی البخاری و کان ثقیما بهذا الشأن بعیرا بالرجال طویل الباع یطبع التصانيف مات عشرين و اربع مائة مائة ھ۔

۴۔ ابراہیم الحوینی یہ ساتویں صدی کے مشاہیر فضلاء ہیں۔ چنانچہ معجم مختص ذہبی میں ہے۔ ابراہیم بن محمد بن المیزان بن عبد اللہ بن علی بن محمد بن حمزة
الامام الکبیر المحدث شیخ المشایخ صدر الدین ابو الجاسع الخراسانی الحوینی بصولی ولد سنة اربع و اربعين و ستين و مائة و نصف الثاني و تفسیر
ذو اعتقاد بهذا الشأن و علی یہ اسلم الملک غازان توفي بخراسان فی سنة اثنين و عشرين و سبع مائة المتوفی ۷۵۶ھ۔

۱. نحو جہ عن ابی ہریرہ ادبنا
المالکی اخرج فی فضولہما عن ابی سعید
الحذری قال قلت لعلہ الایۃ فی
غدر خم مکہ اذ کثر النبی علی الدین المفسر
اور تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۹۳ و ۳۹۴
والعجیم الہدایۃ الایۃ مذہبہ ۱۰
من اذ اخر ما نزلہا

۲. منہ سے نیز ابن عباسؓ ماکن فی النور المفسر ابن کثیر
الحذری کی نام سے روایت کی ہے کہ یہ آیت علیؓ کے
بارے میں غدیر خم میں ازل آئی ایسی ہی تشریح فی الدین
نور سے لڑا ہے۔

۳. ہی صحیح روایت ہے کہ آیا یا ایہا الرسول بلغ انزل الیک
بدینہ ہے اگر آیت سورہ ابراہیم میں قرآن آتا ہے کہ

پس آیت تبلیغیہ سورہ مائدہ کا آخر جزیرہ تک مدینہ منورہ اور ابو سعید خدریؓ کی کتاب سے دو تفسیریں مازل
ہونا ثابت ہے جس سے اتفاق والی روایتیں ابو ہریرہؓ اور ابو سعید خدریؓ کے سند کی تکمیل دین کے نزول ۸ ذی الحجہ
غدیر خم کی صحیح مطابق ہو گئی اور صحابہ میں ابو ہریرہؓ و ابن عباسؓ و ابو سعید خدریؓ و علیؓ تفسیر منسوب براؤش بن عازبؓ ابن مسعودؓ
تائیدی جلیل اور آل محمد سے جناب امام باقر علیہ السلام جو اہلبیت اطہار سے ہیں آیت تبلیغیہ کا نزول جناب علیؓ علیہ السلام کے بارے میں
روز روشن کی طرح ثابت و حیا ہو گیا۔ انہیں ہر دو آیتوں کے مقام نزول اخفا کر نیکی کے یوم عرفہ جمعہ کے دن نازل ہوئے
کی روایتیں کدھی گئیں۔ یہی ہر دو روایتیں آیت تکمیل دین اور سورہ مائدہ والی عمر بن خطابؓ ہی سے مروی ہیں جو یوم مدینہ
کی قید کے ساتھ ہیں بس جمعہ کو خود حضرت عمرؓ کے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ ۱۲ ربیع الاول وفات النبی کے ٹوٹ سے چل کر چکے ہیں۔
۱. اسی آیت تبلیغیہ کی یہ حدیث بخاری کی مخریجہ اوسمی باب تفسیر سورہ مائدہ میں ملاحظہ کرو۔

۱. قال البخاری حدثنا ابن یوسف
حدثنا سفیان عن اسمعیل عن اشیعہ
عن مسروق عن عائشۃ قالت من
حدثک ان سیدنا (صلی اللہ علیہ وسلم)
کن شیئاً ما انزل علیہ فقد کذب اللہ یقول
یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الا یۃ

۲. کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے محمد بن یونس
نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے اسمعیل سے اشیعہ
شعبی سے اوسے مسروق سے اوسے عائشہ سے لہذا ابن یونس
نے کہ جو کوئی کہے کہ آنحضرتؐ نے کلام منزل سے کچھ
چھپایا تھا تو وہ شخص جھوٹا ہے خدا فرماتا ہے اے رسول
جو کچھ تم پر اترا ہے وہ چھپا دے۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۹۳ و ۳۹۴ طبع مصر ۱۳۸۷ھ کی یہ حدیث تخریج حضرت عائشہؓ جو شرف شخصینؓ کے مطابق ہے جو نہین
اخراج کی گئی وہ حضرت کے آخر عمر کی ہے اور جبکی مدت ۱۸ شبانہ روز کی حدیث ابن جریرؓ کی پہلے نقل ہو چکی۔

۱. عن جابر بن نفیر قال سمعت حدیث
علی عائشۃ فقالت لی یا جابر
تقرأ المائدۃ فقلت نعم فقالت
اما هذا اخر سورۃ نزلت

۲. جابر بن نفیرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ جابرؓ
حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہو آواؤں میں نے
پوچھا کہ اے جابر تم سورہ مائدہ پڑھتے ہو میں نے کہا ہاں
فرمایا کہ یہ سورہ ابراہیم کی تشریح قرآن کا آخری سورہ ہے۔

تفسیر الطبرانی ج ۲ صفحہ ۱۰۰ من سجد الفصول المہدیۃ فی معرفۃ الائمہ و فضائلہم و موقرۃ اولاہم و صلوات اللہ علیہم اجمعین

بالجمعة وذلك اليوم بعد رجوعه
من حجة الوداع ثم بعد النسي صلي
الله عليه وسلم خطباً محاباً: يا أيها الذين
الاست ادلى بكر من افسكم قتالوا بلاء
قتال من كنت موكاه فاعلم مولاه اللهم
وال من والاه وعاد من عاداه وانصر
من نصره واحذر من خذله وهذا الخطبة
اورده على رضا الله عن يوم السورى عنده
حاول ذكر فضائله ولم ينكره احد الخ
ايك نے۔

نیز زید بن ارقم کی مخرجه حدیث (صحیح مسلم) میں رسول خدا کے آخر عمر کا خطبہ الوداعی اسی یوم غدیر خم (ما بین مکہ و مدینہ) کا ہے جو آگے نمبر (۱۱) میں آئیگا جس میں حضرت نے اپنے وفات کی خبر دی ہے اور خاص طور پر حدیث ثقلین مکرر ارشاد فرمایا ہے۔

اسی روایت زید بن ارقم میں غدیر خم کی تفصیل آ جانے سے دیگر کتب میں اس مقام کی تصریح کی گئی ہے۔
چنانچہ ریاض النضرہ محب طبری جلد ثانی ص ۳۷۳ مطبوعہ مصر ۱۳۲۵ھ میں ہے۔
غدیر خم موضع بین مکہ و المدینہ بالحقۃ یعنی غدیر خم ایک جگہ ہے درمیان مکہ اور مدینہ قریب مخضف کے۔

اسلئے روایت محمد بن کعب قرظی کی مخرجه سورۃ مائدہ کے نزول کی حجت الوداع میں درمیان مکہ اور مدینہ کے مدنیہ ہی جو کل قرآن مجید ما بین وفتین میں مدنیہ مذکور ہے امام احمد اور عبد بن حمید کی مخرجه حدیث میں کل کا کل سورۃ مائدہ نازل ہوا جس سورۃ مائدہ کا آخری جز آیت تبلیغ ہے پس جہاں آیت تبلیغ نازل ہوا وہیں کل سورۃ مائدہ نازل ہوا۔ اور آیت تبلیغ یوم غدیر ما بین مکہ و مدینہ نازل ہوا۔

اور آیت تبلیغ کی تفسیر واقع صحیح بخاری کی شرح میں علامہ عینی حنفی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ص ۵۸۵ جلد ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۲۵ھ میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

عن باب یا ایہا الرسول تیغ با انزل الیک
شیء ہذا باب فی قوله تعالی یا ایہا الرسول الایۃ
دکر الواسع ان من حدیث الحسن
امام واحدی نے حسن بن محمد کے حدیث سے
بن محمد قال حدثنا علی بن عباس عن
بروایت ابو سعید (خدری) ذکر کیا ہے کہ آیت یا ایہا الرسول
اکاش و ابی الحنفی عن عطیہ عن ابی سعید
تیغ با انزل الیک من ربک بروز غدیر خم جناب علی بن
قتال نزلت ہذہ اکایۃ یا ایہا الرسول
ابطالب کی شان میں نازل ہوا۔

عہ کشف الظنون میں ہے۔ اسباب النزول للشیخ الامام ابی الحسن علی بن محمد الواحدی المفسر المتوفی ۴۶۸ھ + ۱۰۷۰ھ ہوا شہر ما صنف فیہ ۱۲۔

بلغ ما انزل اليك من ربك الا به
یومرعدیو حمر فی علی بن ابی طالب
وقال ابو جعفر محمد بن علی بن حنبل
معناه بلغ ما انزل اليك من
ربك فی فضل علی بن ابیطالب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلما نزلت
هذه الآية اخذ بيد علی وقال من
كنت مولاه فطه مولاه وجعل بلغ ما
انزل اليك من حقوق المسلمين ولما
نزلت هذه الآية خطب عليه السلام
فی حجة الوداع -

اور حضرت ابو جعفر محمد بن علی بن حنبل
سے روایت ہے کہ آیا الرسول بلغ ما انزل
من ربك کے معنی یہ ہیں کہ اس رسول پر ہونا جو اس
ام کو جو تھا اسے رب نے علی بن ابیطالب کے فضل
میں نازل فرمایا ہے چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی
تو پیغمبر صاحب نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد
کیا کہ من كنت مولاه فعلى مولاه یعنی جس کا میں مولا
ہوں اس کے علی مولا ہیں اور کہا گیا ہے کہ آیا بلغ
ما انزل اليك من حقوق المسلمين کے معنی یہ ہیں
ہوا ہے تب یہ آیت نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حجۃ الوداع میں خطبہ پڑھا -

حدیث مذکورہ سے آیت تبلیغ کا نزول ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر میں درمیان مکہ و مدینہ کے حجۃ الوداع کے مراجعت میں نازل
ہونا ثابت ہو گیا جس سے کل سورہ مائدہ کا نزول اسی یوم غدیر میں تحقق ہوا۔ جس آخری آیت تبلیغ کے نزول پر رسول اللہ نے
ایک عظیم الشان خطبہ فرمایا ہے جس کو احمد بن فضل بن محمد باکثر نے وسیلۃ المناکب میں وارد کیا ہے ایک خطبہ جو عامر بن
لیلی بن صمیرہ اور حذیفہ بن اسید سے روایت ہے کتاب ہذا میں علامہ سمووی کے جو اسراخ قدین سے نقل ہو چکا ہے دوسرا خطبہ یہ ہے
جس کو عیقات الانوار ثقلین حصہ اول ص ۲۸۹ سے نقل کیا جاتا ہے -

وعن حذیفۃ بن اسید الغفاری او
رید بن ارقم رضی اللہ عنہما قتال لما
صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من حجۃ الوداع فی اصحابہ عن
شجرات بالبطحاء منقارسات
ان ینزلو احتقن ثریعت
البہن من بقم ما احتقن
من الشولک وحمد الیہن

حذیفہ بن اسید غفاری یا زید بن ارقم کہتے ہیں
کہ جب وقت رسالت اب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع
سے فارغ ہو کر آئے لگے تو حضرت نے اپنے اصحاب سے منع فرمایا
کہ اون درختوں کے نیچے نہ اترنا جو بطحا میں برابر لگے ہوئے
ہیں اس کے بعد حضرت نے کسی کو بھیجا کہ وہ جا کر اون
درختوں کے نیچے جھاڑ دے اور کانٹے صاف کر دے اور
حضرت اون درختوں کے نیچے نہ اترنے لگے اور نہ چڑھیں
اس کے بعد حضرت نے فرمایا اور اصحاب کو بھی تاکید کی کہ

اسے یہ حدیث بن اسید صحابی میں بتایا ام ابی اسیر بھی ہے جن کی خبر صحیحہ حضرت کو محمد بن بشار نے بخاری و ترمذی نے حدیث عبد ربکی روایت بخاری کی ہے
قال الترمذی حدیثنا محمد بن بشارنا شعبۃ عن مسلم بن یحییٰ قال سمعت ابی الطفیل یحدث عن ابی سمرئۃ اور مدہ بن ارزؤم کہ شعبۃ عن النبی سیم
قال من كنت مولاه فعلى مولاه + + + + + ابو سمرئۃ ہو حذیفہ بن اسید صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وصلیٰ عھن ثم فنام فقال یا ایہا
الناس انی قد نبائی المطیب الخبیر
انہ لن یعمرنی الا نصف عمر
اللہ یلیلہ من قبلہ وانی کا ظن
انی یوشک ان ادعی فاجب
وافی مسئل و انکر مسئلوت
فما ذا انتم فاعلمون فاعلموا
نشہد انک قد بلغت وجهہ
واسعت مجزاک اللہ خبرا فقال
الس تسہدون ان کا المر الا
اللہ وان محمدًا عبده ورسوله
وان جنتہ و نارہ حق وان
الموت حق وان البعث حق بعد
الموت وان الساعة آتیۃ لا ریب
فیہا وان اللہ یبعث من فی القبر
قالوا بلہ نشہد بذلک قال اللهم اشہد
ثم قال یا ایہا الناس ان اللہ مولای وانا
مولیٰ المؤمنین وانا ولیٰ لھم من نفسہم
فن کتب مولاہ فھذا اصولہ یعنی علیاً
اللھم وال من والاہ وعاذ من عاذاہ
ثم قال اجمعوا الناس انی فرطکم واکرمکم
واردون علی الخوض اعرض صما من
بصری ان صناعۃ فہ عدد الخمر قل جا
من فصرہ انی سائلکم بحین تردون
علی الخوض عن الثقلان فانظروا فی کیف
تختلفون فیہا الثقل الاکبر کتاب اللہ
عز وحق سبب طرفہ بید اللہ وطرفہ

ارشاد فرمایا اے گروہ مردم خداوند عالم نے مجھ کو خبر دی
ہے کہ ہر نبی نے اوس نبی سے جو اوس سے پہلے گذرا نصف
عمر پائی ہے پس من گمان کرتا ہوں کہ میرا زمانہ رحلت
قریب ہے اور مجھے سوال کیا جائیگا اور تم سے بھی کہ آیا
میں نے احکام الہی کو پونچھا یا پس تم کیا کہنے والے ہو
سب نے کہا کہ ہم اسکے قائل ہیں کہ آپ نے کامنہی ابلاغ
رسالت کیا اور سعی یابین کیا، اور نصیحت کی پس آپ کو خدا
جزا کے غیر عطا فرمائے آنحضرت نے فرمایا یا تم سب کو اسی
نہیں دیتے کہ نہیں ہے کوئی معبود موالہ اللہ کے اور محمد
اوس کا بندہ اور رسول ہے اور بہشت اور دوزخ حق
ہیں اور بعثت بعد موت حق ہے سب نے کہا بیشک ہم
ان سب امور کا اقرار کرتے ہیں اس پر آنحضرت نے فرمایا
خدا یا تو شاہدہ پھر فرمایا ایہا الناس آگاہ ہو کہ اسیرا
مولا ہے اور میں مومنین کا مولا ہوں اور میں تمھارے
لئے تمھارے نفسوں سے اولی ہوں پس جب کا میں مولا
ہوں اوس کا یہ مولا ہے یعنی علیؑ مارا الی اوس کو دوست
رکھو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھو اوس کو جو علی کو
دشمن رکھے پھر حضرت نے فرمایا ایہا الناس میں تم سے پہلے
پہنچوں گا اور تم میرے یاس عرض رکھو میرا پر دار دہو گے
اس کا عرض زیادہ ہوگا فاصلمہ باین بصری اور صناعت اور
اوس میں ہم عدد دستار ہے۔ مان چاندی کے پیالے دنگے
اور جب تم میرے پاس دیوان پہنچو گے تو میں تم سے ثقلین
کے بارے میں سوال کروں گا کہ میرے بعد تم نے ان دونوں کے
حق میں کیا کیا۔ ثقل اکبر کتاب خدا ہے وہ ایک رس ہے
جس کا ایک سر خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمھارے
ہاتھوں میں پس اوس سے تمسک کرو تبدل و ضلالت
سے محفوظ رہو گے اور ثقل اصغر میری عترت ہے تحقیق

باید بکفر فاسمکوا و به لا تفلسوا و کہ
تبدلوا و عاتق بن اہلبی فانه قد بانی
اللطیف الخیر اھما کفرا فاحی یردا علی
المحوض اخرجہ الطبرانی قال لکبیر والضحی
فی المختارہ من طریق سلم بن کھل عن ابی
الطہیل و ہما من رجال الصمیم عنہ بالشک
صحابہ ہل ہو خدیفہ بن اسید ا و زید
بن ارقم و اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ وغیرہ
حدیث زید بن الحسن الامطی قد حذر الترمذی
حضرت لطیف و خیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک
در سر سے جدا ہوں گے بان کہ کہ مجھ سے مانا و زید
اسکو طبرانی نے معجم پر میں اور سنہ ۲۵۰ھ میں طریق
سلم بن کھل سے ابو انہیل کی سند سے نقل کیا ہے اور
یہ دونوں رجال صحیح سے ہیں اور انکو ترک سے کہ کوئی
سے وہ ناقل صحابی میں خدیفہ بن
اسید بن یزید بن ارقم بن یزید ابو نعیم نے حدیث وغیرہ
میں حدیث زید بن حسن ناقل سے نقل کیا ہے اور
ترمذی نے تیس کی ہے اس کی آخر۔

اور زرقانی علی المواہب جلد ۱۵۸ مطبوعہ مصر ۱۲۸۵ھ میں ہے۔

و للطبرانی وغیرہ باسناد صحیح انہ
صلی اللہ علیہ وسلم خطب بعد یرحمہ و هو
موضع بالحفۃ مرجع من حجرة الوداع فذکر
الحديث وفيه يا ايها الناس ان الله مواع
وانا مولى لومنين وانا ولي لهم من
انفسهم فمن كنت مولاه فعلي مولاه اللهم
وال من واکاه و عاد من عاداه واجب
من احبه و اغص من اغضه و انصو
من نصوه و احب من احب
و ادرا الحق مع حبث دار
و زعم بعض ان زبادة
اللهم وال " موضوعه
مرد و د ابان ر ذاب حبا
من طرف صحیح : انذ

طبرانی وغیرہ نے صحیح اسناد سے روایت کی ہے کہ خطبہ
ارشاد فرمایا حضرت نے غدیر خم میں اور وہ ایک مقام
ہے مجمع میں پلٹتے ہوئے حجرۃ الوداع سے بعد اسکے حدیث
(غدیر) کو ذکر کیا ہے اور اس میں ہے کہ اے گروہ مردم
تحقیق کہ اللہ مولیٰ ہے میرا اور میں مولیٰ مومنین کا ہوں
اور میں انکے لئے ادلی ہوں انکے نفسوں سے پس کلین
مونا ہوں علی اوسکے مولا ہیں خدا یا دوست رکھو اسکو
جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھو اسکو جو علی کو
دشمن رکھے اور تو دوست رکھو اسکو جو اہل حق سے
دوستی رکھے اور بغض فرماؤ اس سے جو اہل حق سے بغض
رکھے اور نصرت فرماؤ اسکی جو انکی نصرت کرے اور نہ
نصرت کرنا اسکی جو انکی نہ نصرت کرے اور حق کو دایر
رکھو انکے ساتھ جس طرف کہ یہ جائیں اور بعض لوگوں
ہا نماں کرنا کہ اللهم وال من والاه سے آخر تک جو زیادتی کر

سے کشف الظنون میں ہے۔ معجم الکبیر فی التحدیث الامام ابی القاسم سلیمان بن داود الطبرانی الحافظ المتوفی ۳۲۰ھ

اس حدیث کو ترمذی نے اپنے صحیح جلد ثانی مناقب علی علیہ السلام میں ان ظنون سے وارد کیا ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اللہم ادرا حق معیث
دار یعنی فرمایا رسالتنا صلی اللہ علیہ وسلم کے مارے میں اے اللہ علی کے ساتھ حق کو پھر جس طرف علی پھر جائے۔ اس حدیث کو حاکم نے مستدرک
میں وارد کر کے کہا ہے کہ ہذا حدیث صحیح علی شرط التبعین یعنی یہ حدیث صحیح اور شرط بخاری و مسلم کے مطابق ہے۔

کشف الظنون ج ۱
الحافظ الطبرانی
صدور اللہ محمد
ب عبد الواسع
المتوفی ۳۲۰ھ
سنة ۳۲۰ھ
اور بن دستا
الترمذی ج ۱
توضیح المحدث
بیت القیام
الحاکم بن محمد
وکان بعض شایع
و جہل مستدرک
الحاکم

و ر دھا السدا د قطن عن
سعد تار لما مع ابو یکر
وعمر ذلک و سالاً اصیر
یا ابن ابی طالب مولی کل
مومن و مومنہ -
و ر دھا سبب گنگنا مر دینہ شلہ کہ زیادتی
آئی ہے طاق ذریعہ کثرت - اور حاقہ وار قطنی
نہر سے سے رایت کی ہے کہ جب حضرت ابو بکر اور
عمر نے ساقول پیغمبر (سن کثرت موزہ علی مولاہ) کہا
رذون نے اسے ابن ابیطالب آپ نے ایسی شام کی
کہ کل مومن اور مومنہ کے مولا ہوئے -

اور معراج النبوة مطبوعہ مطبع نور لاہور ۱۳۹۲ھ آخر صفحہ ۳۱۵ میں ہے -

آوردہ اندر پیشتر اصحاب تابعی کہ مہات مومنین رضی اللہ عنہم اجمعین امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
دربن امر تہنیت بجا آوردند۔ لائے ہیں کہ زیادہ تر غائبہ یہاں تک کہ مہات مومنین نے امیر المومنین علی علیہ السلام
کو اس امر (ولایت) کی مبارکباد ادا فرمائی۔

”اور مولوی ولی اللہ لکھنوی نے مرآۃ المومنین میں لکھا ہے۔ بالکلہ چون این حدیث در غدیر خم واقع شد ہر صحابی
کہ از حضرت امیر ملاقات می کرد مبارکباد میداد

جو یہ حدیث غدیر رسول اللہ نے ارشاد کی تو صحابہ میں سے جو بھی حضرت امیر سے ملاقات کرتا وہ مبارکباد دیتا۔
اور تاریخ حبیب السیر جلد اول جز بیوم ص ۷۷ میں ہے -

پس امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بوجہ فرمودہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم در خیمہ نشست تا طواف
خلائق بلا زورش رفتہ لوازم تہنیت بہ تقدیم رسانیدند و از جملہ صحابہ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جتہاب
ولایت مآب را گفت بخ یا ابن ابیطالب صحت مولای و سوا کی کل مومن و مومنہ یعنی خوشحال تولے پس ابو طالب
باند کردن در وقتیکہ مولای من و مولای ہر مومن و مومنہ بودی بعد از ان مہات مومنین بر حسب اشارہ سیاطر سلیمین
بخیمہ امیر المومنین رفتہ شرف تہنیت بجا آوردند۔

یعنی تاریخ حبیب السیر میں ہے کہ بعد حدیث غدیر کے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام موافق ارشاد پیغمبر صلعم خیمہ میں
تشریف فرما ہوئے تاکہ گروہ صحابہ کا حضور امیر المومنین میں جا کر مراسم مبارکباد کی بجائے منجملہ گروہ صحابہ کے حضرت عمر بن خطاب
نے جناب ولایت مآب کو باین الفاظ مبارکبادی کہ مبارک ہو اسے فرزند ابو طالب کہ کج کیا ابھی صبح کی کہ میرے اور کل مومنین اور
مومنات کے مولا ہوئے۔

بعد ان حضرات صحابہ کے مہات مومنین نے بوجہ فرمانے رسول اللہ صلعم کے خیمہ امیر المومنین علی علیہ السلام میں جا کر قسم

سلا عذر ذہی من بوقایع صحتہ کہ ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ علی بن سمرن احمد البغدادی حافظ المشہور صاحب التصانیف فی ذی القعدہ و لدہ تمانون شہ
روی عن النبوی و لقتہ ذکرہ الحاکم صارا و حدیثہ فی الحفظ و الفہم و الورع و اماناً فی القراءۃ و النماۃ صادقہ فوق ما وصفت لی و لہ مصنفات یطوون ذکرہا
و قال الخطیب کان فرید عصرہ و فربہ دہود و نبی و صدہ و امام و قتلہ بالقاضی ابو الطیب بطبری الدارقطنی امیر المومنین فی الحدیث

تہنیت کی ادائیگی۔

اسی واقعہ غدیر میں آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر علی آل الدین و اتمام النعمۃ و رضی الرب برسالتی و الوفاء لعلیٰ یہی حدیث مجاہد کے سند سے پہلے نقل ہو چکی ہے۔ جس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شاہد روز زندہ رہے۔

عین: کیا سیوین روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر حدیث ثقلین کو ارشاد فرمایا ہے دیکھو نمبر (۷) ابن سعد ص ۱۵۴ ۱۵۵

جس کو رسالت آج صلی اللہ علیہ وسلم نے عین وفات کے دن فرمایا اور اسی روز طلب قرطاس بھی فرمایا ہے۔ زور یہ تاریخ گیارہ ربیع الاول تھی اور یوم دوشنبہ تھا جو ۱۸ ذی الحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک کیا سنی ۱۱۱۱ ہجری قمریہ حدیث اور ۹ ذی الحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک ۱۰۰۰ ہجری قمریہ تین مہینے مدت شاہ عبدالعزیز اور شاہ عبدالقادر کا مفروضہ بلا سند ہے۔ تاہم دونوں مدت گیارہ ربیع الاول پر ختم ہے۔ اور ۹ ذی الحجہ عرفہ کو دوشنبہ ہوتا ہے۔

چنانچہ تحفہ اثنا عشر باب دہم طلب قرطاس میں ہے ”کہ قبل ازین واقعہ بسہ ماہ آئید کہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا نازل شدہ بود و مہر ختم بر آن گزارشتہ۔“

یعنی طلب قرطاس کے ۹۰ دن (تین مہینے) پہلے آئید کہ یہ موصوفہ الکمال دین نازل ہو چکا تھا۔ عرفہ کا نزول ہرگز صحیح نہیں ہے جو حضرت کے شکر یہ سے خالی ہے۔ نیز تین مہینے کی مدت آخر عمر کی ابن عباس کے روایت کے معارض ہے اور آئید تبلیغ کے نازل ہونے کے بعد اسی گیارہ ربیع الاول پر کیا سنی شاہ روز ختم ہوا اسلئے ابن عباس کی روایت کیا سنی یوم کی ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر ختم سے حضرت کے آخر عمری تمام جزا و بقینا صحیح ہے جس کے چند گھنٹے کے بعد خاس غدیر ختم میں آئید الکمال دین نازل ہوا بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احقر کو طلب قرطاس فرمایا ہے اور اس روز صبح سے حضرت کو قطعاً افاقہ ہو گیا تھا چنانچہ انفرادی شہادت مطبوعہ امی پریس کانپور ۱۹۹۹ء میں ہے۔

”عین وفات کے دن آپ کی حالت انتہائی سنبھل گئی تھی کہ لوگوں کو بالکل صحت کا گمان ہو گیا تھا اور حضرت ابو بکر اسی خیال سے اپنے مکان کو جو مدینہ منورہ سے دو میل پر تھا واپس چلے گئے لیکن حضرت عمرؓ وفات کے وقت تک موجود رہے آنحضرتؐ نے ۱۲ ربیع الاول ۱۱۱۱ھ دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت حضرت عائشہؓ کے گہر انتقال فرمایا۔“

اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۱۱۱ میں ہے۔

ابن اسحاق نے سیرت میں لکھا ہے کہ وفات دوپہر کو ہوئی، لیکن حضرت انس بن مالک سے بخاری و مسلم میں روایت

ہے کہ آخر یوم یعنی دوشنبہ کے آخر وقت میں وفات فرمائی

چنانچہ صحیح بخاری جلد اول باب لفات فی الصلوۃ میں ہے۔

قال البخاری حدثنا یحییٰ بن بکیر قال

حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن

سہاب قال أخبرنی انس بن مالک

بخاری نے کہا کہ حدیث کی ہم سے یحییٰ بن بکیر نے

کہا اس نے کہ حدیث کی ہم سے یحییٰ بن عقیل سے اس نے ابن

سہاب زہری سے کہا اس نے کہ خبر دی مجھ کو انس بن مالک نے

وتوفی من آخر ذلك اليوم - کہ آخر یوم، یعنی دو شنبہ کے آخر وقت میں وفات فرمائی۔

اور تیسرے القاری شرح صحیح بخاری، جلد ۲ میں ہے

قال البخاری حدثنا اسمعيل بن عبد الله قال حدثني سليمان بن دلال عن هشام بن عروة قال أخبرني عروة بن الزبير عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم ان رسول الله مات وابو بكر بالسنة - کہا بخاری نے کہ حدیث بیان کی جسے اسماعیل بن عبد اللہ نے کہا حدیث بیان کی مجھے سلیمان بن دلال نے هشام بن عروہ سے کہا اور میں نے عروہ بن زبیر سے حضرت عائشہ زوجہ رسول سے کہ رسول اللہ نے وفات کی اور ابو بکر سنہ (جو مدینہ میں وہیل پر ہے) میں تھے۔

رسالتکرم کا یوم احتضار (دو شنبہ) کے دن طلب قرطاس فرمانے کی یہ روایت ولادت کرتی ہے۔

كتاب المرحوم عن عبد الله بن عبد الله عن ابن عباس قال لما حضر رسول الله وفي البيت رجال فهمم عمر بن الخطاب فقال النبي فدخل عليه الوجع وعندكم الفران حسبنا كتاب الله فاحلف اهل البيت فناخصموا فنهزم من يقول قروا يكتب لكم النبي كتابا لن تضلوا بعده ومنهم من يقول ما قال عمر الخ - کتاب المرحوم عن عبد اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس قال لما حضر رسول اللہ وفي البيت رجال فهمم عمر بن الخطاب فقال النبي فدخل عليه الوجع وعندكم الفران حسبنا كتاب الله فاحلف اهل البيت فناخصموا فنهزم من يقول قروا يكتب لكم النبي كتابا لن تضلوا بعده ومنهم من يقول ما قال عمر الخ -

ايضا كتاب الاعضام بالكتاب السنن عن ابن عباس قال حضر النبي وفي البيت رجال فهمم عمر بن الخطاب فقال لهم اكتب لكم كتابا لن تضلوا بعده قال عمران النخعي عليه الوجع وعندكم القرآن فحسبنا كتاب الله - الخ - اور (كتاب الاعضام والسنن) میں ہے ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت کا وقت وفات قریب آیا (اور گھر میں کچھ لوگ موجود تھے جن میں حضرت عمر بھی تھے) تو آپ نے فرمایا کہ لاؤ میں تمہیں ایک نوشتہ لکھ دوں جس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے کہ پیغمبر پر مرض نے غلبہ کیا اور تمہارے پاس قرآن ہے تو میں خدا کی کتاب کافی ہر امر اور

تیسری روایت صحیح بخاری کی جس میں یوم احتضار کی جگہ (اشتد بالنسی صلعم وجعه) لایا گیا ہے۔ حالانکہ یوم احتضار حضرت کو بالکل افاقہ ہو گیا تھا۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد اول باب العلم ص ۱۸۱ میں ہے۔

حدیثنا جیحی بن سلیمان قال حدثنا
ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن
شهاب عن عبد الله بن عبد الله عن
ابن عباس قال لما اشتد بالبنی
صلی اللہ علیہ وسلم وجعه قال
ألفونی بكتاب اکتب لکم کتابا
لا تضلوا بعده قال عمران النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وعندنا کتاب اللہ
حسبنا فاختلغوا وکثر اللغو قوسوا
عنی ولا یستغنی عن المنازع فخرج
ابن عباس بقول ان الزبیهة
کل الزبیهة ما حال بابن رسول
اللہ صلعم واین کتابہ۔

کہا بخاری نے حدیث کی ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے کہا
اونہوں نے حدیث کی مجھ سے ابن دہب نے کہا اونہوں نے
خبر دی مجھ کو یونس نے ابن شہاب سے اونے عبد اللہ سے
بن عبد اللہ سے اونے ابن عباس سے کہا اونہوں نے کہ
جب آنحضرت پر رصل دراو کے تکلیف کی شدت ہوئی تو
آپ نے فرمایا کہ مجھے کاغذ دو تو میں تمہارے لئے ایک ایسا
نوشتہ لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہ نہو عمر نے کہا کہ پیغمبر پر
مرض نے غلبہ کیا ہے اور ہمارے پاس خدا کی کتاب ہے
وہ ہمیں کافی ہے پس اتنا کہنے سے وہاں بہین اختلاف اور
شور ہونے لگا تو آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس سے
اٹھ جاؤ اور میرے پاس اختلاف و تنازع نہ کرو پس سب بگ
اٹھ کر چلے گئے حضرت ابن عباس فرماتے تھے سب بڑی
مصیبت رہے مصیبت تھی جو رسول اللہ صلعم اور آپ کی کتاب
کے درمیان حائل ہوئی۔

۳۱۳ھ

یہ واقعہ طلب ترطاس کا موت کے قریب میں واقع ہوا جسکی تائید کی یہ حدیث مسند امام احمد جلد ۳ ص ۳۲۲ مطبوعہ مصر

سے لکھی جاتی ہے

حدیثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثناء مویہ
بن داود حدثنا ابن لہیعۃ عن ابن الزبیر
عن جابر ان النبی صلعم دعا عند موته
بصحیفۃ لیکتب فیہا کتبا لا یصلون
بعده قال مخالف علیہا
عمر بن الخطاب حتی رفضہا۔

بمسلسلہ اسناد مذکورہ حضرت جابر سے مروی ہے
تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگا وقت موت کے
صحیفہ جس پر کچھ لکھا سکتے تھے تاکہ لکھیں اوس میں ایک
نوشتہ نہ گمراہ ہوں وہ (صحابہ) بعد اوس (نبی) کے
کہا راوی نے پس مخالفت کی اوس پر عمر بن الخطاب
نے بیان کیا کہ چھوڑ دیا اوس صحیفہ کو یا بازگشت کی
کی اوس سے۔

غرض کہ آج گیارہ ربیع الاول (دو شنبہ) کو طلب ترطاس کے مقدمہ میں حضرت عمر کا اختلاف اور رسول اللہ
کا اپنی بارگاہ سے ارتحاض دینا اور جس کے بعد حضرت عمر کو حالت حیات میں زیارت رسول اللہ کی نصیب نہ تھی پھر بارہ ربیع الاول
کو وفات رسول اللہ سے انکار کیا گیا۔

عجبات الانوار جلد اول ص ۲۴۱ میں لکھا ہے کہ علامہ عہدی نے تاریخ دانی بالوفات میں بہرہ میں یہاں نظام کے سند نقل کیا ہے

کہ صلاح الدین خلیل بن ابیک الصفدی نے کتاب فی بالوفیات میں یہ ترجمہ برابر ہم بن سنا نقل کیا ہے کہ ابیہم بن سیار بن ابی البصری
المحدث بالنظام المثنوی ۲۵۶ نے کہا۔ وقال لفضل لیس علیہ اللہ وسلم علی ان الامام علی وعینہ وعرفت الصحابة دلالت لکن
کتبہ عمر لاجل ابی بکر۔ اور کہا فضل کی اور بیان صریح فرمایا رسول صلعم نے اس امر پر کہ امام بن علی مرتضیٰ اور عین کر دیا
انکو واسطہ امامت اور خلافت کے اور پچان لیا سبب یہ نے ان کو امام امت اور خلیفہ رسول و لیکن چھپایا اس امر کو حضرت
عمر نے بسبب ابوبکر کے۔

اب بہان پر مناسب ہے کہ بخاری کی صحیح اور تاریخ صغیرت وہ ردائین نقل کیا ہیں جن میں رسول اللہ کی وفات کے ساتھ
ساتھ حضرت ابوبکر کی وفات کو یوم (دوشنبہ) کی فید سے ذکر کیا گیا ہے بلکہ جس طرح وفات اپنی دوشنبہ کے آخر وقت یعنی عشبہ شنبہ
میں ہوا اسی لحاظ سے وفات ابوبکر دوشنبہ کی شام شب سہ شنبہ میں کہا گیا ہے۔

صحیح بخاری جلد اول کتابا بخاری باب موت یوم الاثنين ۵۵۴ مطبوعہ مصر ۱۳۲۵ھ اور تاریخ صغیر بخاری حصہ اول ص ۲۲
مطبوعہ الدہلی ۱۳۲۵ھ میں ہے۔

قال البخاری حدثنا معاذ بن اسد حدثنا	بخاری کہتے ہیں کہ حدیث کی ہم سے معاذ بن اسد نے
وهيب عن هشام عن اسه عن عائشة قالت	کہا حدیث کی ہم سے وہیب نے هشام سے اوہون نے
دخلت علی ابی بکر ففعل فی	اپنے باپ (عروہ) سے اوہون نے عائشہ سے وہ بیان
کنتم النبی صلعم فالت فی	کر تے ہیں کہ میں اپنے باپ ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہوئی
تلانہ اثواب ببض سحویۃ لیس	اوہون نے مجھے دریافت کیا کہ رسول اللہ کو کتنے کپڑوں
فیہا قمص ولا عمامۃ و شال	میں کفن دیا میں نے عرض کی تین کپڑوں میں جو سفید
لھا فی ای یوم توفی رسول	روئی کے تھے اوس میں عمامہ قمص داخل نہیں سیکند
اللہ ۴ حالت یوم الاثنين حال	اوہون نے کہا کہ کس روز رسول اللہ نے وفات پائی میرے
ارجو فابینی و بین اللیل فلم یوف	عرض کیا کہ دوشنبہ کے دن اوس وقت ابوبکر نے کہا کہ
حتی اصامن لیلۃ الثلاثاء و	میں بھی امید کرتا ہوں کہ ایسے ہی درمیان دوشنبہ اور
دفن قبل ان یصبر۔	سہ شنبہ کے میں بھی مروں پس نہیں مرے مگر دوشنبہ کے شام
	شب سہ شنبہ میں در اسی شب شنبہ میں صبح پہلے دفن ہو گئے

۱۔ مرح صلاح الدین خلیل بن ابیک صفدی (حافظ ابن حجر عسقلانی) نے اپنے درکار میں اس عنوان سے بیان کیا ہے جسکے مختصر جزا لکھے جاتے ہیں۔ خلیل بن ابیک
بن عبد السلام دیب صلاح الدین الصفدی ابو الصفا ولد سنہ ست ادبوع و تسعین دست مائتہ تقریباً + + + اخذ عن الشهاب محمود و ابن سیداناس
و ابن بناتہ و ابی دیمان و نحوہم و سبع یصبر بن یونس الدیموسی دمن معہ و بد مشق من المزی و جماعۃ + + + اخذ فی التالیف فجمع تاریک البکیر الدی
سماہ الوانی بالوفیات فی نحو ثلثین جملۃ علی حروف المعجم + + + وقال الذہبی فی حقہ الادیب ابابراع الکاتب شارک فی الفنون و تقدم فی الانشاء
و جمع و صنف و قال ایضاً سبع منی و سمعت منه و لہ تالیف و کتب و بلاغۃ و قال فی المعجم المختص الامام العالم الادیب البلیغ
الکامل طلب العلم و شارک فی الفضائل و ساد فی الرسائل و قرأ الحدیث الخ بطور لرات بد مشق ۱۳۲۵ھ۔

وفی ناربج صغیر بخاری ط قال
النخاری قال و خاتم نوفل بیکو لمان لبال
نفتی قنا - الاحی سنۃ ثلاث عشرة -
بہی نے ای نایج بن کہا ہے کہ ابو نعیم - نسل بن
دکین نے کہا کہ وفات حضرت ابو بکر - دی اشالی سنۃ
جہا ان سیرۃ کے تحت ہے - راتین اتی - نافع ہوئی -

دونوں روایتوں سے حضرت ابو بکر کی وفات ۲ جمادی الثانی سنۃ ۱۱ یوم دوشنبہ کے شام - شرب سب سے شنبہ بن
برآمد ہوئی قبل اسکے رسول اللہ کی وفات انس بن مالک کی روایت سے یوم دوشنبہ کے آخر وقت میں واقع ہونا بخاری اپنے صحیح میں
بیان کر چکے ہیں - چونکہ دوشنبہ کا آخر وقت سب سے شنبہ سے اتصال کرتا ہے اسلئے اس وقت کو لفظ (عشیرہ) - بھی استعمال کیا جاتا ہے
اور حضرت ابو بکر کا اسی دوشنبہ سے شنبہ کے مابین اپنے رکنی آرڈر کرنا انس کی روایت وفات ہی کا آخر یوم پر واقع ہونے کو قوی
تر کرتا ہے -

حدیث مذکورہ کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح البخاری باب موت یوم الاثنین کتاب الجنائز میں یہ
بیان دیتے ہیں

قبل فکرها ذلک بصیغۃ الاستفہام
توطیہ لها للصبر علی فقدہ واستنظافاً
لها بما یعلم انه یعظم علیہا ذکر
لما فیہ دلالتہا بذلک من ادخال
الضمیر العظیم علیہا لانہ یجد ان یكون
ابو بکر نسی ما سأل عنہ مع
قرب العهد وعجمل ان یكون
السوال عن قدر الکمل علی
حقیقۃ نہ لا یحصر ذلک
لا شت حالہ ناموال الذیۃ واما
تعیین الیوم فنسبنا نہ ایضاً محتمل کاذر
دفن لیس لزلزلا ریعاء فیمکن ان یحصل
الذود دھل مات بومرکب ثابت اد
السلامۃ -

شرح کہتے ہیں خوب - ش غائبہ سے مروی ہے
اسکے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے - ابو بکر نے جو
کے صیغہ کے ساتھ کفن رسول کے متعلق عائشہ سے سوال
کیا تو وہ عائشہ کے تسلی دینے کی بنا پر - اور اس غم عالم
کی یاد - اور ان مقصود تھی جو عائشہ کو رسول کی وفات
سے ہوا تھا وہ - یہ بعید ہے کہ ابو بکر صاحبی باد جو زمانہ
رسول میں ہونے کے رسول کے کفن کے متعلق سوال کرے
اسکے علاوہ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ ابو بکر دفن کفن
رسول کے وقت حاضر نہ تھے بلکہ ام بیعت میں مشغول تھے
لہذا انکو کیا خبر کہ کتنے کپڑوں میں رسول کو کفن دیا گیا
اور کیسے دفن ہوئے - اور وفات کے دن کے تعیین کے
متعلق جو سوال کیا تھا وہ بھی ٹھیک ہے اسلئے کہ یہ سب
شب چہار شنبہ میں دفن ہوئے ہیں لہذا ممکن ہے
کہ ابو بکر کو یہ حتمال ہو کہ آپ نے دوشنبہ کو انتقال
فرمایا یا نہ شنبہ کو اور اصل دیکھو بھول گئے مرنے -

۱۔ طبقات الحفاظ سیوطی بن ہے - ابن حجر شیخ الاسلام دامام الحافظی زمانہ حفاظت اندیا مصر تہ بل حافظ الدین مطلقاً قاضی القضاۃ شہاب الدین
ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی الکنتانی العسقلانی ثم المصری انہ بقولہ المتوفی ۲۵۷ھ

جبکہ رسول اللہ کی وفات آفریقہ، دو تہیہ کے آخر وقت یعنی تمام کو خود صحیح بخاری، ثابت کرتی ہے جس میں بھی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اوسوقت نہ تھے بلکہ مدینہ سے باہر دوزیل پر موضع پنج من تھے۔ اگر دن کا کچھ حصہ باقی ہی تھا تو وہ بھی ذرا دیر میں گزر گیا اور شب آگئی۔ اسلئے لوگوں نے وفات کا وقت دن چڑھے کا بیان کیا ہے اور اس وقت کو ۱۲ ربیع الاول یوم دوشنبہ ہجرت کے دن حضرت کے داخلہ مدینہ سے تطبیق دی ہے۔

چنانچہ ابن اثیر جزیری نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد اول مطبوعہ ۱۲۸۶ھ ذکر وفات و صباح عمرہ ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ میں لکھتے ہیں

سن ان و توفي اخذ ذلك اليوم خال
ابو عمرہ بعد ان رسول الله صلى الله عليه و
سلم مرضه الذي مات فيه يوم الاربعاء
للبلائين بقينا من صفر سنة احدى عشر
م و قض يوم الاثنين صفحة في الوقت
دخل فيه المدينة لاني عشة خلعت
من ربيع الاول و دفن يوم الثلاثاء حين
راعت الشمس و قيل بل دفن
لبيلز الاربعاء -

انس سے مروی ہے کہ وفات رسول اللہ آخر وقت
دوشنبہ کے دن ہوئی کہا ابو عمر نے پھر نہ سہ ہوا وہ
مرض رسول اللہ جس میں حضرت کی وفات واقع ہوئی
وہ چار شنبہ کا دن تھا جبکہ دو راتیں ماہ صفر ۱۱ھ
کی باقی تھیں یعنی ۲۸ صفر چار شنبہ کو اور وفات ہوئی
دوشنبہ کے دن بوقت صبح یعنی دن چڑھے ۱۲ ربیع الاول
کو جس میں اس وقت حضرت مدینہ منورہ میں داخل
ہوئے اور دوپہر ڈبلے شنبہ کے دن دفن ہوئے اور
یہ بھی کہا گیا ہے بلکہ شب ہمار شنبہ میں دفن ہوئے

چونکہ انس کی روایت صحیح بخاری کی ہے اور جبکہ زہری نے روایت کی ہے ہر دو وجہ سے انس کی روایت صحیح روایات
سے مانے جائیگے لائق ہے نیز وہ وقت شب سے شنبہ سے متصل تھا اسی لئے حضرت ابوبکرؓ نے دوشنبہ اور شب سے شنبہ کے درمیان
اپنے مرنے کی تمنا کی تھی۔

لیکن جب لوگوں نے دیکھا کہ انس کی روایت سے وفات کے دن ابوبکر کی خلافت نہیں قرار پاتی کیونکہ وہ غیر حاضر
تھے اور موسیٰؓ سرما کی وجہ سے جو کچھ تھوڑا وقت بھی رہا وہ قابل گنجائش نکالنے کے نہیں تھا بالفرض اگر آدمی اطلاع کیلئے
بھیجا جائے تو پہونچتے پہونچتے یا ابوبکر کے آنے تک شب کا ہو جانا یقینی ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ اور صحابہ کے پہونچنے کے بعد
آئے ہیں مثلاً حضرت عمرؓ اور ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ۔

مگر حافظ ابن کثیرؒ کا ماخذ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ہے اسلئے ابو یوسفؒ نے اپنی تاریخ بدایہ و النہایہ مجلد ثانی میں
بذکر خلافت ابوبکرؓ اسکو اختیار کیا ہے بلکہ جو کچھ ماقی تھا اسکو بھی پورا کر دیا بیانگ کہ اسی دوشنبہ کے دن مسجد نبوی میں بیعت عامہ ہونا بھی گھبراہٹ سے

۱۰ جو کہ اسدی کے طبقات شافعیہ میں ہے علی بن محمد بن عبد الکرم بس عہد الواحد العلماء عز الدین ابو الحسن الشیبانی بخزری المورخ الحافظ
المحدث اس الاخير فوجد الدین صاحب النہایہ ++ متوفی ثلثین و ستائے ۳۳۰ھ

۱۱ سن اربع مائت ثلاث و ستين و اربع مائت ابو عمر ابن عبد البر صاحب الاستیعاب حافظ القرب (تاریخ ابن الوردي)

۱۲ قال ابن اتيقن لما كان يوم الاربعاء واليائين بقيت من سفر يدي رسول صلعم و جرح فم و صرع فلما أصبح يوم الخميس عقد لاسامة لواء عبده -

۱۳ دیکھو مسئلہ کتاب ذکا سا تو ان شعر نمبر ۲
(عمدة القاری شرح صحیح بخاری جلد ۱)
(باب بیعت نبوی) - (اسامہ بن زید)

نوفی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاحدین
ثانی عشر بجم الاول علی المشہور وذلك
سنہ احدى عشق من الحجۃ ذلك فی صحیح
ذلك الیوم فاستغل الناس بغير الصدق ففسقوا
بنی ساعد ثم لم یجد الجسد کانہ الذنفر القاصی فی قبرہ یوم
وفی کذا الحال عن عروہ نال
ابا بکر وعمر صلی اللہ علیہما السلام یدفن
السبع کان فلا یضارہ سد فن
قبل ان یرجعا۔

وفات النبی دو شنبہ ۱۱ ربیع الاول ۱۱
جیسا کہ مشہور ہے دن چڑھے دو شنبہ کے دن واقع
ہوئی پس لوگ ابو بکر کی بیت کو مقیفہ ہی ساما۔ من
مشغول تھے بعد کو جو دو شنبہ باقی تھا بیت عا۔ مسجد
نویں دین واقع ہوئی۔

کثر الداء بہ عروہ سے مراد ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے
دن میں وقت حضرت ابو بکر و عمر موجود نہ تھے بلکہ بقیہ
تقیفہ ہی ساما عہدہ جمع الصابین تشریف رکھتے تھے اور
قبل اسکے کہ یہ دونوں صاحب دہان سے واپس آئیں

(ج۔ ۳ ص ۱۱ مطبوعہ حیدرآباد دکن) رسول اللہ دفن ہو چکے تھے۔

اگر حافظ ابن حجر مسطلانی کے بیان کے مطابق دفن رسول اللہ شب چہار شنبہ میں ہوا حضرت ابو بکر و حضرت عمر کا سوال
کے دفن میں نہ تریک ہونے کی کیا وجہ ہوئی جس سے یہی نہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ شنبہ کے دن بعد دوپہر دفن ہو گئے جیسا کہ
ابن اثیر نے بیان کیا ہے اور شب چہار شنبہ کا دفن لفظ قیل یعنی ضعیف قول سے ہے نیز ابن سعد کی مختصر روایت نمبر (۱۲۸) ملاحظہ کرو جس میں
اول راوی عبد اللہ بن مسلم بن قنصل ہے جن سے بخاری و مسلم نے اپنے اپنے صحیح میں تاریخ سفر حجۃ الوداع کی روایت کی ہے اور وہ
روایت وفات و دفن کی سعید بن مسیب تک اور اسی میں دوسری روایت ہے جو ذابا میر علیہ السلام تک منتهی ہوتی ہے جس میں
دو شنبہ کو انتقال اور شنبہ کو دفن ہے یہ عمدہ اور صحیح روایتوں سے ہے چونکہ دوسرا وقت شب چہار شنبہ سے اتصال کرتا ہے
اسلئے ابن اسحاق نے مدت خلافت ابو بکر کا تعین اسی شب ۱۱ ربیع الاول ۱۱ سے کیا ہے اور یہ ٹھیک بھی ہوتا ہے۔
چنانچہ معارف ابن قتیبہ چھاپہ فرنگستان ص ۵۵ ترمیم ابو بکر میں مذکور ہے۔

قال ابن اسحاق فکان
خلافتہ سنتین وثلاثہ اشھر وتسع لیل
دو سال تین مہینے نو راتیں ہیں۔

ابن اسحاق کے بیان کے مطابق آخر کی ۹ راتیں بارہ ربیع الاول کی شام تیرھویں شب سے شروع ہوتی ہیں کیونکہ تیرہ میں
توجیع کرنے سے بائیس ہو گئے۔ اور ۱۲ ربیع الاول جو ۲۸ صفر کا چودھواں دن یعنی چار شنبہ کا چودھواں روز شنبہ ہوا پس تیرھواں
دن گیارہ ربیع الاول و شنبہ ہوتا ہے اور وفات النبی دو شنبہ کے دن ہے جسکی شام کو انتقال اور صبح بارہ ربیع الاول شنبہ کے دن
دن چڑھنے کے بعد حضرت ابو بکر وغیرہ کا آنا اور تقیفہ میں جانا وہاں خلافت کے معاملہ میں انصار سے معرکہ آرائی کرنا جسکے بعد وہی

لہ غیاث اللغات میں ہے رقیفہ ایوانے بو و پناہ کہ عرب بر اللہ مشورہ اللہ باطل و دان جمع می شدند مجازاً مستورہ دفن یہ عروہ را کذب منتخب
۱۱ لیکن معارف ابن قتیبہ طبع یورپ ص ۵۵ میں ہے (بیعتہ العامۃ یوم الثلاثاء) یعنی بیت عامہ ہذا شنبہ ہوئی۔

۱۱ دول الاسلام نہیں ہیں۔ محمد بن اسحاق بن زہرہ المدنی صاحب السیرۃ الذی یقول فی شنبہ کان ابن اسحاق امیر المؤمنین فی الحدیث یعنی ابن اسحاق بن عباس
سیرۃ کے بارے میں تعبیر کا قول ہے کہ وہ امیر المؤمنین فی الحدیث ہے۔

اوس وقت مولیٰ جبکہ رسالہ شریف ہو چکے کہ حساب تیرھویں سب سے مضافی بیابان اسحاق کے معہم رکچے۔
اب اذکے اتنا دھام زہری کہ بیابان ہے جنھوں نے بارہویں شہ۔ یہ اول سے اچھا ہی شناخت ابو بکر کا شمار کیا ہے فی
کیا رہ نہایت۔

چنانچہ ایت ت ابن سعد۔ جزائمت تم اول ۱۴۳ مطبوعہ۔ یہ سب سے بعد میں نقل ہے۔
شاذ بن سعد ابن الجراح۔ حدیث
اسامہ بن زید اللہی عن محمد بن عمار بن
تیمر عن ابلہ قال احبنا من بنی امیہ
بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر
الصلیب عن عمر بن خطاب عن ابی بکر
عن طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن
ابن ابی بکر قال واخبرنا عن ابی بکر
عبد اللہ ابن ابی بکر عن ابی بکر عن
عوف بن عائشہ قال قال رسول اللہ
ابی بکر انما غسل یوم کاتبین سبع خنوں من
جمادی الاخرہ وکان یومہ ابارک اللہ فیہ انما فی
الصلح کانہ خلافہ سنہین وثلاثہ اشھر وعشر
لہالہ ووفی رحمہ اللہ وہو ابن ثلاث وستین
سنہ جمع علی ذلک الروایات کما استوفی سنہ
رسول اللہ کان ابو بکر ولید لعل ثلاث سنہین

روایت مذکورہ سے وفات حضرت ابو بکر ۲ جمادی الثانی کی شام شب سے شنبہ میں ہونا مطابق تاریخ صغیر بخاری کے
معلوم ہو گیا اور کل حدیث خلافت حضرت ابو بکر دو سال تین مہینے دس راتوں کی ہے جو آخری مدت دس شنبوں کی بارہویں شنبہ سے
بانیسویں تک دس راتوں کی ہوتی ہے جو گیارہ کی شام کو بارہویں شب کا آغاز ہوتا ہے اور ابن اسحاق کی روایت کے مطابق

عہ اور شعبہ بخاری کے مزید حدیث کے مطابق امیر المؤمنین فی الحدیث ہے چنانچہ صحیح ترمذی کتاب العلیل میں ہے
قال الترمذی حدیث محمد بن ابراہیم عن ابی الاسود بن ابی ہمدی قال سمعت سفیان یقول شعبہ امیر المؤمنین فی الحدیث کہ ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے
محمد بن ابراہیم بخاری نے کہ حدیث کی ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے کہ حدیث کی ہم سے ابن ہمدی نے کہ حدیث کی ہم سے سفیان نے کہ حدیث کی ہم سے کہ کتاب شعبہ امیر المؤمنین فی
الحدیث ہے پس محمد بن اسحاق بخاری کے نزدیک بھی امیر المؤمنین فی الحدیث قرار پایا۔

اور سیرت شبلی جلد اول ص ۳۱ میں ہے۔ ابن اسحاق کی نسبت اگرچہ امام مالک اور بعض محدثین سے حج کی ہے تاہم ان کا یہ رتبہ ہے کہ امام بخاری رسالہ جزیرۃ
میں ان کی سند سے روایتیں نقل کرتے ہیں اور ان کو صحیح سمجھتے ہیں اور تاریخ میں تو اکثر وفات انہیں سے لیتے ہیں۔

توقیر ۱۲۳

۲۸ صفر پیر شنبہ کا دن تھا جس کا تیسرا دن کیا کہ تاریخ الاول در شنبہ تھا جس کے آخری یوم پر انتقال رسالت صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جسکی شام شب بارہویں روزین الاول در شنبہ سے شروع ہوئی ہے۔
فی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۸ صفحہ ۲۳۳ فی بکوع مصر شنبہ ۱۱۳۰ھ میں ہے۔

وفی حدیث ابو نعیل یا سنادہ
عن النسائی فی آخر ہزار
یوم الاثنین۔
حافظ ابو نعیل نے اپنے سند انس بن
ماریہ سے روایت کی کہ وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دن ایسی در شنبہ سے آخر وقت میں واقع ہوئی۔

اس حدیث انس کے مطابق جبکہ دو شنبہ کے آخرون پر کتاب رسالت مذکور ہو گیا اور شب شنبہ آگئی تو شب گزر کر
سہ شنبہ کے دن حضرت کا دفن ہونا روایت اور درایت دونوں کے مطابق صحیح ہے اور جسکی آنے والی شب چہار شنبہ ۱۳
ربیع الاول ۱۱۳۰ھ سے ۱۳ ربیع الاول ۱۱۳۱ھ تک دو سال اور ۱۳ جمادی الاخرہ تک تین مہینے اور ۲۲ جمادی الاخرہ ۱۱۳۱ھ کو
۹ راتیں کامل مدت خلافت حضرت ابو بکر کی ابن اسحق کے قول سے صحیح صحیح آگئی۔

اور جو حساب امام زہری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شمار کیا ہے وہ وفات پاتے ہی جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے محسوب کیا ہے حالانکہ
ابو بکر دوسرے دن ۱۲ ربیع الاول کو آئے ہیں۔ اسوجہ سے بعض لوگوں نے وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاول کو دن خریدے بیان کیا ہے
تاکہ خلافت ابو بکر وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دن سے قرار پا جائے۔

جس طرح ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) کی جگہ حضرت عائشہ کی روایت میں (دو شنبہ) غلط لایا گیا ہے ویسے ہی دوسری
روایت حضرت عائشہ میں ۲۲ جمادی الثانی ۱۱۳۱ھ وفات ابو بکر میں (سہ شنبہ) کے بجائے (دو شنبہ) غلط ہے۔

پہلے ہم اسی حدیث خزرجہ ابن سعد کا ذکر کرتے ہیں جسکے اسناد طویلہ کو جھوٹ کر محدثین نے بیان کیا ہے۔

چنانچہ ابن اثیر جزیری نے اسناد الفایہ فی معرفۃ اصحابہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۴ مطبوعہ ۱۳۷۱ھ سے اسناد سے اس طرح

وارد کیا ہے

عن محمد بن سعد حد ثنا محمد بن عمر حد ثنا محمد بن عبد اللہ (ابن اخی الزہری) عن الزہری
عن عروۃ عن عائشۃ ؓ انہا کان اول مرض ابی بکر انہ اغتسل یوم الاثنین لسبع خلون من
جمادی الآخرۃ الخ۔

اور یہی حدیث صرف وفات ابو بکر تک تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۳۱ مطبوعہ مصر ۱۳۱۰ھ میں عبارت ہے۔
اخرج الواقدي والحاك عن عائشة قالت كان اول بدء مرض ابی بکر انہ اغتسل
یوم الاثنین لسبع خلون من جمادی الآخرۃ الخ۔

لہذا وسیلۃ النجا ملا محمد مبین لکھنوی فرمائی علی کے ص ۳۱ میں ہے۔ و در موطا و کفہ کہ وفات آنحضرت روز دو شنبہ و دفن او روز سہ شنبہ ۱۱۳۰ھ

عہ توثیق (موطای) سیرۃ النبی ص ۳۱ ج۔ اول ص ۳۱ میں ہے۔ لیکن موطا امام مالک میں جس کی نسبت امام شافعی کا قول ہے کہ آسان کے نیچے
(قرآن کے علاوہ) کوئی کتاب اس سے زیادہ صحیح نہیں ہے

نیز حدیث مذکورہ ارشاد الساری شیعہ صحیح بخاری للعلامة قسطلانی (جلد ۳ ص ۲۸۷) مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ - باب فصل

موت يوم الاثنين من سنة

عند ابن سعد من الرواية الزهری عن شريك
عن عائشة اول يوم مرض ابی بكر انه اغتسل
يوم الاثنين لستين مئليون من جمادى الآخرة
وكان يومًا باردًا فجمعه خمسة عشر يومًا
ومات مساء ليلة الثلاثاء لثمان
مئة من جمادى الآخرة سنة
ثلاث عشرة -

بنی ابن سعد نے زہری کے طریق اور یہ وہ
و عائشہ کے سند سے روایت کی ہے کہ اول
اتھ امرض ابو بکر ۶۰ جمادی الثانی دو شنبہ
کے دن نہانے سے پیدا ہوا اور وہ دن سرد
تھا پس چند روزہ بخاری آیا اور بایکس
بہاوی الثانی ۳۷ کی شام شب
سہ شنبہ میں انتقال فرمایا۔

میکے معنی یہ ہے کہ ۲۲ جمادی الثانی ۳۷ کو دو شنبہ تھا جبکہ کی شام کو بعد مغرب شب ریشنبہ میں وفات حضرت ابو بکر واقع ہوئی
جبکہ ۶ جمادی الثانی کو دو شنبہ تھا اور بادی الثانی کو سہ شنبہ ہوا پس ۲۲ جمادی الثانی ۳۷ کو سہ شنبہ جس کی آنے والی
شب چار شنبہ میں رحلت واقع ہونا روایت مذکورہ سے برآمد ہوا جبکہ صاحب روضۃ المناظر نے ٹھیک لگایا ہے -
چنانچہ روضۃ المناظر ابن شحہ جلی خنی (یہ تاریخ کامل کے گیا دھوین بار کے حاشیہ پر ہے) مطبوعہ مصر ۱۳۳۷ھ جس کے صفحہ ۱۵۱ پر
وفی ابو بکر ليلة الثلاثاء لثمان مئة
من جمادى الآخرة سنة ثلاث عشرة -
ابوبکر کی وفات شب چار شنبہ ۲۲ جمادی الثانی ۳۷
بیکس مہینے کی آٹھ راتیں باقی تھیں واقع ہوئی
پس روایت مذکورہ ۲۲ جمادی الثانی یوم دو شنبہ کی خود حضرت عائشہ کے بیان سے باطل ہوگئی اور ابن اسحق کی روایت
سے ۲۳ جمادی الثانی کو جمعہ کے دن رحلت ابو بکر جس سے ۲۲ جمادی الثانی کو (نچو شنبہ) اور آنے والی شب جمعہ میں انتقال
ہونا پایا جاتا ہے جیسا کہ قبل اسکے ہم لکھ آئے ہیں - اور دیکھو نشیہ (دوم) -

جیسے ابن سعد نے محمد بن عمر سے انھوں نے محمد بن عبد اللہ (ابن زہری) سے انھوں نے زہری سے انھوں نے عروہ
اور عائشہ کی سند سے کل سنت خلافت حضرت ابو بکر کی دو سال تین مہینے دس راتوں کی روایت کی ہے دیکھو ص ۱۵۱
ابن سعد نے انھیں اسناد کے ساتھ بارہ ربیع الاول وفات النبی کی روایت کی ہے دیکھو ص ۱۴۵۔

ابن سعد کی روایت اسی ۲۸ صفر (چار شنبہ) کے ساتھ ہے جس سے ۱۱ ربیع الاول دو شنبہ ہوتا ہے -
اس تاریخ پر رسول اللہ کے ۶۳ سال عمر کے اور بیس سال تبلیغ کے اور دس برس مدینہ منورہ میں ٹھہرنیکے ہوتے ہیں -
اسی تاریخ پر ۶۳ سال عمر کے صحیح بخاری جلد ۳ باب وفات النبی کی یہ روایت ہے جو ابن شہاب زہری عروہ و عائشہ سے مروی ہے -

۱۵ عروہ بن زید المؤنی ۳۷ حضرت زبیر کے بیٹے حضرت ابو بکر صدیق کے فوت تھے حضرت عائشہ کے آغوش تربیت میں بچے تھے سیرت اور مخازی میں
کثرت سے انکی روایتیں ہیں زہری نے تذکرۃ الحفاظ میں انکے متعلق لکھا ہے کان عالمًا بالأسواق صاحب کشف الظنون نے مخازی کے بیان میں لکھا ہے
ک بعض کی رائے ہے کہ فن مخازی کی پہلی کتاب انھیں نے مدین کی - (منقول از سیرت النبی شبلی) -

قال البخاری حدثنا عبد الله بن يوسف
حدثنا ابيث عن عقيل عن ابن شهاب
عن عروة بن الزبير عن عائشة ان رسول الله
صلعم توفي هو ابن ثلاث وستين قال
ابن شهاب واخبرني سعيد بن
المسيب مثله -

بخاری کہتے ہیں کہ اسیٹ بیان کی ہم سے عبد اللہ
بن یوسف نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے لیث نے
عقیل سے اُس نے ابن شہاب زہری سے اُس نے عروہ بن
زہیر سے اُس نے عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم ۶۳ سال
کی عمر میں فوت ہوئے اور کہا ابن شہاب زہری نے کہ
خبر دی ہم کو سعید بن مسیب نے مثل اُس کے

روایت مذکورہ کی تائید میں انھیں اسناد یعنی زہری کے طریق اور عروہ و عائشہ کی سند سے یہ صحیح حدیثیں
صحیح ترمذی جلد ثانی باب وفات و عمر رسول اللہ سے نقل کی جاتی ہیں -

قال الترمذی حدثنا العباس
الغضیری والحسین بن مہدی البصری
قالا نا عبد الرزاق عن ابن جریج قال
اخبارت عن ابن شہاب الزہری عن عروہ
عن عائشہ و قال الحسین بن مہدی
فا حدیث ابن جریج عن الزہری عن
عروہ عن عائشہ ان النبی صلی علیہ وسلم مات
وهو ابن ثلاث وستين هذا حدیث حسن
صحیح وقد رواه ابن اخی الزہری (محمد
بن عبد اللہ) عن الزہری عن عروہ
عن عائشہ مثل -

ترمذی کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے عباس غضیری
اور حسین بن مہدی بصری نے کہا دونوں نے کہ حدیث
بیان کی ہم سے عبد الرزاق نے ابن جریج سے کہا
اُس نے مجھے ابن شہاب زہری سے خبر ملی ہے اُس نے
روایت کی عروہ سے اُس نے عائشہ سے اور کہا حسین
بن مہدی نے اپنی حدیث میں یہ روایت ابن جریج سے
اُس نے زہری سے اُس نے عروہ سے اُس نے عائشہ سے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے کہ وہ ۶۳ سال
کے تھے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کیا اسکو
زہری کے بھتیجے محمد بن عبد اللہ نے زہری سے اُس نے
عروہ سے اُس نے عائشہ سے مثل اسکے

اس حدیث کی اسناد سے اوپر والی کل روایات مدت خلافت حضرت ابو بکر والی اور ۶۳ سال رسول اللہ کے عمر کی اور
بارہ ربیع الاول کے وفات کی حسن صحیح ثابت ہو گئیں جس میں مدت خلافت اول دو سال تین مہینے دس دنوں کی گیا و ربیع الاول
۱۱ھ کے شام بارہمین ربیع الاول کی شب سے متحقق ہوتی ہے جبکہ مراجعت سے یکم ربیع الاول کو جمعہ اور ۲۹ صفر کو
(پنجشنبہ) اور جبکہ پلٹنے ہوئے راستہ میں ۸ اردیجہ یوم غدیر خم کو (پنجشنبہ) شتر دن پر اور ۹ ذیحجہ عرفہ کو (سہ شنبہ)
۷۹ دنوں پر واقع ہوتا ہے جب آہن گیارہ دن ربیع الاول کے ملائے جائیں تو ۹ دن کی مدت ہوتی ہے اور اگر شتر دن میں
(جو ۸ اردیجہ یوم غدیر سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک ہیں) گیارہ شبانہ روز ربیع الاول کے ملائے جائیں تو اکیاشی شبانہ روز کی
مدت ہوتی ہے اسی مدت کو حافظ ابن جریج نے آبیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ کے زندہ
رہنے کی روایت وارد کی ہے پس گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ یوم و شنبہ کو وفات النبی ۶۳ سال عمر کے دس سال و مہینہ و

تین قیام کے اور درمیان سال مکہ میں تاریخ نزول وحی سے جملہ بیٹس سال تبلیغ کے اور ۳۱ دن کل مدت بیماری کے اور انیسویں دن آیہ اکمال دین کے نازل ہونے کے بعد سے پورے پورے آگے پس صحیح بخاری کی کل روایتیں عرفہ جمعہ الیٰ جو مشکوٰۃ بھی تھیں وہ روز روشن کی طرح کئی روز کے فاصلہ سے غلط ہو کر باطل اور دروغ ہو گئیں ابوسعید خدریؓ اور ہریرہؓ اور ہریرہؓ کا بیان ۸۱ از دیگرہ بخیر منہ والا صحیح ترین روایت سے ثابت و مستحق ہو گیا۔

قبس اسکے اتقان سیوطی سے حافظ ابن مردویہ کی مخریجہ حدیث ابوسعید خدریؓ والہ ہریرہؓ کے سند والی جسکو علامہ سیوطی نے عرفہ جمعہ کے روایت کے وجہ سے لا صحیح کہا تھا وہ بالکل صحیح ہو گئی نیز دوسری حدیث تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی کے صفحہ ۲۵۱ کی حافظ ابن مردویہ اور حافظ ابن سساکر کی مخریجہ ابوسعید خدریؓ کے سند سے اور حافظ خطیب بغدادی اور ابن مردویہ اور ابن عساکر کی ابوسعید خدریؓ کی سند والی قطعاً صحیح ثابت ہو گئی جو تین حفاظ حدیث اور دو صحابہ سے مروی ہے اور جو آیہ تبلیغ ریاہما الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فاعلمت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کے نازل ہونے کے بعد اکیاسی یوم کی مدت سے مطابقت کرتی ہے۔ وہ یہ ہے :-

عن ابی سعید الخدری قال لعاصب	ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ جب رسول خداؐ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً	نے جناب علی علیہ السلام کو غدیر خم میں نصب کیا
یوم غدیر خم فنادی له بالولاية	اور علی علیہ السلام کے ولایت کی ندا کی تو جبرئیل
جبرئیل علیہ ہذا الایۃ الیوم اکملت	علیہ السلام آیہ الیوم اکملت لکم دینکم لکن اذ ان ہوے
لکم دینکم عن ابی ہریرۃ قال لما کان یوم	اور یہی (خمیس) ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ جب یوم
غدیر خم وهو یوم ثمانی عشر من ذی الحجۃ	غدیر خم اور وہ اٹھارہ (۱۸) یوم تھی رسول خداؐ نے فرمایا
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کنت	جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے تو خداوند عالم
مولاه فعلی مولاه فانزل اللہ الیوم اکملت لکم دینکم	نے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل فرمایا۔

اسی ۸۱ از دیگرہ کے بعد رسول خداؐ اکیاسی دن زندہ رہے جو گیارہ ربیع الاول (دو شنبہ) کو آخر خون پیر صلت ہے پس وفات پاتے ہی جناب علی علیہ السلام حضرت کے قائم مقام ہو گئے اور جو مثل جناب یوشع بن نون کا مقام حضرت موسیٰ کے تیس سال زندہ رہے اسی بارے میں صحیح ترمذی باب ماجاء فی الخلافۃ میں ہے۔

عن سفینۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	سفینہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ خلافت
الخلافۃ فی امتی ثلاثون سنۃ ثم ملک بعد ذلک	میری امت میں ۳۰ سال تک ہے پھر بعد اسکے بادشاہی ہے

اسی حدیث کی تائید باب ماجاء فی الخلافۃ کیون بعدی اثنا عشر امیراً یعنی باب خلفا کے بیان میں کہ میرے بعد بارہ امیر یا سردار یا خلفا ہوں گے۔ ہوتی ہے۔

اور صحیح بخاری مطبوعہ بیروت ص ۵۹ میں جابر بن سمرہ	کہا جابر بن سمرہ نے کہ میں نے رسول خداؐ سے کہ میرے
مروی ہے قال سمعت النبی یقول اثنا عشر	بعد اللہ امیر ہونگے بعد اسکے کوئی کلمہ فرمایا کہ میں نے

فی لون الورس وراحضہ العنبر و
طعم الشهد ما اکل منها حبانع
الاشبع ولا ظمان الاروی ولا سقیم
الابری ولا اکل من ورقها
بعیر ولا شاة الا دد لئنها فکنا
نمیبها المبارکة وینابنا من
البوادی من یستشفی بها ویتزود
منها حتی اصبحنا ذات یوم
وقد ستا قطنمرها وصرخ
ورقها ففرعنا فما داعنا
الانسی رسول الله صلی الله علیه
وسلم تراها بعد ثلاثین سنة
اصبحت ذات شوك من اسفلها
ای اعلاها وستا قطنمرها
وذہبت نصرها فما شعرنا
الا بقتل امیر المومنین علی رضی الله
عنه فما اثمرت بعد ذلك وکنا ننفع
بورقها ثم اصبحنا واذ باها قد نبع
من سا قنا دمر عبیط وقد ذبل ورقها
فلبنا نحن فزعون همومون اذ اننا ناخبر
مقتل الحبیان بن علی وبعث التجیر علی ثردک

درخت ہو گیا اور نہایت بڑے بڑے پھل اس میں لگے
جو درس کے رنگ کے تھے (درس عرب میں خوشبودار
گھاس ہوئی ہے اور کپڑا رنگنے کے کام آتی ہے) اس سے
عین کی خوشبو آتی تھی اور اس کا مزہ مثل شہد کے ہوتا
تھا جسے بھوکھا کھا لیتا تو سیر ہو جاتا تھا اور پیاسا
سیراب ہو جاتا اور بیمار شفا پا جاتا اور اگر اونٹ یا
بکری اس کی پتی کھا لیتی تو اون کے دودھ کثرت سے
ہوتا ہم لوگ اس کو مبارک کہتے تھے اطراف و جوانب
سے لوگ آتے اور اس سے شفا پاتے اور تبرک بٹھکر لے
جاتے ایک روز صبح کو مبارک کو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے
پھول گرنے لگے اس حالت سے ہم لوگوں کو بڑا خوف
ہوا کہ اتنے میں خبر حلت جناب رسول خدا معلوم ہوئی
اس کے تیس برس بعد کیا دیکھتے ہیں کہ بڑے ڈال ہاک
اور سین کا نئے لکے ہیں اور پھل سب گر گئے ہیں اور
اس کی تانہ لگی جاتی رہی اتنے میں خبر شہادت امیر المومنین
علی آئی پھر اس کے بعد اس درخت نے پھل نہیں دیئے
بلکہ صرف اس کے پتوں سے ہم لوگ فائدہ اٹھاتے
تھے۔ تھوڑے دنوں بعد کیا دیکھا کہ اس درخت کے
سائے خون تازہ جوش مار رہا ہے اور کل پتے اس کے
خشک ہو گئے ہیں اس اثنا میں حضرت امام حسین علیہ
السلام کی شہادت کی خبر ملی بعد اسکے وہ درخت بالکل خشک ہو گیا

ہدایۃ السعد (شہاب الدین دولت آبادی) کے ہدایہ ثالثہ کے جلوہ ثانیہ میں ہے۔ خلافت دوازده امام بحکمت
ثابت است اول امام علی کرم اللہ وجہہ ودر خلافت او حدیث خلافتی ثنائون سنتہ وارواست ووم امام ذیاجہ حسن قال صلعم ہذا
ابنی سید صلعم بین المسلمین سوم امام شاہ حسین رضی اللہ عنہ قال صلعم ہذا ابنی سید سید قتله الباطنہ امامہ فرزند ان شاہ
حسین رضی اللہ عنہ علیہ السلام بعد حسین ابن علی کا واسن ابنا تسعہ آئمہ آخر ہم القائم وقال جابر بن عبد اللہ الانصاری دخلت علی
فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم و بین یدیه الواح و فیہا اسماء آئمہ من ولد ہا فعددت احد عشر اسما آخر ہم القائم
(منقول از جزیرہ علامہ سبحان علیخان حاشہ ص ۱۸۵ بزرگ آید انما دیکم اللہ مطبوعہ نوکشور ۱۳۴۹ھ)

نمبر ۱۰ تاریخ یعقوبی احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن ہب ابن واضح کتاب عباسی المتون

یہ تاریخ تاریخ یعقوبی مطبوعہ یورپ لیڈن ۱۸۸۷ء کی کل دو جلدیں ہیں دوسری جلد ۱۸۸۷ء پر ختم ہے اسلئے انکا سنہ وفات ۱۸۸۷ء تصور کیا جاتا ہے جس طرح تاریخ ابن جریر طبری ۱۸۸۷ء پر ختم ہے چنانچہ سنہ وفات ۱۸۸۷ء ہے۔ کتاب مذکورہ کی جلد ثانی آخر ص ۱۲۳ میں ہے۔

وقد قبل انہ اخرا من اهل علیہ السلام اکملت
لکم دینکم واقمت علیکم نعمتہ ورضیت لکم الاسلام
دینا وھو الذی لا یغیر ولا یتبدل الصیحة الثابتة الصیحة وکان
فولھا فی امیر المؤمنین علی بن ابیطالب
صلوٰۃ اللہ علیہ بعد ینحصر۔
اور تحقیق کما گیا ہے کہ بروایت صحیحہ ثابتہ صریحہ رسول اللہ
پر جو آیت سب سے آخرین نازل ہوئی وہ ایوم الکمل
لکم دینکم وامنتم علیکم نعمتی وبنیت لکم الاسلام دینا
ہے اور یہ آیت غدیر خم میں در باب امیر المؤمنین علی بن
ابطالب صلوة اللہ علیہ نازل ہوئی۔

یوم غدیر خم (یہ اٹھارہ ہونین ذیحجہ ابوہریرہ کے حدیث سے نہایت مشہور تاریخ ہے اسی تاریخ سے حضرت صلعم کے آخر عمر کا حساب یعنی اکیاسی یوم کی مدت کا اصحاب حدیث نے بیان کیا ہے۔

سیرت شامی ص ۱۲۲ خطبہ حجۃ الوداع میں ہے۔

”لینس للعربی فضل علی العجی لا للعجی فضل
علی العربی کلکم ابناء ادم وادم من التراب۔“
عربی کو عربی پر اور عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فیمینت نہیں
تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم خاک سے بنے تھے۔

زیر حاشیہ نمبر ایک مرقوم ہے ”یہ فقرہ حدیث دیر کے کتابوں میں مجھے نہیں ملا ترمذی آخر کتاب المناقب اور ابوداؤد
باب التفاخر بالاحساب میں اس کے ہم معنی مفہوم مذکور ہے۔

لیکن اس روایت میں حجۃ الوداع کا نام نہیں ہے، البتہ

مؤرخ یعقوبی نے جو تیسری صدی ہجری میں تھا، یہ فقرہ خطبہ حجۃ الوداع میں نقل کیا ہے۔ ۱۲۳ طبع یورپ۔“

۱۔ الفاروقی شامی میں ہے۔ احمد بن یعقوب بن واضح کتاب عباسی یہ تیسرا درجہ کا مورث ہے کسی کتاب خود شہادت دیتی ہے کہ وہ بڑے پایہ کا مصنف
ہے چونکہ اسکو دولت عباسیہ کے دربار سے تعلق تھا اسلئے تاریخ کا اچھا سرمایہ اندر پونچا سکا ہے، مگر کتاب جو آج تاریخ یعقوبی کے نام سے مشہور
ہے یورپ میں بمقام لیڈن ۱۸۸۷ء چھپ گئی ہے۔ (المأمون بن علی بطریق مائیکس پریس دہلی کے ص ۱۴)
مأمون الرشید کے زمانہ سے نہایت قریب تر تاریخ جو دستیاب ہو سکتی ہے ابن واضح عباسی کی تاریخ ہے یہ مصنف مأمون کے زمانہ کے وقت
اُن لوگوں کے زبانی روایت کرتا ہے جو خود مأمون کے عہد میں موجود تھے۔ ۲۔ امین کا قتل ۲۵ محرم ۱۸۵ء میں ہوا، مأمون الرشید کی مستقل
خلافت اسی تاریخ سے شروع ہوتی ہے۔ ابن واضح کتاب عباسی جو مأمون الرشید سے قریب تر زمانہ میں تھا اسنے اپنی تاریخ میں مأمون کی خلافت مستقل
کلاسی تاریخ سے حساب کیا ہے حاشیہ ص ۱۲۲۔

چونکہ ۲۵ ذیقعدہ کا دن حدیث مذکورہ میں نہیں بتایا گیا اور جس تاریخ کے دن پر ۹ ذیحجہ عرفہ کا روز تحقیق ہو گا وہی دن ۲۵ ذیقعدہ میں پڑیگا اور صحیح بخاری کی حدیث میں ۹ ذیحجہ عرفہ کے روز (جمعہ) اور دوسری حدیث جو باب تفسیر سورۃ المائدہ میں ہے اس میں یوم جمعہ مشکوک کہا گیا ہے

یہی روایت صحیح مسلم میں بھی ہے جو صحیح مسلم جلد دوم ص ۱۹۷ سے نقل کی جاتی ہے۔

(حدیث اول)

حدثني ابو خيثمة ربه بن حرب
وعنه بن ابي شيبي قال قال عبد الرحمن
ابن مهيدي ثنا سفيان بن عيينه
ان اليهود قالوا لعمر انكم تقرأون آية
لو انزلت فينا لا اتخذنا ذلك اليوم
عيدا فقال عمر اني لا اعلم حيث انزلت
واي يوم انزلت و اين رسول الله
صلعم حيث انزلت انزلت بعرفة
و رسول الله صلعم واقف
بعرفة قال سفيان اشك كان
يوم الجمعة امر لا يعنى اليوم
اكملت لكم دينكم الآية
كما حدیث کی مجھے ابو خيثمة زهير بن حرب و محمد
بن ثني نے کہا و و نون نے حدیث کی ہے عبد الرحمن ابن
مدي نے کہا حدیث کی ہے سفيان نے قيس بن مسلم
سے اسنے طارق بن شهاب سے وہ کہتے ہیں کہ یہ وہ دن
نے کہا عرسے کہ تم پڑھتے ہو ایسا ایسی آیت کو قرآن میں کہ
اگر وہ ہم میں نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید قرار دیتے
پس کہا حضرت عمر نے کہ میں ضرور جانتا ہوں کہ جس
جغیت سے نازل ہوئی ہے اور جسد میں نازل ہوئی
ہے اور کہاں تھے رسول اللہ جب نازل ہوئی ہے
اُتری ہے کہ وہ آیت عرفہ میں اور رسول اللہ کمرے
ہوے تھے عرفہ میں کہا سفيان نے شک ہے مجھے کہ
آیا وہ جمعہ کا دن تھا یا نہ تھا اور وہ آیت الیوم اکملت
لکم دینکم ہے

یہ حدیث جس میں سفيان نے یوم جمعہ ہونے میں شک کیا تو صحیح مسلم میں دوسری روایت جو شک کے قصہ سے پاک
تھی وہ یوم پنجشنبہ سے بدلی گئی جسکو صحیح مسلم مذکورہ کے ص ۱۹۷ سے نقل کیا جاتا ہے۔

(حدیث دوم)

قال مسلم حدثنا ابو بكر بن ابي
كما مسلم نے حدیث بیان کی ہم سے ابو بكر بن ابي

سہ زهير بن حرب کی مخرجہ حدیث ثقلین زید بن اسلم کے سند کی خود مسلم نے روایت کی ہے بواکے آگے۔ سہ محمد بن ابي شيبي کی مخرجہ حدیث ثقلین آگے جس سے
نسائی میں لے گی جبین حدیث غدیر خم بھی ہے۔ اور قال النسائی اننا ناخذ بن الثقفی قال حدثنا محمد بن ابي
سعيد بن وهب قال قام خمسة اوستة من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فشهدوا ان رسول الله صلعم قال من كنت مرأه فلي موأله اية حدیث
خصایص کی خبر ۹۶ کی ہے۔ کہ نسائی نے خبر دی ہے کہ محمد بن ابي شيبي نے کہا۔ یہ بیان کیا ہم سے محمد بن ابي شيبي نے کہا۔ حدیث بیان کی ہے۔ حدیث ثقلین
سے کہا اوستے سنائیں نے سعید بن وهب سے کہا اوستے نے کہ کہہ کرے ہوئے پانچ یا چھ صحابہ رسول اللہ صلعم نے اور انہی کو فرمایا رسول اللہ صلعم
کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ سہ ابو بكر بن ابي شيبي جو شیخ جامع بیچ مسلم میں وہ حدیث غدیر در حدیث سفيانہ اور ب خطبہ کے راوی
ہیں یہ آخر لاندہ حدیثیں بھی حجتہ الوداع عرفہ اور یوم محضہ غدیر خم میں وارد ہیں۔ چنانچہ کنز العمال مطبوعہ حیدرآباد دکن جلد ۱۳ ص ۳۹۵ میں بھی فقیر حاشیہ

یہودی لعنہ علیہا معشر البہود
 حین نزلت هذه الآية اليه
 اكملت لكم دينكم واقمت
 عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام
 ديناً ولفم ذلك اليوم اخذنا
 منكم اليوم عيذا فقال عمر قد علمت
 اليوم الذي نزلت فيه الساعة وابن رسول
 الله صلعم حين نزلت ليلته الحجة
 ونحن مع رسول الله صلعم بعرفات
 کہ کیا یہودی نے عمر سے کہ اگر تم گروہ بیٹوں پر یہ آیت
 الیوم اکملت لکم دینکم واقمت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام
 دیناً اور ہم اوس دن کو جانتے ہوئے تو اوس دن کو عید بنائیت
 پس کیا حضرت عمر نے میں جانتا ہوں اوس دن کو حبیب
 یہ آیت نازل ہوئی ہے جس ساعت میں نازل ہوئی
 ہے اور جس جگہ رسول اللہ تھے اس آیت کے نازل
 ہونیکے وقت اوسکو بھی جانتا ہوتا تھا عمر نے اتری
 ہے یہ آیت شب جمعہ میں اور ہم رسول اللہ کے ساتھ
 تھے عرفات میں۔

شرح نووی میں ای حدیث کے شرح میں یہ ہے

الیوم اکملت لكم دينكم
 انما نزلت ليلته جمع وفي نسخة ابن
 ما هان ليلته جمع وكلاهما صحيح فمن
 روى ليلته جمع فله ليلة
 المزدلفة -
 آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی ہے شب
 جمع میں اور نسخہ ابن ماہان میں شب جمعہ ہے یہ دونوں
 صحیح ہیں جو شخص روایت کرتا ہے شب جمع کی اوسکی ہر
 لیلۃ المزدلفۃ یعنی شب دہم ذیحجہ کہتے ہیں جس سے دس
 ذیحجہ کو جمعہ کا روزہ ذیحجہ پنجشنبہ ہوا تو ۲۵ ذوقعدہ

اور ۱۲ ربیع الاول کو پنجشنبہ ہوا۔

دیکھو پہلا خانہ نقشہ جبری حروف (میم) مسلم و حروف (نون) نووی شایع مسلم جس میں ۱۹ صفر چار شنبہ سے ۲۹ صفر پیم
 شنبہ تک گیارہ راتیں مع شب چار شنبہ ۱۹ صفر کے داخل ہیں۔ اسکے بعد یکم ربیع الاول (یکشنبہ) دوم ربیع الاول (دوشنبہ)
 دو رات ملکر تیرہ راتیں ہوئیں یہ مدت مرضی النبی ابو معشر کی غرضہ روایت کے مطابق ہے۔

یہی روایت ۹ ذیحجہ غرضہ پنجشنبہ کے تاہم میں بنائی گئی ہے جہاں سے دوسری ربیع الاول تک کیا تھی شنبہ روز ہوتے ہیں
 ابو معشر کی روایت بخاری نے ہمیں لی لوگوں نے اسکے عاقلہ میں کلام کیا ہے (دیکھو حاشیہ ص ۱۱)

اور علامہ نووی شایع صحیح مسلم وفات النبی بارہ ربیع الاول دوشنبہ (جو ابن اسحاق صاحب سیرت کے مطابق ہے)

بیان کرتے ہیں۔

۱۱ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۰۳ رقم دوم مطبوعہ لیدن ۱۳۳۵ھ سطر ۱۱ میں یہ روایت ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثني ابو معشر عن محمد بن قيس ان
 رسول الله صلى الله عليه وسلم اشكى يوم الاربعاء لاصدي عشرو ليلته بقيت من مغرنا احدى عشرة فاشكى ثلاث عشرو ليلته توفي يوم الاثنين ليلتين مضتا من شهر ربیع الاول
 سنة احدى عشرو كما ابن سعد بن خزيمة بن عكرمة بن زید بن عمرو (واقدي) نے ابو معشر سے اسے محمد بن قيس سے کہا اوسنے کہ رسول اللہ کو تسکایت ہوئی بروز چار شنبہ جبکہ گیارہ
 راتیں ماہ صفر کی باقی بقیں پس تیرہ شبوں کے گذرے دوسری ربیع الاول دوشنبہ کے دن رسول اللہ نے وفات پائی ۱۱

چنانچہ صحیح مسلم (شرح توفی) جلد ثانی ص ۱۱۱ باب قدر عمرہ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۲۵ھ میں ہے۔

انہ ولد قوم الکاس من
شمس ربیع الاول و یمم الوخان
دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے اور بارہ ربیع الاول (دوشنبہ)
ثانی عشر ضعی۔
کو دن پڑھے وفات فرمائی۔

جبکہ علامہ نووی بارہ ربیع الاول کو (دوشنبہ) کہتے ہیں تو ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کو (دوشنبہ) ہوا جس نے ۹ ذیحجہ اور ۲۵ ذوقعدہ کے یوم پنجشنبہ کہ غلط او۔ بطل کر دیا۔ کیونکہ سناوا ان نقشہ بنتری کثیر الوقوع حرف ر (لا) طبری کا پہلا خانہ۔

اور نقشہ جنتری حرف ر یمم (مذکورہ کے دوسرے خانہ میں ۲۰ صفر کو (چہار شنبہ) ابتدا مرض البی ہے۔
اور آغاز مرض چہار شنبہ کے دن سے جس کا ایک دن اور بارہ شنبین ملکر کل مدت مرض البی تیرہ دن ہیں نہ کہ تیرہ راتیں۔
اور ۲ صفر (چہار شنبہ) کے مراجعت سے ۹ ذیحجہ اور ۲۵ ذیقعدہ کو (سہ شنبہ) اور ۲۸ صفر کا تیرہ صوان دن گیا رہ
ربیع الاول (دوشنبہ) وفات لہی جو ۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) کا کیا سوا ان دن اور ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) یا سوا ان دن یعنی ۲۸ صفر
کا چودہ صوان دن ہوا۔ خلاصہ نقشہ جنتری حرف ر یمم (مذکورہ کے دونوں خانہ کا یہ ہوا۔

کہ پہلے خانہ کے ۹ ذیحجہ عرفہ کا پنجشنبہ دراصل ۸ ذیحجہ کا پنجشنبہ تھا جیسے ۹ صفر کا چہار شنبہ دراصل ۲۸ صفر کا چہار شنبہ تھا کیونکہ ہر دو تاریخوں کے درمیان ۹ دن کا فاصلہ ہے۔

ایسے ہی دوسری ربیع الاول کا دوشنبہ اصل میں گیارہ ربیع الاول کا دوشنبہ تھا دوم ربیع الاول اور گیارہ ربیع الاول میں ۹ دنوں کا فاصلہ ہے۔

عرفہ ۹ ذیحجہ سے دوم ربیع الاول تک کیا سی شانہ روز اور گیارہ ربیع الاول کو ۹ شانہ روز یعنی تین مہینے اور ۸ ذیحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک کیا سی شانہ روز جس کی آنے والی شب ۱۲ ربیع الاول ۱۱۳ھ سے ۱۲ ربیع الاول ۱۱۴ھ تک و سال تا ۱۲ جمادی الثانی تین مہینے ۲۲ جمادی الثانی وفات حضرت ابو بکر دس شانہ روز ہوئے۔ یہ مدت حضرت عائشہ کی روایت کے سند سے ہے۔ (دیکھو حدیث صفحہ ۲۰۴)

پھر صحیح مسلم کی یہ تیسری حدیث یوم عرفہ (جمعہ) کی جو بیروم کی روایت کے معارض ہے یہاں لکھی جاتی ہے اور جو حدیث نمبر اول میں مشکوک ہے۔

اسی طبقات ص ۲۵۲ و ۲۵۳ میں یہ حدیث ہے۔ قال ابن سعد جبرنا محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب عن ابیہ عن جدہ قال اشکى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاربعاء و لیلتہ فقیلت من صفر ثلثہ احدى عشق۔ کہا ابن سعد نے خبر دی کہ محمد بن عمر (واقعی) نے کہا حدیث کی مجھے عبد اللہ نے کہا اور انہوں نے اپنے باپ محمد سے اور انہوں نے اپنے باپ محمد سے کہا اور انہوں نے اپنے باپ علی بن ابی طالب سے کہا کہ رسول اللہ کو شکایت مرض ہوئی بروز چہار شنبہ جبکہ صفر کے مہینے کی ایک شب باقی تھی یعنی ۲۸ صفر (چہار شنبہ) کو حضرت پیار ہوئے۔ اسے اسی طبقات ابن سعد کے ص ۲۵۲ میں ہے۔ قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر بن ابی بکر عن محمد بن قیس قال محمد بن عمرو بن ابی عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب عن جدہ قال اول ما بدى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شکوہ یوم الاربعاء و نکان شکوہ الی ان قبض صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثہ عشر یوماً۔ کہا ابن سعد نے خبر دی کہ محمد بن عمرو نے کہا کہ شرفا ہوئی شکایت مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ محمد بن عمرو نے خبر دی کہ محمد بن عمر نے اپنے باپ محمد سے اور انہوں نے اپنے باپ علی بن ابی طالب سے کہا کہ شرفا ہوئی شکایت مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چہار شنبہ کے دن پس یہ شکایت یہاں تک کہ تیرہویں دن وفات واقع ہوئی۔ (کیونکہ چہار شنبہ کا تیرہ صوان دن دوشنبہ ہوتا ہے)۔

موتین صرة بکرة و صرة بمدینة نازل ہوئی ایک مرتبہ مکہ میں اور دوسری مرتبہ مدینہ میں۔

حسب افادہ امام ازہری اور حسب تحقیق ابن واضح مورخ یعقوبی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم غدیہم میں نازل ہوا اور ہر ابن عازب اور ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری کے بیان کے مطابق ۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) یوم غدیر خم میں واقع ہوا جو ابن اسحاق اور واقدی اور ابن سعد کا تب واقدی کے بیان کے مطابق ہے۔ دیکھو نقشہ جنتری حروف (مسم) کا دوسرا خانہ اور نیز نقشہ جنتری نمبر ایک کا دوسرا خانہ جس میں گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو وفات اپنی جو اکیاسی شبوں کے بعد اکیاسویں دن پر ختم ہے جس کے بعد حضرت ابو بکر کی خلافت دو برس تین مہینے دس راتیں ۲۲ جمادی الثانی ۳۱ھ کو بعد مغرب شب پنجشنبہ وفات ابو بکر ہے جس میں ۲۳ جمادی الثانی کو (جمعہ) کا دن ہے دیکھو نقشہ (دوم) ص ۱۸ کتاب ہذا۔

اور جس میں تیسری ماہ رمضان کو (سہ شنبہ) جسکی شب میں وفات جناب سیدہ سلام امہ علیہا واقع ہونا حفاظ حدیث کو تسلیم ہے۔ پس وہ کل روایات یوم عرفہ جمعہ یا جمعرات کی قطعاً غلط اور باطل ہو گئیں۔ کیونکہ یہی ۹ ذیحجہ عرفہ کا جمعہ یا جمعرات تیسری ماہ رمضان میں آتا ہے۔ دیکھو نقشہ سیوم ص ۱۲ اور نقشہ حروف (د) ص ۱۸ کتاب ہذا۔

امام ازہری نے جس روایت جشون کا حوالہ دیکر آیہ موصوفہ کا نزول دو مرتبہ بیان کیا ہے یعنی ایک مرتبہ یوم عرفہ کو اور بار دیگر ۸ ذیحجہ غدیر خم میں جس سے ہفتہ عشرہ کی مدت میں آیہ اکمال دین کا دو مرتبہ نازل ہونا پایا جاتا ہے۔ اور عرفہ کے دن کا نزول یوم جمعہ یا جمعرات کے غلط ہونے سے صحیح نہ رہا۔ لیکن ۸ ذیحجہ کی روایت جو ابو ہریرہ کی سند سے مروی ہے جس کو حافظ خطیب بغدادی اور حافظ ابن مردودہ اور حافظ ابن عساکر نے اخراج کی ہے وہ صحیح ہو گئی۔

جشون والی حدیث یہ ہے جس کے اجزاء تذکرہ خواص الامۃ اور تاریخ بدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر (رحمہ اللہ) دو نون قلمی نسخے کتب خانہ ہانگی پور شپہ میں ہیں اسے ملا کر نقل ہی۔

رواہ ابو بکر احمد بن ثابت الخطیب البغدادی	باسناد مذکورہ ابو ہریرہ سے
عن عبد اللہ بن علی بن محمد بن بشوع بن عمر	مروی ہے کہ جب پیغمبر خدا نے علی علیہ السلام کا
الد ارقطی بن عن ابوبکر بن جشون بن مہرب	ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ جسکامین مولا اور
یوسف الخلیل واحمد بن عبد اللہ بن احمد الدیلمی (باصح)	آقا ہوں اوسکا یہ علی مولا اور آقا ہے پس خدا
عن عمار بن سعید الوطی عن خیمہ عن ابن شہر بن مطر	نے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم
الوراق عن شہر بن شہر عن ابی ہریرۃ قال لما احدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	نازل فرمایا۔
بیڈ قال من کنت مولا فاعلموا فانت لہ عز وجل لیس لکم	

یہی حدیث تفسیر و منشور سیوطی جلد ثانی باب تفسیر سورہ مائدہ ص ۲۵۹ مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ھ میں اس عبارت ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال لما کان یوم غدیر	یعنی ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جب یوم غدیر خم
خمر و طہو یوم ثانی عشر من ذی الحجۃ قال	ہوا اور وہ اٹھارہویں ذیحجہ تھی فرمایا رسول اللہ صلی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولا فاعلموا	نے کہ جسکامین مولا ہوں پس اوسکا علی مولا ہے پس

اللّٰهُ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ نازل فرمایا خدا نے الیوم اکملت لکم دینکم

یعنی کامل کیا میں نے آج کے دن تمہارے لئے تمہارا دین اُٹھ۔

روایت مذکورہ صرح روایات سے ہے اس لئے کہ تبلیغ رسالت کی تکمیل پر آیہ اکمال دین نازل ہوا۔ اور تبلیغ رسالت کی تکمیل ۸ ذی الحجہ یوم غدر خرمین بعد نزول آیہ تبلیغ کے واقع ہوئی۔
چنانچہ شیخ المسلمین قاضی القضاہ علامہ شوکانی اپنے تفسیر فتح القدیر میں لکھتے ہیں۔

اخرج ابن ابی حاتم وابن مردويه عن ابن عباس
 عن ابن عباس عن أبي سعيد الخدري قال نزلت هذه
 الآية يا أيها الرسول بلغ ما أنزل إليك على
 رسولك صلى الله عليه وسلم وما يرد عليك من
 ما أنزل إليك من ربك -
 ابن ابی حاتم اور ابن مردويه
 نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیہ یا
 ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک علی
 رسولک صلی اللہ علیہ وسلم پر بروذخیر رحمہ علیہ بن ابیطالب کی شان میں نازل ہوا
 اور ابن مردیہ سے ابن مسعود سے روایت
 کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 زمانہ میں آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل
 الیک من ربک کو بون پڑھتے تھے۔

ان علیاً موطاً لمومنین و ان
لہم تفعل فما بلغت رسالہ
واحلہ یحکمک من الناس ۔

کہ یا ایہا الرسول یعنی اے رسول پہونچا دو اس
امر کو جو ہم نے تم پر نازل کیا ہے یہ کہ علی کل مومنون
کا مولا ہے اور اگر اسکا اہل باغ نہوا تو گویا تم نے خدا
کی رسالت ہی، ادا نہ کی اور خدا لوگوں کے شر سے
تھین بچائیگا۔

آیہ یا ایہا النبیؐ اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و دون آخر آیات سورہ مائدہ سے ہیں اور ان دونوں آیتوں کا نزول ۸ ذی الحجہ غدیر خم کے روز نازل ہونا یکے با دیگر سے ثابت و متحقق ہو گیا اور یہ امر بھی ثابت ہے کہ کل سورہ مائدہ ایک ہی تاریخ میں نازل ہوا بلکہ حجۃ الوداع میں درمیان مکہ و مدینہ کے نازل ہوا جس سے بھی ہوز مائدہ کے ساتھ

ملفوظ (امام شوكانی) مولوی صدیق حسن خان کے البحر العلوم میں ہے۔ محمد بن علی بن محمد الشوكاني شيخنا الامام اعلیٰ الرایة والسمیل الطالع من القطر المیانی امام الاسلام فی الامت بحر العلوم وشمس الفہم سید المجتہدین الحنفیہ قادس المعانی خالفاً لفاط فرید العصر والدہم شیخ الاسلام قدوة للامم علامۃ الزمان ترجمان الحدیث والقرآن علم الزماد اوجہ العلماء وقامع المبتدعین آخر المجتہدین داس الموحیدین تاج المتبحرین صاحب التصانیف التی لم یسبق مثلاً۔

۱۱۱
 (۱) ان قال: تفسیر الکبریٰ المسمیٰ فتح القدر الجاسمین فی الروایۃ والدرایۃ من التفسیر الخ بطولہ المتوفی مسئلہ ۱۱
 ایضاً۔ امام محمد بن علی بنی شوکانی متاخرین اہل حدیث میں یہ عالم ہے کہ ایک جامع و ماہر جمیع فنون اصول و فروع معقول و منقول اور مجتہد مطلق
 گزرے ہیں انکی تصانیف کمال کی شہادہ موجب ہیں احکام حدیث میں انکی کئی مسووط اور تحقیقات سے پر کتابین ہیں مثلاً نیل الاوطار السیل البحر اور وغیرہ اور
 انکی ایک تفسیر سبطہ فتح الخلقہ یہ ہے اور اصول میں ایک بے مثل کتاب ارشاد الفجول کے یہاں کا ایک رسالہ القیل المفید فی ردہ التعلیل بھی ہے ۔ + + +
 سلمہ محمد بن پیدا ہوئے اور مسئلہ ۱۲ میں اتقانی کیا (منقول) از کتاب الارشاد الی سبیل الرشاد فی امر التعلید والی جہاد مولانا حافظ حکیم (ابو یحییٰ محمد)۔

یوم قدیر غم اذی الحجہ کو آیہ بلخ کا نازل ہونا ثابت ہے۔

چنانچہ قاضی شوکانی اپنے تفسیر فتح القدیر میں بتفسیر سورہ مائدہ تحریر فرماتے ہیں۔

قال القرطبي هي مدينة بالاجماع
واخرج ابن جرير وابن المنذر عن قتادة
قال المائدة مدينة واخرج احمد
والنسائي وابن المنذر والحاکم
وصححه وابن مردويه والبيهقي في سننه
عن جابر بن نفير قال سمعت فذخلت
على عائشة فقالت لي يا جابر تقرء
للمائدة فقلت نعم فقالت ما لها آخر
سورة نزلت فما وجد تحفيا من جلال
فاستخلوه وما وجدتم من حوام فخرموه
واخرج احمد والترمذي وحسنه و
الحاکم وصححه وابن مردويه والبيهقي
في سننه عن عبد الله بن عمرو قال
آخر سورة نزلت سورة المائدة والفتح
واخرج احمد عنه قال نزلت على رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم سورة المائدة
وهو راكب على راحلة فلم تستطع
ان تحمل فقل عنفا قال ابن كثير
تفرد به احمد قلت وفي سنده ابن
هبة واخرج احمد وعبد بن حميد
وابن جرير ومحمد بن نصر في كتاب
الصلاة والطبراني وأبو يعقوب في
الدلائل والبيهقي في شعب الایمان

کہا امام قرطبی نے کہ سورہ مائدہ بالاجماع مدینہ
ہے اور ابن جریر و ابن المنذر نے قتادہ سے روایت
کی ہے کہ مائدہ مدینہ ہے۔ اور امام احمد اور نسائی اور
ابن المنذر اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنے سنن
میں جابر بن نفیر سے روایت کی ہے کہ ہم تہجد کیا اور
حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے
پوچھا کہ اسے جبریم سورہ مائدہ پڑھتے ہو میں نے کہا کہ
ہاں فرمایا کہ یہ سورہ مائدہ از روی تنزیل قرآن کا آخری
سورہ ہے اسکے حلال اور حرام کے مطابق حرام جانو
اور امام احمد اور ترمذی اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی
نے اپنے سنن میں عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی ہے کہ
جو سورہ آخرین نازل ہوا وہ سورہ مائدہ اور فتح
ہے اور امام احمد نے بھی عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی
ہے کہ سورہ مائدہ رسول اللہ پر اس وقت نازل ہوا
کہ جب حضرت اپنے سوار پر چڑھے اور وہ سوار پر چل
باروہی کی نہو کی حضرت اتر پڑے ابن کثیر نے کہا ہے کہ
امام احمد ابن ابی بن مغیرہ بن کثیر ابن کثیر نے کہا ہے کہ
لیجہ بن اور امام احمد اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور
محمد بن نصر نے کتاب الصلوۃ میں اور طبرانی نے اور البیہقی
نے دلائل میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں اسانبت
یزید سے نقل اسکے اور ابن ابی شیبہ نے اپنے مسند میں
اور بخاری نے اپنے معجم میں اور ابن مردویہ اور بیہقی نے
اپنے دلائل النہو میں ام عمرو بنت عیسیٰ سے انہوں نے

لہ توفیق (جبریم تفسیر طبقات ابن سعد جلد ہفتم جبریم بن نفیر و کثیر ابن عبد الرحمن و کان جلیلاً اسلم فی خلافتہ الی بکر رضی اللہ عنہ الصدیق و کان نقش
فیما روی من الحدیث و مات سنۃ ثمانین فی خلافتہ عبد الملک بن مروان ۶۰

حدیث ابی حیان غیر انھ
 قتال اکا وافی تارک فیکم
 الثقلین احدهما کتاب
 اللہ ہو حبیل اللہ من اتبعہ
 کان علی لہدی ومن
 ترکہ علی لضلالتہ وفیہ
 فقلنا من اہلبیتہ نسأؤہ
 قتال لا ایمر اللہ ان المرأة
 تكون مع الرجل العصر
 من الذہر ثم یطلقھا فترجع
 الی ابیہا وقومہا اہلبیتہ
 اصلہ وعصبۃ الذین حرموا
 الصدقة بعدہ۔

زید بن ارقم سے کہا اور سنئے داخل ہوئے ہم زید بن ارقم
 کے پاس اور ہم نے اون سے کہا کہ تم نے بڑی سعادت
 پائی کیونکہ تم نے جناب سالتاب صلعم کی صحبت پائی ہے
 اور اون کے پیچھے ناز پڑ ہی ہے تا آخر حدیث کہ زید بن
 ارقم نے فرمایا حضرت نے ہوشیار ہو جاؤ کہ میں تمھارے
 پاس الثقلین دو اگر انقدر رو نفیس چیزیں چھوٹے
 جاتا ہوں اوس میں سے ایک تو خداے عزوجل کی کتاب
 ہے وہ حبیل اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی رسی ہے جو بتایا
 کر چکا وہ ہدایت کی راہ پر ہوگا ورنہ گمراہ ہوگا دوسری
 چیز میرے اہل بیت ہیں پھر زید بن ارقم سے پوچھا گیا
 کہ آپ کے اہل بیت کون ہیں انہیں ازواج داخل ہیں
 یا نہیں تو فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی قسم رانگی عورات
 اس میں شامل نہیں ہیں کیونکہ زوجہ ایک خاصیت
 تک دہی سے تعلق رکھتی ہے اور جب عورت کو طلاق
 ہو جاتی ہے تو وہ اپنے والدین اور اپنے قوم میں چلی جاتی
 ہے اور کہ آنحضرت صلعم کے اہل بیت اون کی اولاد ہیں

اور وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔

ادپردالی پہلی روایت رکھ ہو لا حرم الصدقہ تک زید بن ارقم کی سند سے امام احمد بن حنبل کی ہے جسکو حافظ
 ابن کثیر نے اپنی تفسیر مطبوعہ مصوک جلد نہم ص ۱۱۱ (بہ تفسیر آیت قل لا اسئلكم علیہ اجر الا المودۃ فی القربی) اسے رسول تم
 کہہ دو کہ میں اس (تبلیغ رسالت) کا اپنے قرابت داروں (اہل بیت) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا) من وعن وارد کیا
 اور لفظ الثقلین ہے یعنی الف لام کے ساتھ ہے۔

اور مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ نظامی دہلی ضلع میں ہے۔

مشہد امام احمد بن حنبل میں برابر علی زب اور

خروج احمد بن

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ ہم لوگ جناب رسول خدا

حنبل نے سندہ عن

کے ساتھ جب غدیر خم میں وارد ہوئے تو آنحضرت نے

البراء بن عازب وزید

علی کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے ارشاد کیا کہ کیا تم نہیں

بن ارقم ان رسول

جانتے کہ میں مومنین کیلئے ادنیٰ نفوس سے اولیٰ ہوں

اللہ صلی اللہ علیہ والہ

وسلم لما نزل بعنديو
خسر اخذ بيد علي فقال
الستم تعلمون اني اولي بالمومنين
من انفسهم قالوا بلى قال الستم
تعلمون اني اولي بكل مومن
من نفس قالوا بلى فقال اللهم من
كنت مولاه فعلى مولاه اللهم وال من
والاه و عاد من عاداه فلقية عمر بعد ذلك
فقال له هنيئلك يا ابن ابي طالب اصبح
وامسيت مولاه لكل مومن ومومنة -

سب نے کہا بیشک پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں
جانتے کہ میں ہر مومن کے لئے اس کے نفس سے اولی
ہوں سب نے عرض کیا کہ درحقیقت یا رسول اللہ
آپ ہر مومن کے لئے اس کے نفس سے اولی ہیں
تب آپ نے ارشاد کیا کہ جب کما میں مولا ہوں علی بھی
اوسکا مولا ہے الکی دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست
رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے اسکے
بعد حضرت عمر نے حضرت علی سے ملکر فرمایا کہ مبارک ہو
تکو اسے فرزند ابو طالب کہ آج تم ہر مومن اور مومنہ
کے مولا ہوئے۔

اور کتاب معارج النبوة (مولانا معین الدین ہروی مطبوعہ مطلع نور لاہور ۱۲۹۲ھ) میں چارم ص ۳۱۸ میں ہے۔

آوردہ اند کہ بیشتر اصحاب تابعی کہ امہات
مومنین امیر المومنین علی را تنہیت بجا آوردند
کہ اوس روز اکثر اصحاب یہاں تک کہ امہات مومنین
نے حضرت علی کی خدمت میں مبارکباد عرض کی۔

ابو بکر بن ابی شیبہ شیخ حدیث جامع صحیح مسلم کی خرچہ گذشتہ حاشیہ میں قدیر ختم کی حدیث ولایت نقل ہو چکی۔ اور عرفہ کے
روز کی حدیث ثقلین کو مرزا محمد بن معتمد خان نے مفضل الجناحین ترمذی کی خرچہ حضرت جابر کی روایت یوم عرفہ کے خطبہ کے بعد
یہ حدیث لکھی ہے۔

اخرجه ابن شيبه والخطيب في المتفق
والمسترق عن (يعني عن جابر) بلفظ
اني توكت فيكم ما لن تصلوا بعدى ان
اعتصمتم به كتاب الله وعقوتي
اهل بيتي -

روایت کی ہے اسکو ابن ابی شیبہ و خطیب نے
حضرت جابر سے اس لفظ کے ساتھ کہ حضرت نے فرمایا
چھوڑتا ہوں میں تم میں اوس چیز کو کہ ہرگز گمراہ ہو گے
بعد میرے اگر تم اس کے ساتھ متمسک ہو گے وہ کتاب
خدا ہے اور میری عزت جو میرے اہلبیت ہیں۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر جلد نہم ص ۱۱۱۱ میں بذیل تفسیر آیہ مودت کے ہے۔

قاله لترمذی حدیثا نضر بن
یا سادہ مذکورہ حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نے

۱۱ سیرت نبوی ص ۱۱۱۱ ص ۱۱۱۱ کے حاشیہ میں ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم باب حجۃ النبی ویاب الدیات اور ابوداؤد باب الاشرار کلام و حجۃ النبی
وغیرہ میں یہ خطبہ حضرت ابن عباس حضرت ابن عمر حضرت ابوامامہ باہلی حضرت جابر حضرت ابوبکر رحمہ اللہ وغیرہ صحابہ کی روایتوں سے مذکور ہے ان روایتوں
میں بعض باتیں مشترک ہیں مثلاً ان داکر و امام الکرم جلیل کرمہ الخ اور بعض باتیں الگ ہیں۔ مغازی دسیر کی کتابوں میں کچھ اور باتیں بھی مذکور ہیں
اصل یہ ہے کہ یہ ایک طویل خطبہ تھا ہر ایک شخص کو جو فقرہ یاد رہ گیا اسی کی اسنے روایت کر دی اس بنا پر مختلف ماخذوں سے ان فقرہ کو جمع کر لیا گیا
روایتوں میں ایک اور اختلاف ہے حضرت جابر اپنی روایت میں اور ایک روایت میں حضرت ابن عباس خطبہ کا دن یوم عرفہ یعنی ذی الحجہ اور حضرت
ابوبکر اور حضرت ابن عباس دوسری روایتوں میں یوم النحر یعنی اذی الحجہ بتاتے ہیں۔ بعض روایتیں ایام التشریق کے خطبہ کی ہیں۔ ہجیرہ حاشیہ ص ۱۱۱۱

عبد الرحمن الکوفی حدیثنا زید بن الحسن عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بن عبد اللہ قال رایت رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ وسلم فی حجۃ یوم عرفہ وهو علی قفۃ القصواء یخطب فسمعته یقول یتھا الناس انی ترکتمکم ما ان اخذتم بربیع فقلوا لکنا باللہ وعقر قریظ ہلبیتی قال من ربیع النباغی لے درو سیما۔ کی گئی ہے۔

پھر مسلم نے حدیث ثقلین کو ابن ابی شیبہ کے بعد محمد بن فضیل کی سند سے بھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اسی تفسیر بن کثیر میں اسی آیہ مردہ فی القرآنی کے تفسیر میں ہے۔

قال ابو عیسیٰ الترمذی حدیثنا علی بن النضر الکوفی حدیثنا محمد بن فضیل حدیثنا الاعمش عن عطیہ عن ابی سعید۔ والا عمش عن حبیب بن ابی ثابت عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ ﷺ انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ من فضلوا بعدی احدهما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبیل معدود من السماء الارض وعقرونی اهل بیتی ولن یتفرقا حتی یردوا علی الحوض فانا نظروا کیف تخلفونی فیہما۔

کہا ابو عیسیٰ ترمذی نے حدیث کی ہے علی بن النضر کوئی نے کہا حدیث کی ہے محمد بن فضیل نے کہا حدیث کی ہے عمش نے عطیہ سے اس نے ابو سعید سے اور اعمش نے حبیب بن ابی ثابت سے اس نے زید بن ارقم سے کہا اس نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ میں تم میں اسی چیز کو چھوڑتا ہوں کہ اگر تم اس کے ساتھ تمسک کرو گے تو میرے بعد گمراہ نہ ہو گے جو ایک دوسرے سے بڑا ہے کتاب اللہ تو ایک ایسی چیز ہے جو آسمان سے زمین تک ہے اور عترت یعنی اہل بیت میرے اور دونوں ایک دوسرے سے ہرگز علوہ نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس آئیں گے پس دیکھو کہ میرے بعد ان دونوں کے ساتھ کیونکر تمسک ہوتے ہو۔

یہ دونوں حدیثیں حجۃ الوداع کی ہیں پہلی حدیث عرفہ کے روز کی پھر ۱۲ ذی الحجہ کی ہیں اور مسلم نے حدیث ثقلین میں

بقیہ حاشیہ ص ۲۲۵۔ بہر حال صحاح ستہ اور مسانید کی تمام روایات کو یکجا کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اس حج میں تین دفعہ خطبہ دیا۔ ۹ ذی الحجہ یوم النحر کو، اور تیسرا خطبہ ایام البعثہ میں ۱۲ ذی الحجہ کو، اور ۱۳ ذی الحجہ میں ہے۔ البوداؤد و باب الخطبہ (یعنی) میں ایک حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ۱۲ ذی الحجہ کو منیٰ میں ایک خطبہ دیا تھا جس کے مختصر الفاظ وہی ہیں جو پہلے خطبوں میں لکھ چکے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ میرے حضرت نے تین دفعہ خطبہ دیا۔ ۹ ذی الحجہ عرفہ کو، ۱۲ ذی الحجہ کو، اگر قرآن کے دن اور ۱۲ ذی الحجہ کو مقام منامین۔ چنانچہ عرفہ اور حجۃ الوداع کے خطبوں میں حدیث ثقلین کا ادب ذکر صحیح ترمذی سے آچکا۔ جسکو خطبات مذکورہ میں کہیں اشارہ بھی نہیں ہے۔ حالانکہ حجۃ الوداع میں امام احمد نے اپنے مسند میں جلو جہارم ص ۱۸۱ میں یہ حدیث وارد کی ہے۔ حدیثنا عبد اللہ بن ابی شیبہ عن ابی اسحاق عن حبیب بن جنادہ قال سمی بن آدم وکلین قد شہدا حجۃ الوداع قالی قال رسول اللہ ﷺ ما منی وانا متہ ولا یؤذنی عنی الا ان انا اذ علی وقال ابن ابی بکر لا یقضی دینی الا انا اذ علی

محمد بن فضیل کے بعد اسحاق بن ابراہیم جو ابن راہویہ سے مشہور ہیں روایت کی ہے۔

چنانچہ کتاب ینابیح المودۃ جلد اول مطبوعہ اسلامبول ص ۳۹ میں ہے

عن علی علیہ السلام ان رسول اللہ ﷺ
قال قد ترکنا فیکم ما ان اخذتمہ بن
تضلوا کنا ب اللہ سبب طرفہ بید اللہ
و طرفہ باید دیکم و اہلبیتی الخرجہ
اسحاق بن راہویہ فی مسندہ من طریق کثیر
بن زید عن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب
عن ابلہ عن جدہ و ہو سند جید و صحیح
الد و کابی فی الذرئۃ الطاہرۃ
علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صنم نے کہ میں تم میں ایسی چھوڑ دینگا کہ اگر تم اس سے
متمسک رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ ایک قرآن
ہے جس کا ایک سرا خدا نے تعالیٰ کے دست قدرت میں
ہے اور دوسرا خود تمہارے ہاتھ میں اور دوسری
چیز میرے ال میں ہے اسحاق بن راہویہ یعنی اسحاق
ابن ابراہیم نے اپنے مسند میں کثیر بن زید کے واسطے سے
روایت کی ہے اور اس کی سند جناب علی بن ابی طالب
تک پہنچائی ہے جس کے ذراۃ حدیث میں محمد بن عمر بن علی ہیں

نیز کنز العمال جلد ۲ ص ۲۰ مطبوعہ حیدرآباد و کنین میں ہے۔

عن علی النبی صلعم اخذ ببیدہ
یوم غدیر خم فقال للہم من کنت موکلا
فعلی موکلا و قال فزاد الناس
بعده اللہم وال من واکلا
و عاد من عادہ
جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی صلعم
نے میرا ہاتھ پکڑ کر بروز غدیر خم ارشاد کیا جس کا میں
مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے پھر لوگوں نے اس پر
بڑا دیا کہ اسے ہمارے پروردگار دوست رکھو اور اسے
جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھو اور اسے جو اسے
دشمن رکھے۔ (ابن راہویہ و ابن جریر)

یہ ابن راہویہ ہی اسحاق بن ابراہیم ہیں یہ بڑے شیوخ حدیث صحیح مسلم ہیں۔ نیز زید بن ارقم کے سند کی حدیث ثقلین
مع حدیث غدیر کے ایک ہی دن اور تاریخ کی نمبر ۷، خصائص نسائی کی ہے جو آگے نقل ہوگی جس کو محمد بن ابی شیبہ شیوخ حدیث
مسلم نے روایت کی ہے

غرض کہ رسول اللہ صلعم نے حدیث ثقلین مذکورہ کو کم سے کم چار مرتبہ ارشاد فرمایا چنانچہ کتاب ینابیح المودۃ شیخ سلیمان
حنفی قندوزی ملکی کی جلد اول ص ۳۲ میں یہ حدیث ہے۔

وفی المناقب فی کتاب سلیم بن
قیس قال علی علیہ السلام ان الذی قتال
رسول اللہ صلعم یوم عرفۃ علی نافر القصور

سلیم کی کتاب مناقب میں منقول ہے کہ علی علیہ السلام
نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ نے عرفہ کے دن در آنکھ لیکنا تم

فصور آپ سوار تھے۔ اور پھر سجد جیت میں اور پھر
۱۵۰ (رسالہ حج حاجی عظیم الدین کے متلا و ص ۱۵۰ میں ہے) مسجد خیف یہ مسجد منامین واقع ہے یہ ایک قدیم مسجد ہے اسکے مقدس پتھر میں ایست سی روایتیں بیان
کی گئی ہیں مجملہ اسکے یہ ہے کہ ستر بیوں نے ایک سلیم بن ہان نماز پڑھی ہے

و فی مسجد خیف و يوم انعد پر و يوم قبض
فی خطبہ علی المنبر ایہا الناس فی ترکک فیکم
الثقلین ان تضلوا مالکم تسکتم ہا الا کبر
منہما کتاب اللہ و اکامہم عنہم عتوقی اہلبیتی
وان اللطیف الخبیر عہدالی انہا لن یفترقا
حتی یرد علی الخوض ککھاتین اشار
بالسبابتین وان احدہما لیس
اقدام من الاخرۃ فمسکوا
بہما لن تضلوا و لا تقدما
منہم و لا تخلفوا عنہم و لا
تقلما و فانا ہما علم
منکم۔

یوم غدیر پر اور پھر اپنی جہالت کے دن منبر پر فرمایا کہ
ایہا الناس میں تم میں دو سنگین اگر انقدر چیزیں چھوڑنے
والا ہوں جب تک تم ان سے تسک رکھو گے مطلق
گمراہ نہ ہو گے۔ ان میں سے ثقل اکبر کتاب اللہ ہے اور
ثقل اصغر میری عترت اہل بیت ہیں اور میں سے لطیف
و خبیر نے عہد فرمایا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے
جدا نہ ہوں گے تا آنکہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ
جائیں۔ پھر اشارہ کیا آپ نے انگشت شہادت اور
درمیانی انگلی کی طرف اور فرمایا کہ ان دونوں میں کوئی
ایک دوسرے سے مقدم نہیں ہے پس تم ان دونوں
سے تسک رہو تا کہ تم گمراہ نہ ہو اور ان سے پیش قدمی نہ کرو
اور ان سے منہ نہ موڑو اور انکو سبق نہ پڑھاؤ کیونکہ
وہ تم سے بہت زیادہ جاننے والے ہیں۔

چنانچہ حدیث مذکورہ عین وفات کے دن کی اس راجح المطالب مولوی عبید اللہ سیل امرتسری باب سیوم سنہ ۳۱۲
نہشہ کی حدیث یہ ہے۔

عن امر سلمۃ قالت قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
فی موضع الذی قبض فیہ و قد امتلأت
الحجرۃ من اصحابہا ایہا الناس یوشک
ان اقبض قبضاً سریعاً فیطلق و قد
قد مت الیکم القول معذره
الیکم انی مختلف فیکم
الثقلین کتاب ربی عزوجل و عتوقی
واہلبیتی ثم اخذ بید علی فقال ہذا مع
والقرآن مع علی لا یتفرقان حتی یرد
علی الخوض فاسألتہما ما خلفتم فیہما۔

جناب ام المومنین ام سلمہ رضی عنہا سے مروی ہے کہ
جناب رسول کتاب صلعم نے اپنے مرض میں کہ جس میں
حضور اہل بیت اقبال فرما گئے فرمایا۔ اور اس وقت صحابہ سے
حجرہ بھرا ہوا تھا کہ اے لوگوں بہت ہی جلد ہی دنیا
سے انتقال کرینا والا ہوں اور میں نے عذر کے ساتھ
بات تھیں سنا دی ہے میں تم میں دو بھاری چیزیں
چھوڑنے والا ہوں اپنے رب جلیل کی کتاب اور اپنے
عزت اہل بیت پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ قرآن
کے ساتھ ہے اور قرآن اسکے ساتھ ہے۔ یہ دونوں
جب تک حوض پر نہ پہنچیں ایک دوسرے سے جدا
نہیں گے۔

اول حدیث ثقلین یوم عرفہ کی ناقہ قصوۃ کے اوپر دالی جناب علی علیہ السلام کی ہند کی صحیح ترمذی سے جناب امام محمد باقر

کے طریق حضرت جابرؓ کے سند کی نقل ہو چکی۔ یہ حضرت جابرؓ صحابی کی مخرجہ حدیث یوم عرفة والی وہی حدیث ہے جسکو انھوں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے واقعہ حجۃ الوداع میں بیان فرمایا تھا۔ اور جنکے ملاقات کا ذکر شیخ مسلم صاحب نے اپنے صحیح مسلم میں کیا ہے لیکن شیخ مسلم صاحب مثل یوم عرفة کے یوم غدیر کی روایت حضرت جابرؓ کی مخرجہ (ذیل) کی روایت کا کوئی ذکر اپنے صحیح میں نہیں لائے جسکو ہم بیان کرتے ہیں اور تیسری روایت حضرت جابرؓ کی وفات ابن کثیر کے صفحہ ۳۳ میں لکھی گئی۔

امام قندوزی لمبھی اپنی کتاب ینایع المودۃ کے صفحہ ۳۰ و ۳۱ میں اور علامہ سخاوی اپنی کتاب استیلاب ارتقاب الغرف (منقول از عبقات الانوار ثقلین حصہ اول صفحہ ۱۷۵) میں وارد کیا ہے۔

رواہ ابو العباس بن عقدۃ (فی الولاۃ)
من طریق بولنس بن عبد اللہ بن ابی
حروہ عن ابی جعفر محمد بن علی (عن
جابر رضی اللہ عنہ قال کتبا مع رسول اللہ
صلعم فرجحت الوداع فلما رجع الی الخفۃ
(امر بن جبرائیل فتم ما تحتھن) نزل ثم
خطب الناس (فقال اما بعد ایھا
الناس فانی لارانی یوشک ان ادعی
فاجیب فقال ایھا الناس انی مسئل
وانتم مسئلون فما انتم فاکلون قالوا
نشہ اناکم بلغت ولفحت وادیت قال
انی لکم فرط وانتم وارسدون علو الحوض و
انی خلف فیکم الثقلین انی تمسکتھما لئلا تضلوا
کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی واطھلنا

روایت کی ابن عقدہ نے (کتاب ولایت میں طریق بولنس
من عبد اللہ بن ابی حروہ سے انھوں نے ابو جعفر محمد بن
علی سے انھوں نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ
ہم لوگ رسول خدا کیساتھ حجۃ الوداع میں تھے جب مقام
خفہ تک پہنچے (تو حکیم حضرت دخت کے نیچے صفائی کی گئی)
آپؐ ٹھہر گئے پھر خطبہ ارشاد فرمایا (اور کہا اے گروہ مردم میں
اپنی حالت دیکھتا ہوں کہ میں بلایا جاؤں اور میں اس کے حکم
کو قبول کروں) اور کہا اے لوگو خدا تعالیٰ مجھے بھی سوال فرمائیگا
اور تم سے بھی ہیں تم کیا جواب دو گے۔ لوگوں نے عرض کیا
کہ ہم یہ شہادت دینگے کہ حضورؐ نے تبلیغ احکام فرمائی اور ہم کو
نصیحت بھی کی اور حقوق بھی ادا فرمائے اس پر حضرت نے
فرمایا میں اس وقت بھی تمھارے سامنے ہوں اور یقیناً تم حوض پر بھی بیٹھ
پاس آؤ گے اور میں تمھارے پاس ثقلین چھوڑے جا تا ہوں اگر تم
اس کی پیروی کرو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے (یہ دونوں کتابیں

سے توثیق (ابن عقدہ) ررقانی علی المواب مجلد ہفتم ۱۵ مطبوعہ مصر ۱۲۸۵ھ میں ہے حافظ العصر لمحدث الجواب ابو العباس احمد بن محمد
بن سعید الکوفی مولیٰ بنی ہاشم اویہ بخوی صالح لیلقب عقدۃ سمع ابہ انما یخبرون وکتب العالی والنازل حتی عن اصحابہ وکان الیہ الملتقی فی الحفظ
وکنز الحدیث وحسن الحفظ ما ثلث الف حدیث باسنادھا و اُجیب فی ثلثا ثلث الحدیث من حدیث اہل البیت وبنی ہاشم الف وجمع وحدث عنہ
الدارقطنی وقال اجمع اہل الکوفی علی انہ لم یرجھا من زمن ابن مسعود الی زمنہ ولد شعم واربعین واثنتین۔

یعنی حافظ عصر محدث بحر ابو العباس احمد بن محمد ابن سعید کوئی مولائی ہاشم باپ اور ان کے صاحب بخوی تھے کہ جن کا لقب عقدہ تھا اسکے بیٹے نے گروہ ہائے
غیر سے سماعت حدیث کی جنکا شمار نہیں ہو سکتا۔ سند عالی اور نازل دونوں کو کھلے ہاتھ کہ اپنے صاحب سے بھی اور ان کی طرف منتہی تھی حفظ اور کثرت حدیث میں اور ان
سے منقول ہو کہ وہ کہتے تھے کہ مجھے ایک لاکھ حدیثیں موسنون کے یاد ہیں اور تین لاکھ حدیثوں میں احادیث اہل بیت اور بنی ہاشم سے۔ میں نے جواب دیا یا لیت کی اور صحیح
کیا اور حدیث کی ان سے دارقطنی نے اور اس نے کہا ہے کہ تمام اہل کوفہ کا اس پر اجماع ہے کہ کوفہ میں زمانہ ابن مسعود سے اس وقت تک کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو ان
سے بڑھ کر حافظ تر ہو ۱۲۸۵ھ میں ان کی ولادت ہوئی۔

یفتہ قاحتی یرد اعلیٰ الحوض ثم قال الستم
تعلّمون انی ادلی بکم من انفسکم قالوا
بلی فقال خذ بید علی من کنت مولاه فاعملوا
ثم قال اللهم وال من وال الله وعاذ
من عاذ الله
اور عترت اہل بیت ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یا تاکہ
میرے پاس حوض پر جا پہنچیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ
میں تمھارے نفسوں سے بہترین سنے سروں کا کہ بیشک پھر جنور سے
حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے عبادت گاہوں کے اعلیٰ مولا ہے۔ پھر دعا
فرمائی، یا اہی دو رکھ اسکو جو دور رکھے علی کو اور نہ اس کو جو دشمن
رکھے علی کو۔

حدیث مذکورہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری کی مختصر خطبہ علاقہ حُجَفہ یعنی غدر خیم کی معلوم کر چکے جس میں رسول خدا نے حدیث
ثقلین اور حدیث ولایت کو سبکدوش بیان فرمایا ہے یہی خطبہ الوداعی کا جز ہے اسی تاریخ (۱۰ ذی الحجہ ۱۰) سے رسول خدا کے آخر عمر کا
حساب کیا جاتا ہے۔ محدثین نے بھی اسی غدر خیم کی حدیث ثقلین کو صحیح مسلم سے اپنی شرح میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ کتاب التیمم میں
شرح شفاء قاضی عیاض ج ۱ ص ۵۲ مطبوعہ ۱۳۵۲ھ میں صحیح مسلم کی حدیث ثقلین کا آخر عمر میں وارد ہونا لکھا ہے۔

رواہ مسلم فی فضائل ال البيت فی خطبہ
خطبہا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو
راجع من حجۃ الوداع فی آخر عمرہ قال
فیہا ما بعد ایہا الناس انما انا بشر
مثکم یوشک ان یتینی رسول ربی
فاجیبہ وانی تارک فیکم الثقلین الم
روایت کی کہ کو مسلم نے فضائل البیت میں اس خطبہ میں کہ جب کو
بڑا رسول قبول نے اس وقت جب حضرت پلٹ رہے تھے حجۃ الوداع
سے اپنی آخر عمر میں فرمایا اس خطبہ میں کہ گروہ مردم میں ایک بشر
ہوں تمھارے ہی طرح قریب کہ میرے پاس بھیجا ہوا میرے پروردگار
کا آدے اور میں اسکو قبول کر دوں اور میں تمھارے درمیان
دو گراں نقد چیر میں چھوڑتا ہوں۔

روایت مذکورہ کی تائید میں علامہ ابن منظور افریقی اپنے لسان العرب میں امام ازہری کے تہذیب اللغة سے یہ حدیث وارد کرتے ہیں
وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه
قال فی آخر عمرہ انی تارک فیکم الثقلین
کتاب اللہ وعترتی وقال الانزہری حمید اللہ
فی حدیث زید بن ثابت قال قال رسول
اللہ صلعم انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ
وعترتی فانھا لن یفترا قاحتی یرد اعلیٰ الحوض
وقال قال محمد بن اسماعیل وھذا حدیث صحیح
وسلفہ بخو زید بن اسرقم وابو سعید الخدری
وفی بعضہا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ
وعترتی اہل بیتی فجعل العترت اہل البیت
روایت لگتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حضرت نے اپنے آخر عمر میں فرمایا
کہ میں تم کو گروہ میں دو گراں نقد چیر میں چھوڑتا ہوں کتاب خدا اور
عترت اپنی اور کہ ہے امام ازہری نے کہ حدیث زید بن ثابت میں
ہے کہ انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول خدا نے کہ میں تم کو گروہ میں اپنے
بعد دو گراں نقد چیر میں چھوڑتا ہوں کتاب خدا اور اپنی عترت یہ
دونوں ہر گز جدا نہ ہونگے یا تاکہ کہ میرے پاس حوض کوثر پر آؤں
اور کہ ہاں امام ازہری نے کہ کہا ہاں ابن اسحاق نے کہ یہ حدیث صحیح ہے
اور اسکو رفع کیا جو طرحت زید بن اسرقم اور ابو سعید خدری کے اور بعض
روایت میں ہے کہ میں تم کو گروہ میں دو گراں نقد چیر میں چھوڑتا ہوں کتاب
خدا اور اپنی عترت جو کہ میرے البیت میں ہیں عترت کو اہل بیت قرار دیا

حدیث مذکورہ جس کے مخبرین میں زید بن ثابت اور زید بن ارقم اور ابو سعید خدری تین صحابی ہیں جنہوں نے حدیث ثقلین کو کتاب السد اور عرقی یا عرقی المہبتی سے روایت کی ہے اور پھر صیغہ تنبیہ میں مثل لفظ ثقلین کے لفظ انھما لن یفترقا حتی یرد علیہما الخ بھی لائے ہیں جیسا کہ صحیح ترمذی کی روایت مجتہد الاولیاء کی ص ۲۱۶ میں ابو سعید خدری اور زید بن ارقم سے گزری جہاں ہر دو کا جمل السد ہونا بھی ہے لیکن شیخ مسلم صاحب نے زید بن ارقم کی اس حدیث کو تلاش کر کے اپنے صحیح میں وارد کیا ہے جسکو زید بن ارقم نے اس حدیث کے عمدہ الفاظ اور مفید فقرات کو اخفا کیا ہے جسکو ہم نے آخر ص ۲۲۲ سے ص ۲۲۴ تک نقل کیا ہے۔ اس حدیث اور اُس حدیث زید بن ارقم رحمہ اللہ ص ۲۵ کتاب ہذا کو ملا کر تو شیخ مسلم صاحب اور زید بن ارقم کے اخفاے حدیث کا پورا انکشاف ہو جاتا ہے۔

غرض کہ صحیح مسلم کی حدیث ثقلین یوم غدیر خم (۸۰) نبیؐ دالی آخر عمر کی معلوم ہو گئی جس میں حدیث ولایت مع دیگر الفاظ و فقرات کا اخفا لیا گیا ہے جیسا کہ احادیث سے آشکارا ہوتا ہے۔

فائدہ اسی یوم غدیر ماہین مکہ و مدینہ یعنی ۱۸ ذی الحجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر عمر کا حساب ۸۱ یوم والا صحیح مطابق ہوتا ہے
اسی ۱ کو پلٹنے سے ۱۸ ہوتے ہیں اگر اسی عدد ۱۸ کو عدد ۶۳ (رسول خدا کی عمر کی تعداد) میں جمع کیا جائے تو ۸۱ ہوتے ہیں۔ اس حدیث
غدیر خم یعنی حدیث ولایت کو شیخ مسلم صاحب ہی اخفا کنندہ نہیں ہیں بلکہ سب سے اول زید بن ارقم صحابی ہیں۔
چنانچہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۳، ۳۱۲ مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ میں ہے۔

وَعَنْ رِيْدٍ مِّنْ أَسْقَمِ رِصَى اللّٰهِ عِنْدَ مَنْ
كَلَّمَ فَنَزَلَ هَبِ اللّٰهُ بِصَرِي وَكَانَ عَلَى
كَرَمِ اللّٰهِ وَجْهَ دَعَا عَلَى مَنْ كَلَّمَ
زید بن ارقم کہتے ہیں کہ میں اون لوگوں میں تھا جنہوں نے
چھپایا خدا نے مجھ کو اندھا کر دیا اور علی کرم اللہ وجہہ نے چھپانے
والوں پر بددعا فرمائی تھی۔

ایضاً مجمع المطالب خواجہ عبید اللہ سیل امرتسری کے ص ۵۸ نمبر ۵۵ چوتھے باب میں یہ حدیث مرقوم ہے۔

و عن زید بن اسرقمہ قال قال علی الشہداء
رجلاً سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
يقول من كنت مولاه فعلى مولاه اللهم
وال من والاہ وعاد من عادہ فقام
انہی عشر بدریا من جانب الایسر
ومن جانب الایمن فشهد و ابدلک
قال زید بن اسرقمہ فیمین سمع ذلک
اکنہ کتم فذہب اللہ ببصری کان
بندم علی ما فاتہ من الشہادۃ ویستغفر
اخرجه ابو یکرین مردویہ والفقہ المغازی

والطيران في معجم الكبير

اور تاریخ معارف ابن قتیبہ ص ۲۸۶ مطبوعہ یورپ میں اس کے لئے یہ روایت ہے جگانام نہیں لکھا گیا نہ پوری حدیث لکھی گئی و ذکر قوم ان علیاً رضی اللہ عنہ سألہ عن قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ فقال کبرت سکتی و نسیت فقال علی ان کنت کاذا یا فضرک اللہ بیضاء لاواریھا العامة (میں ترجمہ) ایک گروہ نے بیان کیا ہے کہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے اس سے رسالتاً صلعم کے اس قول کے متعلق سوال کیا کہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ تو اس نے جواب دیا کہ میں بڑھا ہو گیا ہوں مجھے اسکی بابت کچھ یاد نہیں ہے پس امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر تو چھوٹا ہے تو خداوند عالم تجھے ایسا برص کر دے کہ اس برص کو عامہ نہ چھپا سکے ان ہر دو حدیثوں سے حدیث فذیر یعنی حدیث ولایت کی عظمت اور اس کی منزلت روز روشن کی طرح معلوم ہوگئی اب یہ تیسری حدیث روضۃ الندیہ سید محمد بن اسماعیل امیر صنعانی کے ص ۶ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۲۲ھ سے نقل کیجاتی ہے جسکو سفیان ابن عیینہ نے اخراج کی ہے یہ وہ شخص ہے جسکی سند سے بخاری نے اپنے صحیح کی پہلی حدیث انکی روایت سے داخل کی ہے وفی تفسیر التعلبی بقولہ تعالیٰ سال سائل بعد اب واقع قال و سئل سفیان بن عیینہ عن قول اللہ عز وجل سال سائل بعد اب واقع فیمین نزلت فقال لقد سأل المتنی عن مسئلۃ ما سألنی بها احد قبلك حدثنی جعفر بن محمد عن ابانہ قال لما کان رسول اللہ صلعم بعد یرخم ینادی الناس فاجتمعوا فاخذ بید علی علیہ السلام فقال من کنت مولاه فعلی مولاه فتشاع ذلك و طار فی البلاد فبلغ ذلك الحارث بن النعمان الفہری قال رسول اللہ الخ

مسئلہ اولیٰ نقل فرمایا حدیث ابانہ بن جعفر بن محمد

امام قبلی اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ سے کسی نے سوال کیا کہ آیت سال سائل بعد اب واقع کس کے حق میں نازل ہوئی ہے سفیان بن عیینہ سائل سے کہنے لگے تو نے مجھے ایک ایسا سوال پوچھا ہے کہ تجھے پہلے کسی نے نہیں پوچھا مجھے امام جعفر صادق بن محمد باقر علیہما السلام روایت اپنے آبا سے کرام سے بیان فرماتے تھے کہ جب آنحضرت معلوم عذیر خیم کے مقام پر پہنچے اور لوگوں کو جمع کر کے رکے سامنے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا حکام میں مولائوں اسکا علی مولاء ہے اور یہ بات سب لوگوں میں اور نام جگہ مشہور ہوگئی پس یہ خبر حارث بن نعمان فہری کو پہنچی یہ خبر سننے ہی رسول اللہ کے پاس آیا۔

پورا مضمون سیرت طبری ج ۳ ثالث ص ۳۳۳ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ سے نقل ہے۔

ولما شاع قوله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلی مولاه في سائر الامصار و طار في جميع الاقطار بلغ الحارث بن النعمان الفهري فقدم المدينة و اناخ راحلة عند باب المسجد فدخل و البني صلى الله عليه وسلم جالس و حوله اصحابه فجاء حتى خني بين يديه ثم قال يا محمد انك امرتنا ان نشهد ان لا اله الا الله و	اور جب شایع ہوا رسول اللہ کا قول من کنت مولاه فعلی مولاه تمام شہروں میں اور قریوں میں اور پھیل گیا تمام زمین پر اور پہنچی حارث بن نعمان فہری کو یہ خبر پس آیا وہ مدینہ میں اور اور تھا دیار اس نے اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازہ پر اور داخل ہوا اور بنی صلوٰات السدر علیہ بیٹھے ہوئے تھے اور گردنکے لگے اصحاب تھے۔ پس آیا وہ یہاں تک کہ بیٹھ گیا سامنے حضرت کے بچر کما یا محمد آپ نے حکم دیا کہ گواہی دین اسکی دھن اور آپ کی رسالت کی آپ کے اس کہنے کو قبول کیا اور
--	---

انك رسول الله فقبلنا ذلك منك وانك
امرتنا ان نصلی فی اليوم واللیلۃ خمس
صلوات ونصوم شهر رمضان وتزکی
اموالنا ونحج البيت فقبلنا ذلك منك
ثم لم ترض بهذا حتى رفعت بضبعی
ابن عمك فضلتہ وقلت من كنت مولاه
فلی مولاه فهذا شیء من الله او منك
فاحمرت عینا رسول الله صلعم وقال
والله الذی لا اله الا هو انه من الله و
لیس منی قالها ثلاثا فقام الحادث وهو
یقول اللهم ان كان هذا هو الحق من
عندك وفي رواية اللهم ان كان ما
یقول محمد حقاً فارسل علینا حجارة
من السماء او آتتنا بعذاب الیم فوالله ما
بلغ باب المسجد حتی رماه الله بحجر من
السماء فوق علی راسه فخرج من دبره قائماً
وانزل الله تلالاً سأل سائل بغداد
واقم لكافرین لیس له دافع لایة

آپ نے حکم دیا رات اور دن میں پانچ نمازیں ادا کیا کریں
اور روزہ رکھیں ماہ رمضان کا اور زکوٰۃ دین اپنے مالوں
کی اور حج کریں بیت اسد کا میں یہ بھی قبول کیا ہم نے
آپ اس پر بھی راضی نہ ہوئے یہاں تک کہ بلند کیا آپ نے
اپنے ابن عم رضی بن ابیطالب کو انکو فضیلت دی او
کہا آپ نے جبکہ میں مولا ہوں اسکا یہ علی مولا ہے۔ آیا
یہ امر آپ کے جانب سے ہے یا اسد کی طرف سے۔ پس
سرخ ہو گئیں دونوں آنکھیں رسول اسد کی اور فرمایا
حضرت نے قسم وحدہ لا شریک کی یہ حکم اسد ہی کی
طرف سے تھا اور نہ تھا میرے طرف سے اس کلمہ کو تین
مرتبہ فرمایا پس یہ سنکر حارث کھڑا ہو گیا اور کہتا جاتا
تھا پروردگار اگر یہ امر حق ہے تیرے پاس آؤ دوسری روایت
میں یہ ہے ایذا جو محمد کہتے ہیں اگر وہ حق ہو تو بھیج تو پتھر کو
آسمان سے یا لاؤ ہم پر عذاب دردناک پس قسم خدا کی نہ
ہو پتھر تھا وہ مسجد کے دروازہ پر پہنچا کہ ایک پتھر آسمان
سے خدانے پھینکا۔ پس اسکے سر پر گرا اور نکل گیا اسکے
مبرز کے مقام پر پس وہ مریا اسی کے بالے میں خدانے آیت
کی سال سائل بغداد واقم لكافرین لیس له دافع لایة

اسی حدیث ولایت کو رسول خدا نے مع حدیث ثقلین واقع غدیر خم یعنی ۸ ہجری تکبہ کو بکوفت بیان فرمایا ہے اسی حدیث ولایت
یعنی امامت کو سن کر بعض صحابہ نے جنمیں حارث بن نعمان نمری خدمت حضور صلعم میں نہایت بے ادبانه داخل ہو کر اس امر کا اظہار کر کے
کہ یہ امر (فضیلت) من کنت مولاه علی مولاه آپ کی طرف سے ہے یا خدا کی جانب سے ہے جس پر رسول خدا نے قسم کے ساتھ تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ
یہ امر خدا کے حکم سے تھا جس پر حارث عذاب کا طالب ہو کر واصل جہنم ہوا۔ دیکھو ص ۱۵ تا ۱۸ کتاب ہذا۔ اسی مقام غدیر خم واقع ۸ ہجری سے
گیارہ ربیع الاول تک اکاشی دن رسول خدا کے آخر عمر کی روایت ہے جسکو مسلم صاحب کے شیخ الشیوخ امام نہری اور امام ابن اسحاق نے بارہ ربیع الاول
وفات البنی کی روایت کی ہے اور علامہ نووی شارح مسلم نے اپنے شرح میں ذکر کیا ہے نیز اپنی کتاب تہذیب الاسماء واللغات ج۔ ۱ اول
ص ۲۹ میں بھی اس عبارت سے لکھا ہے۔

توفی صلعم ضعی یوم الاثنين لثنتی عشر
لیلة خلت من شهر ربیع الاول سنة احدى

وفات رسول خدا دن چھٹے دو شنبہ کے ۱۰ جبکہ بارہ راتیں
خالی ہوئیں ربیع الاول ۱۱ھ کے مہینہ کی واقع ہوئی اور

عشرة من الهجرة ودفن يوم الثلاثاء حين
نراعت الشمس وقيل ليلة الاربعاء

دفن ہوا رسول خدا ﷺ کے دن بعد زوال شمس اور
کہا گیا ہے کہ شب چارشنبہ میں۔

کرتی ہے

عن عروة توفي يوم الاثنين حين نراعت
الشمس۔

یعنی عروہ نے وفات البنی دو شنبہ کے دن بعد زوال
کے وقت کی روایت کی ہے۔

اس عروہ کی روایت کو صحیح بخاری کی وہ روایت انس صحابی والی باطل کرتی ہے جس میں آخر یوم دو شنبہ کے آخر وقت وفات کی نہایت صحیح روایت ہے اور وہ گیارہ ربیع الاول دو شنبہ کے دن واقع ہونے کی تائید ہے کیونکہ بارگاہ ربیع الاول کے دو شنبہ سے یکم ربیع الاول کو پختنبہ کا دن ہوتا ہے جسکو امام ابن اسحاق اور واقدی اور ابن سعد ۲۹ صفر میں لاکچے ہیں جس سے یکم صفر (پختنبہ) ۱۲ صفر (دو شنبہ) گزر چکا ہے پس یکم ربیع الاول جمعہ (گیارہ ربیع الاول) (دو شنبہ) صریح ثابت ہوا جس میں ایک شب انتیسویں صفر کے شب کی شامل کرنے سے بارہ شین خالی ہونے پر وفات البنی واقع ہوئی اور ۲۸ صفر (چار شنبہ) سے گیارہ ربیع الاول دو شنبہ تک ۱۳ دن مدت مرض البنی صحیح شد کے مطابق اور شب بارہویں ربیع الاول ۳۰ صفر سے بایسویں جمادی الثانی ۳۱ صفر تک کل مدت دو سال تین مہینے دس راتوں حضرت ابوبکر کے زندہ رہنے کی بعد وفات رسول خدا - حدیث مندرجہ ص ۲۰۳ کے موافق ٹھیک ٹھیک ملگئی جس میں ایک شبانہ روز امام زہری نے مدت خلافت میں غلط شمار کیا ہے جسکو ابن اسحاق نے دو سال تین مہینے نو راتیں کہا ہے پس گیارہ ربیع الاول (دو شنبہ) کے مراجعت سے یکم ربیع الاول (جمعہ) ۲۹ صفر (پختنبہ) یکم صفر (پختنبہ) ۳۰ محرم چار شنبہ ۲۹ ویکم محرم (سہ شنبہ) ۲۹ و ۵۰ اذیحہ (دو شنبہ) ۱۴ ذیحہ (سہ شنبہ) ۱۴ ذیحہ چار شنبہ ۸ ذیحہ (پختنبہ) تک یہ کل کیا نئی دن ہو گئے اور عرفہ ۹ ذیحہ کو (سہ شنبہ) واقع ہو کر یوم عرفہ جمعہ کو دو غ و رکب کر دیا۔ اسی ۸ ذیحہ یوم غدیر خم کے اکاسویں دن یوم احقر کو رسول خدا نے پھر حدیث نقلین کا اعادہ فرمایا ہے دیکھو ص ۱۵۵ و ۱۵۶ اور اسی احقر کے دن حضرت نے طلب قرطاس فرمایا جسکی یہ روایت صحیح مسلم جلد ثانی سے نقل ہے۔

قال مسلم حدثني محمد بن رافع وعبد بن
حميد قال ابن رافع نا عبد الرزاق قال نا معمر
عن الزهري عن عبد الله بن عبد الله بن عتبة عن
ابن عباس قال لما حضر رسول الله صلعم
في البيت رجال فيهم عمر بن الخطاب قال النبي
صلعم لهم اكتب لكم كتابا لا تضلون بعده
فقال عمران رسول الله قد غلب عليه الوجع
وعندكم القرآن حسب الكتاب الله فاختلف
اهل البيت فاختلفوا منهم من يقول فخرنا

کہا مسلم نے کہ حدیث کی مجھے محمد بن رافع اور عبد بن حمید نے
کہا ابن رافع نے کہ حدیث کی ہے عبد الرزاق نے کہا حدیث کی
ہم سے عمر نے زہری سے اس نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ
سے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب رسول اکا یوم
احقر ہوا تو دو تکتہ بنو تین عمر بن خطاب اور دیگر صحاب
جمع تھے فرمایا رسول مقبول نے کہ آؤ میں تمھارے لئے کچھ (بھروسہ)
لکھ دوں تاکہ بعد از ان تم گمراہ نہ ہو۔ پس حضرت عمر بوسے کہ پیغمبر صلی
علیہ وسلم کیونچہ ایسا لکھ رہے ہیں۔ تمھارے پاس قرآن موجود ہے
اور وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ اس بات پر حنا و طبرین اختلاف

کتب لکم رسول اللہ کما دالت فضلوں بعدہ
ومنہم من یقول ما قال عمر فلما أکثر واللط
واقع ہوا بعض تو یہ کہتے تھے کہ رسول اللہ کے حکم کی تعمیل کرنا
ضروری ہے تاکہ آنحضرت جو چاہیں تہاے لئے تشریف لائیں
اور بعض حضرت عمر کے ہم زبان تھے جب اس بات پر بہت شور و
اختلاف ہونے لگا تو رسالتاً نے فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ
صلعم قوموا عنی الخ

لیکن بعض لوگوں نے بخاری و مسلم کی اس روایت کا ذکر کیا جو ہمیں یوم اختصار (دوشنبہ) کے بجائے رجب ثانیہ کا ذکر ہے چنانچہ سیرۃ النبوی
شبلی حاشیہ ص ۳۱ میں ہے ”مجھ کو احتیاد کرنی چاہئے کہ کتاب تاریخ حدیث سے ٹکھ کر علم کلام کے دائرہ میں نہ آجائے تاہم جو میری ذاتی تحقیق ہے
میں الفاروق میں لکھ چکا ہوں“

الفاروق ص ۶۱ مطبوعہ کانپور ۱۹۹۰ء میں ہے کہ اپنے وفات سے تین روز پہلے قلم و روایات طلب کیا اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایسی چیز
لکھ چکا کہ تم آئندہ گمراہ نہ ہو گے اس پر حضرت عمر نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آنحضرت کو درد کی شدت ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے۔ حاضرین سے بعضوں
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کر رہے ہیں (نفوذ: سد) روایت میں ہجر کا لفظ ہے جسکے معنی ہذیان کے ہیں طرہ یہ ہے کہ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عمر
ہی نے آنحضرت کے اس ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا تھا (نفوذ: سد) دیکھو الفاروق ص ۶۱

اور سیرۃ النبوی شبلی کے حاشیہ ص ۳۱ میں ہے جن صحابی نے قلم و روایات لائے میں گفتگو کی۔ بخاری میں اسکا نام نہیں لیکن حدیث کی اور کتابوں میں
(شلا صحیح مسلم) بتصریح حضرت عمر کا نام ہے صحیح مسلم میں اُنکے یہ الفاظ ہیں قد غلب علیہ الوجع وعندکم فزان حسبنا کتاب اللہ (صحیح مسلم
کی دوسری روایتوں کے یہ الفاظ) قالوا ان رسول اللہ صلعم یحجر لوگوں نے کہا رسول اللہ (صلعم) بے حواسی (حجر) کی باتیں کرتے ہیں۔
الفاروق کے ص ۶۱ میں ہے۔ اس بحث کے لئے واقعات ذیل پیش نظر رکھنا چاہئے۔

(۱) آنحضرت کم و بیش ۱۳ دن تک بیمار رہے (۲) کاغذ و قلم طلب کرنے کا واقعہ جمعرات کے دن کا ہے جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں بتصریح مذکور ہے
اور چونکہ آنحضرت نے دوشنبہ کے دن انتقال فرمایا اس لئے اس واقعہ کے بعد آنحضرت چار دن تک زندہ رہے (۳) اس تمام مدت بیماری میں
آنحضرت کی نسبت اور کوئی واقعہ اختلاف حواس کا کسی روایت میں کہیں مذکور نہیں ہے (۴) اس واقعہ کے وقت کثرت سے صحابہ موجود تھے
لیکن یہ حدیث باوجود اس کے کہ بہت طریقوں سے مروی ہے (چنانچہ صرف صحیح بخاری میں سات طریقوں سے مذکور ہے) بایں ہمہ بجز عبداللہ بن
عباس کے اور کسی صحابی سے اس واقعہ کے متعلق ایک حرف بھی منقول نہیں ہے

یہاں تک ہم شبلی صاحب کی تحقیق کو قلمبند کر کے صحیحین کے ہر دو حدیثوں پر نظر ڈالتے ہیں۔

چند حدیثوں میں واقعہ طلب قرطاس دوشنبہ کے دن یوم احتصار کا حضرت ابن عباس سے مروی ہے جیسا کہ حاشیہ ص ۳۱ اور ص ۱۹۵ و ۱۹۹ میں
اور بعض حدیث میں ابن عباس سے رجب ثانیہ کے دن کی ہے اس حدیث میں صرف بخاری میں حضرت عمر کا نام نہیں ہے باقی صحیحین کے تمام روایات
میں بالتخصیص حضرت عمر کا نام نہیں ملتا ہے جسکی تائید کی وہ روایت حضرت جابر صحابی کی یوم احتصار کی ہے جسکو امام احمد نے اپنی مسند میں اخراج کی ہے دیکھو
نمبر (۹) صحیح بخاری ص ۱۹۹۔

اور یہ امر قبول کیا گیا ہے کہ اختلاف حواس کا ذکر کسی روایت میں کہیں مذکور نہیں ہے۔ اور یہ بھی تسلیم ہے کہ آنحضرت کل ۱۳ دن بیمار رہے
اور یہ بھی تسلیم ہے کہ آنحضرت چار دوشنبہ کے دن بیمار ہوئے۔

اسی الفاروق کے منہ میں ہے ص ۳۳ ماہ صفر میں آنحضرت نے رومیوں کے مقابلہ کے لئے اسامہ بن زید کو مامور کیا اور تمام اکابر صحابہ کو حکم دیا کہ انکے ساتھ جائیں۔ لوگ تیار ہو چکے تھے کہ اخیر صفر میں آنحضرت بیمار ہو گئے۔

اور سیرت النبی - ج ۲ ص ۱۳۲ میں ہے۔ آغاز ہلاکت سے ایک روز پہلے اسامہ بن زید کو مامور کیا کہ وہ فوج لیکر جائیں اور اون شریون سے اپنے باپ کا انتقام لیں۔

یہ نبی صاحب کا اخیر صفر (۲۸ صفر چار شنبہ تھا) دیکھو وسیلۃ النجات مولوی محمد حسین ص ۱۹ مطبوعہ گلشن فیض مولوی گنج لکھنؤ ۱۳۱۳ھ روز چار شنبہ بست و ششم ماہ صفر آنحضرت راضی تپ و درد سر عارض گشت۔

اور دیکھو تحفہ شاعر عشریہ شاہ عبدالغزیز محدث دہلوی باب ہم ص ۲۲ مطبوعہ ٹرہند ۱۲۹۶ھ روز چار شنبہ بست و ششم سفر مذکور آنحضرت راضی طاری اور دیکھو نمبر (۳) ابن اسحاق صفحہ ۱۱۵ تا ۱۱۶ جمین ۲۸ صفر چار شنبہ کو رسول خدا کا بیمار ہونا اور ۲۹ صفر (پنج شنبہ) کو حضرت ابوبکر و عمر

وغیرہ کا اسامہ بن زید کی ماتحتی میں جنگ روم پر جانے کے لئے مامور ہونا ہے۔ پس نبی صاحب کا اخیر صفر (چار شنبہ) ۲۸ صفر اور اکابر صحابہ کا ۲۹ صفر (پنج شنبہ) کو قنات ہونا ہے۔ چنانچہ سیرت النبی - ج ۲ ص ۱۳۲ میں ہے۔ واقعی اور ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس غزوہ میں آنحضرت نے حضرت ابوبکر اور عمر کو بھی جانے کا حکم دیا تھا۔

یہی پہلا حکم رسول اللہ کا ہے جو ۲۹ صفر (پنج شنبہ) کے دن دیا گیا تھا اور دوسرا حکم وفات سے دو دن پہلے سینچر کے دن ہوا تھا دیکھو نمبر (۳) ابن اسحاق ص ۱۱۵ جسکی تاخیر میں سیرت النبی نبی ج ۲ ص ۱۳۲ میں ہے۔

مصحف ۱۱۵ زانہ مرض الموت میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسامہ بن زید کے زیرِ فہر رومیوں کے مقابلہ کیلئے پھر فرمایا۔ روانہ فرمائیں۔ یہی دوبارہ حکم ہے جو ۲۹ صفر (پنج شنبہ) کے دشوین دن بروز شنبہ وفات سے دو دن پہلے ہوا تھا۔ اسی تاریخ تک صحابہ اسامہ کی ماتحتی کی وجہ سے اور عدم امتثال امر سے متنبہ چھپائے ہوئے تھے اسی شنبہ کے دن رسول خدا نے لوگوں کا طعن آمیز کلمہ سماعت فرما کر نہایت غیظ و غضب سے خطبہ فرمایا ہے اور اسی خطبہ میں کلمہ جہز و اجیش اسامہ لعن اللہ من خلف عنہا سے جنگ روم پر جانے کا حکم دیا ہے۔

غرض کہ اس تیرہ دن مدت مرض النبی میں دو پنج شنبہ واقع ہوئے ہیں ایک ۲۹ صفر کو دوسرا، ربیع الاول کو یہ ظاہر ہے کہ حضرت اکابر روم اسامہ بن زید کی زیرِ فہر صحابہ کی روانگی (جنگ روم) کا حکم دینا وفات سے دو دن پہلے تھا۔ پس واقعہ طلب قرطاس پنج شنبہ کے دن تین یا چار دن پہلے کا غلط اور دو شنبہ کے دن یوم احتضار کا صحیح ہے۔

چنانچہ شاہ عبدالغزیز محدث دہلوی اپنے تحفہ شاعر صحابہ دہم میں دوبارہ طلب قرطاس عین وفات کے دن لکھتے ہیں،

قبل ازین واقعہ آہ ایوم اکملت لکم دینکم اس واقعہ طلب (قرطاس) سے تین مہینے پہلے آہ

نازل شدہ بود ایوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا تھا۔

اور تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن مولوی صدیق حسن خان - ج ۳ ص ۱۶ سطر ۲۰ مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ھ میں ہے۔

قال ابن عباس فمکث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نزول هذه الآية

ہونے آہ ایوم اکملت لکم دینکم کے ۸۱ دن

احد و ثمانین یوماً

پس طلب قرطاس فرمانے کی روایت گیارہ ربیع الاول دوشنبہ یوم احتضار کی صحیح ہے کیونکہ ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۹۰ دنوں پر اور ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم سے ۸۱ دنوں پر گیارہ ربیع الاول دوشنبہ واقع ہوتا ہے جس سے طلب قرطاس کی روایت ابن عباس اور حضرت جابر کندی والی یوم احتضار (وفات کے دن) کی صحیح اور تین دن یا چار دن بختنبہ کے دن کی قطعاً غلط ہے نیز کثرت سے صحابہ کا موجود ہونا اسی احتضار کے دن، دیکھو حدیث ام سلمہ ص ۲۲۸ اور جبکہ حضرت حدیث ثقیلین اور دیگر ارشاد ہدایت بنیاد سے فارغ ہو چکے۔ اور نافرمان صحابہ کو بلفظ تو موعظی اپنے پاس سے اٹھا چکے تو حضرت عباس اور جناب امیر علیہ السلام سے مخاطب ہو کر یہ ارشاد فرمایا ہے (حبکو کتاب مودۃ القرنی سید علی ہمدانی کے مودۃ ص ۲۳ و ۲۵ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) سے نقل کیا جاتا ہے جس سے بھی احتضار ہی کے دن صحابہ کا جھرمٹا ہونا ثابت ہے۔

وعن ابی حمزہ الثمالی عن ابی جعفر الساق
عن امانہ علیہما السلام قال لما مرص
رسول اللہ فی مرضہ الذی تبض فیہ کان
راسہ فی حجر علی والعباس یدب عنہ و
البیت غاص بالہما بحرین والاضار فقال
یا عم اتقبل وصیتی وتنجز حداتی فقال
العباس انا رجل کبیر السن وکثیر العیال
فقال علیہ السلام یا علی اتقبل وصیتی وتنجز
حداتی فحنق علی العبرۃ وما استطاع ان یحبیہ
فاعادہا علیہ فقال علی بابی انت امی نعم
فقال رسول اللہ انت اخی ووصیی ووزیری
وحلیفتی ثم قال یا بلال ہلم سیف رسول
اللہ ذوالفقار فجاء ہر بلال فوضع بین یدئ
رسول اللہ ثم قال یا بلال ہلم مغفر رسول اللہ
ذوالنجدین فجاء بہ فوضعه۔
ثم قال یا بلال ہلم دعو رسول اللہ ذوالفقار فجاء
ثم قال یا بلال ہلم فوس رسول اللہ
المرتجز فاتی بہ فاوثقه۔

ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ امام ابو جعفر محمد باقرین
علی نے ایسے ابار کرام علیہم السلام کی زبانی مجھ سے
روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا مرض الموت میں مبتلا
تھے تو حضرت کا سر افدس علی کی گود میں تھا اور عباس آپ کے
جسم کی حفاظت کر رہے تھے اور تمام گھر مہاجرین اور انصار
سے پڑھا اُسوقت آنحضرت نے عباس سے فرمایا اے
چچا آیا تم میری وصیت کو قبول کر دو گے اور میرے وعدہ
کو پورا کر دو گے؟ عباس نے جواب دیا یا رسول اللہ میں ایک
بڑھا آدمی ہوں اور کثیر العیال ہوں۔ بعد ازاں حضرت نے
علی رضی سے فرمایا کہ اے علی میری وصیت قبول کرتے ہو
اور میرے وعدہ کو وفا کر دو گے؟ اول مرتبہ علی رضی
بوجہ گریح جواب پر قادر نہ ہو سکے حضرت نے دوبارہ اعادہ اس
خطاب کا کیا اُسوقت جناب امیر علیہ السلام نے عرض کیا کہ تیرے
ان باپ آب یرقد ہوں بہت اچھا پھر رسول خدا نے فرمایا
تو میرا بھائی اور میرا وصی ہے اور میرا وزیر ہے اور تو میرا خلیفہ ہے
بعد اس کے بلال کو حکم دیا کہ میری سیف ذوالفقار لاؤ۔ بلال
نے دو برو لاکر حاضر کر دی۔ پھر فرمایا اے بلال مغفر رسول اللہ
کو کچا نام دو النجدین ہے اؤ بلال نے وہ بھی حاضر کی۔ پہلے

سہ یہ وہی ذوالفقار آسمانی تھا کہ جو رسول خدا کیلئے ازل ہوئی تھی کہیں بارہین ایہ کریم و انزلنا الحدید یعنی ہم ہی نے لوہے کو نازل کیا۔ شاید ہم اور تاریخ یعقوبی میں افسح جلد ثانی
ص ۹ میں ہے وہی الذی یزید ذوالفقار قد مدی ان جبریل نزل بہ اسما کان طولہ سبعۃ اشبار و عرضہ سبعمائۃ و نصف ذی و سطہ کالذی تواری ان جناب کی جویہ براہیوں کے پاس
آتی تھی ذوالفقار ہے اور مروی ہے کہ وہ تلوار جبریل آسمان سے لائے تھے جس کا طول سات بالشت اور عرض ایک بالشت تھا اور اس کے بیچ میں ایک اُجھار تھا۔ اور
حدیث حکیم سنائی ۲۶۵ مطبوعہ نوکشتورسہ ۱۳۸۹ھ میں ہے کہ زسدرہ جبریل امین + لافنی کردہ مردہ تھے۔ ذوالفقار کہ ازہشت حدیث + بفرشادہ و دیگر کتب

ثم قال هلم نأخذ رسول الله العصابة فجاء بها فوثقوا
ثم قال يا بلال هلم بردة رسول الله السحاب
فجاء بها فوضعتها -
ثم قال يا بلال هلم قضيب رسول الله
الممشوق فجاء به فوضعه فلم ينزل يدعو
فبنى بعد شيء حتى بالعصا بتر التي كان
يعصب بها بطنه في الحرب ثم نزع الخاتم
فدفعه الى علي ثم قال يا علي اذهب بها
اجمع ما ستودعها ببيتك بشهادة المهاجرين
والانصار ليس لاحد ان ينزعك فيها
بعد فانطلق امير المؤمنين حتى وضعها
في منزله ثم رجع

ورع دات الفصول طلب کی اور پھر گھوڑا جبکہ
نام مرغز تھا طلب کیا۔ پھر ناکہ عضبا اور بردہ سحاب
اور ممشوق دیر و غیرہ طلب کئے
یہا تک کہ وہ عصا بہ کہ جس سے حرب میں رسول خدا
شکم باندھتے تھے طلب کیا
اور بلال نے سب اشیاء حاضر کیں۔

پھر خنایہ سالٹا بنے انگٹری خانم اونگلی سے نکال کر حضرت علی کو عطا
فرمائی (یہ مہر کی انگوٹھی مجز خلیفہ و قائم مقام کے غیر کو نہیں دی جاتی)
اور شاہ دفرایا کہ علی ان رینگے کو لیا اور پھر گھوڑے میں دکھو بٹھاؤ
مہاجرین و انصار کے کیونکہ ان اشیاء پر دعویٰ نہیں ہو سکتا کہ میرے
بعد تھے انکی بابت نزاع کرے چنانچہ حضرت امیر ان سب اشیاء کو
اپنے گھر میں لینگے اور وہاں رکھ کر اور اپنے ناکہ کو بند کر دیا پس تشریف لے گئے

حدیث مذکورہ میں جو الفاظ رسول اللہ نے انہی، وصی، وزیر و خلیفہ کے ارشاد فرمائے ہیں یہ وہی الفاظ ہیں جو اب سے بیس سال
قبل یعنی ہجرت سے تین سال بعد آیا یہ واذن رعشیر تلك الاقربان کے نازل ہونے پر اول تبلیغ میں فرمائے تھے اسکا وعدہ اس امر کے اظہار پر
نمایا تھا کہ جو شخص اس امر (رسالت) میں ہمارا ساتھ دیگا وہی ہمارا وزیر، درجنی اور وصی اور خلیفہ ہوگا۔ اس وقت مجز علی رضی اللہ عنہ کسی نے جواب
نہیں دیا۔ اس لئے آج رسول مقبول نے کہ بیسویں سال کا آخر دن ہے اور تبلیغ رسالت کا آخر وقت ہے اور وفات کے چند لمحے باقی رہ گئے
میں اس وعدہ کا ایفا فرما دیا جسکے ساتھ وہ تمامی اشیاء منقولہ اپنے قائم مقام و جانشین حقیقی کو موجدہ مہاجرین و انصار عطا فرما دیں جیسا
کہ مضمون حدیث سے ظاہر ہو رہا ہے۔ (نمبر ۱۲) عبث بن مسلم بن قتیبہ صاحب تاریخ معارف المتوفی ۲۴۱ھ
اس تاریخ (معارف) میں بھی رسول خدا کا سفر حجۃ الوداع فرماتا ۲۵ھ ذوقعدہ ۳۱ھ ہے جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتیں باقی تھیں جس سے
ذیقعدہ کا کل ۳۰ دن کا ثابت ہے۔ یہ مطبوعہ مصر ۱۳۱۵ھ ہے اس سے قبل یورپ میں بھی طبع ہو چکی ہے۔

توفیق (امام محمد باقر علیہ السلام) صحیح مسلم مجلد ثانی باب حجۃ الی ۳۹۲ حضرت جابر اور امام محمد باقر علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر۔ حدیث ابو بکر بن ابی
شیبہ و اصحاب بن ابراہیم جمیعاً عن صاحب قال ابو بکر عد تناحا تم بن اسماعیل المدنی عن جعفر بن محمد عن ابیہ قال دخلنا
علی حابر بن عبد الله فقال عن القوم حتی انتهی الی فقلت محمد بن علی بن حسین فاهوی بیدہ الی راسی ففتر ع
نذی الاعلی ثم ذرا لاسفل ثم وضع کفه بین یدین وانا یومئذ غلام شاب فقال مرحب بک یا ابن اخی سلی ع عاخر
شئت مسألته وهو اعنی وحضر وقت الصلوة فقام فی ساحة ملتحفا بها کلما وضعها علی منکبہ رجع طرفاها الیہ من صغرها واداء
الی جنبہ علی المشجب فضلی بنا فقلت اخبرنی عن حجة رسول الله صلى الله عليه وسلم
حدیث مذکورہ کا خلاصہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مجلد ثانی ۱۱۵ میں یوں مذکور ہے۔ ابو داؤد امام صحیح مسلم میں حجۃ الوداع کا واقعہ نہایت تفصیل سے مذکور ہے کہ حضرت امام باقر
حضرت جابر سے یہ واقعہ بیان ہو گئے تھے حضرت کے حج کا حال یہ تھا کہ حضرت جابر نے آل رسول کی محبت سے امام باقر کے گریبان کے نئے کھولے اور انکے سینہ پر محبت ہاتھ رکھ کر کہا
بیٹے یہ پھر کیا یہ چاہتے ہیں تمہارا تفصیل صحیح نبوی کے تمام حالات میں لکھے گئے (یہ وارد دم کی ملاقات کا ذکر ہے اہل مرتبہ کی ملاقات کا ذکر اگرچہ نمبر ۱۳) ترمذی میں آئے گا۔

خریج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لخمس لیلال بقین من ذی القعدہ
واقام الناس معهم ثم صدر الی المدینۃ
فاقام بها نقیۃ ذی الحجة من سنة عشر
والحرم و صفر و اتنی عشر لیلۃ من شهر
ربیع الاول سنة احدى عشر ثم قضی
اللہ عز وجل صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنين
وکان مقامہ الی ان قبض عشر سنین
کو امل وقد بلغ من السنین ثلاثا و

ستین سنة (ص ۵۶)

اور صفحہ ۵۶ میں حضرت ابوبکر کی مدت خلافت اور تاریخ وفات میں ہے۔

قال اس اسحاق توفی (الوکد) یوم الجمعة
لتسع لیلال بقین من جمادی الاخر سنة
ثلاث عشرة وکانت خلافتہ سنین و

خلافت دوسال تین مہینے نو راتیں ہیں۔

ثلاثة اشهر و تسع لیلال

تنبیہ لیکن ابن اسحاق کا بیان یوم جمعہ اور سات راتوں باقی یعنی ۲۳ جمادی الثانی ۳۱ھ انتقال ابوبکر ہے اور جو ذیل
کی عبارت سے چہن (سبع لیلال) ہے جس کے بجائے (تسع لیلال غلط طبع ہو گیا ہے۔ ایسی ہی عبارت سفر حج میں (خمس لیلال بقین من
ذیقعدہ) کی جگہ (خمس لیلال بقین من ذی الحجۃ) ہر دو مطبوعہ (یورپ و مصر میں غلط طبع ہے۔

چنانچہ اسد الغابہ ج ۳۔ مطبوعہ ۱۲۸۶ھ ص ۲۳۳ میں ہے۔

قال ابن اسحاق توفی ابوبکر یوم الجمعة سبع لیلال
بقین من جمادی الاخر سنة ثلاث عشرة
ابن اسحاق نے کہا ابوبکر وفات پائی حضرت ابوبکر نے جمعہ کے دن ۲۳ جمادی الثانی
کو جبکہ سات راتیں جمادی الاخر ۳۱ھ کی باقی تھیں۔

اس ۲۳ جمادی الثانی کی مؤید یہ روایت ہے جسکو ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں وارد کیا ہے دیکھو صفحہ ۲۱۲ طبع یورپ
توفی ابوبکر ثمانی لیلال بقین او سبع بقین من جمادی الاخر وفات پائی ابوبکر نے ۲۳ جمادی الثانی کو یا جمادی الثانی کی باقی تھیں۔

توقیق (ابن قتیبة) تاریخ مرآۃ المحققان یا فنی میں ہے۔ عبد اللہ بن مسلم بن قتیبة ابو محمد صاحب التصانیف صدوق قلیل الروایۃ روی عن اسحاق
بن راہویہ و جامع قال الخطیب کان ثقة دینا فاضلاً

ایضاً۔ (الفاروق) بتلی میں ہے (عبد اللہ بن قتیبة المتولد ۲۱۲ھ المتوفی ۲۴۶ھ یہ نامور اور مستند مصنف ہے۔ محدثین بھی اسکے اعتماد اور اعتبار کے قائل ہیں
تاریخ میں اسکی جہر کتاب معارف ہے جو مصر میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ یہ کتاب اگرچہ نہایت مختصر ہے لیکن اس میں مفید معلومات ہیں جو بڑی بڑی کتابوں میں
نہیں ہیں۔ کشف الظنون میں ہے۔ معارف فی تاریخ لابن قتیبة ابی محمد عبد اللہ بن مسلم الدینوری المتوفی ۲۴۶ھ

نمبر (۱۳) ابوالعیسیٰ محمد بن عیسیٰ جامع صحیح ترمذی السنن ۲۹۹ھ

جامع صحیح ترمذی خلیفہ بخاری کہے جاتے ہیں۔ حنکی روایت تاریخ سفر حجۃ الوداع کی ہما نہیں ہائی۔ لیکن اُنکے شیخ محمد بن اسماعیل بخاری نے اپنے صحیح میں متعدد طرق سے تاریخ سفر حج فرمانے کی روایتیں کی ہیں۔

چنانچہ نمبر (۱) ایک) زہری میں عروہ کے طریق حضرت عائشہ کے سند سے اور نمبر (۲) امام مالک میں یحییٰ بن سعید نے عمرہ کے واسطہ حضرت عائشہ کی سند سے اور نمبر (۹) صحیح بخاری اور نمبر (۱۱) صحیح مسلم میں یحییٰ بن سعید نے علاوہ عمرہ کے واسطہ کے قاسم بن محمد کے طریق حضرت عائشہ کی سند سے ۲۵ ذیقعدہ کو جبکہ ۸ ذیقعدہ کے ختم کو پانچ شبیں باقی تھیں۔ سفر حج فرمانے کی روایت کی ہے۔ نیز ترمذی کے شیخ النبیوخ ابن اسحاق نے نمبر (۳) میں انہیں قاسم بن محمد کے واسطہ حضرت عائشہ کی سند سے اسی ۲۵ ذیقعدہ یعنی پانچ شبوں باقی ذیقعدہ کی روایت کی ہے۔

نیز ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے یحییٰ بن سعید انصاری کے طریق عمرہ کے واسطہ حضرت عائشہ کی سند سے اسی ۲۵ ذیقعدہ کو سفر حج فرمانے کی روایتیں کی ہیں چنانچہ

تاریخ بادیت والنہایت حافظ ابن کثیر باب تاریخ خروج علیہ السلام من المدینۃ بحجۃ الوداع کی یہ ہے۔

وا من ماجتہ ومصنفت ابن ابی شیبہ من
اور ابن ماجہ اور مصنف ابن ابی شیبہ نے یحییٰ بن سعید
طرق عن یحییٰ بن سعید الانصاری عن
طریق عن یحییٰ بن سعید الانصاری عن
عمرہ عن عائشۃ قالت خرجنا مع رسول اللہ
کے واسطہ عمرہ کے طریق حضرت عائشہ کے سند سے روایت
کی ہے کہ نکلے ہم لوگ رسول خدا کے ساتھ جبکہ پانچ راتیں ذیقعدہ
صلی اللہ علیہ وسلم الخمس بقین من ذیقعدہ
کی باقی تھیں یعنی ۲۵ ذیقعدہ تھی۔

اس تاریخ کو حضرت کی روانگی نماز ظہر پڑھنے کے بعد ہوئی جسکی یہ حدیث دلالت کرتی ہو
صحیح ترمذی ج ۱۔ اول۔ باب التفسیر فی السفر یعنی باب سفر میں تفسیر کرنے کے بیان میں۔

حدثنا قتیبة بن سعید عن
محمد بن المنکدر و ابراہیم بن ملیسۃ اھما
سمعا انس بن مالک قال صلینا مع النبی صلی
الظہر بالمدينة اربعاً و بذی الخلیفۃ رکعتین
کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے قتیبہ بن سعید بن سفیان بن عیینہ سے
محمد بن منکدر اور ابراہیم بن ملیسہ سے کہا ان دونوں کو نہا ہم نے
انس بن مالک سے کہا اُس نے رسول خدا کے ساتھ ظہر کی نماز میں
میں چار رکعتیں اور دو رکعتیں عصر کی دو رکعتیں پڑھیں یہ حدیث
صحیح ہے۔

حدثنا احمد بن منیع ناھشیم نا یحییٰ بن ابی
اسحاق الحضرمی نا انس بن مالک قال خرجنا
مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المدینۃ الی
مکہ فضلی رکعتین قال قلت لانس کما قام
کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے احمد بن منیع نے ہشیم سے کہا اُس نے
کی ہم سے یحییٰ بن ابی اسحاق حضرمی نے انس بن مالک سے کہا اُس نے
ہم لوگ رسول خدا کیساتھ مدینہ سے طواف کر کے پس دو رکعتیں پڑھیں یحییٰ نے
انس کو پوچھا کہ کتنے دن رسول خدا مکہ میں ٹھہرے۔ کہا اُس نے

وحدیث حسن اسید هذا حدیث حسن
عرب من هذا الوجه ورید بن الحسن وفد
روی عنہ سعید بن سلیمان وغیر واحد
من اهل العلم

اس حدیث میں زید بن حسن انما طی واقع ہیں جسے نصر بن علی جہضمی نے حدیث ثقلین غدیر خم کی حدیث بن اسید اور ابو یعلیٰ و صحابہ سے روایت کی ہے جو گئے آئے گی اور ایک حدیث صفحہ ۱۹۲ تا ۱۹۵ میں نقل ہے ابنین انہ بن علی جہضمی بخاری اور ترمذی اور سلم اور ابو داؤد ابن جہضمی اور نسائی اور ابو حاتم روایت کرتے ہیں جنہوں نے بھی کسی خطبہ کا دن نہیں بتایا اور دوسری حدیث ثقلین مخبر ترمذی جسکو رسول خدا نے یوم عرفہ کے بعد حجۃ الوداع میں فرمایا ہے جو ابو سعید خدری اور زید بن ارقم وغیرہ صحابیوں سے مروی ہے دیکھو صفحہ ۱۲۲ اس میں بھی کوئی پتہ نہیں ہے۔

البتہ ابواب تفسیر القرآن میں جب ہم سورہ مائدہ کی تفسیر میں پہنچے تو پہلی روایت حضرت عمر کی ملی جو اس طور سے منقول ہے۔
من سورۃ المائدۃ حدیث ابن ابی عمرنا سفیان
عن مسعر وغیرہ عن قیس بن مسلم عن طارق
بن شہاب قال قال رجل من الیہود لعمر بن
الخطاب یا امیر المؤمنین لو علینا انزلت ہذہ
الایۃ الیوم اکلنا لکم دینکم و اتممت علیکم
نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا لاخذنا
ذلک الیوم عید انقال عمر فی العلم ای یوم
نزلت ہذہ الایۃ انزلت یوم عرفۃ فی یوم
الجمعة هذا حدیث حسن صحیح

حدیث مذکورہ جسکو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے جسکی حقیقت اور قدر نمبر (۹) بخاری کے صفحہ ۱۴ اور صحیح مسلم کے صفحہ ۲۵۱ میں گزر چکی ہے۔
جسکی روایت حدیث میں مسعودی قیس بن مسلم رحمہ (خارج) سے ثابت ہو چکے ہیں۔ جسکے بارے میں ترمذی نے اپنے صحیح باب فرقہ قدریہ میں یہ روایت
دار کی ہے۔

عن عکرمۃ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صنفان من امتی لعمانی الاسلام
نضیب الرحیۃ والقدریۃ فی الباب عن عمرو بن عمر و رافع بن خدیجہ هذا حدیث حسن غریب (ترجمہ) عکرمہ نے
ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ میری امت میں دو گروہ ہیں کہ انکے واسطے کچھ حصہ اسلام میں نہیں ہے ایک مریضہ و دوسرے
قدریہ اس باب میں عمرو بن عمرو و رافع بن خدیج سے مروی ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تنبیہ یہ حسن غریب صحیح وغیرہ جو کچھ ترمذی نے لکھا ہے وہ اپنے نقطہ نظر سے لکھا ہے اس پر کسی کی تائید نہیں کی گئی ہے کچھ کوئی کہتا ہے کہ یہ حدیث مشکوٰۃ میں ترمذی
کے حوالہ سے غریب لکھی ہے جیسے انما دار الحکمۃ و علی باہا ترمذی کے کسی نسخہ میں حسن غریب اور کسی میں غریب ریاض النفرہ میں یہ حدیث حسن غریب ہے

۱۰۔ اذیحجہ میں جناب موصوف نے سورہ برأت کی تبلیغ اس آیت کریمہ سورہ برأت کے مطابق فرمائی ہے

قوله قل لا۔ واذا ان من الله ورسوله الى الناس يوه الح الح الاكبر ان الله رعى من المشركين ورسول الله ورسوله

رسول کی طرف حج اکبر کے دن (تم) لوگوں کو ماری کیجاتی ہے کہ خدا اور اس کا رسول مشرکوں سے سیرا اور الگ ہے۔

اسی حج اکبر یعنی قربانی کے دن جناب امیر علیہ السلام کا تبلیغ فرمان صحیح القرآن شاہ عبد القادر محدث دہلوی ص ۱۷ مطبوعہ کا پور

تک ۲۷ سے ہوتی ہے۔ فائدہ روایت میں ہے کہ جو وقت یہ سورہ نازل ہوئی آنحضرت نے چالیس آیتیں اول اس سورہ کی حضرت ابو بکر

کو دین اور امیر حاجون کا کیا اور فرمایا کہ اوپر اہل موسم کے پڑھے جو چند روز کے حضرت علیؓ کو پڑھنی عذابا کے سوا کر کے بھیجے سے بھیجا اور فرمایا کہ آیتوں کو ابوبکر سے

لیکر اوپر اہل موسم کے پڑھے محابون نے سبب پوچھا فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام آئے تھے اور کہا اس پیغام کو نوا کر یا جو کوئی تم سے ہو جسے حضرت نے

قربانی کے دن نزدیک حجرہ عقبہ کے آیتوں کو اوپر اہل موسم کے پڑھا عبارت مذکورہ میں لفظ بعد چند روز کے صحیح نہیں ہے۔ دیکھو حدیث صحیح ترمذی

(ص ۳۲) اسی سناد کی دوسری حدیث صحیح امام احمد دیکھو عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للعلامة عینی خفی ج ۸ ص ۴۷ قصہ سورہ برأت۔

قال الامام احمد حد تنلعقان حد تاحماد کہا امام احمد نے کہ حدیث کی ہم سے عفان نے کہا حدیث

عن سمال عن النبی بن مالک عن کی ہم سے حدیث سے اس نے انس بن مالک سے اُسے

رسول الله صلى الله عليه وسلم رسول قبول سے روایت کی ہے بھیجا ساقہ (سورہ) بلاء

بعث برساة مع ابوبکر فلما بلغ ذالخلقة ابوبکر کو پس جبکہ پہنچے ذوالخليفة میں فرمایا حضرت نے

قال لا يبلغها الا انا ورجل من اهل بيتي نہیں تبلیغ کریگا مگر میں خود ہی یا کوئی مرد میرے گھیت

بعث بهامع علی ورواه الترمذی سے پس بھیجا اوس براہ کو ہمراہ علی کے اور روایت کی ترمذی

فارسی ترجمہ فتح الرحمن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی میں ہے مترجم گوید سال ہجرت میں حضرت یوسف صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ

موسم حج فرستاد تا جمود مشرکان را بر اندازد الا چہ ماہ ایشان را فرصت داد تا در امر خود تامل کنند x x x و اول سورہ برأت براستان خواند

اور تفسیر حسینی میں ہے۔

”در روز نحر علی رضی اللہ عنہ نزدیک حجرہ عقبہ آیتہا را بر اہل موسم خواند۔ یعنی قربانی کے دن (۱۰ ذیحجہ) کو علی رضی اللہ عنہ نے حجرہ عقبہ

کے قریب آیتوں کو اوپر اہل موسم کے پڑھا۔

اور دوسری جگہ اسی تفسیر حسینی میں ہے تو رتے لگا کر آیتہا را از روز عید نحر کہ روز تبلیغ است تا دہم ربیع الاول یعنی چار

ہفتین ۱۰ ذیحجہ یوم نحر تبلیغ کے دن سے ۱۰ ربیع الاول تک ہلت دی گئی۔“

غرضیکہ یوم الحج اکبر سے مراد روز عید قربان ہے دراصل یہی عید کا دن ہے جو تمام اسلامی دنیا میں منائی جاتی ہے چونکہ آیہ اکمال دین

کا نزول بعد عصر کے چہشتہ کے دن ہوا ہے جبکہ عشیہ جمعہ کہتے ہیں اور جبکی اکاسوین شب شب دو شنبہ اور اکاسوان روز یوم دو شنبہ اور یوم جمعہ

کا دوسرا وقت عشیہ شنبہ جبکی اکاسوین رات شب ر شنبہ اور اکاسوان دن یوم ر شنبہ پس ترمذی کی مخبرہ حدیث یوم جمعہ والی قطعاً باطل

ہو گئی۔

چونکہ ترمذی نے سورہ المدہ کی آیتوں سے آیہ الیوم الکلت لکم دینکم کا ذکر کیا ہے لہذا سورہ المدہ کے نزول کی تفسیر ابوالفیر الزمران

صحیح ترمذی سے بیان کیا جاتا ہے جسکو ترمذی نے اس باب کے خاتمہ پر بیان کیا ہے۔ حالانکہ اکابر تدا بین لکھنا چاہتے تھے اور یہ حدیث صحیح شرط شیخین کے مطابق ہے جسکو حسن غریب لکھا ہے۔ نیز سورہ المائدہ کے بعد سورہ فتح کو بھی شامل کیا ہے جبکہ نزول واقعہ حدیبیہ میں ہوا۔

قال الترمذی حدثنا قتيبة تابعه الله
بن وهب عن جيبى عن ابى عبد الرحمن
الحلى عن عبد الله بن عمرو قال اخبر سورة
انزلت سورة المائدة والفتح هذا حديث
حسن غريب وقد روى عن ابن عباس
قال اخر سورة انزلت اذا جاء نصر الله
والفتح

کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے قتیبہ نے عبد الرحمن بن
سے اس نے جیبی سے اس نے ابی عبد الرحمن بن ابی اس
نے عبد اللہ بن عمرو سے کہا اس نے سے کچھ سورت جو نازل
ہوئی وہ سورہ المائدہ اور فتح ہے یہ حدیث حسن غریب ہے
اور ابن عباس سے مروی ہے کہ کچھ سورت جو نازل
ہوئی وہ اذا جاء نصر الله والفتح ہے۔

حدیث مذکورہ کو امام احمد بن حنبل نے روایت مذکورہ کے ساتھ عبد اللہ بن عمرو سے صرف سورہ المائدہ کا نزول نازل پر بحالت سفر
وارد کیا ہے دیکھو صفحہ ۱۵۸ حدیث نمبر اول۔ جب ہم نے ابواب تفسیر القرآن میں سورہ فتح کی تفسیر دیکھی تو اسکا نزول سفر حدیبیہ میں ہوا ترمذی
نے لکھا ہے۔

الفاروق بنی۔ ج۔ اول واقعہ حدیبیہ ۳ھ میں ہے۔ غرض معاہدہ صلح لکھا گیا اور اس پر بڑے بڑے اکابر صحابہ کے حسین حضرت عمر
بھی داخل تھے دستخط ثبت ہوئے۔ معاہدہ کے بعد حضرت نے مدینہ منورہ کا قصد کیا۔ راہ میں سورہ فتح نازل ہوئی۔ آنحضرت نے عمر کو بلا کر
فرمایا کہ مجھے آج ایسی صورت نازل ہوئی ہے کہ مجھ کو تمام دنیا کی چیزوں سے محروم ہے یہ کہہ کر آپ نے یہ آیتیں پڑھیں "انفتحنا لک تقاسینا" اور
سیرۃ النبی بنی۔ ج۔ ثانی ص ۱۱۱ ذکر سورہ اذا جاء نصر الله والفتح کے ہے "واحدی نے اسباب الفزول میں لکھا ہے کہ یہ سورت آنحضرت کے
وفات سے دو سال پہلے اتری۔ لیکن ابن القیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے۔ سنہ ۳ھ میں عین تشریق میں اتری یہ دوسری روایت اصل میں
بیہقی کی ہے اور ابن حجر اور ذرقانی نے تصریح کی ہے کہ اسکی سند ضعیف ہے اس لئے واحدی کی روایت صحیح ہے۔"

صحیح ترمذی کی مخرجه روایت میں تنقید کا پہلا لفظ (حسن) ہے جو سورہ المائدہ کے لئے اور دوسرا لفظ (غریب) ہے وہ سورہ الفتح

کیلئے جبکہ نزول چار سال پہلے ہوا پس سورہ المائدہ کا آخر عمر میں نازل ہونا محقق ہوا۔

چنانچہ سند رک حاکم مجملہ ثانی تفسیر سورہ المائدہ میں عبد اللہ بن وہب کے واسطہ سے جن سے ترمذی نے حدیث مذکورہ اخراج کی ہے
جسکے رواہ دی ہیں جو ترمذی کے حدیث میں ہیں اور جسکی مؤید دوسری روایت عبد اللہ بن وہب کی مخرجه حضرت عائشہ کے سند کی بھی لکھی
جاتی ہے۔ یہ دونوں حدیثیں شرط شیخین (بخاری و مسلم) کے مطابق ہیں۔

حدثنا ابو العباس محمد بن يعقوب
حدثنا بحر بن نصر قال قرى على عبد الله
بن وهب اخبرني جيبى بن عبد الله
قال سمعت ابا عبد الرحمن الحلي يقول
حدثني حماد بن عمار بن محمد بن يعقوب
حدثني حماد بن عمار بن محمد بن يعقوب
حدثني حماد بن عمار بن محمد بن يعقوب
حدثني حماد بن عمار بن محمد بن يعقوب

حدیث کی ہم سے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہا
حدیث کی ہم سے بحر بن نصر نے کہا کہ قرؤا کی میرے سامنے عبد
بن وہب نے اخبرنی جیبی بن عبد اللہ
قال سمعت ابا عبد الرحمن الحلی سے کہ وہ حدیث بیان کر رہے تھے
ابو عبد الرحمن حلی سے کہ وہ حدیث بیان کر رہے تھے

قال نزلت سورة المائدة على رسول الله
صلعم في حجة الوداع فيما بين مكة والمدينة
وهو على ناقته فالصدعت كتفها فاول
عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم
سورة مائدة رسول الله صلى الله عليه وسلم
مدینہ کے نازل ہوا اور وہ حضرت ناقہ پر تھے
پس ناقہ کے کندھے درد کرنے لگے تو رسول الله
صلوات الله علیہ اتر پڑے۔

اس حدیث سے سورہ مائدہ کا نزول حجۃ الوداع میں، مین کہ وہ مدینہ کے جبکہ یوم غدیر ۱۸ ذیحجہ کہتے ہیں واقع ہوا جس کا ایک
ایک جز آیہ تبلیغ ہے جہاں یہ آیت تبلیغ کی اُتری درجین سورہ مائدہ کا نزول ثابت ہے جسکے ثبوت میں یہ حدیث اسباب النزول امام واحدی
۱۵۰ مطبوعہ مصر ۱۳۱۵ھ سے لکھی جاتی ہے۔

اخبرنا ابو سعيد محمد بن علي الصفا قال
اخبرنا الحسن بن احمد المحدث قال اخبرنا
محمد بن حمدون بن خالد قال حدثنا محمد
ابن ابراهيم الخلوئي قال حدثنا الحسن بن
حامد سجادة قال حدثنا علي بن عاصم
عن الاعمش و ابی حجاج عن عطية عن
ابي سعيد الخدري قال نزلت هذه الآية
يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك
يوم غدیر خم فی علی بن ابیطالب -
خبروی ہم کو ابو سعید محمد بن علی صفار نے کہا خبر دی
ہم کو کہ حسن بن احمد المحدثی نے کہا خبر دی ہم کو محمد بن
حمدون بن خالد نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن
ابراہیم خلونی نے۔ کہا حدیث، بیان کی ہم سے حسن
بن حامد سجادة نے کہا حدیث بیان کی ہم سے علی بن
عاصم نے اعمش اور ابی حجاج سے اُس نے عطیہ
سے اُس نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیہ
یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک
علی ابن ابیطالب کے بارے میں نازل ہوا

آیہ تبلیغ جبکہ وہ تابعی نے دو صحابی رسول الله صلوات الله علیہ والہ سے یوم غدیر خم ۱۸ ذیحجہ میں اور جناب امیر المومنین
علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہونے کی روایت کی ہے قولہ نازلے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت
رسالتہ والذی یعصمک من الناس (مائل ترجمہ)

(اے رسول جو حکم تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے پہنچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھ لو)
کہ تم نے اسکا کوئی پیغام ہی نہیں پہنچا یا اول تم ڈرو نہیں (خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھیکا۔)
اسی آیت کے بعد تبلیغ کے خاتمہ پر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوا اور حضرت صلعم کیاسی
یوم زندہ رہ کر وفات پائی۔

شاہ دلی احمدی دہلوی اپنے فارسی ترجمہ قرآن موسومہ فتح الرحمن میں آیہ اکمال دین کے نزول میں تحریر فرماتے ہیں:۔
فاین آیت آخر آیات قرآن است بعد ازین
یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم آخر آیات قرآن سے ہے
جسکے بعد کوئی آیت نہیں اُتری۔

اور مرزا محمد بن محمد خان اپنے مفتاح النجاشین تحریر کرتے ہیں و

احمر بن عبد الرزاق السعفی عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الآية يا ايها الرسول بلغ ما انزلك لعل من ربك اخذ النبي صلى الله عليه وسلم بيد علي فقال من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه و اخرج ابن مردوديه عن ابى سعيد الخدري مثله وفي اخره فنزلت اليوم اكملت لكم دينكم فقال النبي صلى الله عليه وسلم اكملت لكم الدين و اتمام النعمت و رضی الرب برسالتي و اولاية علي بن ابي طالب

عبد الرزاق السعفی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب مارل ہوئی یہ آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزلک لعل من ربک اخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بید علی فقال من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه و اخرج ابن مردوديه عن ابى سعيد الخدري مثله وفي اخره فنزلت اليوم اكملت لكم دينكم پس فرمایا رسول خدا نے اسد اکبر اوپر کامل کرنے دین اور نام کرے نعمت اور رضی ہونے رب کے ساتھ میری رسالت اور علی ابن ابیطالب کی ولایت کے۔

اور شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے غنیۃ المطالبین کے صفحہ ۵۲۸ مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور ۱۳۹۹ھ میں بزرگ آیت کے اکملت لکم دینکم کے لکھتے ہیں:-

ثم مكث رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد نزولها احدى وثمانين يوماً ثم قبضه الله تعالى الى رحمة ورضوانه مروى ذلك عن عبد الله بن عباس رضی الله عنه وغيره من المفسرين

پھر مہرے رسول خدا اس آیت کے اُترنے کے بعد ایک اسی دن۔ پھر قبض کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور رضا مندی کی طرف عبد اللہ بن عباس اور سوا اون کے مفسرون سے یہ روایت مروی ہے۔

تاریخ روضۃ الصفا - ج - ثانی - صفحہ ۲۱۰ مطبوعہ بی بی ۱۳۹۹ھ میں بزرگ مدت خلافت ابو بکر کے ہے۔ قبل فی الغنیۃ و کانت خلافت مدت مستتین و ثلاثا عشر لیل

اور غنیۃ (الشیخ عبدالقادر جیلانی) میں ہے کہ مدت خلافت (ابو بکر) دو سال تین مہینے دس راتیں ہیں۔

یہ مدت خلافت ابو بکر ہجری ۱۱ شعبان ۱۱ھ سے تا ۱۱ یومین جادی ۱۱ھ و ۱۱ شعبان ۱۲ھ تک رہی ہوتی ہوئی گیارہ ربیع الاول (دو شنبہ) کو رحلت جناب رسالتاب ہے یکم ربیع الاول جمعہ تک گیارہ دن ۱۱ صفر ۲۹ و یکم صفر (پنجشنبہ) ۲۵ دن ۱۱ محرم ۳۰ کو چار شنبہ ۲۹ و یکم محرم (رہ شنبہ) ۳۰ دن کامل ۲۹ (و یکم ۱۵ ذی الحجہ) (دو شنبہ) ۱۶ ذی الحجہ (رہ شنبہ) ۱۸ ذی الحجہ (چار شنبہ) ۱۸ ذی الحجہ (پنجشنبہ) تک گیارہ دن یہ میزان اکیاسی دن کی ہو گئی اس میں ۹ دن عرفہ تک شامل کر لے جائیں تو تین مہینے کی مدت ہو جاتی ہے اور عرفہ ۹ ذی الحجہ کو (رہ شنبہ ہوتا ہے) شاہ عبدالقادر اپنے اردو ترجمہ موضع القرآن میں آیہ اكمال دین کے بارے میں لکھتے ہیں۔

فائدہ یہ جو فرمایا کہ آج پورا دین تمہارا دے چکا یہ آیت آخر کو اتاری ہے کہ سب احکام اللہ کے نازل ہو چکے تھے اس کے بعد تین مہینے حضرت زندہ رہے (یہ ۹۰ دن بھی اسی گیارہ ربیع الاول پختہ ہیں) یہ مدت ابن عباس کی روایت کے معارض ہے۔ نیز شاہ عبدالقادر اور آنکے پدر شاہ ولی اللہ کے پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کی مخرجہ حدیث ابن عباس کے مخالف ہے پس ۸۰ روز بچہ خنبد سے گیا رہ ربیع الاول ۳۲۵ھ دو شنبہ تک کیا سی یوم کی مطابقت صحیح ہے۔

نیز گیارہویں نامہ منہ حسین پر سن ۹۲۵ھ میں ہے کہ جناب الانعم اللہ بہہ انکی معمولات منظرہ کے حاتیہ پر لکھتے ہیں کہ آپ (شیخ عبدالقادر) کی تاریخ (وفات) ذی قعدہ ۹۲۵ھ ہے۔ چونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فاتحہ شریف ہر مہینہ کی گیارہویں تاریخ کو کیا کرتے تھے۔ اسوجہ سے انکا عرس ہندوستان میں گیا نہ ہویں تاریخ مقرر و مشہور ہو گیا۔ اس مضمون سے بھی وفات البنی گیارہ ربیع الاول ہونا صحیح ہوتا ہے۔ ورنہ ایک روز قبل فاتحہ دینا کیسا ۸۰ روز بچہ سنہ ۳۲۵ھ کو آیت تبلیغ کے نازل ہونے پر رسول خدا نے سب سے پہلے جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے سر اقدس پر عمامہ باندھا ہے۔

چنانچہ سعد الودادی الطیالسی التوفی سنہ ۳۲۵ھ - ج - اول - ۲۳ مطبوعہ حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۲۲ھ میں یہ حدیث ہے۔

حدیث ثابوداؤد قال - عندنا الاشعث	حدیث کی ابو داؤد نے کہ حدیث بیان کی ہم سے اسعث بن سید
بن سعید بن سعد ثنا عبد اللہ بن لبشر عن	وہ کہتا ہے کہ بیان کیا ہم سے عبد اللہ بن بشر نے اور اس نے روایت
ابی راشد الخبازی عن علی قال عن عیسیٰ رسول اللہ	کی ہے اور راشد جباری سے اور اس نے حضرت علی سے کہ فرمایا ان
صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم بعامة	جناب نے میرے سر پر رسول خدا نے اور غدیر خم ایسا عمامہ باندھا
سد لها خلفی ثم قال ان الله عز وجل امدني	کہ جسکے گوشے میرے سر کے پیچھے لٹکا دیے پھر فرمایا روز جنگ بدر
یوم بدر وحين يبلائكة يعقون هذه	خین خدا نے جن ملائکہ سے میری مدد فرمائی وہ وہ سب کے ہی عمامے
فقال ان العامة حاجرة بين الكفر والايمان	باندھے تھے پھر فرمایا عمامہ ایک روک ہے درمیان کفر و ایمان

اسی یوم غدیر خم میں رسول خدا نے ایک عظیم الشان خطبہ دیا ہے جس میں حدیث ثقلین اور حدیث ولایت کو شرح و مبسط سے بیان فرمایا ہے لیکن شیخ ترمذی صاحب ایک مختصر فقرہ حدیث ولایت کا بیان کر کے خاموش ہو گئے اور مقام اور تاریخ اور دن کو چھپا گئے اور اپنی عادت کے مطابق صحیح و متواتر حدیث کو من غریب لکھ گئے۔ چنانچہ ابواب المناقب - ج ثانی میں ہے -

حدیث کی حم سے محمد بن بشار نے کہا کہ حدیث کی ہم سے محمد بن	حدیث ثابوداؤد بن بشار ثنا محمد بن جعفر
جعفر نے شعبہ سے اس سے سلم بن کھیل سے کہا اس نے سنا	ثنا شعبہ عن سلمة بن کھیل قال
میں نے ابو طفیل سے کہ حدیث کرتا تھا ابی سرکھ رضی اللہ عنہ	سمعت ابا الطفیل یحدث ابی
اسید یا زید بن ارقم (شک شعبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم	سرکھتہ او زید بن اسرقم شک شعبہ
آلہ کو سلم سے فرمایا آپ نے جس کا میں مولا ہوں اسکا	عن النبی صلعم قال من كنت مولاه

سہ توفیق (ابو داؤد الطیالسی) تذکرۃ الحفاظ ہی میں جو ابو داؤد الطیالسی مولیٰ حافظ الکبیر سلیمان بن داؤد بن الجارود الفارسی الأصل البصری سمع ابن عیون دین نایل والد ستوای و شعبہ و طبقتہم عنہم واحد و الفلاس و بند اردن و الفلک و خلافت و سنۃ اربع و مائتین۔

فعلی مولاہ حدیث حسن غریب وروی
 شعبہ ہذا الحدیث عن میمون ابی
 عبد اللہ عن زید بن ارقم عن النبی
 صلعم عوفہ و ابو سرحیۃ ہو حذیفۃ بن
 اسید صاحب النبی
 علی مولاہ۔ حدیث حسن غریب ہے اور روایت کیا
 اس کو شعبہ نے میمون ابی عبد اللہ سے اُس نے
 زید بن ارقم سے اُس نے نبی صلعم سے مثل اسکے اور
 ابو سرحیۃ وہ حذیفہ بن اسید ہے جو صاحب
 النبی کہے۔

دوسری حدیث جبکا حالہ ترمذی نے دیا ہے وہند امام احمد سے صفحہ ۱۴۲ میں نقل ہے اور پہلی حدیث مذکورہ صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۵
 نمبر (۹) بخاری میں ہے جس میں حدیث ثقلین اور حدیث ولایت ایک ساتھ مذکور ہے لیکن حکیم ابو عبد اللہ محمد بن علی ترمذی المتوفی ۲۸۵ھ جو
 معاصر جامع صحیح ترمذی ہے اپنے ذوالاصول میں صرف حدیث ثقلین کی روایت وارد کی ہے (منقول عبقات ثقلین - ج - اول صفحہ ۱۳)

حد ثنا نصر بن علی الجھضمی قال حد ثنا
 زید بن الحسن قال حد ثنا معروف بن خربوذ
 الملکی عن ابی الطفیل عامر بن واثلہ
 عن حذیفۃ بن اسید الغفاری قال
 لما صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 من حجۃ الوداع خطب فقال ایھا الناس
 انہ قد نبأ فی اللطیف الخیر انہ لن یعم
 نبی الا مثل نصف عمر الذی یمیر من
 قبل وانی اظن ان یوشک ان ادعی فاجب
 وانی طکم علی الخوض وانی مسائلکم حین
 تردون علی عن الثقلین فانظروا کیف
 تخلفونی فیہما الثقل الاکبر کتاب اللہ
 حدیث کی ہم سے نصر بن علی جھضمی نے کہا حدیث کی ہم
 زید بن حسن نے کہا حدیث کی ہم سے معروف بن خربوذ کی
 نے ابی الطفیل عامر بن واثلہ سے انھوں نے حذیفہ
 بن اسید سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسالتاب
 حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو خطبہ پڑھا اور
 اس میں فرمایا کہ ایھا الناس مجھے خدا کے لطیف و
 خبیر نے خبر دی ہے کہ کوئی نبی زندہ نہیں رہا مگر
 قریب نصف عمر اُس نبی کے جو اس کے قبل تھا
 اور مجھے گمان یہ ہے کہ عنقریب میں داعی اجل
 کو لبیک کہوں گا اور میں تم سے پہلے عرض (کوثر)
 پر جا کر تمہارا منتظر ہوں گا۔ اور جب تم وہاں میرے
 پاس آؤ گے تو میں تم سے ثقلین کے بارے میں سوال کروں گا

توثیق (نصر بن علی) طبقات النحاة سیوطی میں ہے نصر بن علی بن نصر بن علی بن صہبان الجھضمی ابو عمر البصری الصنفی دی عن ابیہ و ابن عبیدہ ترمذی
 (نصر بن علی) و غیرہ الائمۃ الستہ و ابوحاتم و خلق مات سنۃ خمسین و مائتین -

عہ توثیق ابو الطفیل (اصابہ فی تہذیب الصحابہ ابن حجر میں ہے۔ ابو الطفیل عامر بن واثلہ بن عبد اللہ بن عمر بن جھضمی و یقال جمعی بن جدی بن
 سعد بن لیث بن بکر بن عبد بن مناۃ بن علی بن کنانہ الکناانی ثم البیثی راوی البیثی صلی اللہ علیہ وسلم وہی ثاب و حفظ عنہ احادیث قال ابن عدی لہ
 حجۃ و رمی ایضا عن ابی بکر و عمر علی و معاذ و حذیفۃ و ابن مسعود و ابن عباس و نافع بن عبد الحارث و زید بن اسحاق و غیرہ و مروی
 عنہ الزہری و ابو الزبیر و قتادہ و عبد العزیز بن سہیل و عکرمہ بن خالد و عمر بن دینار و یزید بن حبیب و
 معروف بن خربوذ و آخر و قال مسلم مات سنۃ مائۃ و ہوا آخر مات من الصحابہ و قال ابن البرقیات مثله
 اثنتین و مائۃ و ہوا مشہور باسنہ و کنیتہ جلیعاً و عن مبارک بن فضالہ مات سنۃ سبع و مائۃ و قال وہب بن جبر بن حازم
 عن ابیہ کہت بکرمۃ عشر مائۃ و اُس جوازہ فسال ابو الطفیل و قال ابن السکن جارت عنہ روایات ثابتہ اندر راوی البیثی صلعم الخ

سبب طرفہ میں اللہ و طرفہ بایں یکم
 فاستمسکوا لتغزلوا ولا تبدلوا و عتق
 اهل بیعی فانی قد بنانی اللطیف
 الخیر انما لن یفتر قاحق یہ داعی الخیر
 یہی حدیث خزلیہ بن اسید کی مثل ۱۹۵ تا ۱۹۷ کے کتاب
 نیایج المودۃ ص ۳ مطبوعہ ہلالیول اسلام میں محمد الجواب العفدین نے لکھا
 کہ میرے بعد تم نے لکھ ساتھ کیا بڑا دیکھا نقل اکبر کتاب خدا ایک
 سبب ہے جسکا ایک کناہہ خدا کے ہاتھ میں جو اور دوسرا ہتھکا
 ہاتھ میں ہے پس اس سے مستحک ہو کر راہ نہو گے اور اسکو تبدیل نہ کرو
 اور دوسرا نقل میری عزت ہے جو کہ میرے اہل بیت میں اور خدا نے
 مجھے ضروری ہے کہ ان دونوں میں جو انی نہ ہوگی ہر ایک میرا پس
 حوض کوثر پر دار دہو گے۔

اور صاحب فصول المہمہ ابن صبار مالکی ص ۲۳ مطبوعہ طہران سنہ ۱۲۰۲ھ میں صحیح ترمذی کا حوالہ دیتے ہوئے یہ خطبہ وارد فرماتے ہیں
 رواہ الترمذی ایضا عن زید بن اسرقم
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه
 هذا اللفظ بجمعه رواہ الترمذی و
 لم یزد علیہ من اذ غیرہ و هو الزہری
 ذکر الیوم والنمان والمانکان فقال
 لما حج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجة الوداع و عاد
 قاصد المدينة قام بعد یراختم و هو
 مابین مکنه والمدينة وذلك فی
 الیوم الثامن عشر من ذی الحجة الحرام
 فقال ایها الناس انی مسئول وانتم
 مسئولون هل بلغت قالوا اشهد
 انک قد بلغت ونصحت قال وانا
 اشهد قد بلغت ونصحت ثم قال
 ایها الناس الیس تشهدون ان
 لا اله الا الله و انی رسول الله قالوا
 نیز ترمذی نے زید بن اسرقم سے روایت کیا ہے کہ کہا انہوں
 نے جسکا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے مجھ اس لفظ کو ترمذی
 نے روایت کیا ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا
 مگر زہری نے دن اور زمانہ و مکان سب کی
 تفصیل کی ہے چنانچہ کہا ہے کہ حج کیا رسول اللہ
 نے (یعنی حجة الوداع) اور کجالت معاودت بصری
 مدینہ مقام غدیر خم میں جو مابین مکہ و مدینہ
 ہے ۱۸ ذی الحجہ کو قیام فرما کر خطبہ ارشاد کیا پس فرمایا
 ایہا الناس مجھے سوال کیا جائیگا اور تم سے
 بھی سوال ہوگا۔ آیا میں نے رسالت خدا کو
 پہنچایا۔ سب نے کہا ہاں۔ ہم گواہی دیتے
 ہیں کہ آپ نے رسالت خدا کو پہنچایا اور اُن
 کو نصیحت کی۔ آپ نے فرمایا میں بھی اس کی گواہی
 دیتا ہوں۔ پھر فرمایا ایہا الناس آیا تم
 اس کی شہادت نہیں ادا کرتے ہو کہ میں نبی و
 سوائے اللہ کے اور میں رسول اللہ ہوں سب نے کہا

سہ یزید اس حدیث ثقلین کا ہے جسکو حاشیہ ص ۳۳ میں بدون ترجمہ کے نقل کیا گیا ہے۔ سید ابوالحسن یحییٰ نے اپنی کتاب اخبار المدینہ میں جابر بن
 عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں علی اور فضل بن عباس کے سہارے سے منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے
 حاضرین میں تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑا ہوں کہ اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ کتاب خدا میری عزت میں ہیں تم ان سے
 نفرت نہ کرنا اللہ انکے مراتب پر حسد نہ کرنا۔ اُن سے بغض نہ رکھنا اور حکم خدا کے بموجب آپس میں بھائی بھائی بنے رہنا۔ پھر تم کو اپنی عزت
 اہل بیت کے لئے وصیت کرتا ہوں۔

نشہد ان لا اله الا الله وانك رسول
 الله قال وانا اشهد مثل ما شهدتم
 ثم قال ايها الناس قد خلفت
 فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا
 بعدى كتاب الله واهل بيتي الا
 وان اللطيف الخبير اخبرني انهم لن
 يتفرقا حتى يردوا على الحوض وسعة
 حوضي ما بين بصري وصنعاء على
 انيتهم عدد النجوم ان الله سائلكم
 كيف خلفتموني في كتابه وفي اهل بيتي
 ثم قال ايها الناس من ادلى الناس
 بالمومنين قالوا الله ورسوله اولي
 بالمومنين يفعل ذلك ثلاث
 مرات ثم قال في الرابعة واخذ
 بيد علي من تحت مولاه فعلى مولاه اللهم
 وال من والاه وعاد من عاداه الا فليبلغ
 الشاهد الغائب

بنيك ہم گو اہی دیتے ہیں کہ میں کوئی معبود سوا
 خدا کے اور آپ رسول اللہ ہیں اور اپنے فرمایا میں بھی
 مثل تمہارے اسکی شہادت ادا کرتا ہوں۔ پھر فرمایا
 ایہا الناس میں نے تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑی
 ہیں کہ اگر تم انکے ساتھ تسک کرو گے تو ہرگز میرے بعد
 کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ایک کتاب اللہ دوسرے میرے اہلبیت
 آگاہ ہو کہ مجھے لطیف خیر نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا
 ہونگے حتیٰ کہ میرے پاس حوض بردارہ ہوں اور سمت اس
 حوض کی بقدر فاصلہ امین بصری وصنعاء ہے اور زمین
 ظرون ہم عدد ستارہ آسمان میں خدا تم سے باز پرس کرے گا کہ
 کہ تم نے اسکی کتاب اللہ میرے اہلبیت کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا
 پھر فرمایا ایہا الناس مومنوں کے لیے کون نام لوگوں کو اولیٰ ہے بنے کہا
 اللہ اور اسکا رسول اولیٰ ہے تین مرتبہ حضرت نے اس قول
 کی تکرار فرمائی چوتھی مرتبہ حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا
 میں بولا ہوں اسکا علی بولا ہے بار خدا یاد دہشت رکھا اسکو جو علی
 کو دوست رکھے اور دشمن رکھا اسکو جو علی کو دشمن رکھے پھر فرمایا اللہ
 ہو کہ عافریں کو چاہئے کہ جو لوگ اس جلد میں حاضر نہیں ہیں انکو یہ

خبر پہنچا دیں۔

خطبہ مذکورہ میں امام زہری شیخ الشیوخ ترمذی سے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم امین کہہ اور مدینہ کی تصریح ہو گئی جسکو ترمذی کے شیخ
 صاحب صحیح مسلم نے غدیر خم امین کہہ و مدینہ کی تصریح زید بن ارقم کی روایت سے کر چکے ہیں جس میں انھوں نے صرف حدیث ثقلین اخراج کی ہے
 اور حدیث ولایت جسکے لئے رسول خدا میرا راہ اعلان و اظہار کے لئے امود ہوئے اسکو اخفا کر گئے ایسے ہی ترمذی بھی صرف حدیث ولایت کا ایک
 فقرہ لکھ کر حدیث ثقلین واقع غدیر خم کو چھپا گئے دیکھو حدیث ص ۱۹۳ النایت ۱۹ کتاب ہذا۔ اسی واقعہ تبلیغ کے بعد آیہ اکمال دین نازل
 ہوا جسکا شکر یہ رسول اللہ نے اعلان سے فرادیا۔

چنانچہ کتاب اربعین جمال الدین محدث (منقول از معقات الاوارد ولایت ص ۵۶) میں (۹ ذیحجہ پنجشنبہ) کے ساتھ فکر یہ وارد ہے۔

رواہ ابو سعید الخدری وفیہ الاستشہاد روایت کیلئے ابوسعید خدری نے امین استشہاد وشر

بالشعر المذکور وفیہ التاریخ و زیادة مذکور کے ساتھ اور امین تاریخ اور بیان کے اعتبار سے وہ

البیان ما لہ یرو عن غیرہ فقال چیز ہے کہ نہیں روایت کی گئی اس کے غیر سے پس کہا

لما نزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بغدّا
خمر یوم الخمیس ثامن عشر من ذی الحجّة
دعا الناس الی علی فاخذ بضبعیه وفتحها
حتی نظر الناس الی میاض البطی
رسول اللہ صلعم فقال اللہ اکبر الحمد
للہ علی اکمال الدین و اتمام النعمۃ
ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی
من بعدی من کنت مولاه تعلی مولاه
ابوسعید خدری نے جبکہ اسے رسول خداؐ نے غنیمت میں بخشینے
کے دن اٹھارہویں ذیحجہ کو تو بلایا لوگوں کو علی کبریٰ اور کبریٰ علی
کے دفون بازو کو اور تانہ بٹن کیا کہ لوگوں نے آپ کے زیر بغل کی
سفیدی مشاہدہ کی پس فرمایا حضرت نے کہ اللہ اکبر
حمد خداوند عالم دین کے کامل کرنے اور نعمت کے پورا
کرنے پر اور راضی ہوا برادر دگوار میری رسالت اور
میرے بعد علی کی ولایت سے جسکا میں مولا ہوں و صاحب
اختیار ہوں اور کمال علی مولا و صاحب اختیار ہے۔

جمال الدین محدث کی کتاب الرعین سے بروایت ابوسعید خدری ۸ ذیحجہ یوم غدیر خم میں بخشینے کا دن ہونا ثابت ہو گیا جو اہل
جمال الدین محدث کے روضۃ الاحباب کے ماہ صفر کے آخری تاریخوں سے مطابقت کرتا ہے چنانچہ روضۃ الاحباب جلد اول ص ۳۸ مطبوعہ
انوار مجدی لکھنؤ ۱۳۱۰ھ اور مطبوعہ مطبع نامی منشی تیغ بہادر واقع امین آباد ص ۵۲ ۱۲۹۰ھ میں ہے۔

روز و شب نہ بست و ششم ماہ صفر ۱۰۰ھ مذکورہ
حضرت امیر فرمود مردم را کہ ساختگی لشکر کنید
بہتہ حرب روم۔ روز دیگر اسامہ بن زید بن
حارثہ را طلبید و فرمود ترا میرا لشکر میگرددانم برو
تا نواحی ابنی بقتل پدر خویش و بر سر ایشان
تا مخن آور و دستار و دیار ایشان را بسوزد
و روز تری و تا پیش از وصول خبر بدیشان رسی
در روز چہار شنبہ بہت و ششم ماہ مذکور حضرت
را مرض طازی شد و روز دیگر با وجود مرض بہت
مبارک خذ لواے برائے وے عقد فرمود۔
و اعوان ہاجر و انصار مثل ابوبکر صدیق و عمر فاروق
و عثمان و ذوالنورین و سعد بن ابی وقاص و
ابوجہشیدہ بن الجراح و سعید بن زید و قتادہ بن
النفعان و سلمہ بن اسلم بن حریش ماور گشتہ با آنکہ
در آن لشکر ہمراہ اسامہ باشند۔
روضہ کے دن ۲۶ صفر ۱۰۰ھ حضرت نے لوگوں کو جنگ
روم پر جانے کے لئے تیاری کا حکم دیا دوسرے
دن (۲۷ صفر شنبہ) اسامہ بن زید بن حارثہ کو
بلایا کہ ارشاد فرمایا کہ میں تجھکو امیر لشکر کرتا ہوں جاؤ
نواحی ابنی اپنے باپ کے قتل گاہ کو ان پر دوڑ
لے جاؤ اور مال و متاع انکے ملک کو جلا دو اور
جلد تر جاؤ تاکہ اس خبر کے شایع ہونے سے پہلے پہنچ
۲۸ صفر چار شنبہ کے دن حضرت مرض میں مبتلا
ہوئے اور دوسرے دن (۲۹ صفر پنجشنبہ) باوجود
مرض کے اپنے دست مبارک سے اسامہ کے لئے ایک
علم جنگ بنایا اور اعوان ہاجر و انصار کو مثل ابوبکر صدیق
اور عمر فاروق اور عثمان و ذوالنورین اور سعد بن ابی
وقاص اور ابوجہشیدہ بن الجراح و سعید بن زید و قتادہ
بن نفعان و سلمہ بن اسلم بن حریش کو ماور فرمایا
کہ ہمراہ لشکر اسامہ کے رہیں الخ

کتاب الرعین والا ۸ ذیحجہ کا پنجشنبہ جسکا چوتھا روز ۲۲ ذیحجہ (دوشنبہ) ۲۹ ذیحجہ (دوشنبہ) گناہہ روز یکم ۲۹ محرم

قوم قریش سے اور فرمایا ہے جو خرابی ہوئی پہلے امت میں سو ہوگی تم میں جیسے وہ خراب ہوئے پیغمبروں کی مخالفت سے یہ امت خراب ہوئی خلیفہ پر خروج کر کے تفسیر موضح القرآن شاہ عبدالقادر سے سورہ مائدہ کا رسو کھدا کے آخر عمر میں نازل ہونا معلوم کر چکے اس سے قبل نمبر (۱۱) ص ۲۲ میں قاضی شوکانی مبنی (المتوفی ۷۵۸ھ) جو مجتہد مطلق گذرے ہیں جنھوں نے محمد بن کعب قرظی اور ربیع بن انس کی سند سے اسی سورہ مائدہ کا نزول حجة الوداع میں امین کہ مدینہ کے ثابت کر چکے ہیں جسکی آخری آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الخ کو یوم غدیر خم میں وارد کر چکے ہیں جسکی تائید تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن ذاب صدیق حسن خان کے ج ۳ ثالث ص ۸۹ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ سے ہوتی ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال نزلت
ہذہ الایۃ یا ایہا الرسول بلغ ما
انزل الیک من ربک یوم غدیر خم فی علی
ابن ابیطالب

اسی تفسیر فتح البیان کے ص ۲ میں بتفسیر سورہ مائدہ مذکور ہے۔

وعن محمد بن کعب القرظی قال انھا
نزلت فی حجة الوداع فیما بین مکة والمدينة
محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ سورہ مائدہ حجة الوداع

یہ وہی امین کہ مدینہ (غدیر خم کا دن ۸ ذی الحجہ) ہے جسکی تصریح امام زہری شیوخ حدیث ترمذی نے کیا ہے اور امام مسلم صحابہ اپنی صحیح میں زید بن ارقم کی روایت سے وارد فرمایا ہے دیکھو نمبر (۱۱) ص ۲۲
آیہ اثنا عشر نقیبا کی تفسیر سے صاف صاف واضح ہو گیا کہ جب طرح حضرت موسیٰ نے اپنے آخر عمر میں حضرت یوشع کی وصایت و خلافت کا عہد و قرار بنی اسرائیل سے لیا۔

اسی طرح جناب سرور عالم نے اپنی آخر عمر میں کہ ۸۰ دن باقی تھے حضرت علیؑ کی ولایت و خلافت کا عہد و بیان حاضرین طبرہ سے عموماً قریش اور اپنے ازدواج سے خصوصاً لیا۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر اور عمر وغیرہ صحابہ اور اہمات مومنین کا موافق ارشاد پیغمبر خیمہ علی علیہ السلام میں جا کر مبارکباد دینا ہے۔

آیہ نقیبا کی تعداد کے مطابق تعداد خلفا کی یہ روایت سند امام احمد صحیح۔ اول ص ۳۱۲ مطبوعہ مصر ۱۳۱۲ھ سے نقل ہے۔
حد ثنا ابو النضر ثنا ابو عقیل ثنا
حدیث کی ہم سے ابو النضر نے کہا حدیث کی ہم سے ابو عقیل نے
مجالد عن الشعبي عن مسروق قال کنا
مع عبد الله جلوسا فی المسجد یقرئنا
ما فاة رجل فقال یا ابن مسعود هل
حد تکم نبیکم کم یكون من بعدہ خلیفہ
قال نعم کعدة نقیبا بنی اسرائیل
کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ
ایک شخص اُنکے پاس آیا اور کہنے لگا اے بن مسعود آیا آپ لوگوں
کو آپ کے نبی صلعم نے خبر دی ہے کہ میرے بعد کتنے خلیفہ ہونگے
کہنے لگے ہاں مثل بنی اسرائیل کے نقیبا کی تعداد کے۔

دیکھئے امر شاہت میں اشارہ کافی ہوتا ہے جس طرح نقار موسیٰ من عندہ ہوئے اسی طرح خلفا پر بغیر خدا من عندہ تعالیٰ منصوص و منصوب ہوئے۔

حافظ ان کثیر اپنے تفسیر مطبوعہ مصر ۱۳۱۵ھ کے ص ۳۱۰ میں آیہ اثنا عشر نقباً کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-
 وفي التوراة البشارة باسمعيل عليه السلام ان الله يقيم من صلبه اثني عشر عظماً وهم هولاء الخلفاء الاثنا عشر المدكورون في حديث ابن مسعود وجابر بن سمرة

ورین کی بشارت جو اسمیل علیہ السلام پر ہے کہ تحقیق اسد نقائے قائم کرے گا اسمیل علیہ السلام کے صلب سے بارہ بزرگ اور وہ مارہ خلیفہ ہونگے جو ذکر کئے گئے۔ حدیث میں ابن مسعود اور جابر بن سمرة کے۔

جابر بن سمرة والی حدیث صحیح ترمذی جلد ثانی - باب خلفاء کے بیان کی یہ ہے۔

حدثنا ابو كريب ناعم بن عبدة عن سماك بن حرب عن جابر بن سمرة قال قال رسول الله صلعم يكون بعدى اثنا عشر اميراً قال ثم تكلم نسي علم افهمه فسألت الذي يليني فقال كلهم مرق يث هذا حديث حسن صحيح

حدیث کی ہم سے ابو کریب نے کہا حدیث کی ہم سے عمر بن عبید نے سماک بن حرب سے اس نے جابر بن سمرة سے کہا اُس نے فرمایا رسول خدا نے میرے بعد بارہ سردار ہونگے کہا جابر نے پھر آنحضرت نے کچھ بات کی کہ میں نہ سمجھا میں نے اپنے پاس داسا ساتھی سے پوچھا اُس نے کہا کہ فرمایا حضرت نے کہ وہ سب سردار قریش سے ہونگے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لیکن امام ترمذی نے بیابان الروحة ص ۲۵۵ میں سورة القرنيٰ میں ہدائی کے مودۃ غافر کے حوالے سے یہ حدیث لکھا ہے۔
 عن عبد الملك بن عمير عن جابر بن سمرة قال كنت مع ابي عند النبي فسمعت يقول بعدى اثنا عشر خليفة ثم اخفى صوتي فقلت لا ابي ما الذي اخفى صوتي قال قال كلهم من بني هاشم وعن سماك بن حرب مثل ذلك

عبد الملک بن عمیر نے جابر بن سمرة سے روایت کی ہے کہ میں تھا ساتھ اپنے باپ کے نزدیک رسول خدا کے پاس میں نے فرمایا حضرت نے میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے پھر آواز خفی فرمایا۔ پس میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ یہ بیعت خفی کیا فرمایا پس میرے باپ نے کہا کہ فرمایا حضرت نے وہ کل بنی ہاشم سے ہونگے ایسے ہی سماک بن حرب سے مروی ہے۔

یہ بنی ہاشم والی حدیث ضرور صحیح ہے لے لے کہ یہی اولاد اسمیل علیہ السلام ہیں جس کی یہ حدیث صحیح ترمذی کی تائید کرتی ہے۔
 قال الترمذی حدثنا محمد بن اسمعيل (بخاری) نا سليمان بن عبد الرحمن الدمشقي نا الوليد بن مسلم نا الاوزاعي نا شداد

کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے محمد بن اسمیل بخاری نے کہا حدیث کی ہم سے سلیمان بن عبد الرحمن دمشقی نے کہا حدیث کی ہم سے ولید بن مسلم نے کہا حدیث کی ہم سے اوزاعی نے

ابوعمار ثنی وائل بن الاسقع قال
قال رسول الله صلعم ان الله اصطفى
کنا من ولد اسمعيل واصطفي
قریشا من کنا نروا صطعاها شما
من قریش واصطفانی من سنی هاشم
هذ احادیث حسن غریب صحیح
سند او ابوعمار سے کہا اُس نے کہ حدیث کی مجھے
وائل بن اسقع نے کہ فرمایا پھر بخدا نے کہ تحقیق ان حضرت اسمعیل
کی اولاد سے کنا کو برگزیدہ کیا اور کنا نہ سے قریش
کو برگزیدہ کیا اور قریش سے ہاشم کو برگزیدہ
کیا اور بنی ہاشم سے محمد کو برگزیدہ کیا۔ یہ حدیث
حسن غریب صحیح ہے۔

یہ بنی ہاشم اولاد اسمعیل علیہ السلام ہیں جنکی شناخت حدیث اصطفیٰ سے ہویدا ہو گئی یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے بت پرستی
انہیں کی۔ انہیں کے بارے میں صد ہا برس قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی تھی۔

قوله قل لے اذ قال ابراهيم رب
اجعل هذا البلد امنا واجنبني و
سنتی ان نعبد الاکھنام
جب ابراہیم نے (خدا سے) عرض کی تھی کہ بدو دگاراں
شہر رکھ (کہ) کو امن و امان کی جگہ بنا دے اور مجھے اور
میری اولاد کو بت پرستی سے بچالے۔

تفسیر حسینی میں بتفسیر آیہ مذکورہ کے ہے۔ "سفیان ابن عیینہ فرمودہ کہ فرزند ان اسمعیل علیہ السلام بحیث دعا
خلیل الرحمن علیہ السلام بت نہ پرستیدند" سفیان ابن عیینہ نے کہا ہے کہ فرزند ان اسمعیل علیہ السلام دعا ابراہیم سے بت پرستی
انہیں کی۔ یہ وہی منتخب شدہ حضرات ہیں جو مصطفیٰ ہوتے آئے یہی محمد وال محمد علیہم السلام ہیں۔ انہیں کے بارے میں عمدۃ القاری
شرح صحیح بخاری جلد نم ۳۷۳ مطبوعہ مصر ۱۳۸۰ھ میں اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے

وهو الذي خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا وكان سربا قديما

(اور وہی تو وہ (خدا) ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پھر سکون خدا وال اور سسرال والا بنایا اور اسے رسول) تمہارا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے)

عن ابن سيرين ان هذا الاية نزلت
في النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وعلى
بن ابي طالب زوج عليه السلام فاطمة
عليها وهو ابن عمه وزوج ابنته و
كان نسباً وكان صهرا
ابن سيرین نے روایت کی ہے کہ آیہ ربوہادی خلق من الماء بشرا
جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہ السلام کے بارے میں نازل
ہوا ہے تزویج قرآنی حضرت فاطمہ علیہا السلام کی علی علیہ السلام
سے اور وہ چچا کے بیٹے تھے حضرت صلعم کے اور وہ ہر حق صحت کی حاجت
کے ہیں حضرت علی علیہ السلام صائب رضامصارت د دونوں ہوئے

یہی آل محمد ہیں جنہ پر یہ تطہیر نازل ہوا جنہر درود بھیجا فرض قرار دیا گیا ہے۔ دیکھو حدیث نمبر (۱۸) صفحہ ۱۶۹ و ۱۷۰ کتاب ہذا

جسکی تائید کی یہ روایت صحیح ترمذی ابواب الناقب سے لکھی جاتی ہے۔ ہر دو حدیث میں شہر بن حوشب نے ام سلمہ سے روایت کی ہے۔

قال الترمذي حد ثنا محمود بن
غيلان ثنا ابو احمد الترمذي ثنا سفيان
عن زبيد عن شہر بن حوشب عن
کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے محمود بن غیلان نے کہا
حدیث کی ہم سے ابو احمد ترمذی نے کہا حدیث کی ہم سے سفیان
زبید سے اُسے شہر بن حوشب سے اس نے ام سلمہ سے

ام سلمة اب النبی صلعم جل علی
الحسن والحسین وعلی وفاطمة کساء ثم
قال اللهم هو لاء اهل بیتی وحامتی
اذهب عنکم الجبس اهل البیت و
یطهرکم تطهیرا فقالت ام سلمة و
انا معهم یا رسول الله قال انک علی
خیر هذی احدیث حسن صحیح وهو
احسن شیء

کہ رسول خدا نے امام حسن اور امام حسین اور فاطمہ پر
کپڑا ڈالا بھر فرمایا یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں اور خواص
ہیں ان سے پلیدی دو کر کہ اور اچھی طرح سے ان
کو پاک کر بہن کہا ام سلمہ نے اور میں بھی ان کے
ساتھ یا رسول اللہ فرمایا آپ نے تو بہتری پر
ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ سب سے
اچھی ہے جو اس باب میں مروی ہے۔

ارنج المطالب مولوی عبید اللہ سہیل امرتسری ۳۲ مطبوعہ لاہور میں ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و
علی من نور واحد قبل ان یخلق
الله آدم باریعة الالف عام فلم یخلق
الله لعل الخلق رکب ذلک النور فی
صلبہ فلم یزل فی شئ واحد حتی
افترقا فی صلب عبد المطلب ففی
النوۃ و فی علی الخلافة (اخرہ الدلیلی)

دلیلی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا
نے کہ میں اور علی چار ہزار برس آدم سے پہلے ایک نور تھے جب
اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا اس نور کو آدم کے پشت میں
ڈال دیا وہ نور ہمیشہ ایک ہی شے میں رہتا چلا
آیا یہاں تک کہ عبد المطلب کے صلب میں جدا ہو گیا
پس محمد میں نبوت اور علی میں خلافت تھی۔

یہی وجہ ہے کہ رسول مقبول نے متعدد مواقع پر فرمایا ہے کہ علی مجھ سے
یہاں تک کہ صحیح بخاری ج ۱ - ثانی - باب مناقب علی علیہ السلام میں ہے۔

علی بن ابیطالب القرشی الهاشمی
ابی الحسن قال النبی لعلی انت منی و
انا منک

علی بن ابیطالب قرشی ہاشمی ابو الحسن بن فرمایا رسول خدا
نے واسطے علی کے کہ تم مجھ سے ہو اور میں
تم سے ہوں۔

اور اصحابہ فی تیز الصحابہ حافظ ابن حجر عسقلانی میں ہے۔

واخرج الترمذی باسناد قوی عن
عمران بن حصین فی قصۃ قال فیما
رسول اللہ صلعم ما تریدون من
علی ان علیا منی وانا من علی و

ترمذی نے اپنے صحیح میں قوی اسناد کے ساتھ عمران
بن حصین سے روایت کی ہے یہ واقعہ قصد (میں)
میں فرمایا رسول خدا نے کیا ارادہ رکھتے ہو علی کے
بارے میں۔ وہ مجھ سے ہے میں اُس سے ہوں۔

اور وہ میرے بعد کل مومنین کا دالی ہے۔

ہو ولی کل مومن بعدی

اور امام قزوینی اپنے ینایع المودۃ ص ۳۰۳ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۱۱ھ میں لکھتے ہیں:-

وقع لبریدۃ اندکان مع علی و البمن
فقد م المدیۃ مغضاً علیہ و اراد
شکا بته حارۃ احذا من الخمس
فقالوا له اخبرہ لیسقط من عیبہ
ورسول اللہ صلعم لیسع من
وراء الباب فخرج مغضاً فقال ما
بال اقوام ببصون علیا من البعض
علیا فقد البغضی ومن فارق علیا
فقد فارقنی انا علیاً منی وانا منه
خلق من طینتی و خلقت من طینت
اسراہیم وانا افضل من ابراہیم ذریۃ
بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم
یا بریدۃ اما علمت ان لعلی اکثر
من الجاریۃ التي اخذها (ارحوبہ الطبرانی)

واقع ہوئی بریدہ سے یہ بات کہ وہ تھے ساتھ علی علیہ السلام
کے مین مین اوسکے بعد آئے مدینہ مین غضبناک اور اراد
کیا تھا شکایت کا اس نوڈی کی جو لے لیا تھا علی نے خمس
سے پس لوگوں نے کہا کہ خبر در رسول اللہ کو اس واقعہ کی
تاکہ علی انکی نظر سے گرجا مین اور اس واقعہ کو رسول خدا پس
در سے سن رہے تھے پس برآمد ہوئے غضبناک اور آکر
فرمایا کہ کیا ارادہ ہے قوم کا غضبناک کرنے مین
علی کے اور جو غضبناک کرے گا علی کو اُس نے مجھے غضبناک
کیا اور جو شخص مفارقت کر لیا علی سے اُس نے
مجھے مفارقت کی بہ تحقیق علی مجھ سے ہے اور مین علی سے
ہوں۔ علی پیدا کئے گئے میری سٹی سے اور مین پیدا کیا گیا
ابراہیم کی سٹی سے اور مین افضل ہوں ابراہیم سے
اور قولہ تعالیٰ ذریۃ بعضہا من بعض کی تفسیر ہم ہی ہیں
اے بریدہ جانا تم نے اس بات کو کہ واسطے علی کے زیادہ جھگڑ
اُس نوڈی سے جسکو علی نے لے لیا۔

حدیث مذکورہ سے حضرت علی کا طینت رسول خدا سے اور رسول اللہ کا طینت ابراہیم خلیل اللہ سے خلق کیا جانا اور حضرت ابراہیم
سے افضل ہونا معلوم ہو گیا جس میں کہ یہ شریفیہ ان اللہ اصطفیٰ ادم و نوحاً و ال ابراہیم و ال عمران علی العالمین ذریۃ
بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم کا آخری جز شامل ہے جس سے محمد و آل محمد کا مصطفیٰ ہونا اور حدیث اصطفیٰ اسی آیہ کریمہ
کی تفسیر معلوم ہو گئی۔ ال ابراہیم ہی محمد و آل محمد ہیں جنہر درود بھیجنے کی یہ حدیث ہے

صحیح ترمذی ابواب تفسیر القرآن اور صحیح بخاری باب قولہ تعالیٰ ان اللہ و ملائکہ یصلون علی البنی یا ایہا الدین
امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما مین ہے۔

ابن سعود انصاری سے مروی ہے کہ ہمارے پاس رسول خدا
صلعم آئے اس حالت مین کہ ہم سعد بن عبادہ کی مجلس مین
تھے۔ پس آپ سے بشیر بن سعد نے کہا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ
نے امر کیا ہے کہ آپ پر درود بھیجیں تو کس طرح آپ پر

عن ابی سعود الانصاری ان قال اتانا
رسول اللہ صلعم ونحن فی مجلس سعد
بن عبادۃ فقال لبشیر بن سعد
امرنا ان نصلی علیک فکیف نصلی

علیک قال فسکت رسول الله صلعم حتی ظننا ان لم یسئل ثم قال رسول الله صلعم قولوا اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی آل ابراهیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی آل ابراهیم فی العالمین انک حمید مجید والسلام کما علمتم هذا حدیث حسن صحیح -

درویشچین کما اُس نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے کہا آپ سے اس نے سوال کیا ہی نہیں پھر فرمایا رسول خدا نے کو تم اتم صلی علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی آل ابراهیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی آل ابراهیم فی العالمین انک حمید مجید اور سلام اسی طرح ہے جیسا کہ تم سکھائے گئے ہو یہ حدیث حسن صحیح ہے -

دافع ہو کہ یہی بخاری اور مسلم اور ترمذی جہنوں نے نوین دوسوین و گیارہوین امہ اہل بیت کا زمانہ پایا ہے اور انکے معرفت سے محروم رہے اور باوجود درود و سلام کی روایت بیان کرنے کے صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے اسے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ (آلہ) کو ماقط و حذف کر کے اپنے صالح ستہ میں وارد کیا ہے حالانکہ احنس محمد و آل محمد کو امت دیکھی ہے۔ قولہ

واذا تبلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمّن قال انی جاعلک للناس اماما و قال من ذریتی قال لا ینال عہدی الظلمین

جب ابراہیم کو ان کے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا اور انھوں نے پورا کر دیا تو انے فرمایا میں تمکو (لوگوں کا) پیشوا بنائوں گا اور حضرت ابراہیم نے عرض کی اور میری اولاد میں سے فرمایا ان مگر میرے اس عہدہ پر ظالموں کوئی خاؤں نہیں ہو سکتا۔

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی موضح القرآن پر حاشیہ دیتے ہیں بنی اسرائیل بہت مغرور و سپر تھے کہ ہم اولاد ابراہیم میں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو وعدہ دیا کہ نبوت اور بزرگی (امت) میرے گھر میں رہے گی اور ہم ابراہیم کے دین پر ہیں اور اُس کا دین ہر کوئی مانتا ہے اب اللہ تعالیٰ سمجھاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ ابراہیم کی اولاد کو ہے جو نیک راہ چلیں اور اُسکے دھبیٹے تھے پیغمبر ایک مدت اسحاق کی اولاد میں بزرگی رہی اب اسمعیل کی اولاد میں پہنچی اور اسکی دعا ہے دو لون کے حق میں اور فرماتا ہے دین اسلام ہمیشہ ایک ہے سب پیغمبر اور سب امتیں اُسی پر گزریں۔ یہ اسمعیل کی اولاد و محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں۔

امام قندوزی بیابج المودۃ آخر ص ۶۲ و ۶۳ مطبوعہ اسلامبول مطبع (اختر) ۱۳۱۵ھ میں یہ حدیث وارد کرتے ہیں۔

وفی المناقب بلا سناد عن ابی الزبیر المنقبین ابی الزبیر کی نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا مجھکو اور اختیار کیا مجھکو اور قرار دیا مجھکو رسول اور نازل فرمایا میرے اوپر بزرگ ترین کتاب (قرآن مجید) کو پس کہا میں نے اسے پروردگار اور سردار میرے

وفی المناقب بلا سناد عن ابی الزبیر المنقبین ابی الزبیر کی نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا مجھکو اور اختیار کیا مجھکو اور قرار دیا مجھکو رسول اور نازل فرمایا میرے اوپر بزرگ ترین کتاب (قرآن مجید) کو پس کہا میں نے اسے پروردگار اور سردار میرے

حققت الہنی وسیدی و انک ارسلت
موسی الی فرعون فسلک ان
نجعل معہ اخاہ ہارون وزیراً
یشد بہ عضدہ ویصدق بہ قولہ
وانی اسئلک یا سیدی والہی
ان تجعل من اہلی وزیراً تشد بہ
عضدی فاجعل لی علیاً وزیراً و
اخاً واجعل الشجاعت فی قلبہ والبر
الہیۃ علی عہدہ وهو اول من امن
بی وصدقنی واول من وجد اللہ معی
وانی سئل ذلک ربی عزوجل
فاعطانیہ وهو سید الاوصیاء
المقوق بہ سعادۃ و الموت فی طاعتہ
شہادۃ واسمہ فی التورۃ مقرون
الی اسمی و زوجتہ الصدیقۃ الکبری
ابنتی وابناہ سید اشباب اہل
الجنتہ ابنای وهو ہما والا ثمتہ من
بعدهم حجج اللہ علی خلفہ بعد النبیین
وہما ابواب العلم فامنی من تبعہم
نجا من النار ومن اقتدی بہم حتی
الی صراط مستقیم لم یحب اللہ محبتہم
لعبدا لا ادخلہ اللہ الجنۃ

اسی میں بیع المودۃ کے معنی میں ہے۔

عن الاصبغ بن نباتہ عن ابن عباس
رفعہ انا وعلی والحسن والحسین و
تسعۃ من ولد الحسن مطہرون معصونون

تحقیق کہ تو نے بھیجا تھا موسیٰ کو فرعون کی طرف پس سوال کیا
موسیٰ نے تجھ سے کہ قرار دے لے کے ساتھ انکے بھائی ہارون
کو وزیر کر کے سخت کرے تو ہارون کی وجہ سے انکے
بازو کو اور وہ (ہارون) تصدیق کریں انکے قول کی
اور میں بھی تجھ سے سوال کرتا ہوں اے میرے خدا اور
میرے سردار یہ کہ قرار دے میرے اہل میں سے وزیر میرا
کہ اُس کے بوجھ سے میرا بازو مضبوط ہو پس قرار
دے علی کو وزیر اور بھائی میرا اور قرار دے تو شجاعت
کر انکے قلب میں اور لباس دیوے تو ہدایت کا انکے
دشمن پر اور وہ علی اول اسین سے ہیں جو مجھ پر ایمان
لائے اور سب سے پہلے تصدیق میری کی اور سب سے پہلے اُن
لوگوں میں ہیں جنہوں نے خدا کی توحید میرے ساتھ ادا کی تحقیق
کہ میں نے سوال کیا اس امر کا اللہ جل شانہ سے پس اُس نے مجھ پر
کیا وہ علی اور سب سے پہلے تصدیق میری کی اور سب سے پہلے اُن
نحی ہی اور انکی اطاعت میں مرنے والے ہیں اور انکا نام توریت میں
میرے نام کیا تھا ملا ہوا ہے اور انکی زوجہ صدیقہ کراما طہ ذہرا
علیہا السلام ہیں جو میری بیٹی ہیں اور فرزند کے مزارعہ انان بنت ہیں
وہی میرے فرزند ہیں علی بن ابیطالب سے اپنے ذوق زندگانی اور انکے
جو بزرگ ہو گئے وہ محبت میں خدا کے اُسکے مخلوق پر بہت زیادہ دوس
دروازے علم کے ہیں بری اسکی بیوی کی بری کر گیا وہ آتش جہنم سے
نجات پایا جو بری کر گیا ہدایت پاو گیا طہ منیع کیون نہ بیگنا
اللہ کی محبت کو کسی بندہ کے لئے مگر یہ کہ اس بندہ کو خدا بہشت میں
داخل کرے گا۔

اصبغ بن نباتہ نے ابن عباس سے بلند مرفوع روایت کی ہے
کہ حضرت نے فرمایا کہ میں اور علی اور حسن اور حسین اور نور علیہ
حسین علیہم السلام مطہرون معصومین گناہوں سے۔

فی حیر المنصور السیوطی وفتح القدير
لشوکانی اخرج ابن ابی حاتم عن
ابن عباس فی قوله تعالی والسابقون
السابقون قال یوشع بن نون سبق
الی موسی و مومن ال یسین سبق
العلی بن ابی طالب سبق الی
رسول الله صلعم

تفسیر در متور سبوطی ادقیر فتح نقیر لشوکانی میں ابن ابی
حاتم نے والسابقون السابقون کی تفسیر میں عبد الصمد بن عباس سے روایت
کی ہے کہ سابق اسلام تین بزرگ ہیں یوشع بن نون جنھوں نے
حضرت موسیٰ کی بہتر ایمان لانے میں سبق کی اور یونان آل یسین
جنھوں نے حضرت عیسیٰ کی بہتر ایمان لانے میں سبق کی اور علی بن
ابیطالب جنھوں نے ہمارے رسول مقبول کی رسالت پر ایمان
لانے میں سبق کی۔

ارجح المطالب خواجہ عبید اللہ امرتسری کے ص ۲۲ میں ہے:۔

عن ابی سعد الخدری عن سلمة
الفارسی قال قلت یا رسول الله کل
نبی وصی فمن وصیک فقال هل
تعلم من وصی موسی قلت نعم یوشع
بن نون قال لم قلت کا نہ کان
اعلمهم قال فان وصی وموضع
سری وخیر من اترک بعدی و
یخیر عدائی ویقتضی دینی علی بن
ابطالب۔

ابو سعید خدری سے روایت کیا کہ سلمہ فارسی نے کہا کہ یا رسول اللہ! ایک نبی کے لئے وصی ہوتا رہا
ہر حضور کا وصی کون ہے۔ فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ موسیٰ کا وصی کون
تھا۔ عرض کیا کہ یوشع بن نون۔ حضرت نے فرمایا کیوں میں نے
گزارش کیا اس لئے کہ وہ حضرت موسیٰ کی امت میں سے
زیادہ عالم تھے آپ نے فرمایا پس میرا وصی اور رازدار اور جن
لوگوں کو میں اپنے بعد چھوڑا ہوں ان میں سے بہتر اور میرے وعدہ کا
پورا کرنے والا اور میرے قرضوں کا ادا کرنے والا علی بن ابیطالب
ہے۔

اور نجارا الا نوار۔ ج ۱ ششم مطبوعہ طهران نصف آخر باب وفاته وغسله ص ۱۰۳ میں یہ حدیث ہے۔

علی بن احمد الدقاق عن حمزة بن القاسم
عن علی بن جئید الرازی عن ابی عوانہ
عن الحسین بن علی عن عبد الرزاق
عن ابیہ عن مینا مولی عبد الرحمن
بن عوف عن عبد الله بن مسعود قال
قلت للنبی صلعم یا رسول من یغسلک
اذا مت فقال یغسل کل نبی وصیه
قلت فمن وصیک یا رسول الله
قال علی بن ابیطالب فقلت کم یغیش

علی بن احمد دقاق نے حمزہ بن قاسم سے انھوں نے ابو عوانہ سے انھوں نے حسین
بن علی سے انھوں نے عبد الرزاق سے انھوں نے ابیہ سے انھوں نے مینا سے انھوں نے
عبد الصمد بن مسعود سے روایت کی ہے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ
آپ کو کون غسل دیگا جب آپ رحلت فرمائیں گے ارشاد
فرمایا کہ غسل دینا ہے ہر نبی کو اس کا وصی کہا میں نے کون
ہے وصی آپ کا یا رسول اللہ فرمایا وہ علی بن
ابطالب ہیں۔ میں کہا میں نے کتنے دنوں تک

بعد لے یا رسول اللہ قال ثلثین سنة
فان یوشع بن نون وصی موسی عاتق بعده
ثلاثین سنة وخرجت علیه صفراء بنت شعیب
زوج موسی فقالت انا احق بالاهل منک فقاتلها
فقتل مقاتلتها واسرها فاحسن اسرها
وفیها انزل الله قتل وقرن فی بیوتک
ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولى

زندہ رہینگے بعد آپ کے یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا
تیس سال اس لئے کہ یوشع بن نون وصی موسی بنیسا
زندہ رہے بد موسی اور خروج کیا تھا یوشع بن نون پر صفراء بنت
شعیب نے جو موسی نے کہ وصایت اور امامت میں میں تم سے زیادہ حق
ہوں پس یوشع نے مقابلہ کیا اسی زوجہ موسی سے قتل کیے گئے
معاذ و مددگار اسکے اور زوجہ موسی کو اسیر کر لیا اور نیک لوگوں کا
اعین کے لئے میں خدا کا قول ہر اور یہ گھر و زمین بچا بیٹھی رہو
اور اگلے زمانہ جاہلیت کی طرح اپنا بناؤ سنگار نہ دکھائی پھر۔

روضۃ الاحباب - ج - اول - ص ۳۹۳ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ قرب وفات النبی کے حال میں ہے۔

حضرت چشم کبنا دو کیفیت اسے عائشہ بن نزدیک
شوبا اور فرمود کہ ویروز ترا وصیت کردم امروز
وصیت ہمان است باید کہ آن موجب عمل نائی
و در ایستہ آنکہ باتمام مطہرات پردہ عصمت و
طہارت گفت بر شما باد کہ گوشہ خاہم خود نگہداریہ
و خود را از نظر نامحرم مصون و محفوظ و مستور
دارید چنانکہ حق قتل فرمود و قرن فی بیوتک
ولا تبرجن تبرج الجاہلیة الاولى

رسول خدا نے آنکھ کھول دیا اور فرمایا اے عاتقہ نزدیک عاتقہ
اُسے فرمایا کلمہ جو وصیت کی گئی ہے آج بھی وہی وصیت
ہے اُسی پر عمل کرنا۔ ایک روایت میں ہے کہ کل ازدواج
سے مخاطب ہو کر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تمپر لازم ہے
کہ اپنے گوشہ خانہ کو نگاہ رکھتے ہوئے نظر نامحرم سے
پوشیدہ اور مخفی رہو جیسا کہ خدا نے تم لوگوں کے
پاسے میں فرمایا ہے (ترجمہ) اور قرار کر لو اپنے گھر و زمین
اور دکھائی نہ پھر وجہا دکھانا و مستور تھا پہلے وقت نادانی کا

ناصح التواریخ - ج - اول - از کتاب اول مطبوعہ طہران میں ہو۔

صفورا دختر شعیب کہ صحیح موسی بود در نیوقت
با یوشع بر خوردید و باغوائی و دتن از منافقین در
خالفت یوشع صدم ہزار تن باوے موافقت
نمود و پیوستگان خود را برداشتہ بر زم آنحضرت
بر وں شد یوشع علیہ السلام نیز دفع متمر دین میان
بر بست و پاسے بزرگ ساز کردہ پادشاه مقتدار و
و اسجاعت را بشکست و صفورا را با سیری بگرفت
و باوے گفت چون با پیغمبر خدا ہم بالین بودہ من
از تو انتقام خواہم کشید و کیفر ترا با موسی گذاشتم

صفورا دختر حضرت شعیب جو حضرت موسی کی زوجہ عقیقہ
یوشع وصی موسی سے ناخوش ہو گئیں اور دو منافقوں
کے بہکانے سے حضرت یوشع مخالف ہو کر ایک لاکھ آدمیوں
سے کہ صفورا سے مل گئے (صفورا) اپنے مددگاروں اور
ہمراہوں کو بیکر حضرت یوشع سے لڑنے کیلئے نکلیں یوشع
علیہ السلام بھی سرکشوں اور منافقوں کے دفعہ کیلئے آمادہ
ہو گئے اور فوج کثیر جمع کر کے ان سے جنگ کی اور لوگوں کو
شکست دی صفورا کو قید کر لیا اور ان سے کہا چونکہ تم پیغمبر
خدا یعنی حضرت موسی کی بھویا رہی ہو اسلئے میں تم سے انتقام

کہ در روز معاد با تو معمول فرماید

انتقام نہ لوں گا اور تمہارے اعمال و افعال کا بدلہ حضرت موسیٰ پر چھوڑا
ہوں تاکہ وہ روز قیامت تم سے مواخذہ فرمائیں

تنبیہ جیسے صفورا زوجہ موسیٰ نے دو منافقوں کے بہکانے سے حضرت یوشع پر خروج کیا ویسے ہی حضرت عایشہ کو بھی دشمن ٹھیکے
چنانچہ روضۃ الاحباب جمال الدین محدث - ج ۳ - ثالث ص ۱۹ تا ۲۱ مطبوعہ مطبع تنبیہا در امین آباد لکھنؤ ۱۲۹۷ھ میں ہے -

کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بلکہ بخانہ ام المؤمنین ام سلمہ
رضی اللہ عنہا رفت چہ سے نیز از مدینہ بغرم حج گذارن
بلکہ رفتہ بود و بعد از تقدیم مراسم تسلیم و تحیت باوے
گفت اے دختر ابوامیہ بدرستیکہ تو اول ضعیفہ هستی کہ
در راہ خدا و رسول ہاجر ت کردی و بواسطہ شرف
داشت حضرت رسالت عظیم الشان و رفیع القدری
و از میان اہمات مؤمنین بخویش و مرزا ممتازی بر تو
پوشیدہ نہ باشد کہ جماعتی از غوغالیان بدرامیر مومنان
عثمان بن عفان خود را در انداختہ اورا بقتل آور دند
و اکنون جسے از مواداران آن خلیفہ مقتول و مظلوم
در صد دان در آمدہ اند کہ از قاتلان او انتقام کشند
و ایشان را بقصاص رسانند و مر ا اخبار کردند کہ
عبداللہ بن عامر در بصرہ صد ہزار شمشیر معد و ہیا
دارد کہ ہمہ ایشان برائے واقعہ عثمان غضبناک و جملہ
طالب خون او گشتہ اند من ہی ترسم کہ میان مسلمانان
بر سر این قضیہ محاربہ و مقاتلہ واقع گردد چہ شود اگر
در سیر بجانب بصرہ با ما موافقت فرمائی شاید کہ خدا تکیا
بسبب اصلاح این امر نماید راوی گوید پس ام سلمہ
بخن درآمد و گفت اے دختر ابو بکر تو بخون عثمان
بازخواست میکنی و بخدا سوگند کہ از اشد مردمان تو

کہ بحالت قیام مکہ ایک ن حضرت عائشہ حضرت ام سلمہ سے
لئے لگئیں جو حج کیلئے مکہ آئی تھیں بعد رسم سلام حضرت
عائشہ نے حضرت ام سلمہ سے کہ کلمۃ بنت ابوامیہ تم
اول وہ بی بی ہو جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی اور بواسطہ
شرف زوجیت تمہاری شان و منزلت عظیم ہے اور
تم اہمات مؤمنین میں اپنے فضائل کی وجہ سے
خصوصیت کے ساتھ ممتاز ہو غالباً تم پر پوشیدہ نہ ہوگا
کہ بلوایون کی ایک جماعت نے امیر المؤمنین عثمان کو لٹکے
گھر میں گھسکر قتل کیا اب اس خلیفہ مقتول کے ہواداران
نے ارادہ کیا ہے کہ قاتلون سے انتقام لیں اور مجھے معلوم
ہو ہے کہ عبداللہ بن عامر نے بصرہ میں ایک لاکھ
فوج مسلح فراہم کی ہے اور وہ سب حضرت عثمان کے
واقعہ پر غضبناک اور طالب قصاص ہیں - میں
درتی ہوں کہ اس قضیہ کی وجہ سے مسلمانوں میں
محاربہ اور مقاتلہ واقع ہوگا - کیا اچھا ہو اگر سفر
بصرہ میں تم بھی میرے ساتھ موافقت کرو شاید
خدا ہلوگوں کے سبب سے اس امر کی اصلاح
کر دے اور خون عثمان کے قصاص کا عقدہ تعویق
کھول دے - ام سلمہ نے کہا اے دختر ابو بکر تم خون
عثمان کا بدلہ لینا چاہتی ہو حالانکہ قسم بخدا تم ان پر

سے توثیق (کتاب روضۃ الاحباب) حطہ فی ذکر الصحاح اللہ مولیٰ صدیق حسن خان میں ہے - و کتاب روضۃ الاحباب للید جمال الدین
المحدث حسن السیر لکن تیسرت نسخہ صحیحہ منہ خالیۃ عن اللاحق و التحریف و درارج للشیخ عبدالحق الدہلوی و السیرۃ الثانیۃ و المواعظ اللدنیہ
من بیوطات السیر -

بودی از روئے قهر و غضب و اورا پہنچ نام نہی
 خواندی مگر بہ نفل و می گفتی لعن اللہ نعلہ
 و قتل اللہ نعلہ دیروز اور اسب و شتم می کردی
 و بہ کفر منسوب می ساختی و امروزمیر المؤمنین
 و خلیفہ مقتول میگوئی و خود را در قضیہ ادب و صورت
 اہل تعزیت و مصیبت می نمائی و موافقت
 میکنی با جماعتی کہ بر علی بن ابیطالب خروج
 کنند چہ مناسب با تو دار و در طلب خون عثمان
 حالانکہ دے مردیت از بنی عبد مناف و تو
 ضعیفہ از بنی تیم و کجک اے عائشہ متفق با طائفہ
 یشوی کہ خروج میکنند بر علی بن ابیطالب کہ میان
 او و حضرت رسالت سلسلہ اخوت و مصاہرت
 محکم است و پسر عم رسول و زوج بتول است
 و مرتبہ خلافت و ریاست و وراثت در میان
 اہل روزگار وے را مسلم جمہور مہاجر و انصار
 از حضار اصحاب مدینہ با اوسیت نمودہ بخلاف
 و حکومت عائشہ اہل اسلام اورا قبول فرمودہ
 اند و فضلے منیع از فضائل و کمالات و فضائل و
 حالات علی بن ابیطالب بر عائشہ خواند عبد اللہ
 بن زبیر بر دسر اے ام سلمہ ایستادہ بود جبکہ
 سخنان اورا کہ با عایشہ می گفت بہ تفصیل می شنود
 از بیرون سر اے بانگ بر ام سلمہ زد کہ اے دختر
 ابوامیہ ما ترا شناختہ بودیم عداوت ترا با آل
 زبیر (الی ان قال) ام سلمہ از اندرون سر اے
 بجواب عبد اللہ مشغول گشتہ گفت تو و پدر تو
 مرا و امی برید (الی ان قال) گمان می بری مہاجر
 و انصار را کہ راضی و خوشنود شوند بہ پدر تو

سے زیادہ غضبناک عتین اور انکو نفل کے نام
 سے یاد کرنی عتین کہ خدا لعنت کرے نفل کو اور قتل
 کرے نفل کو۔ یس بہ عجیب بات ہے کہ کلمہ تو تم
 اکو سب دشتم کے ساتھ یاد کر کے کفر سے منوب کرتی عتین
 اور آج ان کو امیر المؤمنین اور خلیفہ مقتول و
 مظلوم کہتی ہو اور اسکے عالمہ میں اہل تعزیت و مصیبت
 بنکر اس جماعت کا ساتھ دیتی ہو جس نے علی پر خروج
 کیا ہے سہو طلب خون عثمان کے متعلق ہمارا
 خیال بالکل نامناسب ہے کیونکہ وہ بنی عبد مناف
 سے تھے اور تم بنی تیم ہو اے عائشہ افسوس ہے
 کہ تم اس گروہ سے موافقت کرتی ہو جس نے
 علی بن ابیطالب پر شک و کشتی کی ہے حالانکہ علی رحل
 مقبول کے بجائی اور داما د اور فاطمہ زہرا کے شوہر
 ہیں (اے عائشہ) علی کا مرتبہ خلافت و ریاست
 و وراثت اہل روزگار کے نزدیک مسلم ہے اور اصحاب
 مہاجر و انصار نے انکے مرتبہ خلافت کو قبول کر کے انکی
 بیعت کی ہے اسکے بعد حضرت ام سلمہ نے حضرت علی کے
 بعض فضائل و فضائل کا ذکر کیا۔ عبد اللہ بن
 زبیر گھر کے بیرون در پر کھڑے ہوئے یہ سب باتیں
 سن رہے تھے۔ وہیں سے انھوں نے آواز دی کہ
 اے ام سلمہ تم کو جو آل زبیر سے عداوت
 ہے اس کو میں جانتا ہوں ام سلمہ نے اندر سے جواب
 دیا کہ تم ہی باپ بیٹے تو عائشہ کے لے جانے
 پہنٹے ہو۔ کیا تمہارا گمان ہے کہ علی کی زندگی
 میں مہاجرین و انصار تمہارے باپ زبیر
 اور ان کے مصاحب طلحہ کو اختیار کرنے
 پر راضی ہونگے

زبیر و مصاحب اذ طلحہ و علی در سلک احیاء باشد
 حالانکہ وہ بقول پیغمبر علیہ افضل الصلوات و
 اکمل التحیات ولی ہر مومن و مومنہ بود عبد اللہ
 بن زبیر گفت این حدیث را از زبان آن
 سرور در بیچ ساعتی از ساعات نشیدہ الیم
 ام سلمہ گفت اگر تو نشیدہ خالہ تو کہ عایشہ است
 نشیدہ و انیک خالہ تو (عائشہ) حاضر است
 پرس کہ نشیدہ یا نے و تحقیق کہ ام نشیدہ ام
 از پیغمبر صلعم کہ میفرمود علی خلیفہ فی
 حیاتہ فی ماتی فمن عصاه فقد عصانی
 (اے عایشہ گو ای سیدھی کہ اذان سرور چنین
 نشیدہ عائشہ گفت آری آنگاہ ام سلمہ از
 روئے نصیحت و نیک خواہی گفت اے
 عایشہ بترس از خدا اے در نفس خود در
 امرے کہ ترا رسول صلعم اذان ترسانیدہ و
 مباحث صاحبہ سگان جواب و گفت اے
 عائشہ سو گند میدہم ترا بچند کہ از پیغمبر صلعم
 نہ شنیدی کہ فرمود کہ بے نگذر از شبھا و
 روز ہا کہ سگان آب جواب بر یکے از ازواج
 من صیاح و نباح کنند و ان زن کہ این
 واقعہ اور ایش آید و میان اہل نبی و فساد و
 فتنہ و فساد باشد و در آن زمان کہ حضرت
 این می فرمود من انما اے در دست داشتم
 از غایت اضطراب و قلق از دست من بفتاد
 آن سرور و بجانب من کرد و التفاتے
 فرمود و موجب اضطراب و افتادن آن
 انما اے آب از من پرسید گفتم یا رسول اللہ

حالانکہ بقول پیغمبر علیہ السلام علی ہر مومن و
 مومنہ کے ولی ہن عبد اللہ بن زبیر
 نے کہا کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ کی
 زبان سے کبھی نہیں سنی۔

ام سلمہ نے کہا اگر تم نے نہیں سنی تو
 تمہاری خالہ عائشہ نے سنی ہے اُن سے
 پوچھ لو اور میں نے رسول مقبول کو
 یہ نہ مانتے ہوئے سنا ہے کہ علی
 خلیفہ و نائب ہن میرے تم سب پر
 میری حیات میں اور میری حیات
 میں پس جو شخص نہ فرمانی کرے علی کی پس
 تحقیق کہ نہ فرمانی کی اُس نے میری اے عائشہ
 بولو تم نے یہ حدیث رسول اللہ سے سنی ہے
 حضرت عائشہ نے کہا کہ ہاں سنی ہے پس حضرت
 ام سلمہ نے حضرت عائشہ سے کہا کہ اے عائشہ جس
 امر میں تم کو پیغمبر خدا نے خوف دلایا ہے اس سے
 ڈرو اور صاحبہ کلاب جواب نہ بڑا اے عائشہ میں قسم
 دیکر پوچھتی ہوں کہ کیا تم نے رسول خدا کو یہ کہتے
 ہوئے نہیں سنا کہ عنقریب میری ایک بی بی پر چشمہ
 جواب کے کتے شور کرینگے جو شرکیہ اہل بغاوت و فساد
 ہوگی اور جب وقت آنحضرت نے یہ ارشاد فرمایا اس وقت
 جو ظن میرے ہاتھ میں تھا غایت اضطراب کی وجہ سے گر گیا
 آنحضرت نے مجھے سبب اضطراب دریافت
 فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
 میں اس خیال سے مضطرب ہوں کہ کہیں
 وہ بی بی میں نہ ہوں۔

اضطراب و قلق من از خوف آنست کہ مبادا
آن زن من باشم آن سرور تیسے فرمود
بجانب تو نکاح ہے کردہ و گفت من گمان می برم
کہ آن زن تو باشی اے حمیرا عائشہ ام سلمہ
را در روایت این حدیث تصدیق نمود آنگاہ
ام سلمہ با عائشہ گفت باید کہ فریب نہ یابی از
طلحہ و زبیر الخ

قال ابو الفدا و لما بلغ علیا مسیر عائشہ
و طلحہ و الزبیر الی البصرۃ سار نحوہم
فی اربعۃ الاف من اهل المدینۃ فیہم
اربعۃ مائۃ ممن باع تحت الشجرۃ و
ثمان مائۃ من الانصار و رایتہ
مع ابنہ محمد ابن حنفیہ و علی مہمنۃ
الحسن و علی مہسرة الحسن و علی الخیل
عمار بن یاسر و علی الرجالۃ محمد بن
ابی بکر الصدیق و علی مقدمتہ عبد اللہ
بن عباس۔

انتباہ جناب امیر علیہ السلام ایسے خاتم الوصیین تھے کہ جنکو رسول خدا نے اپنے ازدواج کے طلاق کا اختیار دیدیا تھا خصوصاً
حضرت عائشہ کے بارے میں اپنا وکیل کر دیا تھا۔ یہ اختیار جناب یوشع و صی موسیٰ کو سنہن تھا (دیکھو کتاب کمال مولف صفحہ ۲۹)

- (۱) جیسے جناب یوشع سابق الی موسیٰ تھے
- (۲) جیسے حضرت یوشع و صی موسیٰ چچا کے بیٹے ذریت
ابراہیم و اسحاق تھے
- (۳) جناب یوشع آیہ اثنی عشر نقیباً کے اول نقیب تھے
- (۴) حضرت یوشع فنی (جوان) موسیٰ تھے۔
- (۱) دیسے ہی جناب علی سابق الی محمد (صلعم) تھے
- (۲) دیسے ہی جناب علی و صی محمد (مصطفیٰ صلعم) چچا
کے بیٹے ذریت ابراہیم و اسمعیل تھے۔
- (۳) جناب علی اول امام ابوالائمۃ الطاہرین
گیارہ اماموں کے پدر تھے۔
- (۴) جناب علی فنی (جوان) محمد (صلعم) تھے

لہ قولہ تعالیٰ و اذا قال موسیٰ لفتنہ (جب موسیٰ خضکی ملاقات کو چلے تو) اپنے جوان (موسیٰ یوشع) سے بولے
لہ غزوہ اہدین ہاتھ غیبی سے کلمہ "لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار" کا سنا جانا۔

۵ تاریخ الرسل والملوک ابن جریر طبری ج ۳ - پنجم ص ۳۲۶ مطبوعہ لندن (لیدر) کی یہ حدیث توجہ سے ملاحظہ فرمائیے صفحہ ۲۶۹ کے اُس شق کے ثبوت میں ہے جس کے ایک ہی تب میں حضرت یوشع و صی موسیٰ اور علی و صی محمد کا قتل واقع ہوا۔

حدیثی ابن سنان الفزار قال ثنا ابو عاصم قال ثنا سکی بن عبد العزیز قال نا حفص بن خالد قال حدیثی ابی خالد بن جابر قال سمعت الحسن یقول لما قتل علیہ السلام وفد قاصم حطیباً فقال لقد قتلتم اللیلۃ رجلاً لیلۃ فیہا نزل القرآن و فیہا رفع عیسیٰ بن مریم علیہما السلام و قتل یوشع بن نون فتی موسیٰ علیہ السلام و اللہ ما سبقہ احد کان قبلہ ولا یدرکہ احد یدکون بعدہ واللہ انکان رسول اللہ صلعم لیبغیہ فی السریۃ وجبریل عن بحدینہ و میکائیل عن یسارہ فلا یرجع حتی یفتحہ اللہ علیہ (ترجمہ)

یاسنا مذکورہ حضرت امام حسنؑ سے روایت ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام شہادت پائے تو خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور خدا کی ثنا اور صفت کے بعد فرمانے لگے اے لوگو! خدا کی قسم ہے تم نے آج ایسی رات میں ایک شخص کو قتل کیا ہے جس میں کہ قرآن اُتر رہا ہے اور جس رات میں عیسیٰ بن مریم آسمان پر اُٹھائے گئے اور جس رات میں جناب سلی کے جوان یوشع بن نون قتل ہوئے جس سے پہلے لوگ سبقت نہیں لے گئے اور پچھلے اوس تک نہیں پہنچ سکیں گے جب بنی صلعم انکو اپنی فوج کا سردار بنا کر بھیجا کرتے تھے تو جبریلؑ ان کے دہانے طرف اور میکائیلؑ ان کے بائیں طرف ہوتے تھے جب تک کہ خدا ہی تعالیٰ انکو فتح نہیں دیتا تھا وہ واپس نہیں ہوتے تھے۔

نمبر ۱۲- ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی الحافظ صاحب سنن وخصائص المتوفی سنہ ۳۳ھ

یہ امام نسائی صحاح ستہ سے چھٹے ہیں جنھوں نے بھی تاریخ سفر حجۃ الوداع ۲۵ ذوقعدہ کی روایت کی ہے۔ چنانچہ سنن نسائی کتاب شاکل الحج سے یہ دو حدیثیں نقل کی جاتی ہیں جو حضرت جابر اور حضرت عائشہ سے مروی ہیں۔ کہانجری کو یعقوب بن ابی ایمن نے کلمہ کی کتب میں بھی بن

ابن ابی نعیم قال حدیثی	سعد بن ابی جبشہ قال حدیثی
یحییٰ بن سعید حد ثنا جعفر بن محمد	محمد بن سعید حدیثی کہ میں جابر بن عبد اللہ
حدیثی ابی قال ایتنا جابر بن عبد اللہ	کے پاس گیا اور ان سے رسول اللہؐ کے حال دریافت کیا
فنا لانا عن حجۃ البقی صلعم فحدثنا ان	انھوں نے کہا کہ آپؐ نو سال تک مدینہ میں حج کے زمانہ میں رہے
رسول اللہ صلعم مکث بالمدینۃ تسع	پھر گولن کو اطلاع کی گئی کہ رسول اللہؐ اس سال حج کو تشریف
حج ثم اذن فی الناس ان رسول اللہ صلعم	لیجاؤ گئے تو بہت کثرت سے لوگ مدینہ میں آئے اس
حاج فی هذا العام فنزل المدینۃ بشر	خیال سے کہ آپؐ کی پیروی کریں حج کے کاموں
کثیر کلھم ملق من ان یا تم رسول اللہ صلعم	میں پھر آپؐ نکلے ۲۵ ذی قعدہ کو جبکہ ذیقعدہ

۵ پہلی ملاقات کرنا حضرت جابر کا امام محمد باقر علیہ السلام سے دیکھو حدیث ما شبہ نمبر (۱۳) ص ۲۳۱ - اس کے بعد جبکہ حضرت جابر بن ابیہا ہو گئے تھے تو امام محمد باقر علیہ السلام ان سے مکرر نبوی کے کلام حالات دریافت فرمائے جو مضمون حدیث سے عید ہے۔

و یفعل ما یفعل محمد رسول اللہ صلعم لحسن یقین
من ذی القعدة و خرجنا معہ
کی یا بخ راتین باقی حنین تو ہم لوگ بھی
آپ کے ساتھ ہوئے۔

اخبرونا ہذا بن السری عن ابن ابی زائدہ
قال حدثنی یحییٰ بن سعید قال اخبرتنی
عمرة انہا سمعت عائشة تقول خرجنا
مع رسول اللہ صلعم لحسن یقین من ذی القعدة
کہا خبر دی ہم کو ہذا بن سری نے ابن ابی زائدہ سے
کہا اوس نے حدیث کی مجھے یحییٰ بن سعید نے کہا خبر دی
مجلو عمرہ نے کہ حنین میں نے حضرت عائشہ سے کہ کچھ لوگ
رسول خدا کے ساتھ ۲۵ ذیقعدہ کو جبکہ پانچ راتیں ذیقعدہ کی مانتی تھیں

اس ۲۵ ذیقعدہ کو رسول خدا بعد نماز ظہر کے روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ میں شب بسر فرما کر ۲۶ ذیقعدہ کو بعد نماز ظہر کے

کہ معظمہ کی روانگی ہے۔ دیکھو نمبر ۱۱ صحیح مسلم ص ۲۱۲ اور نمبر (۹) بخاری ص ۱۷۱

اس ذیل کی حدیث سے ۲۶ ذیقعدہ کو بعد نماز ظہر کے روانگی کہ معظمہ کے جانب کی ہے۔

اخبرونا اسحق بن ابراہیم اخبرونا النضر
قال حدثنا الشعث عن الحسن عن انس
ان رسول اللہ صلعم صلی الظهر بالبیداء
ثم ركب وصعد الجبل البیداء و اهل
بالج والعمرۃ حین صلی الظهر۔
خبر دی ہکو اسحاق بن ابراہیم نے کہا خبر دی ہکو نضر نے
کہا حدیث کی ہم سے اشعث نے حسن سے انس سے تحقیق
رسول خدا نے نماز ظہر بیداء میں پڑھی پھر سوار ہوئے
اور بیداء میں پہاڑ پر تشریف لگے اور ایک حج اور عمرہ
کی نماز ظہر پڑھ کر فرمائی۔

اس حدیث حضرت جابر سے ۲۶ ذیقعدہ بعد ظہر کے روانگی سے آٹھ شبوں کے گزرنے پر چوتھی ذیحجہ صبح کو داخلہ کہ معظمہ

اخبرونا عمر ان بن یزید قال اخبرونا
شعیب عن ابن جریج قال عطاء
قال جابر قدم النبی صلعم بکرة
صبيحة رابعة مضت من ذی الحجۃ
کہا ثنائی نے کہ خبر دی ہکو عمر ان بن یزید نے
کہا خبر دی ہکو شعیب نے ابن جریج سے کہا عطاء
نے لکھا جابر نے کہ داخل ہوئے رسول خدا کہ میں صبح
کے وقت چوتھی ذیحجہ کو۔

اسی سنن ثنائی۔ ج۔ ثنائی کتاب مناسک الحج میں یہ حدیث بھی ہے۔

اخبرونا اسحاق بن ابراہیم قال اخبرونا عبد اللہ
کہا کہ خبر دی ہکو اسحاق بن ابراہیم نے کہا کہ خبر دی ہم کو عبد اللہ

سہ ترجمہ (عبد اللہ بن ادریس) تقریب التہذیب فذا بن حجر عسقلانی میں ہے۔ عبد اللہ بن ادریس بن یزید بن عبد الرحمن المادنی ابو محمد الکوفی ثقہ فقیہ حاد بن الثناستات سنہ ۱۸۰ ھ میں
ولہ فیض و سون سنہ ۲۵۰ ھ میں تہذیب التہذیب فذا بن حجر ج۔ ۵ ص ۱۷۱ مطبوعہ حیدرآباد قال العجلی ثقہ ثبت صاحب سند صالح و کان عثمانی و کان یمن کہ جو کلمہ کلا و عثمان بن جابر
تھے تاریخ کال۔ ج ۳ ص ۱۷۱ میں ہے دیابت الانصار الاصل السید انہم حسان بن ثابت و کب بن مالک و مسلم بن مخلد و ابو سعید الخدری و محمد بن مسلمہ النخعیان
من بنی زید بن ثابت و رافع بن خدیج و فضالہ بن عبد و کب بن عمر و کان عثمانیہ فاما حسان بن ثابت کان شاعر لایبالی ما یلین و اما رافع بن ثابت و کلاہ عثمان
الذیوان و بیت المال فلما حصر عثمان قال یا معشر الانصار کوفوا انصار اللہ من تین فقال لہ ابو ایوب ما تنصرون لانا لہ اکثرک من العبدان
و اما کب بن مالک فاستعمل علی صدقہ من یثرب و شک لہ ما اخذ منهم الخ یعنی انصار سے سب نے بیعت کی جناب امیر سے مگر اوان لوگوں نے
خبر عثمانی تھے حسان بن ثابت تو مرد شاعر تھے وہ لایالی تھے۔ زید بن ثابت کو عثمان نے دیوان حوالہ کیا تھا اور بیت المال جب عثمان محاصرہ میں آئے
تو انھیں زید بن ثابت نے لکھے انصار ہم انصار خدا بنجاء و درمیتہ تو ابو ایوب الانصاری نے کہا تو اسوجہ سے نصرت عثمان کرتا چاہتا ہے کہ بیت المال
کو دیا ہے جس سے دستور نواری غلام خریدے ہیں یہ کب بن مالک تو عثمان نے انکو صدقات مزینہ کا حامل بنایا تھا اور جو کچھ صدقات سے لیا تھا سب
ہکو چھوڑ دیا تھا اور کچھ اس سے نہیں لیا۔

من ادریس عن ابيه عن قيس بن سلم
مسلم عن طارق بن شهاب قال قال عیوی
لعمرو علینا نزلت هذه الآية لا تخذناه
عدا ۱۱ لیوم املت لکم دینکم قال عمر
قد علمت الیوم الذی انزلت منیر واللیلۃ
التي انزلت لیلۃ الجمعة ونحن مع
رسول الله صلعم بعرفات

عرفات میں -

واضح ہو کہ یہی حدیث نمبر ۱۱ صحیح مسلم میں حدیث دوم ہے جسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن ادریس کے واسطہ
قیس بن سلم کی سند سے لیلۃ جمع کے لفظ کے ساتھ بیان کیا ہے اور حدیث مذکورہ میں اسحاق بن راہویہ نے عبد اللہ بن ادریس اور قیس بن
سلم کے واسطہ طارق بن شهاب سے لیلۃ الجمعة کے لفظ سے کہا ہے جسکو علامہ نووی نے لیلۃ المزدلفہ یعنی شب دہم ذی الحجہ مانا ہے پس
عرفات میں پنجشنبہ ہوا یعنی ۹ ذیحجہ عرفہ (پنجشنبہ) آنے والی شب دھم ذیحجہ شب جمعہ جن سب کا ابطال اور اسکا اختلاف بخاری و مسلم و ترمذی
میں بوجہ کامل گذر چکا ہے عبد اللہ بن ادریس غسانی ہے جو حضرت امیر کا مخالف تھا اور قیس بن مسلم مرجیہ (خارجی) ہے جسکے باپ
میں رسول اللہ کی حدیث ہے کہ اول کے واسطے کچھ حصہ اسلام میں بہنیں جسکے راوی ابن عباس عمر بن خطاب ابن عمر رافع بن
خدیج بن دیکھو ص ۲۲۲

علامہ ان وجہ کے نمبر (۹) بخاری ص ۱۸۲ میں طبری کی مخرجہ حدیث ابن ابیہو کے طریق ابن عباس کے سند سے آیہ
الیوم املت لکم دینکم کا دو شنبہ کے دن نازل ہونے کی جو روایت نقل ہے اس کو اسحاق بن راہویہ نے محمد بن حرب
کے واسطہ ابن ابیہو کے طریق ابن عباس سے سورہ مائدہ الیوم املت لکم دینکم کا دو شنبہ کے دن نازل ہونا روایت
کی ہے اور امام نسائی نے سورہ مائدہ حضرت کے آخر عمر میں نازل ہونے کی روایت اخراج کی ہے دیکھو صفحہ ۲۲۱ کتاب فدا
پس اسحاق کی ایک روایت آیہ موصوفہ کے نازل ہونے کی عرفہ (پنجشنبہ) کی دوسری روایت دو شنبہ کے دن
کی ہے جس نے عرفہ کی روایت کو خود اپنی ہی روایت سے غلط کر دیا۔

تیسری روایت جو ربیع بن انس کی سند سے حجۃ الوداع میں ماہین کہ و مدینہ کے ارجمند بھی اسحاق نے عبد اللہ بن
ابی جعفر کے واسطہ ربیع بن انس سے حجۃ الوداع میں سفر کی حالت میں سورہ مائدہ کے نازل ہونے کی روایت اخراج کی ہے جس کی
تفصیل آگے نمبر (۱۵) طبری میں آسکی۔ پس آیہ موصوفہ کا نزول یوم عرفہ میں ہر صورت اور ہر شکل سے باطل ہو گیا۔

ص ۱۹۳ میں آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کا نزول واقعہ غدیر میں حدیث دلالت (من کنت
مولا فاعلی مولا) کے اعلان و اظہار کیلئے امام محمد باقر کی سند سے علامہ عینی حنفی اپنے عمدۃ القاری شرح بخاری میں وارد کر چکے
ہیں انھیں امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت آیہ اکمال دین کے نزول کی واقعہ غدیر میں تفسیر مجمع البیان طبری سے سنہ ۱۰ میں مذکور
ہے جسکے بعد ۸ یوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے یہی مدت ابن جریج سے جو شیوخ حدیث سنن نسائی میں وارد ہے۔

اب ہم محمد بن المنثنی کی مخرجہ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر کو بیان کرتے ہیں جنسے شیخ مسلم صاحب نے حدیث آیہ اکمال دین کی عرفہ میں نازل ہونے کی وارد کی ہے اور جس میں یوم حبیہ مشکوک کہا گیا ہے۔

چنانچہ خصائص سنائی ص ۶۶ حدیث نمبر ۸، مطبوعہ مکتبہ مطبع فطرح العجائب ۱۳۰۳ھ لکھی جاتی ہے۔

ابنا نا محمد بن المتنی قال حد ثنا جعی بن حماد قال اخبرنا ابو عوانہ عن
سليمان قال حد ثنا حبيب بن ابی ثابت
عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال
لما رجع رسول الله صلعم من حجة الوداع
ونزل عند يرخما مرد وحات فقمنا
ثم قال كافي قد دعيت فاجبت اني
قد تركت فيكما الثقلين احدهما اكبر
من الآخر كتاب الله وعترتي اهلبتي
فانظروا اكبت تخلفوني فيهما فانهما
لن يفترقا حتى يردا علي الحوض ثم
قال ان الله موكلاني وانا ولي كل
مومن ثم اخذ بيد علي فقال من
كنت وليه فهذا وليه اللهم وال
من والاه وعاد من عاداه فقلت
لزید سمعت من رسول الله صلعم قال
ما كان في الدوحات احد الا راه بعينه
وسمعه باذنيه

خبر دی ہم کو محمد بن منثنی نے کہا حدیث کی ہم سے کچھ
بن حماد نے کہا خبر دی ہم کو ابو عوانہ نے سلیمان (عش)
سے کہا حدیث کی ہم سے حبیب بن ابی ثابت نے نقل
سے اُس نے زید بن ارقم سے روایت کی کہ
رسول خدا حجۃ الوداع سے واپس ہوئے اور
غدیر خم میں اترے تو منبر کے رکھنے کا حکم دیا
سو منبر رکھا گیا۔ پھر فرمایا گو کہ میں بلایا گیا ہوں
اور میں نے قبول کیا ہے سو میں تم میں دو گراں قدر
چیزیں چھوڑتا ہوں ایک دوسرے سے بڑی ہے۔ ایک قرآن
مجید دوسرے عترت میری جو میرے البیت ہیں پس
نظر کرو کہ کس طرح معاملہ کر گئے تم بعد میرے بیچ اُنکے کہ وہ
ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ کوین میرے پاس
حوض پر پھر فرمایا کہ خدا میرا ولی ہے اور میں ولی ہر مومن کا پھر
آپ نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جب کا میں ولی ہوں اُس کا یہ
بھی ولی ہے۔ الہی دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے
اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے۔ ابو طفیل کہتے ہیں
کہ میں نے زید بن ارقم سے کہا کہ تم نے یہ حدیث منثنی سے
سُننے کا کہ منبر کے پاس کوئی نہ تھا کہ اسکو اپنی آنکھوں سے دیکھا اُنکو سننا

نمبر (۹۴) کی یہ حدیث ہے

عن المهاجر بن مسمار عن عائشة بنت سعد
سعد وعامر بن سعد عن سعد ان رسول
الله صلعم خطب فقال اما بعد ايها الناس
فاني وليكم قالوا صدقت ثم
اخذ بيد علي فرمها ثم قال هذا وليي

ہماجر بن مسمار نے عائشہ بنت سعد اور عامر بن سعد سے
انہوں نے سعد سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے خطبہ پڑھا
بعد حمد و صلوة کے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو میں تمہارا ولی
ہوں۔ اصحاب نے عرض کیا کہ آپ نے بیچ کہا پھر حضرت
نے جناب علی کا ہاتھ پکڑا اور بلند کیا پھر فرمایا یہ میرا ولی

حدیث مذکورہ میں حضرت عائشہ نے تاریخ سفر (۲۵ ذیقعدہ) کا دن نہیں بتایا عرفہ ۹ ذیحجہ جمعہ کی روایت سے حاجت میں ۲۵ ذیقعدہ کو (جمعہ) آتا ہے اور رسول خدا نے بعد نماز ظہر کے سفر فرمایا ہے اس لئے بعض لوگوں نے ۲۶ ذیقعدہ تاریخ سفر کی قرار دی ہے جس سے چار راتوں باقی پر سفر فرمانا واقع ہوتا ہے۔

چنانچہ علامہ عینی حنفی اپنے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۳ ص ۵۲۷ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ میں لکھتے ہیں۔
فکانت خروجه من المدینة الى مكة لاربع
بقین من ذی القعدة
بیس نکلے رسول خدا مدینہ سے طرف مکہ کے جبکہ چار راتیں
ذیقعدہ کی باقی تھیں۔

اسی ۲۶ ذیقعدہ کو علامہ شبلی نعمانی نے اپنے سیرت النبوی ج ۲ ثانی میں اور مولانا امین الدین نے اپنی کتاب قصیدہ عظمیٰ میں اختیار کر کے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (جمعہ) کا دن لائے ہیں دیکھو صفحہ ۲۸ و ۳۵ کتاب ہذا جس سے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کو یکشنبہ لایا گیا ہے جیسا کہ تاریخ بدایہ والنہایہ ورق ۲۳۹ (حکما قلمی نسخہ ۹۲۷) کا نوشتہ کتب خانہ خدابخش خان وکیل واقع بانگی پور پٹنہ) میں ہے

لما تفرغ عليه السلام من بيان المناسك
رجع الى المدينة بين ذلك في اثناء
الطريق فخطب خطبة عظيمة في اليوم الثامن
عشر من شهر ذي الحجة عامئذ وكان يوم الأحد
بعند يرخم تحت شجرة هناك وفيه
فيها اشياء وذكر من فضل علي وامانة
وعده ومزيد اليه ما اذاح به كاشف
نفوس كثير من الناس منه وكن نوام
عيون الاحاديث الواردة في ذلك وضمن
فيها من صحيح وضعيف بحول الله وقوته
عونه وقد اعتنى بامر هذا الحديث
جب رسالتا صلوات اللہ علیہ بیان مناسک حج سے
فارغ ہوئے اور مدینہ کی جانب پلٹے تو شاعرانہ میں ۱۸
ذیحجہ (سنہ ۱۱) کو خطبہ عظیم الشان پڑھا اور حضرت بردکثبنہ
غدیر خم میں ایک درخت کے نیچے حوڈاں تھا مقیم ہوئے
پس بیان کیا اس خطبہ میں چند چیزوں کو اور
ذکر کیا فضیلت اور امانت اور عدالت علیؑ کو
اور رایل کر دیا اون باتوں کو جو اکثر لوگوں کے دلوں
میں عسے علیہ السلام کے نسبت پیدا ہو گئے تھے اور
ہم ان حدیثوں کو جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں
بعینہ لکھتے ہیں اور انہیں صحیح و ضعیف ہیں خدا کی
قوت اور قدرت سے بیان کرتے ہیں اور اس حدیث

۱۵ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۳ ص ۵۳۷ میں ہے بات فیہ لیلۃ الالقاء وهو صیحة رابع عشرة واقام عشرة ايام كما ذكر في حديث انس ثم رخص
الى المدينة يعني رسول خدا نے شب چار شنبہ ۱۲ ذیحجہ میں تبسرفرائی وہ صبح ۱۳ ذیحجہ (صحیح) کہ دس دن کو منظر میں قیام کے حدیث انس کے مطابق ہوئے کہ حضرت نے مدینہ کی جانب رجعت
فرمائی یہی مضمون سیرۃ النبوی ج ۲ ص ۱۸ میں ہے کہ رسول خدا نے مکہ معظمہ سے ۱۳ ذیحجہ کو نماز صبح کے بعد رجعت فرمائی اس وقت قافلہ اپنے اپنے مقام سے روانہ ہو گیا پس ۱۸ ذیحجہ
یوم غدیر خم یا پچویں دن دو بھر کے بعد پہنچے ابھی صرف تیس منزلوں کی مسافت ۸۲ میلوں کا راستہ طے ہوا ہے تقریباً دو حصہ مسافت کا ذوالحلیفہ تک پہنچنے
کو باقی ہے جبکہ ثبوت میں (کتاب چار باب شاہ اہل سدر بدر شاہ ولی الصدوق دہلوی ص ۲۳ مطبوعہ مصطفیٰ محمدی کتب خانہ ۱۲۵۸ھ) میں جو کتب خانہ برنس نے نقل از کہ بیقات شامیان
اور ذوالحلیفہ کا منزل از کہ بیقات مدینان است ۱۲

حاشیہ علیہ الدین اپنے رالمع مطبوعہ مامی پریس لکھنؤ ۱۹۷۹ء میں لکھتے ہیں مدینہ منورہ کا سفر اکثر گیارہ دن میں طے ہوتا ہے بعض منزلین بہت سخت ہیں ظہر سے سوار ہوتے ہیں
اور تمام رات چلتے ہیں اور دوسرے دن آٹھ بجے جاگے قیام پر پہنچتے ہیں تاہا بآئینہ سخت منزلوں کی وجہ سے یہ تین منزلین مکہ سے چھ تک یا پچوین دن ۱۸ ذیحجہ کو
دوبہر گزرنے پر طے ہو سکتیں باقی رات منزلین ذوالحلیفہ تک طے ہونے کے لئے باقی ہیں جہاں سے مدینہ منورہ چھ میل کا واقع ہے۔

ابو جعفر محمد بن جریر الطبری صاحب التفسیر والتاریخ مجمع فیہ مجلدین کی طرف ابو جعفر محمد بن جریر طبری صاحب تفسیر و تاریخ لے خاص تو جہ کی ہے اور دو جلدین مرتب کی ہیں۔

عبارت مذکورہ میں ۱۸ ذیحجہ کو یکشنبہ ۹ ذیحجہ عرفہ (جمعہ) یکم ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۹ ذیقعدہ (چارشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (شنبہ) سے یعنی چار شبنون باقی سے سفر حج فرمایا ۲ ذیقعدہ سے قرار دیا ہے جسکی تفصیل میں حافظ ابن حجر عسقلانی اپنے فتح الباری شرح صحیح بخاری مجلد ۱۸۔ باب حجۃ الوداع ص ۸۵ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۴۷ھ میں لکھتے ہیں۔

من حدیث ابن عباس ان خروجہ من المدینۃ کان الخمس لقیس من ذی القعدة اخرجہ المصنف فی الحج واخرجہ ہو و مسلم من حدیث عائشۃ مثلہ وجزم ابن حزم بان خروجہ کان یوم الخبث مہر نظم لان اول ذی الحجۃ کان یوم الخمیس قطعاً لما ثبت و تواتر ان وقوفہ بعرفۃ کان یوم الجمعة فتعین ان اول الشهر یوم الخمیس فلا یصح ان یکون خروجہ یوم الخمیس بل ظاہر الخبر ان یکون یوم الجمعة لکن ثبت فی الصحیحین عن انس صلینا الظہر مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ اربعاً ہذی الخلیفۃ رکعتین فدل علی ان خروجہم لہم یوم الجمعة فما بقی الا ان یکون خروجہم یوم السبت ویحمل قول من قال الخمس بقین ای ان کان الشهر ثلاثین فاتفق ان جاء تسعاً وعشرین فیکون یوم الخمیس اول ذی الحجۃ بعد مضي اربعۃ لیال لا خمس و بهذا تتفق الاخبار ہکذا اجمع الحفاظ

حدیث ابن عباس میں ہے کہ حضرت کا مدینہ سے روانہ ہونا اسوقت ہوا جبکہ ذیقعدہ کی پانچ راتیں باقی تھیں اور بخاری نے اس حدیث کج میں ذکر کیا ہے اور بخاری و مسلم نے حدیث عائشہ سے بھی مثل اسکے روایت کی ہے اور ابن حزم نے یقین کیا ہے کہ حضرت کی روانگی بروز پنجشنبہ تھی مگر اس میں نظر (تال) ہے اس لئے کہ اس سال پہلی ذیحجہ یقیناً پنجشنبہ کو تھی وہ بتواتر ثابت ہے کہ حضرت کا وقوف عرفہ فرمانا بروز جمعہ تھا تو میں ہو گیا کہ ذیحجہ کی پہلی پنجشنبہ تھی لہذا حضرت کی روانگی بروز پنجشنبہ نہیں ہو سکتی بلکہ ظاہر جبر یہ ہے کہ حضرت کی روانگی بروز جمعہ ہوئی لیکن صحیحین میں انس نے روایت کی ہے کہ ہم لوگوں نے نماز بنی صلوٰۃ اسر علیہ کے ساتھ مدینہ میں چار رکعت ذوالخلیفہ میں دو رکعت بڑھی یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان حضرت کی روانگی بروز جمعہ نہ تھی لہذا اب کوئی بات باقی نہ رہی بجز اس کے کہ ہم قائل ہوں کہ ان حضرت کی روانگی بروز شنبہ ہوئی اور انکو گونا گوا قول بخاری نے کہا ہے کہ پانچ راتیں باقی رہی تھیں اس سے مراد یہ ہو کہ اگر ۳۰ دن کا مہینہ ہو (رتب پانچ راتیں باقی رہیں گی) مگر اتفاق یہ ہوا کہ ۲۹ کو چاند نکلا لہذا یوم پنجشنبہ پہلی ذیحجہ ہوئی چار راتوں گزرے پر نہ پانچ راتوں پر اور اس فقرے سے موافقت ہو جائیگی اخبار میں اور یہ بطرح جمع کیا ہے۔

عبداللہ بن کثیر بن الروایات و قوی
 هذا الجمع بقول جابر ان خرج الخمس
 بقین من ذی القعدة او اربع و کان
 دخله صلی اللہ علیہ وسلم مکة مہجرا لبعثة
 کما ثبت فی حدیث عائشة و ذلک یوم
 الاحد و ہکذا یؤید ان خروجه من
 المدینة کان یوم السبت کما تقدم
 فیکون مکة فی الطريق ثمان لیال وھی
 المسافة الوسطی

عماد الدین ابن کثیر نے روایات میں اور اس صحیح کرنے
 کی قوت اس قول جابر سے کی ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ حضرت
 اس وقت روانہ ہوئے کہ پانچ راتیں ذیقعدہ کی یا چار راتیں
 باقی تھیں اور حضرت صلعم مکہ میں جو چوتھی ذیحجہ صبح
 کو داخل ہوئے جیسا حدیث عائشہ میں ہے اور یہ
 دن کیتنبہ تھا۔ یہ مؤید ہے اس بات کا کہ حضرت کی
 روانگی بروز سنبنہ ہوئی جیسا کہ گذرا اس بنا پر راستہ
 میں حضرت کو آٹھ راتیں گزر رہی ہیں یہ مسافت
 وسطی ہے۔

عبارت مذکورہ حافظ ابن حجر سے ابن عباسؓ اور حضرت عائشہ کی روایتیں جو متعدد طریقہ کی بخئی بن سعید کے واسطے سے
 صحیحین (بخاری اور مسلم) میں مذکور ہیں۔

نیز حضرت جابر کی روایت وہ بھی بخئی بن سعید کے واسطے سے مروی ہے اور حضرت جابر کی دوسری روایت جو چوتھی ذیحجہ
 کے داخلہ کی ہے دیکھو صفحہ ۲۷۱

یہ سب کی سب ۲۵ ذیقعدہ یعنی پانچ شبوں باقی ذیقعدہ کی ہیں جس سے چوتھی ذیحجہ کی صبح داخلہ مکہ منقطع تک کل ۹ راتیں
 ہوئیں جسکی ایک شب ۶ میل مدینہ سے باہر ذوالحلیفہ میں بسر فرمانے کی گزری اور ۲۶ ذیقعدہ کو طہر کے بعد سے روانگی مسلسل ہے
 جسکی آنے والی شب ۲۷ ذیقعدہ و ۲۸ ذیقعدہ و ۲۹ ذیقعدہ و ۳۰ ذیقعدہ تا چوتھی ذیحجہ صبح ۸ راتیں ہوئیں۔
 لیکن ۲۹ ذیقعدہ سے کل سات راتیں ہوتی ہیں جو دنس منزلوں کے طے کر نیو بالکل ناممکن ہیں اس لئے ۲۹ کی روایت
 چار شبوں باقی ذیقعدہ کی تاریخ ہرگز صحیح نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ ایسے ہی ۲۶ ذیقعدہ کی تاریخ سفر قرار دینا بھی صحیح نہیں ہے
 اور جو حضرت جابر کی روایت میں پانچ باقی تھے یا چار کا فرضی پردہ ڈالا گیا ہے وہ بھی صحیح نہیں ہے دیکھو صفحہ ۲۷۱-۲۷۰
 کیونکہ یہ روایت اور صحیحین والی کل روایتیں بخئی بن سعید کے واسطے والی سب پانچ شبوں باقی ذیقعدہ کی ہیں۔ یہ سب
 روایتیں صحاح ستہ کی ہیں جنکی روایتوں کو غیر صحاح ستہ کی فرضی روایت باطل نہیں کر سکتی جبکہ اسکا وجود بھی نہ ہو۔ حضرت جابر
 کی روایت کو علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں اسی پانچ باقی ذیقعدہ پر سفر فرمانے کی وارد کی ہے اس میں کوئی ذکر پانچ یا چار
 باقی کا نہیں ہے اور اگر ایسا ہوتا بھی تو اس سے ۲۵ یا ۲۶ ذیقعدہ مراد لیا جاتا جیسا کہ بعض لوگوں نے اختیار کیا ہے۔ ہم نے
 حاشیہ گذشتہ صفحہ ۲۷۵ میں ثابت کیا ہے کہ مکہ سے ذوالحلیفہ تک ۱۰ منزلیں ہیں جس میں صرف تین منزلیں مکہ سے جعہ غدیر خم
 تک پانچ دن میں طے ہوئیں اور سات منزلیں ابھی باقی ہیں۔ اس لحاظ سے ۲۵ ذیقعدہ یا پانچ شبوں باقی والی روایت سے کمی کی
 ترمیم ناممکن ہے ہم نے صحیحین کی روایت کو اور صحابہ کے بیان سے پانچ شبوں باقی کی روایت صحیح مان لیا ہے ورنہ اس مدت
 میں بھی بالکل کلام ہے یہ منزلیں آٹھ شبانہ روز میں ہرگز طے نہیں ہو سکتیں لوگوں نے اس میں تصرف کر کے پانچ شبوں کو بیان کیا

اور علاوہ اسکے صحیح مسلم اور سنن نسائی اور تفسیر جامع البیان طبری کی روایت سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو پختہ کیا گیا ہے جس سے یکم ذیحجہ (چار شنبہ) ۲۹ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۲۸ ذیقعدہ (دو شنبہ) ۲۷ ذیقعدہ (یک شنبہ) ۲۶ ذیقعدہ (یک شنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (جمعہ) کا دن ہوتا ہے۔ جس جمعہ کو انس کی روایت باطل کر چکی ہے پس ۲۹ کی روایت م شنبوں والی بالکل دروغ اور باطل ہے جس جمعہ عرفہ ۹ ذیحجہ کی صحیح ہو جانے کے لئے یہ تمام کارروائیاں کی گئی ہیں وہ یوم جمعہ اور شب جمعہ کی اختلاف روایت سے حدیث مضطرب میں داخل ہونا چاہئے۔

انہیں صحاح ستہ کی روایات ۲۵ ذیقعدہ (۵ شنبوں باقی) سفر حجۃ الوداع سے یوم عرفہ جمعہ باطل ہو چکا ہے جسکو حافظ ابن کثیر ۲ ذیقعدہ کو یوم شنبہ قرار دیکر ۴ شنبوں باقی سے یعنی ۲۹ ذیقعدہ (چار شنبہ) سے یکم ذیحجہ (پنج شنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (جمعہ) کا دن لائے ہیں جسکو اہالی مکہ کے روایت پر حوالہ کرتے ہیں۔ حالانکہ اس سفر حج میں رسول خدا کے ہمراہ ایک لاکھ سے زائد صحابی تھے جو مدینہ سے مکہ یعنی شمال سے جنوب کی طرف سفر کر رہے تھے جس سے مزب کے رخ نظر پڑنا آسان تھا بلکہ لازمی طور سے ۲۹ تاریخ کو مطلع پر نظر ڈالنا اسلامی فرض تھا جو ضرور ہوا لیکن ۲۹ کی روایت نہیں ہوئی جسکے لئے اہالی مکہ (گننام) کے ۲۹ ذیقعدہ کی روایت سے عرفہ جمعہ کو حج کیا گیا اور مراجعت پر اہالی مدینہ کے ۳۰ ذیقعدہ پختہ کیا گیا روایت سے یکم ذی الحجہ (جمعہ) جو حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ اور حضرت جابر کے پانچ شنبوں گزرے پر واقع ہوا یہ صحابہ حجۃ الوداع کے سفر میں ہمراہ رسول خدا تھے۔

چونکہ دروغ بات کبھی بنائے نہیں بنتی اس لئے حافظ ابن کثیر کو مجبوراً ۳۰ ذیقعدہ پنج شنبہ سے یکم ذیحجہ جمعہ (۹ ذیحجہ عرفہ کو شنبہ) ۸ ذیحجہ یوم غدیر کو دو شنبہ) لانا پڑا۔

چنانچہ اسی فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی جلد ۱۸ ص ۹۸ باب مرض البنی من امام سہیلی کے جواب میں یکم ذیحجہ کو جمعہ کا دن ہونا قبول کرنا پڑا۔

وقد استشكل ذلك السهيلي ومن	لیکن امام سہیلی اور اسکے تابعین نے اس مسئلہ پر کہ حضرت کی وفات
تبعه اعني كونه مات يوم الاثنين ثاني	دو شنبہ کے دن بارہ ربیع الاول کو ہوئی بڑا بخاری اشغال
عشر شهر ربيع الاول وذلك انهم	دار دیکھا ہے کیونکہ اسیر توبک اتفاق ہے کہ غزہ ذی الحجہ
اتفقوا على ان ذى الحجة كان اوله يوم	پنج شنبہ تھا اگر تینوں مہینے پورے تیس دن کے ہوں یا تیس
الخميس فيما فرغت الشهور الثلاثة	یا بعض تیس کا بعض اسی تیس کا تو کسی صورت سے
وامر او فاقص او بعضها لم يعمم و	تاریخ دون ٹھیک نہیں ہوتا اور علامہ بارزنی اور حافظ
هو ظاهر لمن تأمله واجاب البارزي	ابن کثیر نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ تین
وابن كثير باحتمال وقوع الامتھر الثلاثة	مہینے پورے ۳۰ دن کے ہوں مگر اہل مکہ و مدینہ میں
كوا مل وكات اهل مكة والمدينة	اختلاف ہوا ہو یا میں طور کہ اہل مکہ نے ۲۹ ذیقعدہ
اختلفوا في رويت هلال ذى الحجة	چار شنبہ کی شام شب پنج شنبہ میں ذیحجہ کا چاند
فراه اهل مكة ليلة الخميس لم يراه	دیکھا ہو اور اہل مدینہ نے ۳۰ ذیقعدہ پنج شنبہ کی

اهل المدينة الاليلة للجمعة فصلت
الوفعة برويت اهل مكة ثم رجوا
الى المدينة فارخوا برويت اهلهما
فكان اول ذى الحجة للجمعة واخره
السبت واول المحرم الاحد واخره
الاثنين واول المصفر الثلاثاء و
اخره الاربعاء اول ربيع الاول
لخمس فيكون ثانی عشر الاثنين
(دوشنبہ) ہوا۔

بالاخر ابن کثیر کو ۳۰ ذیقعدہ کا سال سے یکم ذیحجہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (شنبہ) ۱۰ ذیحجہ یوم غدیر (دوشنبہ) لانا پڑا

جسکی وجہ سے نینون مہینے ذیحجہ، محرم، صفر سے یکم رجب الاول بخشبہ ۱۲ رجب الاول دوشنبہ ہوا۔

یہ جواب ابن کثیر کا خلاف اصول کے صحیح نہیں ہے جمہور ارباب سیر ابن اسحاق، واقدی، ابن سعد، ابو عیون صاحب استیعاب، ابن اثیر صاحب اسد الغابہ فی الصحابة، صاحب تاریخ مراۃ الزمان سبط ابن جوزی (سیرت) دمیاطی صاحب عیون الآثار، اور صاحب المنقی کا زرونی، وغلطائی وغیرہ میں ۲۸ صفر (چار شنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یعنی یکم صفر (پنجشنبہ) ۱۲ صفر (دوشنبہ) آجکا ہے اور جواب مذکورہ میں ۳۰ صفر (چار شنبہ) یکم رجب الاول (پنجشنبہ) لائے ہیں جسکی وجہ سے ۹ ذیحجہ عرفہ یوم شنبہ سے ۳۰ صفر (چار شنبہ) تک ۸۱ دن ہوتے ہیں لیکن ماہ صفر اور اسکے ساتھ یوم چار شنبہ واقع ہوا پھر بھی ۹ ذیحجہ عرفہ کو شنبہ اور ۸ ذیحجہ یوم غدیر کو دوشنبہ آیا جو تاریخ ہدایۃ والہایۃ ابن کثیر میں یکشنبہ لایا گیا ہے اور بارہ رجب الاول تک ۹۳ دن ہوتے ہیں اسی مدت کو ۱۴ رجب الاول پر صاحب سیرۃ حلبی نے اختیار کیا ہے دیکھو ص ۱۲۷ کتاب ہذا۔

اور سیرت انسان العیون حلبی جلد ۳ ص ۳۸۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۹ھ اور ص ۳۹۱ مطبوعہ باراتانی ۱۳۲۹ھ میں ہے۔

توفی رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في
صدر عائشة وذلك يوم الاثنين حين ذلغت
النمس لاثنتي عشر ليلة خلت من ربيع الاول
هكذا ذكر بعضهم وقال المسهلي لا يصح ان يكون
وفاته يوم الاثنين الا في ثالث عشرة او رابع
عشرة لاجماع المسلمين

ذات فرائی رسول امہ مملوات اللہ علیہ صدقہ
پر اور یہ دوشنبہ کا دن تھا بوقت تیرم ہو جانے آفتاب
کے جبکہ بارہ راتین خالی ہوئیں رجب الاول کی ایسے ہی ذکر
کیا ہے بعضوں نے اور سہیلی نے کہا ہے نہیں صحیح ہے یہ
کہ ہوفات دوشنبہ ۱۲ رجب الاول مگر ۱۳ یا ۱۴ رجب الاول
اجماع مسلمین سے۔

سہ توفیق (دمیاطی) تذکرۃ الحفاظ ذہبی میں ہے الدمیاطی شیخنا الامام العلامة الحافظ الحجة العقیۃ السابرة شیخ المحدثین شرف الدین ابو محمد عبد اللہ

بن خلف بن ابی الحسن البیہقی الدمیاطی المشافعی الحنفی

ایضاً کتب الفہمون مصدر اول میں تذکر سیرت مذکور ہے وصف مہ لافظ الکبیر عبد المؤمن بن خلف الدمیاطی المتوفی خمس و سبع مائة سنة

ایضاً سیرۃ ابنی علی ج۔ اول میں ہے۔ سیرۃ دمیاطی حافظ عبد المؤمن و دمیاطی المتوفی سنة ۳۱۰ھ کی تصنیف ہوا اس کتاب کا نام مختصر من سیرۃ البشر ہے۔

امام سیلی بارہ ربیع الاول دوشنبہ کے وفات سے انکار کر کے آگے تجاؤ کر گئے اور ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات
اجماع مسلمین سے کہتے ہیں حالانکہ خود انکا قول ۲۸ صفر (چار شنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) جن سے یکم صفر (پنجشنبہ) بارہ صفر (دوشنبہ)
آتا ہے دیکھو حاشیہ ص ۳۳ کتاب ہذا۔

پھر اسکے بعد یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) نہیں آسکتا۔ خود امام سیلی اور ابن اسحاق سے (جن کے
سیرۃ کے شارح ہیں) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) سے یکم صفر (پنجشنبہ) ۱۲ صفر (دوشنبہ) ہے بلکہ کل ارباب سیر اسی مغالطہ میں آگئے جس کے
ابتداء یکم ربیع الاول (جمعہ) بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوتا ہے یعنی گیارہ ربیع الاول دوشنبہ (وفات النبی) صحیح صحیح برآمد ہوئی
لیکن امام سیلی اپنے زعم میں ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) عرفہ ۹ ذی الحجہ جمعہ کے خیال میں لاتے ہوئے سمجھے ہوئے ہیں جو
انکا خیال غلط ہے کیونکہ ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) سے مراجعت میں ۲۵ صفر (دوشنبہ) یکم ربیع الاول (دوشنبہ) ۱۳ ربیع الاول
دوشنبہ کثیر الوقوع بیضہ سے ہوا۔ دیکھو نقشہ جنتی نبر ایک ابن سعد کا پہلا خانہ ص ۱۹ ج ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۹ ذیحجہ شنبہ ہے
اگر ۱۴ صفر ۳ لیا جائے تو یکم صفر (چار شنبہ) ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع کیسہ سے ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتی
حرف (ب) ممکن الوقوع کا دوسرا خانہ ص ۲۱ اس میں بھی ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (دوشنبہ) ہوا۔

واضح ہو کہ حافظ ابن کثیر کے اوس قول سے جو اوپر گذرا ۹ ذیحجہ عرفہ سے بارہ ربیع الاول تک ترانوے دن اور سیلی
کے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول اجماع مسلمین سے ترانوے دن ہوتے ہیں۔ چونکہ آیہ اکمال دین کے نازل ہونے کے بعد رسول خدا اکائشی
دن زندہ رہے اس لئے ۹ ذیحجہ عرفہ کی روایت دروغ ثابت ہو گئی اور ۱۸ ذیحجہ سے ۱۴ ربیع الاول تک ۸۴ دن اور گیارہ
ربیع الاول پر اکائشی دن ہوتے ہیں۔ جس سے چار دن کا فرق گیارہ سے چودہ ربیع الاول تک ہوتا ہے، از روے حدیث
اکائشی یوم کی مدت صحیح لمجائی ہے اور ۹۳ دن والی مدت صحیح نہیں ہوتی جس سے بارہ دن کا تفاوت ہو جاتا ہے۔ اگر اجماع
مسلمین دا۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) قرار پا جائے تو اس سے ۱۸ ذیحجہ کو دوشنبہ کا دن اور عرفہ کو بیچر کا دن ہے اور
بیچر کے دن کی کوئی روایت نہیں اور دوشنبہ کے دن کی یہ روایت ہے جسکو حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب فتح الباری
شرح صحیح بخاری ج ۱۸ ص ۱۹۸ باب قولہ ان یوم اکملت لکم دینکم میں ارجح روایت میں سفیان نے عرفہ کے دن جمعہ ہونے
میں شک کیا) وارد کیا ہے۔

ما اخرجہ الطبری بسند فیہ ابن لہیعۃ ابن جریر طبری نے ابن لہیعہ کے طریق ابن عباس
عن ابن عباس ان هذه الآیۃ نزلت کی سند سے کہا ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ
یوم الاثنين۔ نازل ہوا۔

حافظ ابن حجر نے جس روایت مذکورہ کا طبری کی سند سے ابن لہیعہ کے واسطہ ابن عباس سے روایت کی ہے وہ
سورہ مائدہ کے ساتھ ہے جسکو حافظ موصوف نے چھوڑ کر صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کو بیان کیا ہے۔

اور حافظ منطائی نے اپنی سیرت المصطفیٰ میں صرف سورہ مائدہ کا ذکر کیا ہے۔ دیکھو ص ۸۲ کتاب ہذا جس کی پوری
حدیث تفسیر جامع البیان طبری ج ۴ ص ۴۴ مطبوعہ ۱۳۲۱ھ سے نقل کی جاتی ہے۔

عن محمد بن اسحاق عن صالح بن کیسان
عن التمری عن عبد الله بن عبد الله
بن عتبة عن عائشة قالت و توفي
رسول الله صلعم لاثنتی عشر لیلة
مضت من متهر ربیع الاول فی الیوم
الذی اقد مر فیہ المدینة مهاجراً
فاستكمل فی ہجرة عشر سنین
مدینہ میں یس دس سال کامل ہوئے۔

جو کہ حضرت مدینہ منورہ میں بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے دن داخل ہوئے اس لئے بارہ ربیع الاول وفات بھی
لکھ گیا ہے ابن اسحاق کی یہ روایت بارہ ربیع الاول دوشنبہ کے داخلہ مدینہ کی تاریخ عارف ابن قتیبہ ص ۵۷ سے لکھی جاتی ہے
واما محمد بن اسحاق دخل رسول الله
صلعم یوم الاثنين لاثنتی عشر لیلة
خلت من ربیع الاول
اور محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن
جسکہ بارہ راتیں خالی ہوئیں (مدینہ منورہ) میں داخل ہوئے

یہ دسہ مدینہ منورہ کا دس سال وفات سے پہلے بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو ہوا جسکی پہلی تاریخ کو پنجشنبہ تھا اور
دس سال بعد بارہ ربیع الاول کو جو ۲۸ صفر کا چودھواں دن تھا یعنی چار شنبہ کا چودھواں روز شنبہ ہوا اور ۲۹ صفر پنجشنبہ
سے یکم صفر پنجشنبہ بارہ صفر دوشنبہ خود ابن اسحاق کے قول کے مطابق آچکا تھا۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ماہ صفر کا پنجشنبہ و
دوشنبہ مکرر یکم ربیع الاول و بارہ ربیع الاول میں آجائے جس سے سلسلہ کا سال گیارہ مہینہ کا قرار پاتا ہے اور یہ محال ہے
پس یکم ربیع الاول (جمعہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو ۱۰ برس کامل ہو گئے۔

ابن جریر طبری نے ابن حمید کے واسطے سے تین حدیثیں وارد کی ہیں جن سب میں ابن اسحاق واقع ہے
جس کی پہلی روایت تاریخ سفر حجۃ الوداع اور دوسری تاریخ مرض البنی اور تیسری تاریخ وفات البنی۔ لیکن تاریخ
مرض البنی اور وفات البنی میں ایک دن کا فرق ہے دونوں باہم مطابق ہو کر ایک ساتھ نہیں چلتے اس لئے ساتواں نقشہ
جنتری کثیر الوقوع یعنی بیدہ کا حرف (طاء طبری) کے نام سے دو دو خائفوں کا مرتب کیا گیا جسکا پہلا خانہ بارہ ربیع الاول
(دوشنبہ) کی مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع تک کی (دوشنبہ) واقع ہوتا ہے جو بارہ ربیع الاول (دوشنبہ)
پر ختمی ہے۔

اور دوسرا خانہ ۲۸ صفر (چار شنبہ) کے مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع تک کہ (دوشنبہ) پڑتا
ہے جو بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) پر ختمی ہوا۔

انہیں ہر دو خائفوں کا ایک ایک نقشہ ۲۵ ذوقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع سے ۲۲ جمادی الثانی سلسلہ تاریخ
وفات ابو بکر تک مرتب کیا گیا ہے۔ پہلے خانہ کا نامیدی نقشہ (چہارم) ہے دیکھو ص ۲۲

اور دوسرے خانہ کا تائیدی نقشہ (دوم) ہے دیکھو صفحہ (۱۸)

تنبیہ ان ہر دو نقشوں سے اس امر کا انتخاب ہوتا ہے کہ جو دن ۲۵ ذوقعدہ سنہ میں پڑ گیا وہی دن ۹ ذیحجہ سنہ اور تیسری ماہ رمضان سنہ وفات جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا میں اور جو دن ۱۸ جمادی الثانی سنہ وفات ابو بکر میں پڑ گیا۔ ۲۹ و ۲۲ صفر سنہ اور ۲۲ جمادی الثانی سنہ وفات ابو بکر میں پڑ گیا۔

چنانچہ نقشہ (دوم) صفحہ ۱۸ ملاحظہ ہو جس میں تیسری ماہ رمضان سنہ (سہ شنبہ) خود تاریخ طبری کے مطابق صحیح پڑتا ہے چنانچہ تاریخ الکامل واللوک کے صفحہ ۱۸۶ میں بذکر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے مذکور ہے۔

مات فاطمة ابنة رسول الله صلى الله عليه
وفات جناب سیدہ فاطمہ زہرا بت رسول اللہ شربیعہ
وسلم ليلة الثلاثاء ثلث خلون من شهر رمضان
سہ شنبہ ماہ رمضان میں واقع ہوئی۔

جو کہ ابن جریر طبری نے ابن اسحاق کی سند سے تینوں حدیثیں (تاریخ سقرج و مرض ابی و وفات ابی) اخذ کی ہیں جنہوں نے ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۳ یوم جمعہ کی روایت کی ہے دیکھو نمبر (۱۲) صفحہ ۳۲۹ کتاب ہذا۔
جبکہ یہ مطلب ہے اگر ۲۲ جمادی الثانی کو حلت ہے تو سہ شنبہ اگر ۲۳ جمادی الثانی کو وفات ہے تو جمعہ کا دن واقع ہوا دیکھو نقشہ (دوم) صفحہ ۱۸ جس میں ۱۸ رذی الحجہ سنہ اور ۲۲ و ۲۹ صفر سنہ پنجشنبہ اور ۲۲ جمادی الثانی سنہ پنجشنبہ ۲۳ جمادی الثانی جمعہ پڑتا ہے۔ پس ساتواں نقشہ جبری کثیر الوقوع بسبطہ (طار طبری) کا دوسرا خانہ صحیح ہو گیا۔ یہی ثابت کرنا تھا۔

اب یہاں سے تفسیر جامع البیان طبری جلد ۶ سے سورہ مائدہ اور اسکی آخری آیتوں کے بارے میں تحقیق کی جاتی ہے

(۲)

قال ابن جرير حدثنا ابن حميد قال ثنا
حرير عن ليث عن شهر بن حوشب
عن اسماء بنت يزيد قالت نزلت
سورة المائدة جميعا وانا اخذة بزمام
فاقة رسول الله بعضاء فكانت ثقلها
ان يدق عضدا لثاقتا
کہا ابن جریر نے حدیث بیان کی ہم سے ابن حمید نے کہا
حدیث کی ہم سے جریر نے لیث سے اُسے شہر بن حوشب سے
اُسے اسماء بنت زید سے روایت کی ہے نازل ہوا سورہ
مائدہ کامل اور اس وقت میں ہمارا نافع غضب رسول اللہ کو
پکڑے ہوئی تھی وہ کہتی ہیں کہ اس وقت بارے اس سورہ
کے قریب تھا کہ شانے نافع کے چور چور ہو جائیں۔

مؤیدات

تفسیر مجمع البیان طبری صفحہ ۲۷۸ مطبوعہ طران میں ہے۔

سورہ تثنیٰ (صاحب تفسیر مجمع البیان طبری) ہر مقالہ مطبوعہ طران میں ہے التبیان امام امین الدین ابو علی الفضل بن الحسن الفضل الطبری
نقد قاضی دین عین اللہ صاحب مجمع البیان فی تفسیر القرآن عشر مجلدات x x x قال ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ فی معالم العلماء و شیخی
ابو علی الطبری لم یجمع البیان فی معانی القرآن الخ مات مشہور

واخرج ابن ابی شیبۃ فی مسنده واللعی
فی مجہد وابن مردود یہ والبیہقی فی
دلائل النبوة عن أم عمر بنت عیسی
عن عمہا انہ کان فی مسیر مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فنزلت
علیہ سورة المائدة فاذق کف
راحلتہ العصباء من ثقل السورة
اخرج احمد وابوعبید فی فضائلہ والنخا
فی ناسخہ والنسائی وابن المنذر والحاکم
وصحیحہ وابن مردود یہ والبیہقی فی سننہ
عن جابر بن لؤی قال سمعت فذخلت علی
عائشۃ فقالت لی یا جابر تقرء المائدة
فقلت نعم فقالت اما انما اخر سورة نزلت
اخرج ابوداؤد والنحاس
کلاهما فی النسخ عن ابی میسرة عمرو بن
شرجیل قال لہ یسنخ من المائدة شی
اخرج عبد بن حمید وابوداؤد
فی ناسخہ وابن المنذر عن ابن
عوف قال قلت للحسن من نسخ المائدة
شوق قال لا
واخرج حریابی وابوعبید وعبد

ابن ابی شیبۃ نے مسدین اور ابوالقاسم عبداللہ بن
محمد البغوی نے مجہد بن ابی ہریرہ اور ابن مردود نے دلائل النبوة
میں ام عمر بنت عیسیٰ سے انھوں نے اپنے چچا سے
روایت کی ہے کہ وہ حضرت کے سفر میں ہمراہ تھا
کہ حضرت پر سورہ مائدہ نازل ہوا تو اگر انی سورہ کی
وجہ سے (قریب تھا کہ شائے ناقہ (عصبا)
کے شکستہ ہو جائیں۔ ا

امام احمد نے اور ابوعبید نے اور نحاس نے اور
امام نسائی نے اور ابن المنذر اور حاکم اور ابن
مردودہ اور بیہقی نے جابر بن لؤی سے روایت کی ہے
کہ میں نے سنا کہ ابی جابر نے عائشہ کے حضور میں حاضر ہوا
تو انھوں نے مجھ کو کہلا کر جیسے سورہ مائدہ پڑھتے ہو؟ میں نے کہا کہ
ہاں۔ فرمایا کہ از روے تنزیل یہ مائدہ قرآن کا آخر سورہ ہے
ابوداؤد اور نحاس نے ابومیسرہ عمرو بن شرجیل
سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ میں کچھ
منورخ نہیں ہے۔

اور عبد بن حمید اور ابوداؤد اور ابن المنذر
نے ابن عوف سے روایت کی ہے کہا (ابن عوف) نے
کہ میں نے حسن بصری سے سنا کہ سورہ مائدہ میں کچھ منورخ
ہے تو انھوں نے کہا نہیں۔

اور حریابی اور ابوعبید اور عبد بن حمید اور ابن المنذر

واخرج حریابی وابوعبید وعبد

سنہ توثیق (ابن ابی شیبہ) کشف العيون میں ہے۔ تفسیر ابن ابی شیبہ الامام حافظ ابی کریم عبداللہ بن محمد الکوفی المتوفی خمسہ ثلاثین وثلثمائة (مائتین) صحیح ہے سنہ توثیق (ابن عوف) تاریخ دول الاسلام فرماتا ہے واقعتاً (سنہ سبع وستم وثلثمائة) وفيه مات مسته الدنيا المعمر الحافظ المصنف ابوالقاسم عبد الله بن محمد البغوي ببغداد وحرر مائة واربع سنين (۱۰۴) رس

سنہ توثیق (ابن عوف) طبقات ابن سعد میں ہے عبداللہ بن عوف بن اریطیان وکیلی ابن عوف مولیٰ عبداللہ بن درہ بن سرق المزنی وکان اکبر من سلیمان
الیمی وکان غلباً وکان ثقہ کثیر الحدیث درعا اخرنا کار بن محمد قال سمعت ابن عوف رايت ابن مالک مات سنة

سنہ توثیق (فریابی) وانی الوفيات صفی میں ہے۔ محمد بن یوسف بن واقد ابوعبد اللہ الغضائی غنی ولد سنہ عشرین و مائة
کان عالماً راہداً ورجلاً من الطبقة السادسة روى عنه الامام احمد وغيره قال البخاري كان فريابيا جلي من افضل
اهل زمانه وکان ثقہ صدہ وقاجاب الدعوة توفي سنة ۱۲۱ھ

س حمید وابن المنذر و ابو النضر عن
ابی مسیرة قال فی المائدة ثمان عشرة
فربصة لیس فی سورة القران غیرها
ولیس فیها منسوخ
ورابو سخیخ نے ابوسیرہ سے روایت کی ہے کہ
سورہ مائدہ میں اٹھارہ فریضہ (احکام) ہیں
قرآن میں سوائے اس سورہ مائدہ کے اور کسی سورہ
میں بہ فریضہ نہیں ہیں اور اس میں کچھ منسوخ نہیں ہے

اور تفسیر سراج النیر خطیب بر بنی سورہ مائدہ کی تفسیر ص ۲۸۵ مطبوعہ مصر میں ہے
روی عن ابن مسعود قال انزل الله تعالى
فی هذه السورة ثمانية عشر حكما لم
یزلها فی غیرها۔
ابن مسعود سے مروی ہے کہ نازل کیا اس سورہ مائدہ
میں اٹھارہ احکام نہیں نازل کیا خدانے یہ احکام دوسرے
سورہ میں بخیر اس سورہ (مائدہ) کے

اسی تفسیر جامع البیان طبری ج ۶ ص ۲۷۷ میں سورہ مائدہ کا مدنیہ ہونا

(۳)

قال ابن جریر بن برد تنی المثنی قال ثنا
حجاج بن المنهال قال ثنا هام عن
قادة قال المائدة مدنية وقال آخرون
نزلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم في
مسيرة في حجة الوداع
کہا ابن جریر سے حدیث کی مجھے مثنی نے کہا حدیث کی
ہم سے حجاج بن منہال نے کہا حدیث کی ہم سے ہام نے
قائدہ سے کہ سورہ مائدہ مدنیہ ہے اور دوسروں نے
کہا ہے کہ سورہ مائدہ رسول خدا پر حجتہ الوداع میں
چلتے سواری پر نازل ہوا۔

۱۔ توثیق (ابن المنذر) کشف العنوں میں ہے کہ۔ اس المائدہ الامام ابو جریر بن ابراہیم بن المسدد النیسابوری المتوفی ثمان عشرة و تلامذہ (مسئلہ) ۳۱۰ توثیق (ابو النضر)
طقات الصحاح و سیرت میں ہے۔ التبیح حافظ الصہبانی مسدد زمانہ الامام ابو محمد عبد اللہ بن جعفر بن حال الاصبہانی صاحب المصنفات ولد مسدد و سمیع اویلی و اذاعیہ
ولفی الکبار و کان مع سقر طرد و عروۃ جعفر لحد الاصلہ صالحین حیث و قد ما حونا فقه متقا صفت التفسیر و غیرہ مات ۳۱۰ھ ۳۱۰ھ توثیق (ابو مسیرہ) تفریب التہذیب ابن جریر
میں ہے عمر بن شریح بن الہمدانی اذیسیۃ الکوفی فقه عابد مات ۳۱۰ھ ابن جریر کا محمد بن المتی سے روایت کرنا دیکھو آخر حاتیہ صفحہ ۱۵۰۔ اور از تاریخ الملوک
جلد اول حصہ چہارم ص ۱۲۳ و ۱۲۴ میں ہے۔ ۱۔ قال ابن جریر بن برد تنی المثنی قال ثنا حجاج بن المنهال قال ثنا قادة قال المائدة مدنية عن ابن جابر قال قال رسول الله
بمسرة ثمان عشرة سنة زعمی الیہ وبالمدینة عشرة اومات و مات حوا من ثلث و ستین سنة قال ابن جریر بن برد تنی المثنی قال ثنا حجاج بن المنهال قال سما حدیثی فی حجة عن ابیہ قال
عاش رسول الله و سلم ثلثا و ستین سنة قال ابن جریر بن برد تنی المثنی قال ثنا حجاج بن المنهال قال سما حدیثی فی حجة عن ابیہ قال
ثلاث و أربعین سنة قال ابن جریر بن برد تنی المثنی قال ثنا حجاج بن المنهال قال سما حدیثی فی حجة عن ابیہ قال
ثلاث و أربعین سنة قال ابن جریر بن برد تنی المثنی قال ثنا حجاج بن المنهال قال سما حدیثی فی حجة عن ابیہ قال

۲۔ توثیق (حجاج بن منہال) تہذیب التہذیب ابن جریر میں ہے۔ حجاج بن المنہال الاساطی ابو محمد السلمی قبل الدسائی و ملاحم البصری روی عن جریر بن حازم و المہادی و
و شعث و عبد الغزیر و الماجشود و ہمام و زبید بن ابراہیم المشتوی و غیرہم و عنہ المجازی روی له المأخذ بما سطره الدانی و بذکره ابو یوسف و صاعقة و الخلال
و اللخلی و عبد بن حمید و اسحاق الکوسجی و الجورحانی و عمر بن منصور و عبد اللہ بن الہیثم و عبد القدوس الحجابی و محمد داؤد بن عیسیٰ و الفضل بن الداس
الحلبی و ہلال بن العلاء روی عنہ القضا۔ اوسعود و ابن وارة الداریان و یعقوب بن شیمہ و یعقوب بن سفیان و ابوسلم الکحی و علی بن عبد العزیز و غیرہ
قال احمد فقه ما روی به ثاماً و قال ابو حاتم فقه فاصل قال الجمالی فقه رجل صالح قال النسا فی فقه و قال خلف بن محمد کہو من مات سنة ۳۱۰ھ
و کان صاحب سنة ینظروها و قال ابن سعد کان فقه کثیر الحدیث مات فی شوال سنة ۳۱۰ھ و کذا الرحرا الحادی قلت و ابی قال ف و قال فقه مامون
و قال الطلائع ما رأیت مثله فضلاً و حیثاً و قال ابوداؤد احدهم اختلفوا فمات و حجاج الفضل الرحلین ذکرہ ابن جابر فی التقات و قال اس مند
ثنا علی بن الحسن ثنا ابی حاتم سما حجاج بن المنهال و کان خیار الناس۔

جکی توثیق حاشیہ ص ۲۸۱ میں گزر چکی۔

اس حدیث سے سورہ مائدہ کا رسول اللہ پر اور چلتے ہوئے سواری پر حجتہ الوداع میں نازل ہونا ثابت و متحقق ہو گیا۔ یعنی حجتہ الوداع سے پلٹتے ہوئے راستہ میں حضرتؑ کا راحلہ بوجہ ثقل وحی کے بیٹھ گیا اور رسول اللہ کو اترنا پڑا جسکی تائید میں محدثین اور محققین کی مخرجہ حدیث نیز حدیث مذکورہ کی تنقیدی عبارت مع حدیث لکھی جاتی ہے۔ اور قبل اسکے صحیح حدیث سے سورہ موصوفہ کا نزول لفظ (جمیعاً) و (کلاً) و (کلہما) سے ثابت کیا جا چکا ہے

مؤیدات

تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی ص ۲۵۲ مطبوعہ مصر میں یہ تفسیر سورہ مائدہ کے ہے

اخرج ابو عبید عن محمد بن کعب القرظی
نزلت سورة المائدة على رسول الله صلى
في حجة الوداع فيما بين مكة والمدينة وهو
على ناقته فاصدعت كتفها فنزل عنها
رسول الله صلى الله عليه وسلم
اور عبید نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ
سورہ مائدہ رسول اللہ پر حجتہ الوداع میں دیکھی
مکہ و مدینہ کے نازل ہوا وہ حضرتؑ اپنے ناقہ پر
سواری تھے جب انکے شانے درد کرنے لگے تو رسول خدا
اُتر پڑے۔

واخرج ابن جرير عن الربيع بن انس قال
نزلت سورة المائدة على رسول الله صلى
في المسير في حجة الوداع
اور ابن جریر طبری نے ربیع بن انس سے روایت
کی ہے کہ سورہ مائدہ رسول خدا پر حجتہ الوداع میں چلتے
سواری پر نازل ہوا۔

اور تفسیر نسخ القدیر للشوکانی ج ۱ قلمی نسخہ نوشتہ ۱۲۴۸ھ عمدمصنف کا بمواہر علماء ہے جسکو نواب صدیق حسن
خان مین سے لائے تھے اُس میں یہ تفسیر سورہ مائدہ مرقوم ہے۔ دیکھو ص ۲۲۲ کتاب ہذا

اخرج ابو عبید عن محمد بن کعب القرظی نحوه
وزاد اخا نزلت في حجة الوداع فيما
بين مكة والمدينة هكذا اخرج ابن جرير
عن الربيع بن انس بيها الزيادة
اور عبید نے محمد بن کعب قرظی سے سورہ مائدہ کا نزول
حجتہ الوداع میں درمیان مکہ و مدینہ کے روایت کی ہے
اور ایسی ہی ابن جریر نے ربیع بن انس سے
ساتھ اسی زیادتی کے روایت کی ہے۔

اور اتقان فی علوم القرآن - ج - اول ص ۱۲۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۶ھ میں ہے۔

والله يعصمك من الناس في صحيح ابن
حبان عن أبي هرويرة اخا نزلت في السفر
آية والدر يعصمك من الناس صحيح ابن حبان میں
ابو ہریرہ کی سند سے سفر میں نازل ہوا۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی ص ۲۹۰ میں ہے

واخرج عبد بن حميد وابن جرير وابن ابی نعیم
عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور

والوالشیخ عن عاصم قال لما نزلت بلغ
ما انزل الملیک من ربک قال یا ربک
اتما انا ولحد کیف اصنع یجمع علی الناس
فنزلت وان لم تفعل فما بلغت رسالة
او شیخ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ جب نازل ہوا
آیہ بلغ ما انزل الیک تو رسول خدا نے عرض کیا کہ میں
اکیلا ہوں کیا کرونگا میں جمع ہو جائیگے لوگ مجھے
ضرر پہنچے خدا نے نازل کیا کہ اگر اس مالک کو یہ ہو جائے
تو تم نے کچھ رسالت نہ ہو جائی۔

اور تفسیر سراج المیز خلیب شرمینی جلد اول ص ۳۱۸ مطبوعہ مصر بہ تفسیر آیہ واللہ یعصمک من الناس کے ہے
(واللہ یعصمک من الناس) ای حفاظک و
یعصمک الی ان قال وفیل نزلت ہذہ
الآیۃ بعد ما سجد راسہ کان سورۃ المائدۃ
من آخر ما نزل من القرآن وروی
اسحاق بن راہویری فی مستدرک عن
النبی صلعم انہ قال بعثنی اللہ برسالتہ
فضقت بہا ذرعاً فاحی اللہ الی ان
تبلغ رسالتی عذبتک وضمن لی العصۃ
فقیوت
فصول المہمہ ابن صبیغ مالکی ص ۲ مطبوعہ طہران ۱۳۰۲ھ میں ہے

روی الامام ابو الحسن الواحدی فی
کتابہ المسعی باسباب المنزل یرفعہ
بسندہ الی ابوسعید الخدری قال نزلت
ہذہ الآیۃ یا ایہا الرسول بلغ ما
انزل الیک من ربک الآیۃ یوم غدیم فی علی بن ابی طالب
اور تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد ثالث صفحہ ۳۸ سطر ۳۲ تا ۳۵ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ میں ہے۔
(دسویں) یہ آیت حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام
کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے جب اس کا نزول
ہوا تو پیغمبر صاحب نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ ت

لہ تثنی (فصول المہمہ) کثرت الظنون ج ۲ ص ۶۸ میں ہے (الفصول المہمہ فی معرفۃ الامۃ وفضلہم ومعرفۃ اولادہم
وفصلہم) للشیخ نور الدین علی بن محمد بن الصاغ الممالکی المتوفی ۷۵۵ھ خمس وخمیں وثمانیۃ

اللهم وال من والاه وساد من عاداه
فلقد رضى الله عنه فقال هنيئاً لك
يا ابن ابیطالب أصبحت مولائى ومولا
كل مؤمن مومنة وهو قول ابن
عباس والبراء بن عازب وعبد بن عبد
تفسير ثعلبى الكشف والبيان تسلمى كهنه بخط عرب از كتب خانه جناب ممتاز العلماء سيد تقى صاحب جنت مآب لكهنوى

ورق ۳۲۴ کے مرقومین ہے۔
حضرت ابو جعفر محمد بن علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ

وقال ابو جعفر محمد بن علی مغفاه
سلم ما اسئل الیاء فی فضل علی
بن ابیطالب فلما نزلت هذه الآیة
احذ رسول الله صلى الله علیه وسلم
بید علی من كنت مولاة فلی مولاة
اخبرنا ابو القاسم یعقوب بن
احمد بن السری نا ابو کر محمد بن
عبد الله بن محمد حد ثنا ابو مسلم
ابراہیم بن عبد الله البکى نا حجاج
بن المنهال نا حماد عن عی بن رید
عن عدی بن ثابت عن البراء
قال لما نزل لنا مع رسول الله
صلی الله علیه وسلم فی حجة الوداع
کنا بعد یرخف فنادی الصلوة
جامعة وکسر للنبی صلی الله علیه
وسلم تحت شجرة تین فاخذ بید علی
فقال الملت اولی بالمؤمنین من
انفسهم قالوا علی یا رسول الله قال

آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے معنی یہ ہیں کہ
اے رسول پہنچا دو اس امر کو جو تمہارے رب نے علی بن ابی طالب
کے فضل میں نازل فرمایا ہے چنانچہ یہ آیہ نازل
ہوئی تو پیغمبر صاحب نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا
جبکہ میں مولا ہوں
خبر دی ہم کو ابو القاسم یعقوب بن احمد بن سری نے
کہا خبر دی ہم کو ابو کر محمد بن عبد الله بن محمد نے
کہا خبر دی ہم کو ابو مسلم ابراہیم بن عبد الله کجی
نے حجاج بن منہال سے اُس نے حماد سے اُس نے علی
بن زید سے اُس نے عدی بن ثابت سے
اس نے براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ جب
ہم ہمراہ رسول خدا کے حجۃ الوداع سے مراجعت کر کے
مقام غدیر خم پر پہنچے تو حکم آنحضرت الصلوۃ جامعہ
کی ندادی گئی اور پیغمبر صاحب کے لئے دو درختوں کے
نیچے زمین صاف کی گئی پس آنحضرت بعد نماز علی بن
ابطالب کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے ارشاد کیا کہ ایہا الناس
کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنین کے لئے اُنکے نفوس
سے اولی ہوں رہنے کہا درحقیقت یا رسول الله آپ

۱۵ تثنیہ ثعلبی (مرآۃ البیان) یافین میں ہے ابو اسحق الثعلبی احمد بن محمد بن ابراہیم النیابودی المفسر المشورکان حافظا واعظا راسا فی التفسیر والعربی
والدین والدیانة فاق تفسیر الکبیر صاحب التفسیر۔

البت اولی بکل مومن من نفسه قالوا
 بلی قال هذا مولی من انا مولاہ اللہم
 وال من وکلاہ وعاد من عاداہ
 قال فلقد عمر فقال ہنیئاً لک
 یا ابن ابی طالب اصحت وامیت
 مولی اکل مومن ومومنۃ * * *
 عن ابی صلیح عن ابن عباس فی قولہ
 تعالی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل
 الیک الا یتہ قال نزلت فی علی امر
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان
 یبلغ فیہ فلخذ رسول اللہ صلعم
 بید علی فقال من کنت مولاہ فلی
 مولاہ اللہم وال من وکلاہ وعاد
 من عاداہ

ہر مومن کے لئے اُس کے نفس سے اولیٰ میں تہ آپ
 نے ارشاد کیا کہ جس کا میں مولا ہوں اُس کا یہ عسلے بولا
 ہے اے خدا دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے
 اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علی کو پس ملاقات کی
 حسرت عمر نے جناب علی سے اور کہا اے ابن ابوطالب
 مبارک ہو تم کو کہ آج تم ہر مومن و مومنہ کے مولا ہو
 ابوصلح بن ابی عباس سے روایت کی ہے کہ آیا یا
 انما الرسول بلغ علی بن ابیطالب کے پاس سے ما نزل
 ہو ابی صلیح حکم کے لئے رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ کہ
 تبلیغ رسالت کریں جو علی کے پاس سے ما نزل ہوئی
 ہے میں لیا رسول خدا نے دست علی علیہ السلام کو اور دیا
 جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ ابی
 دست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ
 اسکو جو علی کو دشمن رکھے۔

یہ تینوں حدیثیں جو محمد بن علی اور برادر بن عازب اور ابن عباس سے دیاب تفسیر آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک
 الآیہ کے نقل لکھیں ان حضرات کا حوالہ صفحہ ۲۸۱ میں ہے جو تفسیر کبیر فخر الدین رازی سے لکھا گیا اور یہی حوالہ اُس حدیث میں بھی ہے جو تفسیر
 غرائب القرآن نظام نیسا پوری سے صفحہ ۱۴۹ اور ۱۵۰ میں دیا جا چکا ہے۔

اور حسین خاص طور سے برادر بن عازب سے اسی آیہ تبلیغ و تاکید کے سلسلہ میں حدیث خدیوہ وارد ہے دیکھو صفحہ ۹۹ جبکہ
 سید علی ہمدانی نے اپنی کتاب مودۃ القرنیٰ میں ذکر کیا ہے۔ امام شعبی نے اس حدیث برادر بن عازب کو پورے اسناد سے نقل کیا ہے
 جبکہ اسناد میں حجاج بن منہال رواۃ حدیث سے ہے جبکہ ترجمہ حاشیہ صفحہ ۲۸۸ میں مرقوم ہے جو بخاری کا شیوخ حدیث ہے جس نے
 سورہ مائدہ کا مدنیہ ہونا روایت کی ہے جس کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ نے حدیث ولایت مذکورہ کو شرح و بسط
 سے ارشاد فرمایا ہے اسی حدیث میں حضرت عمر کا جناب علی علیہ السلام کے مولائیت کا عہد و پیمان مذکور ہے جو مبارکبادی کے
 سلسلہ میں لیا گیا جسکے امتحا کے لئے آیہ امسالین کے نازل کو فدحجج عرفہ میں وفات سے تین مہینہ قبل لا یا گیلہے حالانکہ حضرت
 اکیاشی روز آ یا امسالین کے بعد زندہ رہے جسکی تفصیل آخر صفحہ ۴۶ تا ۴۸ اگلد چکی۔

علاوہ اس حدیث برادر بن عازب کے جہین واقعہ تہنیت حضرت عمر مذکور ہے خود حضرت عمر کی ذیل کی روایت سے اس امر
 کا انکشاف ہوتا ہے کہ یہ واقعہ خدیجہ صرف مبارکبادی و تہنیت کا نہ تھا بلکہ صحابہ سے عموماً قریش اور حضرت عمر سے خصوصاً عہد و قرار کا
 چنانچہ کتاب مودۃ القرنیٰ سید علی ہمدانی کے مودۃ بیجم کی یہ حدیث شاہدیتیں ہے۔

وعن عمر ابن الخطاب قال نصب
رسول الله علماً عالماً فقال من
كنت مولاه فعلى مولاه اللهم
وال من والاه وعاد من عاداه
واخذل من خذله والصبر
من نصره اللهم انت
شهيدى عليهم ثم قال
يعنى عمرو كان فى حبنى
شاب حسن الوجه طيب
الريح فقال لى يا عمر لقد
عقد رسول الله لى عمه
عقد الا يحله الا منافق
فاحذر ان تحله قال عمر
فقلت يا رسول الله انك
حيث قلت فى على كان
فى جنبى شاب حسن الوجه
اطيب الريح وقال كذا وكذا
قال النبى نغم يا عمر انه
ليس من ولد ادم لكنه جبرئيل
اراد ان يوكده عليكم ما قلته فى على

اور عمر بن خطاب مروی ہے کہ رسول خدا نے
سلی کو بطور نشان ہدایت کے نصب کیا اور ارشاد فرمایا کہ
جس کسی کا کہ میں مالک و مختار ہوں لی بھی اس کا مالک
مختار ہے اے خدا جو کوئی اسکو دوست رکھے تو بھی اسکو
دوست رکھ اور جو کوئی اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے
دشمنی کر اور چھوڑ دے اس کو جو اُسے چھوڑ دے اور
نفرت کر اسکی جو اسکی نفرت کرے امیر پروردگار تو
میرا انبرگواہ ہر عمر کہتے ہیں میرے پہلو میں ایک نو
جوان نہایت خور و اور پاکیزہ خوشبو تھا اور
اس نے مجھے کہا اے عمر البتہ رسول خدا نے
اپنے چچا زاد بھائی کے لئے ایک ایسی گرہ باندھی
ہے کہ منافق کے سوا اسکو کوئی نہیں کھولے گا
یس تو اس کے کھولنے سے ڈر تا رہے حضرت عمر کا
بیاں ہے کہ بحر میں نے آنحضرت صلعم سے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ جب حضور نے علی علیہ السلام
کے حق میں ارشاد کیا تھا تو میرے پہلو میں ایک
نوجوان خوبصورت پاکیزہ بو تھا اُس نے مجھ سے
ایا اور ایسا کہا حضرت نے فرمایا اے عمر وہ شخص
آدم کی اولاد میں سے نہیں تھا وہ جبرئیل علیہ السلام
تھے اور میرے کہنے کی تاکید کیلئے آئے تھے جو کچھ میں بتاتے علی کے

ابن سیر طبری

اسی واقعہ غدیر کے بعد رسول خدا کا اسی دن زندہ رہے اور براہین عازب کی روایت میں یوم غدیر کو چشتینہ تھا دیکھو ص ۱۴۹
اور ابوسعید خدری کی روایت ۱۸ ذی الحجہ چشتینہ کیلئے دیکھو ص ۲۵۴ اسی روایت میں رسول خدا کا اسی دن اور امت نام نعمت کا شکر یہ
مذکور ہے لیکن حافظ ابن کثیر باوجود دو صحابہ کے روایت کرنے کے اور ۸۱ یوم حضرت کے آخر عمر کے اقرار کرنے کے وہی عرفہ جمعہ والی
وضع روایت کا روڑا اٹھائے جا رہے ہیں۔

جیسا کہ تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ثالث صفحہ ۲۸۱ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ میں ہے۔

وقتہ روی ابن مردودیہ روایت کی ہے ابن مردودیہ نے ابو ہارون کے
من طریق ابی ہارون العبدی واسطہ ابوسعید خدری کی سند سے کہ یہ آیت

عن الوسعید الخدری اذھا
 نزلت علی رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم یوم غدیر خم
 حین قال لعلی من کنت مولا
 فاعلی مولا ھم رواہ عن ابی
 ہریرۃ وفیہ انہ الیوم الثامن
 عشر من ذی الحجۃ یعنی مرجعہ
 علیہ السلام من حجۃ الوداع ۶۱
 ولا یصح لا ھذا بل الصواب
 الذی لا شک فیہ ولا مرۃ
 اذھا سرت یوم عرفہ وکان
 یوم الجمعة۔

نازل ہوئے رسول خدا پر غدیر خم کے دن جبکہ
 کہا تھا رسول خدا نے واسطے علی کے
 کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا
 ہے۔ روایت کی ہے ابو ہریرہ سے
 اور اس روایت میں ہے کہ وہ اٹھارہویں
 ذی الحجہ تھی یعنی جب رسول خدا حجۃ الوداع سے
 لوٹے تھے (ابن کثیر کہتے ہیں) اور نہ
 یہ صحیح ہے اور نہ وہ صحیح ہے بلکہ بہتر
 یہ ہے کہ جس میں شک نہیں ہے کہ یہ
 آیت نازل ہوئی ہے عرفہ کے دن اور وہ
 جمعہ کا دن تھا۔

روایت مذکورہ کو ابن کثیر نے ناقص نقل کیا ہے کیونکہ حافظ ابن مردویہ نے آیہ اكمال دین کا نزول
 (۱۰) اذ یوم خمیس (میں) رسول خدا کے تکیہ و شکر کے ساتھ ابوبارون عبدی کے طریق ابو سعید خدری کی سند سے وارد
 کیا ہے اسی تاریخ سے اکاشی یوم کی مدت بالکل صحیح مطابقت کرتی ہے۔
 حافظ ابن مردویہ اس رتبہ کے ہیں کہ ابن کثیر نے انکی مدح اپنی تفسیر جلد ثالث سورۃ النساء کے صفحہ ۱۵۵ میں
 بتفسیر صلوۃ النخوت ان الفاظ سے کی ہے حسین ابن مردویہ کا حافظ حدیث ہونا اور جن کے مثل ابن جریر طبری کو بھی
 کہا ہے وہ مضمون یہ ہے :-

قد اجاد الحافظ ابوبکر ابن مردویہ فی سرد طر قہ و الفاظہ و کذا ابن
 جریر لخرہ فی کتاب الاحکام الکبیر (یعنی حافظ ابن مردویہ نے اپنے طرق کے نظم اور الفاظ کو بہت جید
 کیا ہے اور اسی طرح ابن جریر بھی جسکو ہم کتاب الاحکام میں لکھیں گے) اور جن کے بارے میں علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ
 میں لکھتے ہیں، جسکا ترجمہ لکھا جاتا ہے اصل عبارت کسی دوسری جگہ نقل ہے :-

”ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ حافظ ثبت علامہ ۳۲۳ھ میں پیدا ہوئے انھوں نے ایک تاریخ اور تفسیر اور
 سند اور المستخرج علی البخاری تصنیف کی ہے۔ امر تصنیف کو شایستگی اور اعتدال کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ رواۃ کے مبصر
 اور صاحب دستگاہ اور صاحب تصنیف لطیف تھے ۳۲۳ھ میں انھوں نے ولایت کی۔“

عرفہ جمعہ کی روایت کا ابطال حدیث نمبر (۱) صفحہ ۲۸۱ سے جو اسحاق بن راہویہ و محمد بن حرب کے واسطے ابن
 سعید کے طریق ابن عباس سے سورہ مائدہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول یوم دو شنبہ سے ہو چکا ہے۔

لیکن ابسم پوری روایت ابو سعید خدری کی حسین ابو ہارون عبدی واقع ہے جس میں یوم غدیر کو پنجشنبہ کا دن اور شکر کی عبارت ہے مع اشعار حسان بن ثابت جو عین جلسہ غدیر میں بر محل نظم کر کے پڑھی گئی لکھتے ہیں کتاب مستطاب حقیقات الانوار حدیث غدیر جلد ثانی ص ۵۷ میں یہ عبارت افضل التکمیلین جناب مولوی سید حامد حسین صاحب طباب تراہ کی ہے اما روایت ابو المؤید موفق بن احمد بن اسحاق المعروف باخطب خوارزم اشعار حسان مابہا اخطب در مناقب جناب امیر المؤمنین علیہ السلام بعد تلاش وتفحص کثیر بعنایت رب قدیر یک نسخہ آن در ارض اقدس کربلائے معلیٰ بخوردم و بعد ان یک نسخہ اش از دہلی بتفحص بعض اعلام کرام بدست آمد گفتہ :-

الخبر فی سید الحفاظ ابو منصور شہر	خبر دی محکوم الحفاظ ابو منصور شہر دار بن سیرویہ بن
دار بن شہر وید بن شہر دار الدلیلی فیما	شہر دار دلیلی نے منجملہ اون چیزوں کے جویرے
کت الی من ہد ان قال الخبونا ابو الفتح	پاس شہر ہمدان سے لکھ بھیجا کہا کہ خبر دی ہو کہو العتق
عبد و من عبد اللہ بن عبد و من الہدانی	عبد و من عبد اللہ بن عبد و من ہمدانی نے کتابت
کتابہ قال حدثنا عبد اللہ بن اسحاق البغوی	کی حیثیت سے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن
قال حدثنا الحسن بن عقیل العنوی قال	اسحاق بن عوی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حسن بن عقیل
حدثنا محمد بن عبد الرحمن الذاریع قال حدثنا	غزوی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عبد الرحمن
قیس بن حصص قال حدثنی علی بن الحسین	ذاریع نے کہا حدیث بیان کی ہم سے قیس بن حصص نے کہا حدیث
بن الحسن العبدی عن ابی ہارون العبدی	سیان کی مجھے علی بن حسین بن حسن عبدی نے ابو ہارون عبدی سے
عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ	انہوں نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جناب
علیہ وسلم یوم دعا الناس الی غدیر خم	رسالتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس دن لوگوں کو غدیر خم
امر بما کان تحت الشجرۃ من الشوک فقمرو	کی طرف بلایا تو حکم دیا کہ جو کچھ درخت کے نیچے کانٹے وغیرہ
ذلك یوم الخمس ثم دعا الناس الی علی	تھے وہ صاف کر دیے گئے اور یہ پنجشنبہ کے دن ہوا اور اسکے
فاخذ بضبعہ فرفعہا حتی نظر الناس	آپ نے لوگوں کو علی کی طرف دعوت کی اور انکا شاہ پرٹکے بلند کیا اٹھا
الی بیاض البطہ ثم لم یتفرقا حتی نزلت	کہ لوگوں نے آپ کے بغل کی سفیدی شاہدہ کی بعد اسکے لوگ ابھی
ہذہ الایۃ الیوم املت لکم دینکم و اتممت	متفرق نہیں ہوئے تھے کہ آج یہ ایوم املت لکم دینکم و اتممت
علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا	علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئی

۱۵ توفیق (ابو المؤید خوارزمی) کشف الطنون میں بعد ذکر اختصار اسماعیل بن عیسیٰ اوغالی جامع سائید خوارزمی کے ہے و اختصرہ ایضاً الامام ابو البقا احمد بن ابی الصیاح محمد القرشی العدوانی المکی x x x فہذا مختصر سند الامام الاعظم الذی جمع الامام ابو المؤید الخوارزمی حدیث الامام سیدہ السند فی مختصر المسند اور کشف الطنون حروف المیم میں ہے۔ مناقب علی ابن ابیطالب للامام احمد بن حنبل ذکرہ فی فضائل العترة و لا فی المؤید موفق بن احمد الخوارزمی المتوفی ۵۶۷ھ

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 الله اكبر على اكمال الدين و اتمام النعمة
 و رضى الرب برسالتي و الولاية
 لعلي بن ابي طالب ثم اللهم وال
 من و آله و عاد من عاداة و الضر
 من نصرة و اخذ من من خذله
 فقال حسان بن ثابت يا رسول الله
 ائذن لي ان اقول ابيا قال
 قل على بركة الله تعالى فقال حسان
 بن ثابت يا معشر مشيخة فرس
 اسمعوا شهادة رسول الله صلى الله
 عليه وسلم

پرسند یا رسول خدا ای خدا کبر و بزرگوارتر از
 کے اور تمام کر کے نعمت کے اور رضی مونس پروردگار
 کے ساتھ میری رسالت اور علی بن ابیطالب کی
 ولایت کے بعد۔ اسکے فرمایا کہ بار خدا یا دوست
 رکھ اسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھے اسکو جو دشمن
 رکھے علی کو اور مدد کر تو اس شخص کی جو مدد کرے علی اور
 جھوڑ دے اس شخص کو جو جھوڑ دے اسکو پس حسان بن
 ثابت نے کہا کہ یہ بولنا مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اشعار کو
 آپ نے فرمایا اور برکت خدا تعالیٰ کے پس کہا حسان بن
 ثابت نے کہ اے گروہ بندگان فریش
 سنو تم گواہی کو رسول خدا کی :-

ابیت

ینادیهم یوم غدیر بنیہم
 مذاکرتمے انگوگون کو بروز غدیر اُنکے بنی
 باخی مولا کہم لغم و ولیکم
 ساتھ اس بات کے کہ تحقیق میں مولا تمہارا مولیٰ بنی ہوا
 الہک مولا نا و انت و لینا
 کہ اس بنی تیرا عبود ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا ولی ہے
 فقال له قم یا علی فاننی رضیتک
 پس فرمایا رسول خدا نے کہ اٹھ اے علی کہ تحقیق میں میں نے تجھ کو

بجتم و اسمع بالرسول منادیا
 مقام خم میں اور کھڑے قابل سننے کے میں کل جگہ دعا کرتا ہوں
 فقالوا و لم یبدوا هناك المقامبا
 پس انگوگون نے کہا اے اعلیٰ العین کوئی بات کہ واقف ظاہر نہیں ہو سکتا
 فلا یجدن فی الحلق للامر عاصیا
 پس نہ پا سکتا تو خلق میں دھڑ میں رکے کسی شخص کو نافرمان
 من بعدی اما ما وھا دیا
 اپنے بعد امام اور مادی

ص ۲۹۵ کی روایت ابن مردیہ کی مخرج ابو ہریرہ عہدی کے طریق ابو سعید خدری کے سنکی جبکہ حافظ ابن کثیر نے
 نہایت مختصر الفاظ میں لکھا تھا اس کی تائید و تفصیل مناقب اخطب خوارزمی سے ہو گئی جس میں یوم غدیر کو خیمہ کا
 دن اور عبارت شکر یہ اکمال دین و اتمام نعمت مذکور ہے نیز اشارہ حسان بن ثابت سے رسول خدا کے بعد
 جناب علی علیہ السلام کا ولی اور امام اور ہادی ہونا حاضرین صحابہ کے مواجہ میں روز روشن کی طرح ظاہر و عیان ہو چکا
 اور دوسری حدیث ابن مردیہ کی مخرج ابو ہریرہ کے سنکی جس میں تاریخ ۱۰ ذی الحجہ کو واقعہ غدیر خیمہ مذکور ہے اسکے
 اول اخراج کنندہ حافظ ابن مردیہ انکے بعد ابو بکر احمد بن ثابت خطیب بغدادی ہیں۔ (دیکھو ص ۲۸) ان ہر دو حفاظ کی

انکی روایت سے حدیث ولایت و نزول آیہ اکمال دین جو ابن عباس کی حضرت کے آخر عمر کی ایک اٹھنی دن والی روایت کے مطابقت میں ہے بالکل صحیح ہے۔ پس ابن کثیر یا دیگر حضرات کی تاویل ہرگز سماعت پذیر نہیں ہو سکتی۔

جب یہ امر کما حقہ ثابت ہو گیا کہ کل سورہ مائدہ جس میں آیہ تبلیغ و تاکید یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الایہ یوم غدیر ۱۸ از کجی خجستہ کے دن نازل ہوا اور یہ واقعہ دوپہر سے پہلے گذرا کیونکہ رسول خدا نے ظہر کی نماز بمقام غدیر خم اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تو آخر دن میں آیہ اکمال دین نازل ہوا جیسا کہ اوپر گذرا۔

لیکن جبکہ راہتمام و انتظام اور مجمع عام جناب خیر الانام نے مقام غدیر خم میں تبلیغ حکم الہی کے لئے فرمایا۔ ثابت نہیں ہوتا کہ ابتداءً بعثت سے آخر ایام رسالت یعنی زمانہ انتقال و رحلت تک کسی حکم کی تبلیغ کی بابت اس قدر اہتمام فرمایا ہو جس سے صریح ثابت ہو گیا کہ یہ حکم مجمع احکام شرعیہ سے اہم و اشد ضروری تھا۔

اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی حکم مجمع احکام شرعیہ سے زیادہ ضروری اور اہم نہیں ہو سکتا سوائے تقرر و تعیین حاکم کے کیونکہ قیامت مجمع احکام شرعیہ اس سے متعلق ہوتی ہے اور بعد رسول وہی حاکم و قائم مقام رسول اور امام امت ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ یہ حکم آیہ تبلیغ و تاکید کا تبلیغ خلافت و امامت شاہ ولایت کا تھا۔

اب رہا اہتمام و انتظام اس پر چند واقعات دلالت کرتے ہیں یہ دوا مرخص کر قابل توجہ ہیں۔

اول جب آپ حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر چودہ ذی الحجہ کی صبح کو روانہ ہوئے تو پانچویں دن ۱۸ از کجی کو قریب جحفہ (ابین مکہ مدینہ) پہنچے ابن جہان سورہ مائدہ اور آیہ تبلیغ و تاکید کا نزول بحالت سواری واقعہ پر ہوا اور رسول خدا کو وہیں اتارنا پڑا یہاں سے ۳۔ ۴ میل پر غدیر خم کا وسیع میدان ہے جس میں آگے گئے ہوئے قافلہ کو واپس بلوایا اور آتے ہوئے قافلہ کا انتظار فرمایا جس کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار کی تھی جو کونوں کے گردے میں قیام پذیر ہوئی۔

چنانچہ تذکرہ خواص الامم فی معرفۃ الامم سبط ابن جوزی میں ہے :-

اتفق علماء السیر علی ان الغدیر	یعنی اتفاق کیا ہے علماء سیر نے اس بات پر کہ غدیر
کانت بعد رجوع النبی صلی اللہ علیہ	کا جناب رسول خدا کے حج آخری سے مراجعت کرنے کے بعد
ومسلم من حجۃ الوداع فی الثامن	ہوا تھا اٹھارہویں ذی الحجہ میں آپ نے جمع کیا صحابہ کو اور وہ
عشر من ذی الحجۃ جمع الصحابۃ	ایک لاکھ تیس ہزار تھے اور فرمایا جس کا میں
وکانوا مائۃ وعشرین الفا	مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ نص کر دی جناب
وقال من کنت مولا فاعلموا	رسول خدا نے ساتھ صریح عبارت کے
الحديث نص صلی اللہ علیہ وسلم	کچھ کنا یہ و اشارہ نہیں کیا۔

على ذلك بصريح العبارة دون التلوين ولا

لہ توثیق (تذکرہ خواص الامم سبط ابن جوزی) تاریخ ابن اردبی میں ہے :- ذی القعدہ ۱۵۵۰ھ توفی السید شمس الدین یوسف سبط ابن الجوزی و اعظم فاضل لہ صراۃ الزمان تاریخ نجاشی و لہ تذکرۃ الخواص من الامم فی مناقب الامم

ثانیاً۔ یہ مقام نہایت گرم تھا نیز اس روز بہت شدت کی گرمی تھی جس کے ثبوت میں یہ حدیث ستر گ (علیٰ الصمیمین) حاکم سے نقل کی جاتی ہے (از عبقات اہل نوار حدیث غدیر جلد ثانی صفحہ ۱۹)

اخبرني محمد بن علي السيباني بالكوفة
ثنا احمد بن حازم الغفاري ثنا
ابو نعيم شاكما مل ابو العلاء
سمعت جبيب بن ابي ثابت يخبر
عن يحيى بن جعدة عن زيد بن
ارقم رضى الله عنه قال خرجنا
مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
حتى انتهينا الى غدیر خم فامر
بدوح فسكر في يوم ما اتي علينا
يوم كان اشد حرًا منه فحمد الله
واتنى عليه وقال ايها الناس
ان لم يبعث نبى قط الا عاش
نصف ما عاش الذى كان قبله
وانى اوشك ان ادعى فاجيب
وانى تارك فيكم ما لن تضلوا
بعده كتاب الله عز وجل ثم قام
فاخذ بيد علي رضى الله عنه فقال
يا ايها الناس من اولي بكم من
الفسكم قالوا الله ورسوله اعلم
قال من كنت مولاه فعلي مولاه هذا
حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه

خبر دى تم کو محمد بن علی شیبانی نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے احمد بن حازم غفاری نے کہا حدیث کی ہم سے
ابو نعیم نے کہا حدیث کی ہم سے کامل بعد شاکما
اخبرني عن ابن مينا عن سيب بن ابي ثابت روى
خبر دى مسكو بخي بن جعدة عن زيد بن ارقم
كلمة بين كهم رسول الله صلى الله عليه وسلم
كغدیر خم من هو نجي. بين آپ کے حکم سے دھوؤں
کے نیچے جھاڑو دی گئی ایسے دن میں کہ اس
سے زیادہ گرمی کی شدت کا کوئی دن ہوا
اور نہین آیا ہیں آپ حمد و ثناء ابھی بجا
لائے اور نہ پایا اسے کہ وہ مردم کوئی بنی
نہین بھوٹ ہوا ہے مگر یہ کہ اس نے اپنے
بنی سابق سے نصف عمر پائی ہے اور قریب
ہے کہ میں آخرت کی طرف بلایا جاؤں پس جانا قبول
کر دن اور میں ملوگون میں ایسی چیز چھوڑتا ہوں کہ
تم لوگ اسکے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ کتاب اسر
کی ہے بعد اسکے آپ کھڑے ہوئے اور علی کا ہاتھ پکڑا
اور فرمایا کہ اے گروہ مردم کون ہی اولیٰ ساتھ تھا ہے
تمہاری جازن سے بے جواب دیا کہ اسرار کا
رسول ابیات کو زیادہ جانتا ہے آپ نے فرمایا اے
کریم لا ینزل علیک الوحی الا نزلت علیک کیا ایک

دراغ ہو کہ ترمذی نے اپنے صحیح میں حدیث ولایت (غدیر خم والی) نقل کی ہے جو صفحہ ۲۵۰ نمبر ۱۳ صحیح ترمذی میں
درج ہے اس میں بیون ابی عبداللہ کے طریق سے زید بن ارقم کی حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے چونکہ اس حدیث کو ابن جریر طبری
نے بھی اسراج کی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ وہ یہاں لکھی جائے اور صحیح ترمذی میں مقام غدیر خم کا ذکر نہیں کیا گیا اور
اس حدیث میں مقام غدیر خم مذکور ہے ایسی وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جامع ترمذی نے محض حوالہ پر اس حدیث (غدیر) کو

ثالثاً ہے کیونکہ اُس میں صرف من کنت مولا فمخلف مولاہ پر کفایا گیا ہے۔

چنانچہ کثیر العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹ مطبوعہ حیدرآباد ۱۳۱۵ھ میں ہے:-

عن میمون ابی عبد اللہ قال کنت
عبد رید بن ارقم فجاء رجل فسال
عن علی فقال کما مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر من
مکة والمدینۃ فنزلنا مکة فایقال
لہ غدیر خم فاذا بالصلوۃ حاتم
فاجتمع الناس فحمد اللہ واثنی علیہ
ثم قال احیاء الناس الست اولی
بکل مومن من نفسه قلنا علی یا
رسول اللہ نحن نستهد انک اولی
بکل مومن من نفسه قال فان
من کنت مولاہ فھذا مولاہ واحد
بیر علی ولا اعلم الا قال اللھم
وال من واکاہ وعاد من عاداہ
(ابن جریر)

ابن جریر نے میمون ابی عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ
میں زید بن ارقم کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور
اُس نے علیؑ کے متعلق سوال کیا زید بن ارقم نے کہا کہ ہم سب علیؑ
کے ہمراہ درمیان مکہ و مدینہ کے سفر میں تھے پس ہر گز ایک مقام
پر اترے جسکو غدیر خم کہا جاتا ہے یہاں علان کیا گیا کہ یہاں نماز
جماعت ہوگی پس لوگ مجتمع ہوئے (بعد نماز) حضرت نے
حمد و ثناء الہی کے بعد فرمایا کہ اے گروہ مردم کیا میں
ہر مومن کیلئے اُنکے نفس سے اولی نہیں ہوں ہم جسے کہا یا
رسول اللہ ضرور آپ اولی ہیں ہم کو اہی دیتے ہیں کہ
آپ ہر مومن کے لئے اُنکے نفس سے زیادہ اولی ہیں۔
فرمایا حضرت نے جس کسی کا میں مولا ہوں (صلی علیہ وسلم)
مولاہیں اور دست مبارک علی علیہ السلام کا اپنے ہاتھ
میں لیا اور میں کچھ نہیں جانتا کہ حضرت نے فرمایا کہ اہی دست
رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی سے
دشمنی رکھے۔

حدیث غدیر اتنی بڑی اور مشہور حدیثوں سے ہے کہ ابن جریر طبری نے دو جلدیں مرتب کی ہیں جیسا کہ تاریخ
ابن کثیر ص ۲۷۶ میں گذرا۔ جسکو انھوں نے پچھتر طریقوں سے اخراج کی ہے۔

چنانچہ امام منذری اپنے بیابج المودۃ کے ۳۷ مطبوعہ اسلامبول ۱۲۸۵ھ میں لکھتے ہیں:-

دقی المناقب اخراج ابن جریر الطبری
صاحب التاریخ خبر غدیر خم
من خمس وسبعین طریقاً وافرد
لہ کتاباً سماہ کتاب الولاية
نائب من ابن جریر طبری صاحب تاریخ نے
حدیث غدیر ختم کو پچھتر طریقوں سے اخراج
کی ہے اور اس کو مستقل کتاب میں جمع کیا
نام اسکا کتاب الولاية رکھا

اور علامہ محمد بن یحییٰ بن علی بن ابی طالب روضۃ الندیۃ شرح غنیۃ العلویہ ص ۶ مطبوعہ انصاری دہلی

۱۲۲۲ھ میں فرماتے ہیں:-

وحدیث الغدیر متواتر عند اکثر
حدیث غدیر اکثر ائمہ حدیث کے نزدیک متواتر ہے

امّة الحديث قال حافظ الذهبي في تذكرة الحفاظ في ترجمة الطبري من كنت مولاه فعلى مولاه الف محمد بن جرير فيه كتابا قال الذهبي وفض عليه فائد هنت لك ثرة طر قرا نهي -

حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں مذکور ہے کہ جب یہ طبری فرماتے ہیں کہ محمد بن جریر نے ایک متفق کتاب حدیث میں کنت مولاء فعلى مولاء کے طریق میں اثبت کی ذہبی کہتے ہیں میں نے اس کتاب کو دیکھا تو حدیث مدیر کی کثرت طرق پر نظر کر کے میرے منہ آگئے۔

اب ہم حدیث غدیر کو ابن جریر طبری کی مخرجه کنز العمال جلد ۲ ص ۳۹ مطبوعہ نظامیہ حیدرآباد سے لکھتے ہیں۔ یہ وہی مستند اور صحیح حدیث ہے جسکو امام نسائی نے محمد بن المثنیٰ کی سند سے اخراج کی ہے ہم نے صفحہ ۲۷۳ میں نقل کیا ہے۔ چونکہ ابن جریر طبری بھی ابن المثنیٰ سے روایت کرتے ہیں اس سے یہ حدیث ذیل انھیں ابن المثنیٰ کی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس حدیث کے الفاظ وہی ہیں جوامام نسائی کے روایت میں ہیں:۔

رسد زید من ارقم عن ابی الطویل عامر بن واثلہ قال لما رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع فنزل غدیر خم امر بد وحاحات فقم ثم قام فقال کان قد دعت فاحبت اخی قد ترکت فیکم المقلین احدہما اکبر من الآخر کتاب اللہ جبل مہد ودم السماء الی الارض و حترقی اہلبیتی فانظروا کیف تخلفونی بیہما فاحمالن یتصرقا حتی یرد اعلی الحوض ثم قال ان اللہ مولائی انا ولی کل مو من ثم اخذ بیدہ علی فقال من کنت ولیہ فعلی ولیہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ فقلت لزید انت سمعہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما کان فی الدوحات احد الا راہ بعینہ و سمعہ باذنیہ (ابن جریر)

الطویل نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ جب مراجعت کی رسول خدا نے حجۃ الوداع سے اور نازل ہوئے غدیر خم میں تو حکم دیا پس درختوں کے نیچے صاف کیا گیا بعد اسکے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ گویا میں بلایا گیا ہوں پس میں نے جانا قبول کیا ہے تحقیق میں نے چھوڑا ہے تم میں دو گروہ تھے جو کو ایک ایک میں سے بڑی ہے دوسرے سے کتب خدا کی ہے جو ایک سی ہے ٹکی ہوئی آسمان سے زمین تک اور عزت میری جو میرے اہلبیت میں پس دیکھو کہ کیا کرو گے تم لوگ میرے حق میں دونوں کے حق میں پس تحقیق وہ دونوں ہرگز نہ جدا ہونگے ایک دوسرے سے یہاں تک کہ وارد ہوں میرے پاس حوض کوثر پر پھر ارشاد فرمایا کہ تحقیق اللہ میرا مول ہے اور میں ہر مومن کا ولی ہوں بعد اسکے علی کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا کہ جکا میں ولی ہوں پس علی کا ولی ہے بارخدا یادوست رکھو تو اس شخص کو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھو تو اس شخص کو جو دشمن رکھے علی کو البتہ کہتے ہیں کہ پس میں نے زید کو کہا کہ تم رسول خدا سے شاہد ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ کوئی شخص درختوں کے گرد ایسا نہیں بننا کہ جس نے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہو اور اپنے کانوں سے نہ سنا ہو۔

یہ حدیث بہم وجہ مطابق ہے اس حدیث کے کہ جو میں نے حضائض نسائی سے ابن المثنیٰ کی محضہ نقل کی ہے البتہ لفظ کتاب اور عترتی الہیاتی کے درمیان جبل مدود من السما والارض۔ اس حدیث محضہ ابن جریر میں زاید ہے جو دیگر حدیثوں میں یہ فقرہ وارد ہے غرضیکہ اس حدیث کی نقل سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

فائدہ اول یہ ہے کہ زید بن ارقم نے حدیث ثقلین اور حدیث ولایت کو مقام غدیر میں ایک ساتھ بیان کیا ہے۔
فائدہ ثانی یہ ہے کہ جناب رسول خدا نے اپنے بعد جس طرح قرآن کے باب میں وصیت کی ہے اسی طرح اپنی عترت کے باب میں وصیت کی ہے اور ایک دوسرے میں کچھ فرق نہیں کیا۔

فائدہ ثالث یہ ہے کہ عبارت حدیث سے معلوم ہوا کہ مولیٰ اور ولی کے اس حدیث میں ایک ہی معنی ہیں جن معنوں میں کہ اصل شانہ جناب رسول خدا کا مولیٰ ہے انھیں معنوں میں جناب رسول خدا ہر مومن کے ولی ہیں اور جن معنوں میں کہ جناب رسول خدا ہر مومن کے ولی ہیں انھیں معنوں میں حضرت علی ہر مومن کے ولی ہیں۔ اس سبب کہ لفظ حدیث میں کوئی فارق نہیں ہے پس اس بات سے ثابت ہو گیا کہ سوائے اولیٰ بالتقرن کے اور کوئی معنی لفظ مولیٰ اور ولی کے اس حدیث میں مراد نہیں ہو سکتے۔ پس خدا کی جانب جو اس لفظ کی نسبت ہے اس سے مراد الوہیت ہے اور جناب رسول خدا کے اوپر جو اس لفظ کا اطلاق ہے اس سے مراد نبوت ہے اور حضرت علی کے اوپر جو اس لفظ کا اطلاق ہے اس سے مراد امامت جو اس سبب کہ سوا اس کے رسول اور امام کے جو نائب رسول ہو اور کوئی شخص مومنین کے لئے اولیٰ بالتقرن نہیں ہو سکتا۔

فائدہ رابع یہ ہے کہ خود زید بن ارقم کے قول سے معلوم ہوا کہ مقام غدیر خم میں جس قدر لوگ موجود تھے جناب رسول خدا اور جناب علی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس حدیث مبارک کو اپنے کانوں سے سنا۔

فائدہ خامس یہ ہے کہ ابو طفیل صحابی کا زید بن ارقم سے بہ نظر استعظام یہ سوال کرنا کہ کیا واقعی رسول اللہ نے مقام غدیر میں ایسا ارشاد کیا ہے؟ صریح ثابت کرتا ہے کہ خطبہ غدیر خم طبعیت کے ساتھ جناب امیر علیہ السلام کے اولیٰ بالتقرن ہونے پر یعنی خلافت و امامت پر ناظر ہے۔

اور اس اولیٰ بالتقرن کے معنی کی وہ حدیث تصریح کرتی ہے جبکہ عبد القادر ابن المحب طبری نے کتاب حسن السیرۃ فی حسن السیرۃ میں اور سید علی ہمدانی نے اپنے مودۃ القرنی کے مودۃ خامسہ کی پہلی حدیث میں وارد کیا ہے آخر اس روایت طویلہ کا یہ ہے:-

فقال المست اولیٰ بکم من انفسکم امرکم و انھا کم و ما لکم علی امر ولا غنی قالوا بلی یا رسول اللہ فقال من کان اللہ وانا مولاه فہذا علی مولاه یا مرکم و بیھا کم و ما لکم علیہ امر ولا غنی الحدیث فرمایا رسول خدا نے کہ آیا میں نہیں ہوں اولیٰ بکرم تم سب پر تمہارے نفسوں سے میں حکم کرتا ہوں تم سب پر اور میں نہیں کرتا ہوں

۱۔ وثیق حسن السیرۃ کتاب وسیلۃ المال احمد بن الفضل بن محمد اکثر کے صدر کتاب میں ہے:- و کتاب حسن السیرۃ فی حسن السیرۃ
۲۔ صاحب داعمہ تناسیبیہ زمانہ معزذ وقتہ وادانہ محقق العصر وادارہ خلاصۃ ذوی العہد المعنی عن الاخطاب
۳۔ بقہ اذ الانقاب بالصفات بما خصہ اللہ تعالیٰ بہ من نفوت الکمال وحریل الھیات مولانا الامام العلامة عبد القادر بن محمد الطبری الحنفی الخطیب الامامہ بالمسجد الحرام۔

تم پر اور تم کو کوئی حکومت بھرنہیں ہے نہ بامراد نہ بنی۔ رب نے کہا بلی! بار رسول اللہ۔ پس فرمایا حضرت نے جس شخص کا خدا اور میں مولیٰ اور ولی امر ہوں پس یہ علی بن مولیٰ اور ولی امر اسکے حکم کریں گے علی تم ب پر اور بنی کریں گے تم سب پر اور کوئی حکومت تم کو نہیں ہے علی پر نہ حکومت امر اور نہ منصب نہیں۔

مؤیدات

حدیث زید بن ارقم مخرجہ حاکم جو شرط صحیحین کے مطابق ہے جسکو از الہ الخفا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ۲۹۳ مطبوعہ
مطبع صدیقی بریلی ۱۲۸۶ھ سے نقل کی جاتی ہے :-

اخرج الحاكم من طريق سليمان
الاعمش عن جيب بن ابي ثابت عن
ابي الطفيل عن زيد بن ارقم قال
لما رجع رسول الله صلى الله عليه
وسلم من حجة الوداع ونزل عن خيبر
امر بدوحات فقمتم قال كافي قد
دعيت فاحبت ابي قد تركت فيكم
الثقلين احدهما اكبر من الآخر كتاب
الله تعالى وعترتي فانظروا كيف تحلفون
فيهما فاخما لن يتفرقا حتى يردا
على الخوض ثم قال ان الله عز وجل
مولاي وانا ولي كل مومن ثم
اخذ بيد علي فقال من كنت وليه
فهذا وليه اللهم وال من والاه و
عاد من عاداه وذكروا الحديث لطوله
واخرج الحاكم من طريق سلمة بن
كهيل عن ابيه عن ابي الطفيل انه
سمع زيد بن ارقم يقول نزل
رسول الله صلى الله عليه وسلم بين
مكة والمد ينة عنده سمراة خمس
دوحات عظام فكنس الناس ملتحق السمراة

حاکم نے اعمش کے واسطہ جیب بن ابی ثابت سے اُسے
الطفیل صحابی سے امون نے زید بن ارقم سے روایت کی
ہے کہ جب رسول خدا نے حجۃ الوداع سے مراجعت کی اور
غدير خم میں وارد ہوئے تو حکم دیا کہ درختوں کے نیچے ٹہنا
کیا گیا۔ فرمایا کہ گویا میں بلا گیا ہوں۔ پس میں
نے جا ماقبول کیا ہے تحقیق میں نے تم میں دو چیزیں
گرا فقہر چھوڑی ہیں ایک انہیں کی بڑی ہے دوسرے
سے کتاب خدا کی اور عترت میری پس دیکھو کہ کیا کرو گے
تم میرے بعد ان دونوں کے حق میں پس تحقیق وہ دونوں
ہرگز جدا نہ ہوں گے ایک دوسرے سے یہاں تک کہ وارد ہوں
میرے پاس حوض کوثر پر بعد اسکے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
میرا مولا ہے اور میں ولی ہوں ہر مومن کا۔ بعد اسکے علی کا
ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں جھکا دلی ہوں میں یہ علی بھی
اسکا ولی ہے۔ بارخدا یا دوست کہ اس شخص کو جو دوست
رکھے علی کو اور دشمن رکھے اس شخص کو جو دشمن رکھے علی کو اور گناہ گار رکھے
اور حاکم نے طریق سلمہ بن کھیل سے اُسے اپنے باپ سے
اسنے ابو طفیل سے روایت کی ہے اُسے زید بن ارقم سے
سنا کہ کہا انھوں نے کہ نازل مجھے رسول خدا درمیان
مکہ اور مدینہ کے سیرہ کے درختوں کے پاس
جو پانچ بڑے درخت تھے پس لوگوں نے زیر
درختان مذکورہ جھاڑ دی پھر قیام کیا

تم را رسول الله صلى الله عليه وسلم
عند ميتة فضلى ثم قام خطيبا فحمد الله
واثنى عليه وذكر ودعظ فقال
ما شاء الله ان يقول ثم قال
ايها الناس اني اذكركم انتم
لن تضلوا ان تتبعتموهما وها
كتاب الله واهل بيبي عترتي ثم
قال اتعلمون اني اولى بالمؤمنين
من انفسهم ثلاث مراة قال نعم
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
من كنت مولا فاعلى مولا
من كنت مولا فاعلى مولا

ہو بخدا نے اسی جگہ پس نماز پڑھی بعد اسکے کھڑے ہوئے آپ
در اخیالیکہ خطبہ ارشاد فرماتے تھے پس حمد و ثناء الہی بجالا اور
نصیحت و وعظ کی اور کہا کہ جو کچھ کہ خدا نے چاہا کہ آپ کے مین ہو
اسکے فرمایا کہ اے گروہ مردم میں تم میں چھوڑنے والا ہوں
وہو امر کہ ہرگز نہ گمراہ ہو گئے تم اگر میری کر دے گئے ان دونوں کی
اور وہ دونوں کتابی اور میری عترت میں جو میرے ہستی
ہیں بعد اسکے تین مرتبہ ان لفظوں کی تکرار فرمائی کہ آیا جانتے ہو
تم لوگ کہ تحقیق میں اولی ہوں ساتھ مؤمنوں کے انکے نفسوں
سب نے کہا ہاں حاسے میں۔
میں فرمایا رسول خدا نے کہ جس شخص کا میں مولا ہوں
اُس کا علی مولا ہے۔

داخیج ہو کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حاکم کی اخراج کردہ حدیث اول کے بعد اور حدیث ثانیہ کے درمیان
(تنبہ) کی عبارت ترک کر دی ہے چنانچہ اصل حدیث متدرک حاکم میں لفظ (و ذکر الحدیث بطولہ) کے بعد
عبارت ہے: هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولہذا جازہ بطولہ متاھدہ حدیث مسلمہ من کھیل
عن ابی الصغیر البصا صحیح علی شرطہما۔

اور ذکر کیا راوی نے ساتھ طول اسکی کے حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے شرط شیخین (بخاری و مسلم) پر اور نہیں اخراج
کیا انھیں دونوں نے اس حدیث کو (یعنی بخاری اور مسلم نے اس حدیث کو اپنے اپنے صحیح میں درج نہیں کیا) ساتھ اسکے طول کے ساتھ
اسکی حدیث سلمہ بن کہیل کی ہے کہ اُس نے بھی ابو طفیل سے روایت کی ہے اور وہ بھی صحیح ہے شرط شیخین پر اور وہ دوسری حدیث
دہی ہے جسکو سلمہ بن کہیل نے اپنے باپ کے واسطہ ابو طفیل سے انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے۔

اس حدیث منقولہ میں جو حدیث اول ہے وہ ہمہ وجہ موافق ہے اس روایت سے کہ جو میں نے کسر العمال جلد ۴ کے
صفحہ ۳۹ سے ابن جریر کی محضرہ نقل کی ہے۔ پس جو فوائد اس حدیث کے نقل کے بعد میں نے لکھے ہیں وہی اس سے بھی حاصل ہیں اور اسکے
سلاوہ چند فوائد اور اس کے نقل سے حاصل ہوئے۔

فائدہ اول یہ کہ اُس روایت کی اس روایت سے تاکید و تشدید ہو گئی اور یہ دونوں ایک دوسرے کے تصحیح کی شاہد ہیں
فائدہ دوم بعد اس حدیث کے جو حاکم کی عبارت ہے اس سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور جو شرط بخاری اور
مسلم نے استخراج حدیث کی مقرر کئے ہیں وہ سب اس میں موجود ہیں لیکن ان دونوں نے اس حدیث کو اپنے نقطہ نظر کے خلاف تصور کر کے
ایسی طرح اور متواتر حدیث کو درج کرنے سے گریز کیا ہے البتہ شیخ مسلم صاحب (صحیح) نے جنکی صحیح کو بعض حضرات صحیح بخاری پر ترجیح دینے
ہیں انھوں نے زید بن ارقم کی حدیث مقام عند حرسہ ما بین مکہ و مدینہ کی صرف حدیث ثقلین ناقص و نامتام بیان کی ہے اور

حدیث ولایت کو جبکہ اعلان کے لئے یہ اتہام و انتظام اور کثرت از دوام صحابی جنکی تعداد سوا لاکھ تک ثابت ہو چکی ہے درجہ کے لئے بخیر و بد
عزوجل نے آیہ تبلیغ و تاکید کو اپنے رسول پر نازل فرمایا اور باوصف اسکے کہ انھیں شیخ مسلم صاحب کے نسخہ حدیث ابن المثنیٰ جو زید
بن ارثم سے حدیث ثقلین کے ساتھ ساتھ ایک قس حدیث من کنت مولاهن فلے مولاه الحدیث کے رد میں زید بن ابی العاصی نے انھیں
عسرتی المیتی وغیرہ کے شیخ مسلم صاحب حدیث غدیر حُسم کو حذف و اسقاط کر گئے۔

فائدہ سوّم یہ کہ حاکم نے اس حدیث طویلہ کا ذکر تو کیا مگر کچھ عبارت طویلہ نقل نہیں کی نہ صرف چند لفظ حدیث پر اکتفا کی
فائدہ چہارم۔ یہ کہ حاکم نے اس حدیث شریف کے نسخہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسکی سخت پر یک دوسری حدیث
انھیں ابو طفیل اور زید بن ارقم صحابی کی شاہد بھی لائے ہیں اور اسکو بھی کہا ہے کہ یہ بھی صحیح ہے شریحین پر۔

فائدہ پنجم یہ کہ اس دوسری روایت زید بن ارثم میں جو شاہد ہے اس میں لفظ ثقلین کی جگہ امرین ہے
جو "لن تفلوا" کے ساتھ ہے جسکی توثیق وہ حدیث مخرجا ابو سعید خدری ہے جسکو امام احمد اور ابن سعد کاتب و اقدی نے لفظ
"لن تفلوا بعدی امرین" کے لئے اخراج کی ہے دیکھو صفحہ ۱۵۳۔

جب یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا کہ غدیر خم کے خطبہ میں رسول خدا نے حدیث ثقلین و امرین و حدیث ولایت کو ایک ساتھ
بیان فرمایا ہے اور حدیث ثقلین و امرین میں لفظ بعدی بھی وارد ہے جیسا کہ اوپر ابو سعید خدری کی روایت سے حوالہ دیا گیا لہذا
ذیل کی روایت سے لفظ بعدی کا حدیث ولایت میں وارد ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔

چنانچہ حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ بدایہ و النہایہ ورق ص ۲۱۰ (واقع کتب خانہ بانکی پور پٹنہ) میں زیر حدیث غدیر
مخرجا ابن ماجہ عن براہین عازب و كذلك رواه عبد الرزاق عن معمر عن علي بن زيد بن جده عن جده عن عبد الله بن البراء بن خرم کی ہے
اسکی پوری حدیث حقیقات الانوار جلد ثانی حدیث غدیر حصہ اول صفحہ ۵۶ سے لکھی جاتی ہے اور جسکی ابتدا میں یہ عبارت مرفوعہ ہے۔
اما روایت معمر بن راشد حدیث غدیر راہیں حافظ عماد الدین اسماعیل بن سمرالد شقی الشتر باہن کثیر و تاریخ خود در
بیان طرق حدیث غدیر لغتہ۔

قال عبد الرزاق انا معمر عن علي . عبد الرزاق نے معمر سے انھوں نے علی بن زید بن جده عن
بن زيد بن جده عن عبد الله بن . سے انھوں نے عبدی بن ثابت سے انھوں نے براہ
ثابت عن البراء بن عازب قال . بن عازب سے روایت کی ہے کہ ہم اُسے ساتھ
نزلنا مع رسول الله صلى الله عليه . رسول خدا کے نزدیک غدیر حُسم
و مسلم عند غدیر خم فبعث ناديا . کے۔

۱۔ توفیق عبد الرزاق شیلی صاحب سیرت ابنی میں کہتے ہیں عبد الرزاق بن ہام بن ثاقف الحمیری ثقات مہتممین انکار ہے مزین میں کسی حد
تصحیح متا ابن معین کہتے ہیں کہ عبد الرزاق مرفوعہ ہے تب بھی ہم اس سے روایت حدیث ترک نہیں کر سکتے۔
۲۔ توفیق (ممر) تاریخ دول الاسلام ذہبی میں بظاہر سنہ ثلاث و خمین و مایہ کملہ ۱۔ و شیعہ الامین معمر بن راشد الاندلی
البحوی مکان من اصحیة العلم و صنف التصانیف۔

یادی فلما اجتمعنا قال الست اولی
بحکم من ابائکم قلنا بلی یا رسول
الله قال الست الست قلنا بلی یا
رسول الله قال من کنت مولاه فان
عائتاً بعدی مولاه اللهم وال من
والاه وعاد من عاداه فقال عمر
بن الخطاب هیتا لک یا ابن ابیطالب
اصبحت الیوم ولی کل مومن

پس آپ نے ایک منادی کو مقرر کیا کہ نذکرے پس ہلوگ مجمع
ہوئے تو فرمایا اگر کیا سہین ہون میں اولی ساتھ تھا لے تھا راہا
ہئے کہا کج ہے یا رسول خدا آپ ایسے ہی ہیں اسکو رسول خدا مکر
ارتادو دیا اور ہم نے تصدیق کی فرمایا کہ جس شخص کا میں مولاموں ہوں
تحقیق علی بھی مدبر اُس شخص کا مولیٰ ہو؛ اور خدا اور دست کر
تو اُس شخص کو کہ جو اسکو دوست رکھے اور دشمن رکھے تو اُس شخص کو کہ
جو اسکو دشمن رکھے پس کہا عمر بن خطاب کہ مبارک ہو آپ کو
بیٹے ابوطالب کے کہ آج کے روز آپ ہر مومن کے دلی ہوئے۔

حدیث مذکورہ میں حضرت عمر نے جناب امیر کو لفظ ولی سے مبارکباد دی ہے۔ اسی لفظ ولی سے ابوبکر اور عمر دونوں نے
اپنے اپنے تئیں ولی رسول اللہ کو خلیفہ رسول بتایا تھا اور اسی لفظ ولی سے انہار خلافت ہر ایک نے اپنا اپنا کیا تھا چنانچہ صحیح مسلم
جلد ثانی ص ۹۱ مطبوعہ دہلی میں بمقام نازعہ حضرت عباس علی رضی مرقوم ہے۔ قال عمر فلما توفی رسول الله قال
ابوبکر انا ولی رسول الله فجبنا تطلب میراثک من ابن اخیاک و یطلب هذا میراث امرأتہ من ابیہا
فقال ابوبکر قال رسول الله ما نورث ما ترکناہ صدقہ فزایتماہ کا ذباً انما غادر آخائنا والله یعلم
انہ صادق بات راستہ تابع الحق فلما توفی ابوبکر وانا ولی رسول الله ولی ابوبکر فزایتماہ کا ذباً

اس حدیث میں حضرت عمر نے حلف الیوم ولی کل مومن فرمایا ہے یہ ہی الیوم ہے جو آیہ جلیلہ الیوم اکملت لکم دینکم امت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام ہونا
میں درج ہے۔ اسی نہایت کے عہد و بیان کے بعد جو حضرت ابوبکر اور عمر اور ازواج سے رسول اللہ نے جناب امیر المؤمنین کے خیمہ میں مجھکے سارکبا دی اور نہایت
دوایا اور آیہ موصوفہ نازل ہوا جھکا کر یہ نکیر کے ساتھ اور ایسے پھر ایک بعد کیا شعی یوم رسول اللہ زندہ رہے جو ۱۸ ذیحجہ بخشبہ سے ۲۹ صفر بخشبہ ۳۰
تک دن اور گیارہ ربیع الاول پر کیا شعی دن ہوتے ہیں اور اسی آیت کے نزول کو حضرت عمر کا یوم عرفہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ کو واقع نہایت کے انکار کرنے کی غرض
سے بیان کرنا قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ ۹ ذیحجہ عرفہ (جمعہ) سے ۱۲ ربیع الاول کو اکافہ دنوں پر (جمعہ) ہوتا ہے اور اس عمر کی روایت سے بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ تھا۔
پس یہ پہلا دروغ و بطلان ہے اس کے بعد وہاں عمر کا بارہ ربیع الاول دوشنبہ اس روایت عمر بن عباس بن ابیطالب عن امیہ سے رشتہ ہوتا ہے حسین عمر نے اپنے پر جناب علی سے
رسول خدا کا شہادت مرض میں مبتلا ہونا ۲۸ صفر چار شنبہ بیان کیا ہے دیکھو صفحہ ۱۸۵ و ۱۸۶ کتاب ہذا۔ جھکا چودہوان دن ۱۲ ربیع الاول (رشتہ) یوم دفن رسول خدا
ہے جبکہ مراجعت میں ۱۸ ذیحجہ بخشبہ ۹ ذیحجہ عرفہ (رشتہ) ۲۵ ذیقعدہ رشتہ ہوتا ہے۔ ابن عمر کا بیان ۱۲ ربیع الاول کو بیت ابوبکر کی شام تک ہونا صحیح ہو سکتا ہے لیکن
دوشنبہ کا دن ہرگز صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت کیا گیا۔

ایسے ہی عمر بن خطاب کی یہ روایت روز وفات رسول خدا سمیت ابوبکر اور وفات کے دوسرے دن رشتہ کو جالب فاطمہ اور حضرت علی کا طلب میراث
میں ابوبکر کے پاس جانا روایت اور دیشاد دفعہ دکن ہے وہ روایت طبقات ابن سعد جزو دوم قسم دوم ص ۸۶ مطبوعہ لیدن ۱۳۱۱ھ کی ہے قال ابن سعد
اخبرنا محمد بن عمرو ما سمن سعد عن زید بن اسلم۔ .. عن ابیہ قال سمعت عمر یقول لما کان الیوم الذی توفی فیہ رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم قال ہذا الیوم فلما کان من الغد جاءت فاطمہ الی ابی بکر معہا علی فقالت میراثی من رسول الله ابی علی علیہ
وسلم فقال ابوبکر من الرثۃ او من الصدقات قلت خذک وخیر وصدقاتا تر با لمدینۃ ارخاکما یرتک بئانک اذامت۔

کہا ابن سعد نے خبر دی کہ عمر بن عمر نے ہشام بن سعد سے اس نے زید بن اسلم سے اپنے باپ سے کہا اس نے کہ میں نے عمر کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ روز وفات رسول خدا ابوبکر
کی سمیت ہوئی جب دوسرا دن ہوا تو جناب فاطمہ ابوبکر کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لیکن اند فرمایا میرے باپ کی میراث مجھے ملنی چاہیے میں ابوبکر سے کہا کہ بطور ذکر
ایمیر بن سعد (بہ) جناب فاطمہ نے فرمایا کہ فک اور خیر اور انحضرت کے صدقات جدیدہ میں میں ہیں میں انکی اسی طرح دارش ہوں جس طرح تیرے مرنے کے بعد میری وکیان

حق سے مانند آفتاب نصف النہار ظاہر و آشکار ہو گیا ہم نے ایک حدیث حاشیہ گذشتہ میں طبقات ابن سعد سے نقل کی ہے جس میں اول ہی مرتبہ جناب امیر علیہ السلام نے صدقہ والی روایت کو جسکے تہا راوی ابو بکر صاحب میں قرآن مجید کی آیت سے باطل کر دیا ہے کیونکہ جو حدیث چاہے کسی صحابی سے ہو اگر وہ قرآن کے موافق ہوگی تو صحیح ورنہ دروغ جلیا کہ تفسیر حسینی سورہ روم میں تفسیر کریمہ دافیموا الصلوٰۃ لا تکتونوا من المشرکین (اور پابندی سے نماز پڑھو اور مشرکین سے نہ ہونا) مذکور ہے۔

در تیسرے شیخ محمد بن اسلم طوسی قدس سرہ نقل میکند کہ حدیث میں رسیدہ کہ از ہر چہ از من روایت کنند عرض کنند بر کتاب خدا کے اگر موافق بود از من باشد ترجمہ تیسرے شیخ محمد بن اسلم طوسی سے مروی ہے کہ ایک حدیث چھ تک پہنچی ہے رسول خدا نے دلیلیہ کے جو شخص مجھے روایت کو اسکے لئے قرآن دیکھو اگر موافق باؤ تو وہ حدیث مجھ سے ہے (پس صدقہ والی روایت کو آیہ جلیلہ درت سلیمان داؤد یعنی وارث ہوئے حضرت سلیمان حضرت داؤد کے وقال ذکر یا کیر شنی یرث من ال یعقوب اور جناب ذکر یا اپنی دعائیں فرماتے ہیں کہ بار ابا مجھے ایک ولی عطا فرما جو میرا ورثہ اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ اور بھر عمر بن عبد العزیز نے مذکور روایت کو واپس کر کے صدقہ والی روایت کو قطعی باطل کر دیا۔

اب ہم بھر اپنے سلسلہ بیان پر آگئے یہ حدیث ابن جریر نے جناب امیر علیہ السلام کے ولی رسول ہونے کی اخراج کی ہے جسکو ہم تاریخ ابن کثیر (واقع کتب خانہ بانگی پور پٹنہ) سے لکھتے ہیں:۔

قال ابن جریر حدثنا احمد بن عثمان	ابو الجوزا ثنا احمد بن عثمان
ابو الجوزا ثنا احمد بن خالد بن عتمة ثنا	موسیٰ بن یعقوب الربیعی وهو صدوق
حدثني مهاجر بن سمار عن عائشة	بنت سعد سمعت اباها يقول
كها ابن جریر نے کہ حدیث کی ہم سے احمد بن عثمان ابو جوزا	نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن خالد بن عتمة نے کہا حدیث کی ہم سے
محمد بن یعقوب ربیعی نے اور وہ صحابہ کی محدثی	مہاجر بن سمار نے عائشہ بنت سعد سے کہ سنا میں نے
اپنے باپ سے وہ کہتے تھے کہ سنا میں نے	

بقیہ حاشیہ ۳۰۸ - تفسیر حق نویت و عاشقہ رسول اللہ مستہ اشہر (محل ترجمہ) کہا ابن سعد نے کہ جریری ہم کو محمد بن عمر نے کہ حدیث کی مجھے عمر سے زہری سے اُسے عمر سے اُسے حضرت عائشہ سے کہ حضرت فاطمہ نے کسی کو بھیج کر حضرت ابو بکر سے اُس جاؤ گا کاسل کیا جو انکو مدینہ اور فک اور جس حبیب بن رسول اللہ سے بطور میراث پہنچی تھی حضرت ابو بکر نے کہا کہ رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہے کہ ہم جو زمین و صدقہ جو نیز حضرت فاطمہ کے سوا کسی کا نہیں ہے اسکا کیا اور انکو مطلوبہ جائداد میں سے کچھ نہ دیا پس حضرت فاطمہ علیہا السلام اس بات پر راضی ناغوش ہو رہی تھیں کہ حضرت ابو بکر سے کلام نہیں کیا اور فاطمہ رسول اللہ کے بعد ماہ رنہ رہیں۔

اور طبقات ابن سعد جلد ۳۲ مطبوعہ ۱۳۲۸ھ میں اور منہ امام احمد جلد اول مطبوعہ مصر ۱۳۱۸ھ میں جتنے کل روایات ایک ہی ہیں مذکور ہے۔ قال ابن سعد الخیرنا یعقوب بن اسحاق بن سعد الزہری عن امیہ عن صالح بن کیمان عن اس متحاب قال الخیرنا عن عائشة زوجہ رسول اللہ صم اخبرتنا ان فاطمہ بنت رسول اللہ سألت اباہا کہ بعد وفات رسول اللہ ان یقسم بھامیراھا ما ترک رسول اللہ صم الخیرنا عن عائشة زوجہ رسول اللہ علیہ فقال لھا ابو بکر ان رسول اللہ صم لا یرث ما ترکنا صدقہ فاطمہ و عاشقہ و فوات رسول اللہ صلعم مستہ اشہر (مسند امام احمد میں) مسند ابیہ (مقدیمہ ہے) و غضب فاطمہ علیہا السلام فخرجت ابا بکر فلما تزل مهاجر و حق نویت قال و عاشقہ و فوات رسول اللہ صلعم مستہ اشہر (محل ترجمہ) ابن سعد اور امام احمد نے یعقوب بن ابی بکر بن سعد زہری سے اپنے اپنے اپنے ابن شہاب زہری سے اُسے عمرہ بن زہری سے اُسے عائشہ سے روایت کی ہے کہ بعد وفات رسول خدا حضرت فاطمہ بنت رسول خدا نے حضرت ابو بکر سے اپنی اسی میراث کا سوال کیا جو رسول مقبول سے انکو پہنچی تھی اور حضرت کو بلا حرج غریب خدا نے عطا فرمائی تھی ابو بکر نے کہا کہ رسول خدا کا ارشاد ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہے کہ ہم جو زمین و صدقہ ہے بلکہ حضرت فاطمہ علیہا السلام ایسی غضبناک ہوئیں کہ مرے دم تک ان سے صاحبیت گوارا نہیں کی اور حضرت فاطمہ بعد وفات رسول اللہ بہت زلفہ زین

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة
واخذ بيد علي فخطب ثم قال ايها الناس
اني وليكم قالوا صدقت فروح يد
علي فقال هذا وليي والمؤدّي عني
وان الله موال من والا له و معاد
من عاده قال شيخنا الذهبي
وهذا حديث حسن غريب

حدیث مذکورہ کی مؤیدہ حدیث ہے جو امام نسائی سے ۲۴۳ میں عائشہ بنت سعد اور عامر بن سب سے با الفاظ مذکورہ مروی ہے۔ پس اظہر من الشمس ہے کہ حدیث میں لفظ دیتی سے مراد ولیعہد رسول خدا ہے جو امام و خلیفہ ہے بقرینہ قول مجتہد صادق علیہ السلام المؤدّی عنی اس سبب سے کہ بعد رسول سوائے اسکے نائب اور خلیفہ کے اور کوئی شخص ایسا ہو سکتا ہے کہ جو احکام الہی کو اسکے جانب سے ادا کرے اور امت کو پہنچائے۔

اسی کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جسکو حافظ ابن کثیر نے حدیث مذکورہ کے بعد بلافاصلہ امام احمد بن حنبل سے وارد کی ہے جو حجتہ الوداع کی ہے:۔

قال الامام احمد بن حنبل ثنا يحيى بن
ادم وابن ابى بكير قال ثنا اسرائيل
عن ابى اسحاق عن حبشي بن جنادة
قال يحيى بن ادم السلولي وكان قد
شهد حجة الوداع قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم انا منه ولا يؤدّي
عني الا انا وعلی وقال ابن ابى بكير
لا يقضي ديني الا انا وعلی۔

کہنا امام احمد نے کہ حدیث کی ہم سے یحییٰ بن آدم اور ابن ابی بکر نے کہا کہ حدیث کی ہم سے اسرائیل نے ابی اسحاق سے اُس نے حبشی بن جنادہ سے کہا یحییٰ بن آدم سلولی نے کہ حبشی بن جنادہ حجتہ الوداع میں موجود تھے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا نے کہ علی مجھے ہے اور میں علی سے ہوں نہ پہنچا بیگا احکام الہی کو میرے طرف سے مگر میں خود ہی یا علی اور کہا ابن ابی بکر نے کہ خدا کو بیگا میرے فرض کو مگر میں خود ہی یا علی۔

اسی حدیث حبشی بن جنادہ کو امام احمد نے ابو احمد زبیری کے واسطے سے اسی حجتہ الوداع کی وارد کی ہے جسکو حافظ محمد بن جریر نے اپنے ریاض النضر جلد ثانی میں حافظ سلّی کے حوالہ سے وارد کیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۳ و ۳۴ کتاب ہدایہ نیز ترمذی نے لفظ صحیح جلد ثانی ابواب المناقب میں لفظ حجتہ الوداع کو حذف کر کے حدیث مذکورہ اختلاج کی ہے۔

قال الترمذی حدثنا اسمعيل بن موسى
نا شريك عن ابى اسحاق عن حبشي بن
جنادة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
كما ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے اسمعیل بن موسیٰ نے کہا حدیث
کہ ہم سے شریک نے ابی اسحاق سے اُنھوں نے حبشی بن جنادہ سے
کہا اُسے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

علی منی وانا من علی ولا یؤدّی عنی علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور نہیں ادا کرتا
 الا انا وعلیٰ ہذا حدیث حسن صحیح مجھ سے مگر میں خود ہی یا علی یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔
 اور جبکہ ابو احمد زبیری اس حدیث حبشی بن جنادہ کے لفظ حجۃ الوداع کے ساتھ راوی بن حبکی توفیق ترمذی نے اپنے صحیح
 میں کی ہے دیکھو ماخیرہ ص ۱۴۳-۱۴۵ کتاب ہذا۔ پس حدیث مذکورہ صحیح ترین احادیث حجۃ الوداع سے ثابت ہو گئی۔
 چونکہ حدیث مذکورہ کا فقرہ لا یؤدّی عنی الا انا وعلیٰ ایک سال قبل ۹ھ واقعہ تبلیغ سورہ برأت میں بھی حضرت
 نے ارشاد فرمایا ہے اس لئے ترمذی اور نائی نے لفظ حجۃ الوداع کو ساقط کر کے لکھا ہے تاکہ حبشی بن جنادہ والی روایت سورہ برأت کے
 تبلیغ کی بھی جائے جیسا کہ بعض لوگوں نے یہی گمان کر کے اسی واقعہ (سورہ برأت) میں لکھا ہے۔
 امام نائی نے سورہ برأت کے موقع کی یہ حدیث اپنے خصائص میں درج کی ہے :-

عن سعد بن ابی وقاص قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکر
 ببراءۃ اذا کان ببعض الطریق ارسل علیا فاخذ ہامنہ ثم سارھا
 فوجد ابو بکر فی نفسہ قال فقال لہ رسول اللہ صلعم ان لا یؤدّی عنی
 الا انا ورجل منی
 سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ سرور کائنات نے
 ابوبکر کو برأت کے ساتھ بھیجا یہاں تک کہ جب کچھ راہ گز
 رے حضرت صلعم نے علی علیہ السلام کو بھیجا سو علی نے اُن سے
 سورہ برأت لے لی اور اُسکو کہہ کر طرف لیکے ابوبکر کو
 اپنے دل میں رنج ہوا سو حضرت صلعم نے اُسکو فرمایا
 یہ نہ ادا کرے گا میری طرف سے مگر میں یا کوئی
 مرد میرے اہلیت سے۔

وفی تفسیر درمنثور سیوطی ج ۳ ص ۲۰۹ مطبوعہ مصر میں ہے :-

اخوہ ابن ابی شیبۃ و احمد والترمذی ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد
 و ابو الشیخ و ابن مردودیہ عن النبی قال بعث النبی صلعم ببراءۃ مع
 ابی بکر ثم دعاہ فقال لا یبغی لاحد ان یبلغ ہذا الرجل من اہلی فدا
 علیا واعطاه ایاہ۔
 اور ابن مردود نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول خدا
 نے سورہ برأت کے ساتھ حضرت ابوبکر کو کہہ کر بھیجا پھر حضرت
 نے ابوبکر کو بلالیا اور فرمایا کہ کسی کو لایق نہیں ہے کہ اسکی
 تبلیغ کرے سوائے اُس مرد کے جو میرے اہل سے ہے پس
 بلال حضرت علی کو تو انکو وہ سورت دیدی

نیز تاریخ حبیب السیر حرز دیوم از جلد اول ص ۱۸۵ مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۶ء اور تاریخ روضۃ الصفا ج ۲ ص ۱۶۷ مطبوعہ

بمبئی ۱۲۶۶ھ میں ہے کہ چون امیر المؤمنین ابی بکر ملازمت حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام رسید اذ آنحضرت پرسید کہ یا رسول اللہ

لے توفیق (حبیب السیر) کشف الظنون میں ہے، حبیب السیر فارسی لغات الدین بن ہمام الدین المدنی وخواجہ میروہو تاج کبیری حصہ میں تاریخ
 طالعہ المسی بروضة الصفار و وحوثت مجملات کبار من الکتاب الممتعة المعتبرة الخ المستوفی سنہ ۱۸۵۶ء مطبوعہ فوکنو قلعہ قجیر رسالہ بن زید میں یہ عبارت
 موجود ہے انجدر روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب و حبیب السیر و دیگر تواریخ مقبرہ شیعہ و شنی موجود است۔

شناخت کے لئے غدیر خم کے موقع پر سوا لاکھ کے مجمع میں خطبہ فرماتے ہوئے منبر پر کھڑے ہو کر اور علی علیہ السلام کو بلند سر ماکر کہ جناب موصوف کے قدم مبارک حضرت صلعم کے زانوے اقدس تک پہنچ گئے تھے کل حاضرین جلسہ قریب و بعید کو اپنے اولیت کے اقرار کے ساتھ من کنت مولاہ فعلی مولاہ وال من واکلاہ وعاد من عاداہ الا لیلبلغ الشاہد الغائب کا اظہار فرمایا ہے یعنی جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی مولا ہے بار خدا یا دوست رکھ اسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علی کو پھر فرمایا اگاہ ہو کہ حاضرین کو چاہئے کہ جو لوگ اس جلسہ میں بہنیں ہیں انکو یہ خبر پہنچا دیں۔

اسی جلسہ قدیر میں رسول خدا نے منزلت ہارون والی حدیث دسویں بار ان الفاظ سے ارشاد کی ہے جسکو تاریخ و نیاں علی قاضی ابن خلکان سے لکھا جاتا ہے:-

لما رجع النبی صلعم من مکة شرفنا	جب رسول خدا حجۃ الوداع سنہ ۱۰ سے واپس ہو کر (عمر ۶۰)
اللہ تعالیٰ عام حجۃ الوداع وصل	میں پہنچے تو حضرت علی کو اپنی احوت کا شرف عطا
الی هذا المكان و اخذ علی بن	کر کے ارشاد فرمایا کہ علی میرے لئے اُسی منزلت پر ہیں جس
ابی طالب قال علی منی کھارون من	منزلت پر موبی کے لئے ہارون تھے ابھی دوست رکھ
موسیٰ اللهم وال من واکلاہ وعاد	اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن
من عاداہ و النصر من نصرہ و	رکھے علی کو اور نصرت فرما اسکی جو نصرت کرے علی
اخذل من حذله۔	کی اور چھوڑنے اسکو جو چھوڑ دے علی کو۔

تفصیل کے لئے دیکھو صفحہ ۷۹ کتاب ہذا

اور ریاض النضر ج ۲ تا ۶ مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ میں ہے:- عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ صلعم علی منی بمنزلہ تراسی من جسدی (حرجہ الملاء) برابر بن عازب سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ علی مجھ سے بمنزلہ میرے سر کے ہے میرے بدن سے۔

یہ حدیث اصابع فی تیز اصحابہ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۸۸ء کے ص ۱۲۱ میں ہے:-

قال النبی صلعم غزوۃ تبوک انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انک لست بنبی ای لا یمنی ان اذ ہب الا وانت خلیفتی (ترجمہ) کیا راضی نہیں ہے تو اس بات سے کہ ہوں مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے مگر یہ کہ تو بنی نہیں ہے تحقیق کہ مجھ کو سزاوار نہیں ہے یہ امر کہ میں جاؤں مگر یہ کہ تو میرا خلیفہ ہو (یعنی بغیر مجھ کو خلیفہ کے ہوئے میں نہیں جاسکتا) انتہی کیونکہ حضرت موسیٰ جب کہ طور پر جانے لگے تو بغیر خلیفہ کے حضرت ہارون کو نہیں گئے۔

اور مؤرخ حبیب السیر اپنی تاریخ جز دیوم از جلد اول ص ۶۹ مطبوعہ بیروت ۱۳۵۷ء میں لکھتے ہیں:-

ردایت است کہ در وقت حریت غزوہ تبوک	روایت میں ہے کہ غزوہ تبوک کے ارادہ کرتے وقت
بر خیمہ اور حضرت اقدس نبوی ظاہر گشت کہ در	قلب انور سرور عالم پر یہ اظہار ہو گیا تھا کہ اس سفر
سفر باعدا دین مقاتلہ وقوع نخواہد یافت	میں اعدا دین سے قتال واقع نہ ہوگا (سوجہ سے

بنابر آن شاہ مردان را در مدینہ بر سر
اہل و عیال گذاشتہ بخلافت خویش تعین
نمودہ امہات مومنین را گفت از سخن و صوابہ
امام المسلمین اصلاً تجاوز جائز نہ دارند
شاہ مرد بن علی علیہ السلام کو مدینہ حبیبین اپنے اہل و عیال
پر اپنا جاننیں متعین فرمایا و راز و اوج سے تاکید فرمائی
کہ امام المسلمین علی علیہ السلام کے حکم کے مطابق عمل کرنے
میں ہرگز تجاوز نہ کریں (جو وہ کہیں دہی کریں)

تاریخ روضۃ الصفا ج- اول ص ۹۷ مطبوعہ نکلشور ۱۸۹۱ء میں حضرت ہارون کی امامت و خلافت کا حال یوں مذکور ہے -

چون صبح روز ہشتم کہ غرہ میسان بود طالع
شد حضرت موسیٰ ہارون را طلب کردہ امامت
و خلافت خود بد و تفویض فرمود و آن مشغل
را بحسب وصایت در نسل او بطنا بعد لطن مقرر
گردانیدہ و انارہ قندیل و تخمیر بخورد تولیت
قربان و البسہ معینہ جہت اصحاب مناصب
و غیر ذلک بر اسے وے مفوض ساخت و تمامت
بنی اسرائیل را برین معنی گواہ گرفتہ مخالفت
او و اولادش برایشان حرام کردہ خون
کسانے کہ خلافت ہارون و فرزندان او نمایند
مباح گردانید و بعد از آنکہ قربانی نمودند آتشے
از آسمان فرود آمد ہمہ را بخورد و یہود این روز
را تعظیم کنند و فضائل بسیار گویند کہ روز یکشنبہ
است کہ ابتداء خلقت عالم درین روز بودہ
و اول ہفتہ و عشر ماہ اول سال است و اول روزے
است کہ مردم اجتماع نمودہ بزیارت بیت المقدس
حاضر آمدند و اول روزے است کہ جہت طاعت
و خلافت ہارون قربانی کردند و آتش فرود آمدہ
بر بہرے قربانی ہا حاطہ کرد

چونکہ حضرت ہارون کا انتقال سامنے حضرت موسیٰ کے ہو گیا اس لیے موسیٰ نے جناب یسع بن نون اپنے عزیز ترین کو اپنی ذوات کے
قریب اپنا خلیفہ و جانشین کیا چنانچہ تاریخ روضۃ الصفا مذکورہ جلد اول صفحہ ۱۰۴ میں ہے :-

سہ مہمان ماہ رومی ہے جو اگر یری میں ماہ اپریل ہر

دور و فہم آؤر قوم را احضار کردہ مجلس عظیم
 ساخت و یوشع را خلیفہ و وصی گردانید و بنی اسرائیل
 را بعد از حوالہ بعمان حفظ الہی بوسے سپرد
 و بدست و رعایت مہات ایشان وصیت کرد
 اسباط را بطاعت و انقیاد و حجت گردانہ فرمود
 کہ امر و نہی ہمہ ماہ آذراست و سن من بصد و بست
 سال رسیدہ و زمان رحلت نزدیک شدہ
 اکنون بندہ ازندگان خداے کہ بخلوص نیت
 از شما ممتاز است بر شما خلیفہ را حتم و خداوند
 تعالیٰ و فرستگان زمین و آسمان را بایر معی
 گواہ گرفتہ کہ در وصیت من تقصیر و کوتاہی نکنید
 حضرت موسیٰ نے آذر مہینہ کی ساتویں تاریخ قوم کو
 حاضر ہو کر حکم دیا کہ ایک مجمع جمع کر کے حضرت یوشع کو اپنا
 خلیفہ اور وصی کیا اور بنی اسرائیل کو خدا کی حفاظت
 اور ضمانت میں دیکر حضرت یوشع کے سپرد کیا اور وصیت کی
 کہ اگلے کاموں میں تدبیر و عقل سے رعایت کرنا نہ پڑے
 سے انکی اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ و اقرار لیکر فرمایا کہ آج آذر
 مہینہ کی ساتویں تاریخ ہجرا میری عمر ایک سو بیس سال کی ہو گئی
 موت کا زمانہ قریب اسوجہ سے میں نے بندگان خدا میں سے
 ایک خاص بندہ کو بخلوص نیت میں تم سب لوگوں کے فضل و برتری
 پر غور کیا کہ وہ خدا کے رزق و رزق میں دشمنان کے فرشتوں کو بات پر
 گواہ کر لیا اب لوگوں کو چاہئے کہ میری وصیت چل کر نہیں کہو تاہی اوستی نہیں

جو کہ سورہ ماہ یوم غدیرہ ۱۰ ذی الحجہ میں نازل ہوا جمیع آیہ کریمہ ولقد اخذ اللہ منہی اسرائیل و لعننا منہم
 اثنی عشر نفیقاً (یعنی اور اس میں بھی شک نہیں کہ خدا نے بنی اسرائیل سے (بھی ایمان کا) عہد و قرار لے لیا تھا اور ہم (خدا) نے ان میں
 کے بارہ سردار (ادھر) مقرر کئے جس کے اول نفیق جناب یوشع وصی اور خلیفہ حضرت موسیٰ ہیں۔
 آیہ موصوفہ کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر جلد ثالث ص ۳۱۱ مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ میں لکھتے ہیں:-

وفي التوراة البشارة بالسعيلى عليه السلام وان الله يقليم من صلبه اثني عشر عظيماً وهم
 هؤلاء الخلفاء الاثني عشر المذكورون في حديث ابن مسعود وجابر بن سمره (ترجمہ) تورات کی بشارت جو اسمعیل
 علیہ السلام پر ہے بالتحقیق کہ اسدقائے قائم کرگیا اسمعیل علیہ السلام کے صلب کے بارہ بزرگ اور وہ بارہ خلیفہ ہونگے جو ذکر کئے گئے حدیث
 میں ابن مسعود اور جابر بن سمرہ کے۔

اولاد صلیبی حضرت اسمعیل علیہ السلام کی شناخت اس حدیث اصطفیٰ سے ہوتی ہے جسکو ترمذی نے اپنے صحیح میں اخراج کی ہے۔

قال التومنى حد ما خلا بن اسلم
 البغدادى نا محمد بن مصعب نا
 الاوزاعى عن ابى عمار عن واثلہ بن
 اسقع قال قال رسول الله صلعم الله
 اصطفى من ولد ابراهيم اسمعيل و اسمعيل من ولد اسمعيل
 بنى كنانة و اسمعيل بنى كنانة قریشاً
 کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے خلا بن اسلم بغدادی نے کہا
 حدیث کی ہے محمد بن مصعب نے کہا حدیث کی ہم سے ابو زاعمی نے ابی
 عمار سے لے لے ڈال بن اسقع سے کہا اُس نے فرمایا رسول خدا نے اسمعیل
 کیا خدا نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے اسمعیل علیہ السلام کو اور
 مصطفیٰ کیا اسمعیل کی اولاد سے بنی کنانہ کو اور مصطفیٰ
 گردانا بنی کنانہ سے قریش کو اور مصطفیٰ کیا

لہ آذر مہینہ جو مطابق انگریزی ماہ مارچ کے ہے۔

واصفی من قریش بنی ہاشم و زشی سے بنی ہاشم کو در مصطفیٰ میا مجھ کو بنی ہاشم
اصطفائی من بنی ہاشم هذا حدیث صحیح سے یہ حدیث صحیح ہے۔

تمام محدثین امام احمد بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و غیرہ نے رسول خدا کا وہ قول کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں
اپنے اپنے صحیح و مسند میں وارد کیا ہے جبکہ لکھ آئے ہیں نیز حدیث طیف میں رسول خدا کا یہ ارشاد کہ علی بن ابیطالب میری
مٹی سے اور میں حضرت ابراہیم کی مٹی سے پیدا ہوا اور میں ابراہیم سے افضل ہوں دیکھو کتاب بنی ہاشم

بہ رسول خدا اور علی بن ابیطالب اولاد صلی حضرت ابراہیم و اسمعیل سے مصطفیٰ ہوئے یعنی محمد مصطفیٰ رسول خدا ہوئے
اور علی مرتضیٰ اور انکی گیارہ اولاد و بطنا بعد یطین امام ہوئے جیسے حضرت یارون اور انکی اولاد بطنا بعد یطین امام فرار پائے۔

چنانچہ شاہ عبدالقادر اپنے اردو ترجمہ موضح القرآن ص ۱۵۶ مطبوعہ مطبع مجیدی کا پور ۱۳۲۴ھ میں سورہ اغراف کے
آیہ کریمہ ولما رجع موسیٰ الی قومہ الایہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں حضرت یارون اور انکی اولاد حضرت موسیٰ کی امت میں امام
تھے جبکہ حضرت یارون جناب موسیٰ کی حیات میں رحلت کر گئے تو جناب موسیٰ نے حضرت یوشع پیغمبر کو اپنا وصی گردانا۔ اور یہ قرار
دیا کہ اپنے وفات کے قریب اسرار توحید والواح کو اولاد یارون کے سپرد کر دیں۔

جبکہ متعلق امام محمد بن عبدالکریم شہرستانی اپنی کتاب تل و تل کے ص ۱۲۴ مطبوعہ مصر ۱۲۶۳ھ میں فرماتے ہیں۔

قالوا کان موسیٰ قد افضی باسرار
التوراة والا لواحر الی یوشع بن نون
وصیہ من بعدہ لیفضی الی اولاد
ہارون لان الامر کان مشترکاً
بینہ و بین اخیه ہارون اخذال
واشركہ فی امری وکان
ہو الوصی فلما مات ہارون
فی حال حیاتہ انتقلت الوصایۃ
الی یوشع بن نون ودیعتہ فلیوصلھا
الی شبر و شبیر ابئی ہارون
قراراً و ذلک ان الوصیۃ و
الامامۃ بعضھا مستقر و بعضھا
مستودع

کہا انھوں نے تھے موسیٰ علیہ السلام کہ انھوں نے سپرد کیا
تورات اور الواح کے اسرار طرف یوشع بن نون وصی کو اپنے
بعد کے لئے تاکہ پہنچا دیں اور اس امانت کو حضرت یارون
کی اولاد کو اسلئے کہ امر (امانت) مشترک تھا میان موسیٰ
اور انکے بھائی ہارون کے جبکہ کہا تھا موسیٰ نے خدا
تعالیٰ سے شریک کر دے تو ہارون کو میرے امر میں
اور تھے وہی ہارون وصی موسیٰ جبکہ مر گئے ہارون موسیٰ
کی حیات میں منتقل ہو گئی وصایت طرف یوشع بن
نون کے اور وہی امانت کے چاہئے کہ پہنچا دیں
شبر و شبیر پسران ہارون کو اور وہی
قرار کے اور یہ اس لئے کہ وصیت
اور امانت بعض اس کا مستقر ہے اور
بعض امانت ہے۔

ریاض النضرہ حافظ محب طبری ج ۲ ثانی باب رابع ص ۱۵۸ مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ

اور تذکرہ خواص الامہ فی معرفۃ الامم سبط ابن جوزی ص ۳۱ مطبوعہ طہران اور اسرار المطالب خواجہ حبیب الدین السبل ام تہری ص ۱۵۸

مطبوعہ لاہور میں ہے۔ قال احمد فی الفضائل عن انس قال قلنا سلمان الفارسی سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم من وصيه فقال سلمان رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال من كان وصي موسى بن عمران فقال يوتبع بن لؤي قال ان وصي و واني ومنجز وعدي علي بن ابي طالب عليه السلام يعني تذكره خواص الامم منقول ہے کہ کہا احمد نے کتاب فضائل میں بروایت انس کہ کہا ہم سب نے سلمان فارسی سے کہ تم سوال کرو جناب رسول اللہ سے کہ کون ہے وصی انکا پس سوال کیا سلمان نے جناب سالتما ہے۔ پس فرمایا حضرت نے کہ کون ہے وصی موسیٰ بن عمران پس سلمان نے عرض کی یوتبع بن لؤی وصی موسیٰ تھے فرمایا حضرت نے وصی میرا اور وارث میرا اور وفا کرنے والا وعدہ کا میرے علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے۔ اس حدیث شریف سے صاف اور صراحتہ ظاہر ہو گیا کہ جب طرح یوتبع بعد موسیٰ خلیفہ بلا فصل تھے یقیناً اسی طرح جناب علی مرتضیٰ بھی بعد رسول اللہ خلیفہ بلا فصل ہیں۔ حتماً و جزاً لا ریب فی ذلك۔

اسی ریاض النضر جلد ۱ صفحہ ۲۰۷ اور کتاب ینابیع المودۃ ۲۰۷ اور ص ۲۳۲ میں یہ حدیث ہے۔ عن ہریدۃ مرفوعاً عن کل بنی وصی و وارت وان علیاً وصی و وارتی (اخرجہ الحافظ ابو القاسم البغوی فی معجم الصحابة) ہریدۃ رضی اللہ عنہ نے ہند مرفوع روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے ہر ایک بنی کا ایک وصی اور وارث ہونا ہے میرا وصی و وارت علی ہے۔

اور کتاب مطالب السؤل فی مناقب آل رسول مصنفہ کمال الدین محمد بن طلحہ القرشی الشافعی ص ۳۷ مطبوعہ مطبع جعفری لکھنؤ ۱۳۰۲ھ میں ہے:-

روایت کی ہے حافظ مذکور (یعنی حافظ ابو نعیم) نے اپنی سند سے	روی الامام الحافظ المذکور بسندہ فی حلیۃ
کتاب طبری میں ابن بن مالک کے کہنے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	عن انس بن مالک قال قال رسول
پانی نے جگو وضو کا پھر آپ بعد وضو کے کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز	الله یا انس اسکب لی وضوء ثم قام
پڑھی بعد اسکے فرمایا کہ اے انس پہلے جو شخص کہ تیرے اوپر داخل ہوگا	فصلی رکعتین ثم قال یا انس اول
اس دروازہ وہ ایستائیں ہے اور سردار ہے مسلمانوں کا	من یدخل علیک فی هذا الباب
اور لیجا بنو الاخوان لوگوں کا جگہ منہ اور ہاتھ اور پاؤں و رانی	امیر المؤمنین و سید المسلمین
ہونگے بہت کی طرف اور خاتم ہے صیون کا انس نے کہا کہ میں نے	وقائد الغر المحجلین وخاتم الوصیین
دعا کی کہ بارخدا یا گردان تو اسکو مردانہ نصاریں سے اور اس بات	قال انس قلت اللهم اجعلہ رجلاً من
کو میں نے پوشیدہ کیا کہ ناگاہ علی آئے میں پوچھا رسول خدا	الاتصار و کتمہ اذ جاء علی فقال من
کہ یہ کون ہے اے انس پس میں نے کہا علی بن ابی طالب کھڑے ہو گئے	هذا یا انس فقلت علی فقام مستبشراً
جناب رسول خدا خوش ہو کے اور انکو گلے سے لگایا بعد اسکے اپنے منہ	فاعتنقه ثم جعل یمسح عرقی وجہہ
کے پینہ کو علی کے منہ پر ملتے تھے اور علی کے منہ کے پینہ کو	بوجہ و عرق وجہ علی بوجہ فقال

لہ قرین (کتاب علیہ) کشف الغنون میں ہے۔ حلیۃ الاولیاء فی الحدیث الحافظ ابی نعیم الاصبہانی المتوفی ۳۲۰ھ دھو کتاب حسن معتبر

علی یا رسول اللہ لقد رايتک فی شئ
ما صنعت فی قیل قال وما یمنعی و
انت تؤدی عتی و تسمعهم صوئی
و تتین لهم ما اختلوا فیہ بعدی
اسے نہ پہلے تھے بس کہا علیؑ کہ یہی رسول اللہؐ نے بتا دیا تھا کہ
جو کچھ اس وقت پہلے سے نہایت کثرت سے کیا تھا یہ سب میری
درازا کہ بات کے کر نیے محسوس کن۔ مرا یہ کہ نہ تو دیکھے گا میری
میں طرے اور نہ ہی کوئی میری کو نہ در بیان کیا تو نہ دیکھے گا
اُس جبر کو جس میں وہ لوگ حذاف کرینگے یہ ہے بعد۔

اس حدیث شریف کے نقل سے چند فوائد برآمد ہوئے۔ اول یہ کہ علامہ محمد بن طلحہ شافعی نے یہ حدیث کتاب حلیۃ الاولیاء مصنف
حافظ ابو نعیم نے نقل کی ہے پس دو عالموں کی تصدیق اس حدیث کی بابت ثابت ہو گئی۔ دوم یہ کہ لفظ امیر المؤمنین ہے جس لفظ سے
بروز نذیر لوگوں نے اسلام علیک یا امیر المؤمنین کہہ کر سلام کیا ہے دیکھو سن ۴۳ وہ لفظ اس حدیث میں بھی ہے اور اس سے معلوم
ہوا کہ یہ خطاب جو جناب رسالتؐ نے دیا ہے۔ مثل غیروں کے امت سے ملی مرتضیٰ نے یہ خطاب نہیں پایا۔ سو ہم یہ کہ لفظ غلط و غسی نہیں
ہے بلکہ لفظ خاتم النبیین ثابت ہوئی اور اس سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ ہر نبی نے اپنا وہی مقرر کیا چونکہ رسول اللہؐ خاتم النبیین میں ابتدا علی
خاتم النبیین ہیں۔ چہاں یہ کہ لفظ ید المسلمین جو لفظ امام المسلمین کے مراد ہے جس کو حضرت نے غزوہ تبوک جاتے وقت فرمایا تھا اور
لفظ امیر المؤمنین کے ساتھ ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ جس کو خود حضرت نے سب مومنوں کا امیر اور سب مسلمانوں کا سردار فرمایا اس پر کوئی دوسرا
امیر اور سردار نہیں ہو سکتا۔ یہ سب یہ کہ جو الفاظ اس حدیث مبارک کے اخیر میں ہیں اُس سے بھی خلافت اور امامت بلا فصل جناب
ابو جبرین وجہ ثابت ہے۔ اس سبب سے کہ جو شخص رسولؐ کے بعد احکام خدا کو اسکی جانب سے ادا کرے اور لوگوں کو رسولؐ کی آواز
سنائے اور امت کے اختلاف کی حالت میں جو امر حق ہو اسکو بیان کر دے وہی بنیاد شدہ حلیفہ برحق ہے۔

اب یہ خاکسار آیہ اشعی عشر نقیباً کے حرف اشعی عشر یعنی بارہ عدد کو چند معارف و
حقائق و دقائق بقدر اپنی فہم و وسعت مقام کے بیان کرتا ہے کیونکہ احادیث میں بارہ
خلفاء کی تعداد معین ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے بارہ نقب اور حضرت عیسیٰ کے بارہ حواری ہو

۱۲	اشعی عشر نقیباً	۱۲	داشرکہ فی امری	۱۲	امیر المؤمنین	۱۲	امام المسلمین
۱۲	صالح المؤمنین	۱۲	مولی المؤمنین	۱۲	اشعی عشر عظیماً	۱۲	اشعی عشر امیر
۱۲	اشعی عشر شریفاً	۱۲	اشعی عشر خلیفہ	۱۲	عترت رسول اللہ	۱۲	عترتی الہدی

یہ چوتھی حدیث ابن جریر کی حرجہ ابن حمید کے سند کی تاریخ الرسل و الملوک جلد اول حصہ سوم ص ۱۷۱ سے نقل ہے۔

قال ابن جریر ثنا ابن حمید قال
تأسلمت قال حدثنی محمد بن اسحاق
کہا ابن جریر نے حدیث کی کہ ابن حمید نے کہا حدیث کی
ہم سے سلم نے کہا حدیث کی محمد سے محمد بن اسحاق

لہ توفیق (سلم) علامہ تہذیب اہمال میں ہے کہ سلم بن الفضل الانسانی مکنام ابو عبد اللہ الواری، الادری، القاسمی بن ابن اسحاق و جاحس مطاع و عمر
خامس ای نبیہ واس معین توفیق و قال مرقہ لیس ہ باس یتبع قال الخاضی عنہ ماکہ قال و جاحس خطہ الصدق قال ابن سعد کان یقر صدقاً و جاحس صاحب مغلی ابن
اسحاق مات بعد السحیح و ما نہ ایضاً۔ یہ تو جلی جلد اول ص ۲۳ میں ہے۔ سلم بن الفضل الادری، القاسمی، المتوفی ۱۹۱ھ ابن اسحاق کے ناگروا انکی ہر ترقے دانی میں۔
رے کے قاضی تھے اہل بصرہ کے نزدیک قابل احتجاج نہیں لیکن ابن معین حرمائے رجال کے بڑے ماہرین معانی میں انکی توفیق کہنے میں اور انکی ہر ترقے کو ہر ترقے ہر ترقے ہر ترقے
لکھتے ہیں۔ طبری میں انکے واسطے اکثر روایتیں مروی ہیں۔

عن عبد الغفار بن القاسم عن
 المنهال بن عمرو عن عبد الله
 بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن
 عبد المطلب عن عبد الله بن عباس
 عن علي بن ابي طالب قال لما نزلت
 هذه الآية على رسول الله صلى الله عليه
 وسلم وانذر عشيرتك الاقربين
 دعاني رسول الله صلى الله عليه وسلم
 فقال لي يا علي ان الله امرني ان اذبح
 عنبري الاقربين فصرت بذلك
 درعا وعرفت اني ميا ايا ديعهم بهذا
 الامر اراهم ما اكره فصمت عليه
 حتى جاءني جبرئيل فقال يا محمد انك
 لا تفعل ما تؤمر به بعد بك فاصح
 لنا صاغا من طعام واجعل عليه رجل
 مشاة واملأ لنا عسا من لبن ثم اجمع
 لي بني عبد المطلب حتى اكلمهم وابلغهم
 ما امرت به ففعلت ما امرني به ثم
 دعوتهم له وهم يومئذ اربعون رجلا
 يزيدون رجلا او ينقصون فيهم اعمام
 ابوطالب وحمزة والعباس وابولهب
 فلما اجتمعوا اليه دعاني بالطعام
 الذي صنعت لهم فجلست به فلما
 وضعته تناول رسول الله صلعم جذبة
 من اللحم فشقها باسنانه ثم القاها
 في فاحي الصخرة ثم قال خذوا باسم الله
 فاكل القوم حتى مالهم بشي حاجة

عبد الغفار بن قاسم سے اوس نے منہال بن عمرو
 سے اوس نے عبد اللہ بن حارث بن نوفل
 بن حارث بن عبد المطلب سے اُس نے
 عبد اللہ بن عباس سے اُس نے جناب
 علی مرتضیٰ بن ابی طالب سے روایت کی ہے
 جبکہ آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو
 رسول خدا نے علیؑ کو بلا کر فرمایا کہ اے علی رخصت
 نے مجھے حکم دیا ہے کہ اپنے قرابت مند کو
 (غدا ابھی) سے ڈراؤں لیکن
 (قوم کی حالت دیکھ کر) میں نے معلوم کیا کہ
 جب اون لوگوں کے سامنے یہ امر پیش
 کروں گا تو ان سے حرکات ملامت دیکھوں گا
 اس لئے میں نے سکوت اختیار کیا حتیٰ کہ خداوند
 تعالیٰ کا حکم تاکید صادر ہوا لہذا تم ایک صاع
 طعام اور ایک دان بکری کی اور پیالہ دودھ کا
 ہیا کرو اور بنی عبد المطلب کو جمع کرو تاکہ
 میں اون سے کلام کروں اور ان کو
 وہ چیز پہنچا دوں جس کے پہنچانے کے لئے
 مامور ہوا ہوں حضرت علیؑ نے تعمیل ارشاد کی اور بنی
 عبد المطلب جو ایک کم یا ایک یا دہ چالیس مرتبے اور
 جنین اچھے اعمام ابوطالب وحمزہ عباس اور ابولہب
 بھی تھے جمع کیا جب سب لوگ آگئے اور کھانا حاضر
 کیا گیا تو رسول خدا نے ایک ٹکڑا گوشت کھا
 لے کر اپنے دانتوں سے پارہ پارہ کیا پھر اطراف
 طرفین ڈال دیا اور منہ مایا شروع
 کر دسم اللہ۔ سب نے سیر ہو کر کھایا
 پیا اور باوجودیکہ طعام اور شیر اس مقدار

وما اری الا موضع ایدیہم وایم
 اللہ الذی نفس علی بیدہ وان کان
 الرجل الواحد منهم لیاکل ما
 قدمت لجمیعہم ثم قال اسق القوم
 فحبثہم بذلک العس فشربوا منہ حتی
 رووا منہ رجیعاً وایحی اللہ ان کان
 الرجل الواحد منهم لیشرب مثله
 فلما اراد رسول اللہ صلعم ان یکلمہم
 بدرہ اولہب الی الکلام فقال لقد ماسحکم حکم
 ففرق القوم ولم یکلمہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فقال العدیاء علی ان هذا الرجل سبقنی الی ما قد
 سمعت من القول ففرق القوم قبل ان اکلمہم
 فعد لما من الطعام مثل ما صنعت ثم
 اجتمعہم الی قال ففعلت ثم جمعہم
 ثم دعانی بالطعام ففقر بترہم ففعل
 کما فعل بامس فاکلوا حتی مالہم
 بشئ حاجۃ قال اسقہم فحبثہم بذلک
 العس فشربوا حتی رووا منہ رجیعاً
 ثم تکلم رسول اللہ صلعم فقال یا
 بی عبد المطلب انی واللہ ما اعلم
 شایاً فی العرب جاء قومہ بافضل
 مما قد جئتکم بہ انی قد جئتکم بحیر
 الدنیا والاخرۃ وقد امرنی اللہ لتعلل
 ان ادعوکم الیہ فایکم یوازنی علی
 هذا الامر علی ان یکون احی ووصی
 وخلیفتی فیکم قال فاجم القوم عنہا
 جمیعاً وقلت وانی لاحد ثلث مناد
 میں تھا کہ ایک آدمی کو کافی ہوتا نیکن
 سب آدمیوں نے کہا: پیسا اور کمی نہ
 ہوئی۔ جب گھانے پینے سے فراغت
 ہوئی تو ان حضرت نے کلام کرنے
 کا ارادہ کیا لیکن ابوہب نے
 سب ورت کی اور کہا تم
 پر ہمارے صاحب نے جا دو
 کیا ہے اس فقرے کو سُنکر
 سب لوگ پراگندہ ہو گئے اور
 آنحضرت ان سے کلام نہ کر کے
 دوسرے دن آنحضرت نے پھر حضرت
 علی سے فرمایا کہ تم نے سنا ابوہب
 نے کلام میں مجھ پر سبقت کی اور قبل اس کے
 کہ میں ان لوگوں سے کلام کروں
 سب کو پراگندہ کر دیا اب کل کی طرح
 پھر میرے پاس سب کو جمع کرو حضرت علی نے کر
 سب چیزیں بدستور باقی مہیا کیں اور پھر سب کو
 جمع کیا۔ کھانا حاضر کیا گیا اور آنحضرت نے پہلے
 دن کی طرح آج بھی عمل فرمایا اور سب کو کھایا
 پایا بعدہ پیغمبر صاحب نے فرمایا اے بنی عبد المطلب
 قسم ہے خدا کی میں کسی ایسے جوان کو عرب میں
 سے نہیں جانتا جو اپنی قوم کے لئے مجھے بہتر کوئی چیز
 لایا ہو میں تمہارے لئے دنیا و آخرت کی نیکی لایا ہوں اور
 اس طمانہ نے مجھ کو حکم دیا کہ تمہیں اس کی طرف بلاؤں لہذا
 تم میں سے کون شخص اس نام میں میری وزارت کرے گا اس
 شرط پر کہ وہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہو۔ تو میں نے
 کسی نے کچھ جواب نہ دیا لیکن علی علیہ السلام نے باوجود

اور انسان العیون فی سیرۃ الامین والماون المعروف بسیرۃ اکملیہ علی بن ابراہیم طبری جداول ۳۰۴ مطبوعہ مصر

۳۰۴ھ میں یہ ہے۔

وروی اندر لما نزل (رواندر عشیرتک لافقین)
جمع بنی عبد المطلب فی دارا بطالب
وہم اربعون و فی الامتاع خمسة و
اربعون رجلا و امرا مان فضنع لهم
علی طعاما رالی ان قال فلما اراد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتکلم بدرة
ابولہب بالکلام فقال لقد سحرکم
صاحبکم سحرا عظیما

مروی ہے کہ جب آیدوا نذر عشیرتک لافقین)
نازل ہوا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ابوطالب کے مکان میں اولاد عبد المطلب کو جمع
کیا جو کہ چالیس مرد تھے اور امتاع میں ہے کہ پینتالیس
مرد اور دو عورتیں تھیں پس آپ نے ان کے واسطے
کھانا پکوا یا پس جب بعد طعام کچھ کھنا چاہا تو ابولہب
نے آپ پر سبقت کی اور کہا کہ اس شخص نے قبر سحر عظیم
کیا ہے۔

وفی رواية محمد بن عمار
مارا اينا كاسحرا ليوم ففزعوا ولم
يتكلم رسول الله صلعم فلما
كان الغد قال يا علي عد لنا
مثل ما صنعت بالامس من
الطعام والشراب قال على فعلت
ثم جمعهم له صلى الله عليه وسلم
فأكلوا حتى شبعوا وشربوا حتى غلوا
ثم قال لهم يا بني عبد المطلب ان الله قد بعثني
الى الخلق كافة وبعثني اليكم خاصة فقال

اور روایت ابن اسحاق میں اور ایک روایت
میں ہے کہ ہم نے آج کا سحر کبھی نہیں دیکھا پس جب
وہ متفرق ہو گئے اور حضرت کو بات کرنے کا موقع
نہ ملا جب دوسرا دن ہوا تو حضرت نے علی سے
فرمایا کہ علی کل کی طح آج بھی کھانے پینے کا سامان
کو جناب امیر فرماتے ہیں کہ میں نے تمیل حکم کی پھر
اون سب کو جمع کیا پس جب وہ کھانی کر فارغ
ہوئے تو حضرت نے فرمایا اے اولاد عبد المطلب
خدا نے مجھے عام طور سے تمام خلق پر آدم پر خاص طور
سے مبعوث فرمایا ہے پھر آج یہ مذکورہ۔

(بقیہ حاشیہ منسلک) (۱) امام ابن جریر طبری نے اپنی یہ حدیث مرسل صحابہ سے ہے اسماعیل
اکے ساتھ یقین کیا ہے کیونکہ ابوہریرہ کے بہت دنوں بعد مدینہ میں اسلام لائے اور یہ واقعہ کہ میں ہوا۔ غلط بیانی اس در حد تک پہنچی۔ قریش اور بنی عبد مناف
تک شامل کئے گئے لیکن ابوطالب کے مکان میں یہ مجمع ہوا اور کھانا تک نہیں لیا گیا نیز جناب فاطمہ بنت اسد ماجناب علی علیہ السلام بھی اس گھر میں علاوہ دیگر
عذرات کے ضرور رہی ہوں گی مگر حضرت فاطمہ جب ولادت بعثت سے پانچ برس بعد مسیح نبویؐ کی ہوئی جس سے کہ مسطرہ میں آٹھ سال کی تھیں اور نکاح ذکر لایا گیا چنانچہ
روضۃ الشہداء حسین بن علی واعظ کاشفی کے باب چہام ص ۱۱۰ مطبوعہ نوکشتہ ۱۲۸۵ھ میں ہے۔ شیخ ابو محمد بن غنیمت اسد ماجناب علی علیہ السلام کو ابوبکر محمد باقر علیہ السلام
نقل کر دے کہ ولادت فاطمہ بعد از بعثت بودہ بہ پنج سال۔ اور تاریخ حبیب البیرونی تاریخ خمیس دیار بکری کے لئے دیکھو ص ۱۳ کتاب ہذا در روضۃ النبیہ
محمد بن اسماعیل امیر متحانی بنی صلا مطبوعہ دہلی میں ہے۔ ذکر الامام ابوبکر احمد بن نصر بن عبد اللہ رائی فی کتاب تاریخ موالید اہل البیت علیہم السلام انما فاطمہ
توفیت وہی ابنہ ثمان عشر سنۃ و خمس سبعین و یومئذ بکۃ ثمان سنین و باقی بالمدینہ و کانت ولادتها بعد البتۃ خمسین منی مام ابوبکر احمد بن نصر بن عبد اللہ
کتبہ بن کر میں نے کتاب تاریخ موالید اہل بیت علیہم السلام میں دیکھا ہے کہ حضرت فاطمہ کی عمر اٹھارہ سال کچھ بعد از ولادت ہوئی جس میں آٹھ سال مکہ میں باقی مدینہ میں گذرے
(باقی حاشیہ منسلک)

وانذر عتیرتک الاقربین وانا انا اذھول
 الی کلمتین خفیفین علی اللسان
 تفیلکین فی المیراث متھلۃ ان لا الہ
 الا اللہ والی رسول اللہ فمن یجینی
 الی ہذا الامر ویوزنی اسی یحیونی
 علی القیامہ قال علی انا یا
 رسول اللہ وانا احدثہم سنا ولسکت
 القوم زاد بعضہ فی الروایۃ یکن
 اسی ووزیری ووالثی وخیفقی من
 عدی فلم یجد احد منہم فقام علی وقال انا یا
 رسول اللہ فقال اجلس
 ثم اعد القول علی القوم ثانیاً
 فلم یجد احد منہم فقام
 علی فقال انا یا رسول اللہ

وانذر عتیرتک الاقربین فرا کے ارشاد کیا کہ میں تم کو
 دو کلموں کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ جو زبان پر بہت سبک
 اور میزان عمل میں نہایت گران میں وہ نہادت توحید خدا
 اور میری رسالت کی گواہی ہے پس کون شخص تم لوگوں
 میں اسکو قبول کرتا ہے اور کون اس امر میں میری مدد کرتا
 ہے پس جناب امیر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں موجود
 ہوں حالانکہ میں سب میں کم سن تھا اور سب چپ رہے
 اور بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ جو اس امر کو قبول کر گیا
 وہ میرا بھائی میرا ذریعہ میرا وارث میرا خلیفہ میرے
 بعد ہو گا پس کسی نے جواب نہ دیا پس حضرت علی کھڑے
 ہو گئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں حاضر ہوں حضرت
 نے فرمایا بیٹھ جاؤ پھر دوسرے مرتبہ سب سے اپنے
 کلام کی تکرار فرمائی پس سب خاموش رہے اور حضرت
 علی نے کھڑے ہو کر پھر عرض کیا کہ میں حاضر ہوں

البعیہ حاشیہ ص ۲۱۳) اور ولادت اور منظر کی جست کے پانچ سال بعد ہوئی۔ اسی کو مرزا محمد بن معتمد خان ماری نے اپنے مفتاح التہامین اختیار کیا ہے جناب محمد حاشیہ منشا
 کتاب استقصاء الحامضہ اول فی نقص شہد الکلام بن مفتاح البجاء کے حوالے سے ہے۔ قال الشيخ الادب ابو محمد عبد اللہ بن احمد المعروف بابن خشاب البغدادی
 ان فاطمہ ولدت لہد العتہ نجس سین یعنی حجاب فاطمہ بخت سے پانچ سال بعد پیدا ہوئیں۔ جب یہ امر کا حق ثابت ہو گیا کہ یہ موصوفہ کے نازل ہونے سے حضرت کے
 تبلیغ اول کے وقت حضرت عائشہ اور جناب فاطمہ زہرا علیہما السلام کا وجود نہیں تھا پس ہر دو حدیث یعنی بخاری اور ترمذی کے رواۃ کاذب و مفتری ہونے اور طرفہ
 اس روایت میں یہ ہے کہ حضرت صفیہ اور جناب فاطمہ کا ذکر جس عنوان سے قریب قریب ہر دو حدیثوں میں ہے ویسے ہی وفات انہی کے دن کی یہ حدیث طبقات
 ابن سعد جزئیات مثلاً مطبوعہ بیروت یورپ سنہ ۱۳۲۷ھ میں ہے۔ قال ابن سعد اخبرنا یزید بن ہارون نا یحیی بن سعید بن ابی کریم ابی ملیکۃ عن سعید بن عبد اللہ عن ابی ہریرۃ
 علی الشریعہ وسلم فی مرضہ الذی توفی بہ۔ فقال انی لایسکنا من علی بنی لاهل الا شرفی کما بہ ولا احرم الا اترم الشرفی کما بہ ثم قال یا فاطمہ بنت محمد یا صفیہ حمۃ رسول اللہ
 علما لما عندہما شرفنا فی لافنی عنکما من الشرف ثم قام من مجلسہ ذلک فما انصرفت النہایتی قبضہ اللہ۔ کہا ابن سعد نے خبر دی ہکو یزید بن ہارون نے بھی بن سعید سے اسنے ابو یزید بن
 ابی ملیکۃ سے اسنے سعید بن عبد اللہ سے کہ روایت نے اپنے مرض الموت کے دن جس میں وفات فرمائی (بجملہ کے) بھی ارشاد فرمایا کہ حلال و حرام کی نسبت میری طرف نہ کی جائے
 میں نے وہی چیز حلال کی ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کی ہے اور اسے پیغمبر کی بیٹی اور اسے پیغمبر کی بیٹی کے لئے کچھ کر لو میں تمہیں خدا سے نہیں بچا سکتا
 یہ حضرت اوس جگہ سے اٹھے اوسی دن وہ پھر کو وفات فرمائی۔ یہی یورپ مضمون (میں تمہیں خدا سے نہیں بچا سکتا) شبلی صاحب نے اپنے سیرۃ النبی جلد ثانی
 مثلاً میں اسی طبقات جزئیات اور کتاب الامام امام شافعی سے پسند حسن لکھا ہے۔ انتہی۔ پس بخاری اور ترمذی کی ہر دو حدیثیں قطعی غلط و دروغ و کذب ثابت
 ہو گئیں جنہوں نے جناب رسالت اک کے اس حدیث میں کو مدکر و ضعیف حدیث کو داخل کتاب کر کے امت کو دھوکے میں ڈالا اور کتمان حق کے باعث ہونے۔

سہ لشیخ ابو محمد بن خشاب) وفیات الاعیان میں ہے۔ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن احمد المعروف بابن خشاب البغدادی العالم المشہور فی الادب
 والنحو والتفسیر والحدیث والنسب الفرائض والحساب حفظ القرآن العزیز بالقرأت الکثیرہ وكان منضجاً من العلوم وله فیہا الید الطولی وکان خطہ فی نہایت
 الحسن ذکرہ العادۃ صفحہ ۱۱ فی الخیرۃ وعدہ فضائلہ وجامعہ السنۃ ۳۶۷ھ۔

فقال اجلس فانت
اخى ووزیرى ووصی
ووارثى وخليفتى من
بعدى



حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور میرے مرتبہ بھرا اپنے
کلام کا اعادہ فرمایا اور کسی نے آپ کو جواب نہ دیا اور
حضرت امیر نے پھر اوتھکر عرض کیا کہ میں حاضر
ہوں حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ پس تم میرے جانشین
اور میرے وزیر اور میرے وصی اور میرے وارث اور
خلیفہ ہو بعد میرے۔

اب ہم بیان پر حضرت عمر اور عبداللہ بن عباس کا وہ مکالمہ نقل کرتے ہیں جس سے حضرت عمر اور ان کے ہمساز صحابہ
کا جناب علی علیہ السلام کے خلافت میں رخصتہ اندازی کرنا آشکارا ہوتا ہے جس کے لئے عہد پیغمبر ہی میں یہ امر طے کر لیا گیا تھا کہ خلافت
اہل بیت پیغمبر میں نہ جانے پائے اور جناب امیر خلیفہ نہ ہوں یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر خلافت کو نبی امیر میں دینگے۔
تاریخ الرسل والملوک طبری جلد ۶ ص ۲۶۹ نہایت ص ۲۷۰ واقعہ ۲۳ھ میں ہے۔

قال ابن جریر حدثني ابن حميد
قال ثنا سلمة عن محمد بن اسحاق
عن رجل عن عكرمة عن ابن عباس
قال بينا عمر بن الخطاب وبعض
اصحابه يتذكرون الشعر فقال
بعضهم فلان اشعر وقال بعضهم
بل فلان اشعر قال فاقبلت فقال
عمر قد جاءكم اعلام الناس بما
فقال عمر من شاعر الشعر ايا ابن
عباس قال فقلت زهر بن ابي
اسلمى فقال عمر هلم من شعرة ما نشتد
به على ما ذكرت فقلت لو كان يقعد
فوق الشمس من كرم قوم
ياولهم او مجد هم قعدوا الى الاخر
قال احسن وما اعلم احد الا بهذا الشعر
فقال يا ابن عباس ادرى ما منع قومك منهم
بعد محفل فكتبت ان اجيب فقلت ان لم اكن

کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی مجھے ابن حمید نے
کہا حدیث کی ہم سے سلمہ نے محمد بن اسحاق سے اس نے
ایک رجل سے اس نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس سے
روایت کی ہے کہ ایک دن عمر بن خطاب اور ان کے بعض
اصحاب شعر و سخن کا ذکر کر رہے تھے کوئی کسی کا مدح
تھا کوئی کسی کا اس اثنا میں بھی وہاں پہنچا حضرت
نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ لو اس فن کے سب سے بڑے
ماہر آگئے۔ پھر مجھے ارشاد کیا کہ اے ابن عباس تم
کو ملک اشعر سمجھتے ہو میں نے کہا نہیں اس کی کو حضرت
عمر نے فرمایا کہ او کا کوئی شعر استدلایا پڑھو میں نے
چند شعر پڑھے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ بہت خوب کہلے
میرے علم میں ان سے اچھے اشعار کسی کے نہیں ہیں۔
اس کے بعد مجھے پوچھا کہ اے ابن عباس تم جانتے ہو کہ
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کس بات نے تم کو امر
خلافت سے محروم رکھا میں نے اس کا جواب دینا
خلافت مصلحت سمجھ کر کہا کہ اگر میں زمین جانتا تو آپ ہی
مجھے آگاہ کریں۔

ادری و امیر المومنین بدربنی فقال
 عمر کس هو ان یجمعوا الکمل النبوة و
 الخلاف فتعوا علی فو مکم بنی الحجا
 واختارت قریتیں لافسہا فاصات
 ووفقت فقلت یا امیر المومنین
 ان نادنی فی الکلام و تمتطعی الغضب
 تکلمت فقال تکلم یا ابن عباس
 فقلت اما حق لک یا امیر المومنین
 اختارت قریتیں لافسہا فاصات
 ووفقت فلو ان قریتیں اختارت
 لافسہا حث اختار الله عز وجل لها
 لکان الصواب سیدھا غیر مردود و
 لا محسود اما قولک انهم کس هو ان
 تلکوب بنا النبوة والخلافة فان الله
 عز وجل وصف فوماً بالکراہیة
 فقال ذلک بانهم کس هو اما انزل
 الله فاحبط اعمالهم فقال عمر هیما ت
 والله یا ابن عباس قد کانت تباعی
 عنک اشیا لکنک اکره ان افراک عنها
 منزیل منزلتک منی فقلت و
 ماہی یا امیر المومنین فان کانت حقاً
 فماینبغی ان تزیل منزلتی وان
 کانت باطلا فمثلی اما طایباً
 عن نفسه فقال عمر بل غنی انک تقول
 انما صر فوها غنا حسداً وظلماً فقلت
 اما فوالک یا امیر المومنین ظلماً تبین للجاهل
 والعلیم و اما قولک حسداً فان ابلیس حد

حسرت عمر نے فرمایا کہ قوم نے اس بات سے کراہت کی
 کہ نبوت اور خلافت دونوں تم میں جمع ہوں اور تم ابھر
 خوش ہو کر اتراتے پھر و چنانچہ قوم اس کے اختیار
 کرنے میں مصیب و ر موفق ہوئی۔ میں نے کہا اے
 امیر المومنین اگر آپ اجازت دین اور خفانہوں تو
 میں بھی کچھ عرض کروں۔ او نہوں نے فرمایا کہ ہاں کہو
 میں نے کہا کہ آپ کا یہ فرمانا قابل نظر ہے کہ قوم خلافت
 کے اختیار کرنے میں مصیب اور موفق ہوئی اس لئے
 کہ اگر قوم خلافت کو خدا کے مرضی کے موافق اختیار
 کرتی تو بلاشبہ مصیب ہوتی۔

نیز آپ کا یہ فرمانا بھی قابل نظر ہے کہ قوم نے
 ہم میں نبوت اور خلافت کے جمع ہونے سے کراہت کی
 دیکھئے اللہ تعالیٰ قوم کی کراہت کا وصف اپنے
 کلام میں ان الفاظ سے فرماتا ہے۔ ذلک بانہم کہوا
 ما انزل الله فاحبط اعمالهم یعنی چونکہ حکم خدا سے
 اور نہوں نے کراہت کی لہذا ان کے اعمال حبط ہو گئے
 یعنی اکارت گئے یہ سن کر حضرت عمر بڑے افسوس لے
 ابن عباس خدا کی قسم تمہاری نسبت مجھے باتون کی
 خبرین پہونچائی گئی ہیں جنکو کرید کر تمہاری منزلت
 اپنے دل سے زائل کرنا پسند نہیں کرتا میں نے عرض
 کیا اے امیر المومنین آپ فرمائیں تو یہی اگر حقیقت
 وہ باتیں حق پر مبنی ہیں تو میری منزلت ضائع ہونے
 کی کوئی وجہ نہیں ہے حضرت عمر نے فرمایا۔ کہ میں نے
 سنہے کہ تم کہتے ہو کہ خلافت ہم سے بہ ظلم و حسد لی گئی
 ہے میں نے کہا اے امیر المومنین ظلم کا مفہوم تو جہاں
 اور حلیم پر روشن ہے رہا حسد پس ابلیس نے
 حضرت آدم پر حسد کیا اور ہم آدم ہی کی اولاد ہیں

أدم فخن ولده المسودون فقال
 عمر هبها ابنت والله قلوبكم ما يا بنی
 هاستم الا حسدا ما یحول وصعنا وغنا
 ما یزول فقلت مھلایا امیر المؤمنین
 لا تضف قلوب قوم اذهب الله عنكم الهم
 وطهرهم بطهیرا ملسد والعش فان
 قلب رسول الله من قلوب بنی ہاشم
 فقال عمر الیاء عنی یا ابن عباس فقلت
 افعل فلما ذهبت لا قوم استخیامفی
 فقال یا ابن عباس مکانک والله
 انی لراع لحقک محب لما سرك
 فقلت یا امیر المؤمنین
 ان لی علیک حقا وعلی کل
 مسلم فمن حفظه فحظه اصاب
 ومن اصابه فحظه اخطأ
 ثم قام فمضی

محسود ہوا پاپا بن حضرت عمر نے کہا افسوس اے
 بنی ہاشم تمھارے قلوب میں حسد اور کینہ کے سوا
 کچھ نہیں ہے اور حسد و کینہ بھی ایسا جو مت نہیں
 سکتا، میں نے کہا بس اے امیر المؤمنین اولیوگوں
 کے قلوب کو کینہ اور حسد کے ساتھ منسوب نہ کیجئے
 جنکو بمقدار آیہ تطہیر خدا نے ہرگز ان اور
 خیانت سے پاک اور صاف فرمایا ہے اور غور
 کیجئے کہ خود رسول اللہ کا قلب بھی قلوب بنی ہاشم
 میں سے ہے۔ حضرت عمر نے رد کر کے کہا اے
 ابن عباس میرے پاس سے ہٹ جاؤ، جب
 میں نے ان کو دیکھا تو افسوس کیا تو انہوں نے
 بقتنائے شرم مجھے یٹھایا اور فرمایا اے ابن عباس
 واللہ میں تمھارے حقوں کی رعایت ملحوظ رکھوں گا
 اور تمھاری خوشی کا خواہاں رہوں گا۔ میں نے
 کہا اے امیر المؤمنین تم پر اور کل مسلمانوں پر میرا
 حق ہے جس نے اسکو ملحوظ نہ رکھا مصیب ہوا
 اور جس نے اسکو ضائع کیا خطا کی راسکے بعد
 ابن عباس اٹھئے اور چلے گئے

اسی مکالمہ کا ذکر شبلی صاحب نے اختصار کے ساتھ الفاروق حصہ اول ص ۱۵۸ بحوالہ طبری ص ۲۷۹ تا ص ۲۸۰ کے دیا ہے
 انہیں حضرت عمر کے بارے میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا عین خطبہ کی حالت میں منبر سے اتارنا مروی ہے
 اور ایسے ہی امام حسن علیہ السلام کا حضرت ابوبکر کے بارے میں بھی وارد ہوا ہے۔ وفی تاریخ الخلفاء السیوطی اخبر
 ابن عساکر عن ابی البختری قال کان عمر بن خطاب یخطب علی المنبر فقام الیہ الحسن بن
 علی فقال انزل عن منبر ابی فقال منبرا بیک لا منبرا بی من امرک بهذا اخفا مر علی فقال
 والله ما امره بهذا احدا
 ابن عساکر بسند صحیح منقول ہے کہ حضرت عمر بن خطاب خطبہ ارشاد کر رہے تھے ناگہان جناب امام حسین علیہ السلام نے کھڑے ہو کر کہا کہ
 میرے باپ کے منبر پر سے نیچے اترو حضرت عمر نے فرمایا بیشک یہ تمھارے باپ ہی کا منبر ہے میرے باپ کا نہیں ہے بھلا صاحب منبر اسے یہ بتاؤ
 کہ تم نے کس کے حکم سے ایسا کہا یہ سنکر حضرت علیؑ نے حسینؑ کو اس بات کے کہنے کا حکم نہیں دیا۔

یہ امام حسین علیہ السلام جنکا سن ۳۵ھ ہجری میں نو برس کا تھا یہ حجت خدا ہیں اور فوج اللہ کے پدر ہیں وہ آل ابراہیم ہیں جو صلب اسماعیل علیہ السلام میں اپنے جد امجد احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ تھے انہیں کے سبب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی بعد کے انیسواں میں اٹھائی گئی تھی یہی قولہ تعالیٰ وفدینہ بانبیاء عظیم و توکنا علیہ فی الاخرین۔ کے مصداق ہیں۔ یہی آیہ تطہیر اور آیہ مباہلہ اور آہ مودۃ فی القرابی میں مذکور ہیں جنکی مودت کل امت پر واجب کی گئی ہے یہی رسول خدا کے ساتھ پانچ باتوں میں شریک کئے گئے ہیں۔

چنانچہ ابن جریر کی صواعق محرقہ میں فخر رازی کے حوالہ سے لکھتے ہیں وہ شریک پانچ باتوں میں یہ ہے۔

فی السلام و فی الصلوٰۃ و فی الطہارۃ و فی تحریم الصدقہ و فی الحجۃ

اور کتاب مودۃ القرابی سید علی ہمدانی کے مودۃ دہم میں ہے۔

وعن اصبخ بن نبا تہ عن عبد اللہ بن عباس قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول انا و علی و الحسن و الحسین و سعتر و ولد الحسن مطہرون معصومون اور اصبح بن نبا تہ نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ میں اور علی اور حسن و حسین اور نواداد امام حسین علیہ السلام سے پاک پاکیزہ اور گناہوں سے معصوم و محفوظ ہیں۔ اصبح بن نبا تہ ایسے تابعی ہیں جنکی روایت کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنے کتاب سر الشہادتین میں حافظ ابو نعیم کے سند سے وارد کیا ہے انہوں نے جناب علی علیہ السلام کو اسی لفظ علیہ السلام سے روایت کی ہے دیکھو حاشیہ کتاب ہذا۔

یہ دوسرا مکالمہ حضرت عمر اور عبد اللہ بن عباس کا کتاب نظم در السطین فی نظم (قصاید) لمصطفیٰ و المرتضیٰ و النبوان السطین شیخ جمال الدین محدث الحرم (جو کہ کتاب تنقضاء الاغنام جناب مولوی سید حامد حسین صاحب طاب شرہ جلد اول ص ۶۲۵) سے لکھا جاتا ہے۔

عن نبیط بن شریط قال خرجت مع علی بن ابی طالب کہ مر اللہ وجہہ و معن عبد اللہ بن عبّاس	نبیط بن شریط راوی ہے کہ ایک روز ہم اور ابن عباس جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ ساتھ مدینہ کے باغوں کی طرف جا رہے تھے کہ عمر بن خطاب کو دیکھا کہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے زمین کرید رہے ہیں، جناب امیر نے پوچھا تنہا کیا کر رہے ہو حضرت عمر نے کہا کہ ایک فکر نے ہمو پریشان کیا ہے جناب امیر نے کہا کیا ہم لوگوں سے کسی کو چاہتے ہو عمر نے ابن عباس کی خواہش کی وہ وہاں رہ گئے اور بہت دیر کے بعد واپس آئے
فلما اصرنا الی بعض حیطان الاضواء	
وجدنا عمر بن الخطاب جالساً وحده بکت فی الارض فقال له علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ ما اجلسک یا امیر المومنین ہا هنا وحده قال لا مرہمونی فقال له علی افترید احدنا فقال عمر ان کان فجد اللہ قال فخلامہ	

لہ توثیق (نبیط) غلام تہذیب الکمال میں ہے۔ نبیط بن شریط فتح المجرۃ ابن انس بن مالک بن ہلال الاصبغی صحابی نہ احادیث دلہ ابنہ سلسلہ و نمبر بن ابی ہند۔

عبد الله ومضيت مع علي والبطأ علينا ابن عباس ثم خلق بنا فقال له علي ما وراءك فقال يا ابا الحسن اعجوبة من عجائب امير المؤمنين اخبرك بها واكثر على قال هويم قال لما انزلت رايته عمر بن الخطاب اليك والى اشرافه ويقول اه اه فقلت بمرة تارة يا امير المؤمنين .

قال من اجل صاحبك يا ابن عباس وقد اعطى ماله ليعط احد من آل رسول الله صلى الله عليه وسلم ولو لاثلاث هن فيه ما كان بهذا الامر يعني للخلافة احد سواء قلت يا امير المؤمنين وما هي قال آية دابة وبعث قرش له وصغر سنه فقال له علي فماره دت قال داخلني ما يد اخل ابن العمركان عه فقلت يا امير المؤمنين اما كشاة دابة فقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يد اعب ولا يقول الا حقا ويقول للصبي ما يعلم انه يستميل به قلبه او ليسهل على قلبه واما بغض قرش له من الله ما يبالي ببغضهم بعد ان حاهدتم في الله حتى اظهر الله دينه فقصم اقرانها وكسر الهتها واتكل نساء هاني الله الامه و اما صغر سنه فلقد علمت ان الله تعالى حيث انزل على رسول الله صلى الله عليه وآله من الله ورسوله وجدها صالحة ليلبلغ عمر

جناب امير مے پوچھا کہو کیا خبر ہے ابن عباس نے کہا کہ ایک اعجوبہ ہے عجب خلیفہ دوم سے جسکو ہم آپ سے بیان کرتے ہیں مگر اسکو پوشیدہ رکھیں گاہ یہ ہے کہ جب آپ وہاں سے آئے بڑے تو عمر آپ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور آہ آہ کرے تھے ہنسنے کہ کیون آہ آہ کہنے ہو گناہ سبب تمہارے ساتھی رجناب امیر کے کہ جو باتیں اونکو خدا نے دی ہیں وہ کسی کو نہیں ملیں اگر تین باتیں اون میں نہ ہوتیں تو ان سے بڑھ کر کوئی بھی اس خلافت کا مستحق نہ تھا ابن عباس نے کہا وہ تین باتیں کیا ہیں جن سے وہ خلافت سے محروم ہوئے عمر نے کہا۔ ایک تو بہت مزاح کرنا۔

دوسرے قریش کی عداوت۔

تیسرے صغر سنی۔ جناب امیر نے پوچھا پھر تم نے کیا جواب دیا۔ ابن عباس ہکواس کلام سے وہی غصہ ہوا جو ایک ابن عم کو ہوتا ہے میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپکا دعویٰ یہ ہے کہ جناب امیر میں مزاح بہت ہے تو رسول اللہ بھی اسی طرح مزاح فرماتے تھے مگر خلافت حق فرماتے انکو ان سے اس قسم کی باتیں کرتے جس سے وہ خوش ہوں۔ را قریش کا بغض تو اسکی ادنکو کب پروا ہے جبکہ ان سے ابھی طرح جہاد کیا کہ دین خدا ظاہر ہو ادنکے شاخونکو توڑ ڈالا اور ادنکے بنونکو شکستہ کر دیا اور عورتون کو ادنکے بیوہ کر دیا پھر خدا کی راہ میں ادنکو کیا خوت ہو سکتا ہے رہا تمہارا یہ کہنا کہ وہ صغیر السن ہیں تو انکو معلوم ہے کہ جب خدا نے سورہ برآۃ رسو خدا پر نازل کیا انہ ابو بکر کو اس کے تبلیغ کے لئے روانہ کیا تو خدا نے

فامره الله تعالى ان لا يبلغ عنه الا
رجل منه فوصفه في اتره وامر
ان يودن ببراءة فهل استصغر الله تعالى
سنه فقال عمر امسك على والكمرا كثر
واقعات اور احادیث مابقی کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ حدیث ذیل کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۵ مطبوعہ نظامیہ حیدرآباد سے نقل
کی جاتی ہے۔

عن ابن عباس قال قال عمر بن الخطاب
في ذكره على فاني سمعت رسول الله صلى
يقول في علي ثلث خصال لا تكون واحدة
منهن احب الي مما طلعت عليه الشمس
كنت انا وابوبكر واوعيدة بن
الجراح ونفر من اصحاب رسول الله صلى
عليه وسلم متكئا على علي حتى
ضرب بيده على منكبيه ثم
قال انت يا علي اول المؤمنين
ايماناً واولهم اسلاماً ثم قال
انت مكي بمنزلة هارون
من موسى وكذب علي زعم
انه يجتني ويخلصك
ابن عباس سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب
کننے لگے کہ میں نے جناب رسالتک کو فرماتے ہوئے
سنا ہے کہ علی بن ابی بنی تین باتیں ہیں کہ اگر ایک بھی
مجھے حاصل ہوتی تو سب اہل جہنم سے جن پر آفتاب
طلوع ہوتا ہے میں اسکو بہتر سمجھتا ہوں اور ابو بکر
اور ابو عبیدہ بن الجراح اور چند نفر اصحاب رسول
مقبول کے حضور میں تھے اور حضرت صلعم علیہ السلام
کے سینہ کے ساتھ نکیہ لگا ئے بیٹھے ہوئے تھے
حضرت نے جناب علی کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد
فرمایا کہ اے علی تو سب مومنوں سے ایمان لانے میں
پہلا اور سب مسلمانوں سے اسلام لانے میں مقدم
ہے تو مجھے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے وہ شخص
جھوٹ بولتا ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ مجھے محبت رکھتا
ہے در آخر ایک لمحہ تجھے بغض رکھتا ہو۔

اس امر کا ثبوت کہ یہی اصحاب ثلاثہ جنگ روم پر اسامہ بن زید کے ماتحت جانے گئے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے دن تغات
کے گئے اور نہ جانے پر دسویں دن ۹ ربیع الاول (رشنبہ) کو حضرت نے سخت تاکید کے ساتھ بلکہ کلمہ من اللہ من خلف عنہا کا ارشاد
فرمایا ہے چنانچہ کتاب وسیلۃ النجاة لمامحمد بن حنفی انصاری لکھنوی فرنگی محل المتوفی ۱۲۲۵ھ ص ۱۹ مطبوعہ گلشن فیض مولوی گنج
لکھنؤ ۱۳۱۳ھ میں ہے۔

دورین سال سرہ اسامہ بن زید است۔
کہ آخر غزوات سرایا است کہ اور روز دوشنبہ بیت دہشت
۱۰ صفر سنہ یازدہم از ہجرت بجانب اُنی بقم ہمزہ و سکون
اسی سال میں سرہ اسامہ بن زید کا کہ آخر غزوات
اور سرایا ہے دوشنبہ کے دن چھبیسویں صفر ہجرت
کے گیارہویں برس جانب اُنی بقم ہمزہ و سکون

موجودہ کہ از دیار روم است و قتل پدر او بود در سرب
 موند امیر ساخت و حکم فرمود کہ در رفتن تعبیل نماید کہ روز
 چهار شنبہ بیست و ششم ماہ صفر آنحضرت رام طرب
 و در دسرخاض گشت روز دیگر با وجود مرض
 بدست مبارک خود کوائے برائے افتد نمود و مردود
 بسم اللہ فی سبیل اللہ فقہ قل من کفر باللہ
 ہں اسامہ کو اگر رفت و بیردن رفت و حکم
 آنحضرت چنان صادر شد کہ عیان ماجرین
 مثل ابوبکر و عمر و عثمان و سعد بن ابی وقاص و ابوعبیدہ
 بن الجراح و غیر ہم رضی اللہ عنہم ہمراہ اسامہ
 باشند مگر علی مرتضیٰ را فرمود کہ ہمراہ نکر و دابہ
 منی بر خاطر بعضی مردم گران آمد خاطر مبارک سوخت
 رنجیدہ شد و بغضب درآمد و بعضی روایات آمدہ
 کہ گفت لعن اللہ من تغلف عن حبشہ اسامہ
 روز دیگر سہ یا زوہم اسامہ برائے رخصت
 نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمد و مرض
 آنحضرت چنان غلبہ داشت کہ بحال تکلم نہ شد
 و اسامہ لشکر گاہ رفت صبح روز دوشنبہ
 باز آنحضرت راختہ در مرض حاصل شدہ بود
 اسامہ را وداع نمود۔

موجودہ کہ دیار روم سے ہے و قتل ہے اونکے باپ
 سربہ موتہ میں اونکو امیر کیا اور حکم کیا کہ جانے میں
 عجلت کریں ناگاہ اٹھا بیسویں صفر چار شنبہ جنو
 کو مرض چپ لاتی ہوا اور در دسربید ہوا دوسرے
 روز (۲۵ صفر پنج شنبہ) باوجود مرض کے آپ نے
 اپنے دست مبارک سے اونکے واسطے علم بنایا
 اور فرمایا بسم اللہ خدا کی راہ میں دیکھ فردن سے
 اسامہ نے علم لیا اور باہر گئے اور آپ نے حکم
 فرمایا کہ سرور ان مہاجرین میں ابوبکر و عمر و عثمان و
 و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ بن جراح وغیرہ
 ہمراہ اسامہ کے ہوں مگر علی مرتضیٰ کو فرمایا کہ ہمراہ
 نہ جاؤ بن یہ بات یعنی حکومت اسامہ بعض لوگوں کو
 ناگوار ہوئی اور آنحضرت کو ہاں ہوا اور غصہ آیا
 اور بعض روایت میں ہے کہ لعنت کرے اللہ
 اوپر جو اسامہ کے لشکر میں نہ جاوے۔ و دسریں
 (اربع الاول یوم یکشنبہ) سلمہ میں اسامہ حضور
 سے رخصت ہونے والے مرض حضور کا اسقدر
 غالب تھا کہ بات نہ کر سکتے تھے اسامہ اپنی لشکر گاہ
 میں چلے گئے صبح (گیارہ ربیع الاول) دوشنبہ حضور کو
 کچھ تخفیف ہوئی اسامہ کو رخصت کیا۔

واضح ہو کہ ماہ صفر ۱۱ھ میں ۲۹ صفر (دوشنبہ) تھا جس سے ۱۹ صفر و ۱۲ صفر و ۵ صفر (دوشنبہ) ہوا اور
 ۲۸ صفر ۱۱ھ (چار شنبہ) تھا اسلئے ۲۱ صفر و ۱۴ صفر و ۷ صفر (چار شنبہ) ہوا۔ اور ۲۹ صفر ۱۱ھ (پنج شنبہ) تھا
 اسلئے ۲۲ صفر و ۱۵ صفر و ۸ صفر و یکم صفر (پنج شنبہ) ہوا۔

لیکن ارباب سیر ابن اسحاق و اقدی، ابن سعد ہی تاریخین بقید دن کے لا کر انھیں دنوں کو پھر یکم ربیع الاول
 ۱۱ھ (پنج شنبہ) بارہ ربیع الاول ۱۱ھ (دوشنبہ) میں لائے ہیں جن کا داخلمحال ہے حالانکہ یکم ربیع الاول (جمعہ) گیارہ
 ربیع الاول (دوشنبہ) آتا ہے یہی صحیح ہے پس نو ربیع الاول یوم شنبہ کو موقوف دانے لوگوں کے کلمات طعن آمیز و باب داری
 ابامہ ساحت فرا کر غیظ و غضب سے خطبہ فرمایا ہے اسی میں کلمہ مذکورہ ارشاد کیا ہے۔ یہی کلمہ کتاب حج الکرامہ فی آثار القیامہ

صلوات اب صدیق حسن خان مطبوعہ شاہجہانی بھوپال ۱۲۹۱ھ میں۔

اور یہی کلمہ ملے و نعل محمد بن عبدالکریم شہرستانی ص ۹ مطبوعہ مصر ۱۲۹۲ھ اور مطبوعہ جرمن ص ۱۱ کانی تشبید المطاعن ط ۱۹۹۹ میں
اور کتاب مرآۃ الاسرار (عبدالرحمن بن عبدالرسول بن قاسم) میں "من تخلف عن جيش اسامة فهو ملعون" یعنی جس نے جیش اسامہ
سے مخالفت کی وہ ملعون مرقوم ہے۔ دیکھو تشبید المطاعن جلد اول ص ۷ مطبوعہ لودھیانہ ۱۲۷۷ھ۔

و فرمود اغز علی برکتہ اللہ و امامہ بلشکر گاہ رفت
دارادہ کوچ کرد و خواست کہ سوار شود مادر شامین
گاہ میں آئے اند کوچ کا ارادہ کیا چاہا کہ سوار ہوں
او کی والدہ ام امین نے اطلاع دی کہ رسول خدا کو نزع ہے
پیغام فرستاد کہ رسول خدا نزع است اسامہ بازگشت
و صحابہ نیز مراجعت نمودند ابو بکر و عمر و اشال ایشان
اسامہ پلٹ گئے اور صحابہ نے بھی مراجعت کی اور ابو بکر و عمر
اشال اونکے مدینہ ہی میں تھے۔ (وسیۃ النجاة)

یہی مضمون ہمہ وجہ مدارج النبوة شیخ عبدالحی محمد ث دہلوی میں ہے۔ انہیں دو کتابوں میں ابو بکر اور عمر کے بعد عثمان و سعد
بن ابی وقاص پھر ابو عبیدہ بن جراح کا نام مذکور ہے اور انہیں دونوں میں ابو بکر و عمر وغیرہ کا مدینہ ہی میں موجود رہنا لکھا ہے۔ لیکن
ابن اسحاق اور واقدی و ابن سعد نے ابو بکر و عمر کے بعد ابو عبیدہ بن جراح وغیرہ کی ترتیب سے نام بنام گنایا ہے اور اسامہ کے واپسی کے
ساتھ عمر اور ابو عبیدہ کو لکھا ہے۔ دیکھو نمبر ۲۳ ابن اسحاق ص ۱۱ اور نمبر ۵ واقدی ص ۱۱۔

یہ امر ظاہر ہے کہ حالت مغل الموت میں کوئی موقع باہر شکر بھیجے گا اور صحابہ کو اپنے پاس سے علیحدہ کرنے کا نہ تھا جب تک کہ
کوئی مطلب عمدہ اور اہم پر مشتمل نہ ہو اور وہ یہی تھا کہ آپ نے چاہا کہ سب مفسدینہ منورہ سے باہر چلے جائیں کہ میرے بعد خلافت علی بن
ابیطالب میں کسی طرح کی نزاع اور فساد نہ ہو کیونکہ رسول خدا اس امر سے واقف تھے کہ حاسدین و مفسدین میرے وفات کے بعد جناب
امیر المومنین کو خلافت نہ پہنچنے دیں گے اور خود مدعی اسکے ہو جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود حضرت کے تاکید شدید کے جیسا کہ مضمون
ما سبق سے گذرا۔ یہاں تک کہ موت کے دور و ز قبل لوگوں کے کلمات طعن آمیز سماعت فرما کر کلمہ جہیز و جیش اسامہ لعن اللہ من تخلف
عنہا کا ارشاد فرمایا مگر لوگ مدینہ ہی میں موجود رہے جب حضرت کو عین احتضار کے دن معلوم ہو گیا کہ یہ سب کے سب موجود ہیں تو پھر
حضرت نے طلب قرطاس فرمایا ہے جسکی سخت مخالفت کی گئی یہاں تک حضرت کے جانب صریح الفاظ میں ہدیان کی نسبت دیکھی اور
اس قدر شور و غل باہم صحابہ میں ہوا کہ بالآخر رسول خدا کو اپنے بارگاہ سے اٹھنا دینا پڑا چونکہ حضرت حدیث ثقلین ارشاد فرما چکے تھے اور اپنی
حجت ہر طرح سے فرما چکے تھے لوگوں نے اور خاص کر حضرت عمر نے خوب سمجھ لیا تھا کہ اب یہ تحریر بھی ادھن علی بن ابیطالب کے بارے
میں لکھی جائیگی تو حضرت عمر نے یہ کلمات کہے جسکو اسی وسیلۃ النجاة سے نقل کیا جاتا ہے۔

۱۲۷۷ھ تو تین اہل و کل شہرستانی کہتے القنون میں ہے۔ المل و المل منعت فیما جہان منہم ابو الفتح الامام محمد بن عبدالکریم شہرستانی المتوفی ۳۲۷ھ فقد قال رتلج الدین
الیکلی فیہ ہو عندی خیر کتاب منعت فی ہذا الباب کہ۔ ۱۲۷۷ھ تو تین (مرآۃ الاسرار) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رسالہ انتباہ سلاسل الادب میں کتاب مرآۃ الاسرار سے
نقل فرماتے ہیں۔ و مرآۃ الاسرار مذکور است کہ حضرت گنج شکر در راحت القلوب میفرماید کہ من میخواستم کہ نعمت سجادہ ملک ہندوستان را بجسے دیگر دہم باقت از غیب
آوردہ واد کہ شیخ نظام الدین در راہ است بدارتا وے برسد۔

کہ عمر بن الخطاب گفت مرد در شدت مرض چیز بامیگوید
 کہ از دایره اختیار بیرون است شاید کہ این
 سخنان نیز مثل بہان سخنان باشد و اختلاف میان
 صحابہ افتاد و آواز بلند شد پس آنحضرت فرمود
 برخیزید از پیش من کہ نمازعت در رفع اصوات حضور
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مناسب نیست۔

اوسی کتاب وسیلۃ النجاة کے صفحہ ۲۳ و ۲۴ میں ہے۔

بعد ازاں فرمود ہرادر من علی را بیاید علی بیاید
 دہر سہرا لیں آنحضرت بخشست و سہ مبارک را
 ہر زانوے خویش ہتا و آن سردر صلعم فرمود علی
 فلان یودی پیش من چندین مبلغ داد کہ از حق
 برائے لشکر تجھیز اسامہ بقرض گرفتہ بودم ز ہمار کہ
 قرض اورا از ذمہ من ادا کنی و فرمود اے علی تو ادل
 کسے خیال ہد بود کہ در لب حوض کوثر من برسی و بعد از
 من مکروہات تو بخوار ہد رسید باید کہ دل تنگ
 نشوی و صبر کنی و چون بینی کہ مردم دنیا اختیار کنند
 باید کہ تو آخرت اختیار کنی۔

فرمایا میرے بھائی علی کو بلاؤ تو حضرت
 امیر حاضر ہوئے اور آپ کے سر ہانے بیٹھے اور
 سہ مبارک اپنے زانو پر رکھ لیا آپ نے ارشاد کیا
 کہ اے علی فلان یودی سے اسقہمہ ردیہ میں نے
 لشکر اسامہ کے سامان کرنے کے واسطے قرض لیا
 تھا ضرور میرے ذمہ سے اسکو ادا کر دیتا۔ اور فرمایا
 اے علی تم ادل سب سے نہر کوثر پر مجھے ملو گے اور
 میرے بعد مکروہات تمکو پیش آدینگے دل تنگ
 نہو نا اور صبر کرنا جب دیکھنا کہ لوگوں نے دنیا اختیار
 کی تو تم آخرت کو اختیار کرنا۔

اور اسد الغابہ فی الصحابہ ابن اثیر جزری جلد چہارم ص ۳۱۱ میں یہ حدیث ہے۔ (مطبوعہ ۱۲۸۶ھ)

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت مہی بمنزلۃ الکعبۃ توفی ولا
 تاتی فان اتاکم هؤلاء القوم وسلموہا الیک یعنی الخلافة فاقبل منهم وان لم یأتوک
 فلا تأتھم حتی یأتوک (محل ترجمہ)
 حضرت علی سے مروی ہے کہ جناب رسالتا ب نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ اے علی تم بمنزلہ کعبہ کے ہو کہ اس کے حضور میں
 سب حاضر ہوتے ہیں اور وہ کسی کے پاس نہیں جاتا پس اگر قوم کے لوگ تمہارے پاس حاضر ہو کر بیعت خلافت کریں تو قبول
 کرو ورنہ اونکے پاس نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ خود تمہارے پاس نہ آئیں۔

کتاب تاریخ المختصر فی اخبار البشر یعنی تاریخ ابی الفدا جلد دوم ص ۲۸۷ تا ص ۲۸۸ مطبوعہ لیڈن میں ہے۔

و بادرو اسقیفہ بی ساعدۃ
 فباہ عمر ابابکر و انثال الناس
 اور لوگ بجلت سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف
 روانہ ہوئے پس بیت کی عمرنے ابوبکر کی اور از دحام کیا

یبا یعونہ فی العشر الاوسط من
ربیع الاول سنۃ احدى عشرۃ
خلجاجة من بنی ہاشم و الزبیر
وعتبۃ بن ابی لہب و خالد بن سعید
بن العاص و المقداد بن عمرو
و سلمان الفارسی و ابی ذر و عمار
بن یاسر و البراء بن عازب و ابی بن
کعب مالواء مع علی بن ابیطالب و
قال فی ذلک عتبۃ بن ابی لہب
ما كنت احسب ان الامر منصرف + عن
ہاشم ثم منهم عن ابی حسن + عن اول الناس
ایماناً و سابقۃ + و اعلم الناس بالقرآن و السنن
و اخر الناس عدا بالنبی و من + جبرئیل
عون له فی الغسل و الکف + من فیہ ما
فیہم لا یمترون بہ + و لیس فی القوم ما
فیہ من الحسن

لوگون نے کرمیت کرنے تھے سب اسی ابو بکر کی بیچ
عشرہ اوسط ربیع الاول ۱۱ھ میں سوا ایک جماعت
کے کہ وہ بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ بن ابی لہب اور
خالد بن سعید بن عاص اور مقداد بن عمرو اور سلمان
فارسی اور ابو ذر و عمار یا سر اور براء بن عازب اور
ابی بن کعب تھے مائل ہوئے یہ لوگ ساتھ علی بن ابیطالب
کے اور کہا اس باب میں عتبہ بن ابی لہب نے۔
ہمیں گمان کرتا تھا میں کہ تحقیق امر خلافت منصرف ہو جائیگا
بنی ہاشم سے بعد اس کے اور میں سے ابو الحسن سے
وہ ایسے ہیں کہ جو اول ہیں سب آدمیوں کے ایمان میں اور سابق
ہیں ان کے اور سب آدمیوں زیادہ جانتے والے ہیں قرآن کا
سننوں کے اور آخر میں سب آدمیوں سے از روی ہمد کے ساتھ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وہ شخص ہیں کہ جبرئیل مددگار تھا ان کے غسل و کفن میں
جناب خدا کے وہ شخص ہیں کہ ان میں فضائل ہیں کہ جو ادن لوگوں میں
ہیں وہ لوگ وہ ہیں کہ شریعت میں کر سکتے اور نہیں ہیں تو میں نے جو بیان کیا۔

اور اسی طرح بازار ہا بیت ابو بکر سے ابو سفیان
بنی امیہ میں سے بعد اس کے تحقیق ابو بکر نے بھیجا عمر بن خطاب
کو طرف علی کے اور ادن لوگون کے جو علی کے ساتھ تھے تاکہ
باہر نکالے ادن لوگون کو گھر سے فاطمہ علیہا السلام کے۔

و کذا لک تخلف عن معتز ابی بکر الوسیان
من بنی امیہ ثمران ابی بکر و عمر بن
خطاب ابی علی من معہ لیس من بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا

مورخ حبیب السمر نے اشعار مذکورہ کو حضرت عباس کی طرف منسوب کیا ہے اور اس طرح ترجمہ کیا ہے۔

ندائم خلافت چرا منصرف
نہ اولین مقبل قبلہ بود
نہ اقرب بعہد بنی بود و بود
نہ او مجمع حسن اوصاف گشت
شد از ہاشم و انکاہ از ابو الحسن
نہ او بود علم بقرض و سنن
معین جبرئیلش بغسل و کفن
نہ قدر علی و ز خلق حسن

اور شبلی صاحب انواروق حصہ اول ص ۱۷۱ میں لکھتے ہیں۔ یہ ابی شیبہ نے مصنف میں اور علامہ طبری نے تاریخ کبیر میں

روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے فاطمہ کے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا کہ یا نبوت رسول خدا کی قسم آپ ہم سب سے زیادہ محبوب
ہیں تاہم آپ کے یہاں اس طرح لوگ جمع کرتے رہے تو میں ادن لوگون کے وجہ سے گھر میں آگ لگا دوں گا۔

اگرچہ سند کے اعتبار سے اس روایت پر ہم اعتبار ظاہر نہیں کر سکتے کیونکہ اس روایت کے رواۃ کا حال ہلکا نہیں معلوم ہو سکتا، ہم روایت کے اعتبار سے اس واقعہ کے انکار کی کوئی وجہ نہیں حضرت عمر کی تندی اور تیز مزاجی سے یہ حرکت بعید نہیں۔

اور تانچ رسل والملوک طبری مشائین یہ بھی ہے۔

قال ابن جریر ثنا اس حمید قال
ثنا جریر عن مغیرة عن زیاد بن
کلیب قال انی عمر بن الخطاب منزل
علی وفبر طلحة والزبیر ورجال
المہاجرین فقال والله لا حرنن علیکم
او تخرجن الی البیعة فخرج علیہ
الزبیر مصلۃ بالسیف فحشر
فمسط السیف من یدہ فوثبوا
علیہ فاخذوه
کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی ہم سے ابن حمید نے
کہا حدیث کی ہم سے جریر نے مغیرہ سے اسنے زیاد بن
کلیب سے کہ آیا عمر بن خطاب گھر پر پٹی کے اور اسین
طلحہ اور زبیر و نیز لوگ مہاجرین میں سے تھے پس کہا
عمر نے کہ واسد میں تمہارے اوپر اس گھر کو جلا دو نکا
یا باہر نکالو بیعت کرنے کے لئے پس زبیر عمر کے مارنے
کے لئے تلوار کھینچے ہوئے باہر نکلا پس اسنے تلوار کی
اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی لوگوں نے دھڑکے
اور کھڑکھڑایا۔

اب مفصل واقعات کتاب الامت والیاست الی محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ کے مشائخ انایت ص ۲۲ مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ھ سے لکھے جاتے ہیں۔

ان ابابکر رضی اللہ عنہ تفقد قوما
تخلفوا عن بیعة عد علی کس امر اللہ وجہہ
بعث الیہم عمر بن الخطاب فجاء فناداہم
وہم فی دار علی فاوا ان یخرجوا
فدعاهم بالخطب وقال والذی نفسی
عمر یدہ لا تخرجن الا حرقنہا علیکم
علی ما فیہا فقیل لہ یا اباحفص ان
فخرجوا فباعوا الایات فانزعجوا
ابوبکرؓ اون لوگوں کی خبر دریافت کی جنہوں
نے او کی بیعت سے تخلف کیا تھا کہ علی علیہ السلام کے
پاس ہیں پھر ابوبکر نے او کی طرف عمر بن خطاب کو پس
آیا وہ اور پکارا انکو اور وہ لوگ حضرت علی کے گھر میں
تھے پس اون لوگوں نے باہر نکلنے سے انکار کیا پس عمر
نے لکڑی مگوائی اور کہا کہ قسم ہے او کی کہ جان عمر کی
جس کے ہاتھ میں ہے اگر تم لوگ نہ نکلو گے تو میں اس
گھر کو تمہارے اوپر جلا دوں گا ان لوگوں کے جو

۱۔ توفیق کتاب الامت والیاست (مقدمہ کتاب الامت والیاست) طبع مصر میں ہے۔ کتاب الامت والیاست لابن قتیبہ الدینوری وجہ تفرید
نی بلہ حسن فی اسلوبہ لم یکن فی موضوعہ مثله قد جمع فیہ موقفہ رحمہ اللہ من طرائف الاخبار و نوادر التاریخ فیما تعلق بسائل الامت و واقع الیہم الصحابہ رضوانی
اور احادیث انوری بخارام انوری (ابن ہند کی) میں ہے۔ قال ابو محمد ابن قتیبہ فی کتاب الامت والیاست کان مسلم بن مروان
موالیاً علی اہل مکہ آنکھ۔

۲۔ توفیق (ابن قتیبہ) میزان الاعتدال جلد ثانی ص ۳۷ طبع انوار محمدی لکھنؤ ۱۳۳۷ھ میں ہے۔ عہد السیر بن مسلم بن قتیبہ ابو محمد صاحب التصانیف صدوق
قلیل الروایۃ روی عن اسحاق بن راہویہ و جاتہ قال الخطیب کان ثقۃ دیناً فاضلاً۔

حلفت ان لا اخرج ولا اضیع ذبی علی
عائقی حتی اجمع القرآن فوفقت فاطمة
علی بابها فقالت لا عهد لی لقوم
حضرُوا اسوا خسر مکم ترکتم
جائزة رسول الله بی ایدینا و قطعتم
امرکم بینکم لم تستامرونا ونا ونا ولم
ترونا لحقنا فاتی عمر ابابکر فقال
له الا تاخذ عددا المتخلف عنک بالبیعة
فقال ابوبکر یا فقد و هو مولی له
اذعب فادع علیا قال قد هب فقد
الی علی فقال ما حاجتک قال یدعوک
خليفة رسول الله قال علی
سریر ما کذبتم علی رسول الله
فرجع قنفذ فاببلغ الرسالة
قال فبکی ابوبکر طویلا
فقال عمر الشانیه الا تضم
هدا المتخلف عنک بالبیعة
فقال ابوبکر لقنفذ عد الیه
فقتل امیر المؤمنین یدعوک
لتبایع فجاء قنفذ فادی
ما امر به فرجع علی
صوته فقال سبحان الله لقد
ادعی مال الیس له فرجع قنفذ
قاببلغ الرسالة قال فبکی
ابوبکر طویلا ثم قام عمر قمشی و
معه جماعة حتی اتوا باب فاطمة فدقوا
الباب فلما سمعت اصواتهم

اوس میں بین۔ پس لوگوں نے اوس سے کہا کہ اے
ابو حفص تحقیق اس گھڑ میں فاطمہ میں پس عمر نے کہا کہ
اگرچہ ہوں پس وہ لوگ باہر نکلے اور بیعت کی سو حضرت
علی کے اس سبب سے کہ آپ نے قسم کھائی تھی کہ میں
باہر نہ نکلونگا اور اپنے کپڑے کو اپنے کندھے پر نہ ڈالونگا
یہاں تک کہ قرآن کو جیں کروں پس کھڑی ہوئیں حضرت
فاطمہ بچے دروازہ پر اور کہا کہ نہیں عہد ہے واسطے
میرے ساتھ ایسے لوگوں کے کہ حاضر ہوئے ہیں بہت
بڑا حاضر ہونا تم میں سے چھوڑ دیا تم نے لاش جناب سوکھا
کو ہمارے آگے اور فیصلہ کر لیا اپنے کام کا اپنے درمیان
میں نہ تم نے ہکو امارت دی اور نہ تم نے ہمارے لئے کوئی
حق تجویز کیا پس آیا عمر ابوبکر کے پاس اور اوس سے کہا کہ
کیون نہیں گرفتار کرتا ہے تو اس باز رہنے والے کو اپنی
بیعت سے پس کہا ابوبکر نے اے قنفذ اور وہ اوس کا غلام
تھا کہ جاتو پس علی کو بلا لادوی کہتا ہے کہ پس گیا قنفذ
حضرت علی کے پاس پس ادھون نے کہا تیری کیا حاجت
ہے کہا قنفذ نے تمہیں خلیفہ رسول اللہ بلائے ہیں کہا علی
نے کہ کس قدر جلد جھوٹ باندھ لیا تم نے رسول خدا پر پس
پھر آیا قنفذ ابوبکر کے پاس اور حضرت علی کا پیغام اوس
سے بیان کیا رادوی کہتا ہے کہ پس روایا ابوبکر دیر تک
پس کہا عمر نے دوسری دفعہ کہ کیون نہیں شامل کر لیتا
ہے تو اس باز رہنے والے کو تجھے ساتھ بیعت کے پس
کہا ابوبکر نے قنفذ کو کہ پھر جا علی کے پاس اور کہہ کہ میں
نکلوتا ہاں تاکہ تو بیعت کرے پس آیا قنفذ اور ادا کیا
اوس پیغام کو کہ جسکا ابوبکر نے اوسکو حکم دیا تھا پس
حضرت علی نے بآواز بلند کہا کہ سچا اللہ تحقیق عجوئی
کرتا ہے ابوبکر اوس چیز کا کہ جو اسکے واسطے نہیں ہے

نادب باعلیٰ صونہا باکیۃ
یا رسول اللہ ما ذا القینا بعدک
من ابن الخطاب وابن
ابی قحافۃ فلما سمع القوم
صوتہا وبکاء ہا انہا قوا
باکین فکادت فلوبہم تنصد
واکبادہم تنفطر وبقی عمر
معہ قوم فناخرجوا علیہ
ومضوا بہ الی اہی بکرفقاوا
لہ با یع فقال ان لہا فعل
فمرفا لوالہ الذی
لا الہ الاہو تضرب عقلک
قال اذ اتقتلون عبد اللہ و
اخذ رسولہ قال عمر اما
عبد اللہ فنعم واما اخو
رسولہ فلا و ابو بکر ساکت
لا یتکلم فقال لہ عمر الا تامر
فیہ بامرک فقال لا اکرمہ
علی شیء ما کانت فاطمۃ
الی جبہ فلق علی بقر
رسول اللہ یصیح ویکی و
ینادی یا بنی امی ان القوم
استضعفونی و کادوا
بقتلونی

پس پھر تنفد اور ہونچا دیا پیغام راوی کہتا ہے کہ
پس رویا ابو بکر دیر تک بعد اسکے کھڑا ہوا عمر پس
چلا اور ہمراہ اسکے ایک جماعت تھی یہاں تک
کہ آئے دروازہ پر فاطمہ کے پس کھٹکھٹایا دروازہ کو
پس جس وقت کہ فاطمہ نے اونکی آواز سنیں تو زور
سے بکا کر کہا درآئیے کہ وہ روتی تھیں کہ لے سو خود
کیا مصیبت پہنچی ہو کہ بعد آپ کے ابن خطاب اور
ابن ابی قحافہ سے پس جو وقت سنی لوگوں نے آواز اونکی
اور روتا اور نکالتے ہوئے چلے گئے اور قریب تھا کہ
دل اونکے شق ہو جائیں اور کلیجے اونکے پھٹ جائیں
اور باقی رہ گیا عمر ایک گروہ کے ساتھ پس نکالا اون لوگوں
نے حضرت علی کو اور لائے اونکو ابو بکر کے پاس اور کہا
اون سے کہ بیعت کر پس آپ نے کہا نہ بیعت کرونگا
میں تو کیا ہوگا اون لوگوں نے کہا کہ اس وقت قسم اٹھ
کی کہ سوائے اسکے کوئی معبود نہیں ہم تیری گردن
ماریں گے آپ نے کہا کہ اس وقت قتل کرو گے تم خدا کے
بندے کو اور رسول کے بھائی کو کہا عمر نے کہ تم خدا کے
بندے ہو لیکن رسول کے بھائی نہیں ہو اور ابو بکر
چپ تھا کچھ بولتا نہیں تھا پس کہا اس سے عمر نے کہ
کیون نہیں حکم کرتا ہے تو اسکے باب میں ساتھ اپنے
حکم کے پس کہا ابو بکر نے کہ نہیں مجبور کرونگا میں اسکو
کسی بات پر جب تک فاطمہ اسکے ہلو میں ہے پس
حضرت علی جناب رسول خدا کے قبر پر پٹ گئے درآئیے کہ
چلانے تھے اور روتے تھے اور پکارتے تھے یا بنی امی ان القوم
استضعفونی و کادوا بقتلونی یعنی میں میری ماں کے بیٹے
تحقیق کہ قوم نے ضعیف کر دیا بھگو اور قریب تھا کہ
مار ڈالیں مجھکو

اور اسی کتاب امت و سیاست کے مشابہ ہیں۔

ثم ان عليا كرم الله وجهه اتي به
الى ابي بكر وهن يقول انا
عبد الله و اخو رسول فقيل
له يا يع ابا بكر فقال انا
احق بهذا الامر من الانصار
واجتمعتم عليهم بالقراية من
النبي صلى الله عليه وسلم و
تاخذوه منا اهل البيت
غصباً المستر زعمتم للانصار انكم
اولى بهذا الامر منهم لما كان
محمد منكم فاعطوكم المقاداة
وسلموا اليكم الامارة فاذا ائتم
عليكم بمثل ما احتجتم على الانصار
نحن اولى برسول الله حياً وميتاً
فانصفونا ان كنتم تومنون والا
فبؤا بالظلم وانتم تعلمون فقال له عمر انك
لست من رعاك حتى تبأيم فقال له علي جلب
حلباك شطره وشد له اليوم يرد ده
عليك غدا ثم قال والله يا عمر لا اقبل تولك
ولا ابايع فقال له ابو بكر فان لم تبأيم فلا
اكرمك فقال ابو حبيدة بن الجراح لعلكم
الله وجهه يا ابن عمناك حديث السنن
وهؤلاء مشيخة قومك ليس لك مثل تجربهم
ومعرتهم بالامور ولا راي ابا بكر اقوى على
هذا الامر منك واشد اخلاً واستطلاعاً فلم
لاج بكن هذا الامر فانك ان تعش ويطل بك

حضرت غنی کو ابو بکر کے پاس لائے حالانکہ حضرت
کہہ رہے تھے ہم بندہ خدا اور برادر رسول میں کہا گیا کہ
بیعت کرو ابو بکر کی کہا کہ ہم زیادہ مستحق ہیں تم سے اس امر
کے لئے ہم نہ بیعت کریں گے تم کو ہمارے بیعت کرنی چاہیے تم نے
اس امر کو انصار سے اس دلیل سے لیا ہے کہ تم قرابت
مسند رسول ہو تو ہم اہل بیت سے کیوں ازراہ غصب
لیتے ہو کیا تم نے انصار سے یہ نہیں کہا تھا چونکہ محمد ﷺ کو
میں سے ہیں لہذا ہم تم سے زیادہ مستحق ہیں جبر انصار نے
قبول کر لیا اور خلافت تمہارے حوالہ کر دی وہی دلیل
ہم پیش کرتے ہیں کہ ہم زیادہ اولیٰ ہیں رسول اللہ کے
ساتھ حالت حیات میں بھی اور حالت ممات میں بھی تو
انصاف کرو اگر ہوتا ایمان والے نہیں توجو چاہو ظلم
کرو اور سکاڑھ چکھو گے سپر عمر نے کہا تم چھوڑے نہیں
جاسکتے جب تک کہ بیعت نہ کرو گے حضرت علی نے کہا
دوے لے کہ تجکو بھی حصہ ملے گا آج اس کے لئے مضبوط کر
کے تھے تو ابھی دیکھا۔ ہرگز ہم تیرا قول نہ مانیں گے نہ بیعت
کریں گے ابو بکر نے کہا اگر بیعت نہیں کرتے تو ہم بھی مجبور
نہیں کرتے ابو حبیہ نے کہا اے سپر عمر تم بھی کم سن ہو
اور یہ تمہاری قوم کے بوڑھے ہیں تم کو ابھی وہ تجربہ
نہیں ہے جو اذکوبہ ابو بکر کو ہم اس بارے میں تم سے
زیادہ قوی جانتے ہیں اور قوت و تحمل و استطلاع اذکوبہ
زیادہ ہے تم قبول کرو اور انکی خلافت کو اگر زندہ رہو گے
تو تم بیشک اس امر کے لائق اور قابل ہو بسبب اپنے
فضل و دین و علم و فہم و سابقہ قرابت و داما دی
رسول کے پس فرمایا حضرت علی نے اللہ اللہ اے گروہ
مہاجر بن محمد کی سلطنت کو عرب میں اونکے خاندان سے

تعارفات بہذا الامر حلیق حقیقی فضلك وديك
وعملك وفضلك وسابقتك ونسبك وصهرائك
فقال علي كره الله وجهه الله يا معاشر المهاجرين لا
تخزوني سلطاتي في العرب من حانة وقر بنيہ
الى دوركم وقومكم وديككم وديككم وديككم وديككم
في الناس في حق فوالله يا معاشر المهاجرين لحي الحق
الناس به لاهل البيت وحي الحق بهن الامم مكمما
كان فينا القاري لكتاب الله العتيق في دين الله العالمو
بين رسول الله المتعلم لاسم الراية الله ارفعهم انك
المبينة القاسم منيهم فالسوية والله انه لفيما لانه
الهي فضلوا عن سبيل الله فتزاد من الحق بعد قال
بشيرين سعد الانصاري لو كان هذا الكلمة سمعت لافان

* سادہ یا علی قبل بیعتہ لانی بلکہ ما اختلف علیہ

اور روضۃ الاحباب میں بشیر بن سعد کا قول اور جناب امیر کا جواب

بشیر بن سعد گفت اے ابواحسن چون درخانہ نشستی
گمان شد کہ تواز خلافت کنارہ میکنی، علی فرمود اے
بشیر تو درامیداری کہ من جسد اطرد قاب انورید عالم
را غسل نادرہ تجھیز و تکفین نہ نمودہ از دفن دے
خراغت حاصل نکردہ دم در خلافت و حکومت زدے
با مردم در منازعت و خصومت شدے ابوبکر صدیق
چون دید کہ کلمات علی جملہ حکم و استوار و ہر کیے از
انما مقابل صد کلمہ بل ہزار است از راہ رفق و مدارا
در آمد و گفت اے ابواحسن مرا گمان این بود کہ ترا
با من درین امر مضائقہ نباشد و اگر میدانستم از
بیعت من تخلف خواہی کرد ہرگز آن را قبول نمیکردم
اکنون کہ مردم با من اتفاق نمودہ اند اگر تو نیز با ایشان
موافقت نمائی ظن مرا مطابق واقعہ ساختہ باشی
و اگر حالا توقف کنی و خواہی کہ درین امر تفکر و تأمل

بشیر بن سعد نے کہا کہ اے ابواحسن تھا کہ
گھر میں بیٹھ رہنے کے باعث سے یہ گمان ہوا کہ
شاید تم کو امر خلافت سے کنارہ کشی منظور ہے
حضرت علی نے فرمایا کہ اے بشیر کیا تم لوگ اس بات کو
روا رکھتے ہو کہ میں رسول اللہ کے قاب انور اور جسد
اطر کو بلا تجھیز و تکفین و تدفین چھوڑ کر طلب خلافت کیلئے
منارعت و مخالفت میں مشغول ہوتا جب یہ باتیں
حضرت ابوبکر نے سماعت کیں اور دیکھا کہ انہیں سے
ہر بات ہزار باتوں کے مقابل میں حکم و استوار ہے تو
ہنایت نرمی سے ارشاد کیا کہ اے ابواحسن میں نے خیال کیا
تھا کہ تم کو میری بیعت میں مضائقہ نہ ہوگا اگر میں جانتا کہ تم
میری بیعت سے تخلف کرو گے تو میں اسکو ہرگز قبول نہ کرتا
جو کہ لوگ میری بیعت کر چکے ہیں چاہو تو میرے خیال کے
مطابق تم بھی اسکو موافقت کرو۔ اور اگر اس باب میں

نہائی میچ جڑے بر تو نیست پس علی از مجلس برخاست
تکو کچھ توقف و تامل ہو تو الزام نہیں ہے پس
حضرت علیؓ دہان سے اٹھئے اور اپنے گھر چلے گئے۔

تبئیہ بشر بن سعد یہ وہی صحابی ہے جنکا ذکر اس حدیث مخزجہ ترمذی ۳۱۸ھ میں نقل کیا گیا ہے اور جس میں اسے رسول اللہ
سے درود شریف پڑھنے کے بارے میں سوال کیا تھا کہ ہم آپؐ پر درود کس طرح بھیجیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تو تم اللہ
صلی علیہ وسلم علی آل محمد کما صلیت علی آل ابراہیم وبارک علی عیہم وعلی آل عیہم کما بارکت علی آل ابراہیم۔
الخالمین انک حمید مجید انہیں آل محمد کے دل جناب علی علیہ السلام ہیں اور عورتوں میں جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام اور
لڑکوں میں بھین جناب حسین علیہما السلام دیکھو حدیث نمبر (۱۸) صفحہ ۱۶ و ۱۷ کتاب ہذا۔ جن پر بدون درود بھیجے ہوئے نماز اور کوئی
عبادت مقبول نہیں اس لئے ان سب پر اس آیہ کریمہ کا اطلاق ہونا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ یعرفون نعمت اللہ تم تکملاً و نہا۔ لوگ خدا کی نعمت کو پہچانتے
ہیں پھر دیدہ و دانستہ اگر جانتے ہیں۔

فی اسنی المطالب شمس الدین الجزری عن
ام کلثوم بنت فاطمة ان فاطمة بنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قالت انی سمعت قول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم غدا یرحم من کنت
مولاه یعنی مولاء و قولہ مات منی بمنزلہ
ہارون من موسیٰ
اسنی المطالب شمس الدین جریری بن بردایت
ام کلثوم بنت فاطمہ مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت
رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ آیاتم لوگ رسول اللہ کا
وہ قول بھول گئے جو آنحضرتؐ نے بروز غدیر خم علیؓ کے
باب میں فرمایا تھا کہ من کنت مولاه فعلی مولاه نیز فرمایا
تھا انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ۔

اور سبط ابن جوزی نے اپنے تذکرہ خواص الامۃ کے باب چہارم میں ایک شخص کی حکایت نقل کر کے بعد حکوۃ مجنون سمجھتے تھے
حالاکہ وہ عاقل تھا اس کلام کو نقل کیا ہے

وذکر ابو حامد العزالی فی کتاب سر
العالمین و کشف ما فی الدین الغلط استنبہ
ہذا فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی یوم غدا یرحم من کنت مولاه فعلی
مولاه فقال عمر بن الخطاب یخبرنا
الحسن صبحت مولاه و یوسف
کل مومن و مومنہ فان و هذا
اور ذکر کیے ہیں ابو حامد غزالی نے کتاب سر العالمین و کشف
ما فی الدین من ایہ الغلط کہ جو شاہد ہیں اسی شخص کے
قول کے دینی جس شخص کی حکایت پہلے نقل کی ہے اور حسب
کلمات حق کہنے کے اس کو مجنون بنایا ہے پس کہا ہے ابو حامد
غزالی نے کہ فرمایا رسول اللہ نے واسطے علیؓ کے بروز غدیر خم
من کنت مولاه فعلی مولاه پس عمر بن خطابؓ نے کہا مبارک ہو
آپ کو اے ابو الحسن کہ آپ کو صبح ہوئی در آنجا کہ آپ

ملہ نوٹیں و کتابیں غزالی نے کتاب میزان الاحتیاط فی نقد الرجال ابو عبد اللہ ذہبی نے ہذا و ملکہ مفقودہ انوار محمدی لکھو السلامہ میں الحسن بن الصباح اہل اہل
کے ترجمہ میں امام ذہبی کی یہ عبارت ہے۔ قال ابو حامد غزالی فی کتاب سر العالمین شاہد تھے الحسن بن الصلیح مائتہ تھت حصن الموت فکان اہل الحصن یمینون
مسعودہ الیہم۔ تو یقیناً امام غزالی، کشف الظنون میں تحریر الازال ہے۔ ذکر العالمین الامام حمزہ الاسلامی حامد محمد بن محمد غزالی المتوفی ۳۱۸ھ
و جماعہ سلفہ۔

تسلیم و رضا و حکیم ثم بعد هذا
على الهوى حباً للرب سنده
عقد النود وحققان الترایا
وارحام الحیول في
فتح الامصار و امر
الخلافة و هيها فحملهم
على الخلافة فنبذوه و اء
ظهورهم و اشتروا به ثمناً
قليلاً مبس ما يشترون

ہمارے اور کل مومن اور مومنہ کے نبیؐ نبوت بعد اس کے
امام غزالیؒ کہتے ہیں کہ ایسا کہنا عظیم خلافت بنی کران لینا
اور ان کے اختلاف پر مبنی ہوئے۔ وہ حضرت علیؑ کو خاند
سمجھتا ہے مگر بعد اس سمجھنے کے خواہش انسان نے
واسے حاصل کرنے کی راست اور سکوست ذی کے غلبہ
کیا ایک راست خطیر کا تھا۔ اور خلافت کے نشان کا پتہ یہ
وامتدین گزرتا ہوا پھر مدینہ علم کے ہوا میں آتا ہوا ہوا
بیرون سے لپٹا اور سواروں کا دونوں طرف جلوں میں چلنا اور
گھوڑوں کے تاجوں کا منل حال کے معلوم ہوتا اور ملکوں پر غور کا
فتح ہونا ان سب تیارات ان کو کو کونجاں خواہش نفسانی ہلا کر مود
کر دیا اور اسی مدہوشی نے ان کو غلبہ کر دیا اور جیسے قبل اسلام کے
تھے ویسے ہی ہو گئے اور اس عہد بیاک کو ان لوگوں نے پس پشت
ڈال دیا اور عہد شکنی کے ساتھ اولیٰ چیز کو خرید کیا پس کیا بری چیز
ان لوگوں نے خریدی۔



اس مضمون حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کے نقل کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس آیت مبارکہ سورہ احزاب کو نقل کریں جس میں یہ امر
مذکور ہے کہ جس امر کو خدا اور اس کا رسولؐ طے کر دے تو پھر اس میں کسی شخص کو دخل دے مقولات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

قوله تعالى وما كان لمومن ولا مومنة ان افضى الله ورسوله امراً ان يكون لهم الخيرة
من امرهم من يعص الله ورسوله فقد ضللا مبيناً۔ اور کسی ایماندار مرد کو یہ مناسب ہے اور نہ کسی
ایماندار عورت کو کہ جب خدا اور اس کے رسولؐ کسی کام کا حکم دین تو ان کو اپنے (اس) کام (کے) کرنے نہ کرنے کا اختیار ہو اور زیادہ ہے کہ جس شخص
نے خدا اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی وہ یقیناً کھلم کھلا گمراہی میں مبتلا ہو چکا۔

اولاً واقعہ تبلیغ سورہ براۃ ۱۰۰ میں یہ امر خدا نے اپنے رسولؐ کے پاس حضرت جبریلؑ کو بھیجا کہ حضرت ابو بکرؓ کے بجانب جناب میر علیہ السلام
کو امور کر کے طے فرمادیا دیکھو سنو ۱۱۱

دوسرے واقعہ تبلیغ یوم غدیرہ اذیحجہ ۱۲ شمسہ ہے جس میں خود حضرت عمرؓ کے بیان سے ظاہر ہوا شکا ما ہو گیا کہ جب حضرتؐ نے من گفت
مولانا فعلی مولاہ احدیث ارشاد فرمایا تو میرے پہلو میں ایک نوجوان نہایت خوب رو و پاکیزہ خوشبو نے مجھے کہا اے عمر البتہ رسول خداؐ نے اپنے عمر زانو
بھائی کے لئے ایک ایسی گرہ باندھی ہے کہ منافق کے سوا اور کوئی نہ کھولے گا پس تو اس کھولنے سے ڈرتا رہ جسکو حضرت عمرؓ نے رسول خداؐ سے بیان
کیا اور پھر حضرت صلوات اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر وہ شخص حضرت آدمؑ کی اولاد سے نہیں تھا بلکہ وہ حضرت جبریلؑ علیہ السلام تھے جو
میرے اس کہنے کے تاکید کے لئے آئے تھے جو میں نے تم سے علی ابن ابیطالب کے بارے میں کہا تھا۔ دیکھو سنو ۱۱۱ کتاب ہذا۔

اور دیکھو سوخذ نے چرمینہ منورہ میں دو سو اسی صحابہ کو جمع کر کے تبلیغ کی ہے جس میں ایک صحیفہ پر سب کے دستخط و مہر کرائے ہیں دیکھو ص ۹۹ اور کتاب ہذا۔

لیکن رسالہ کتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفات پانچویں اکتوبر ۱۱۰۰ھ میں علیہ السلام سے محروم ہو گئے یہاں تک کہ جناب علی علیہ السلام کو سوخذ کے بھائی ہونے سے منکر ہوئے حالانکہ یہ دو حضرات کے پیر یعنی حضرت عبداللہ اور ابوطالب حقیقی بھائی اور دونوں صاحبزوں کی والدہ جو سوخذ اور علی مرتضیٰ کی دادی تھیں پس جناب علی علیہ السلام سوخذ کے حقیقی چچا زاد بھائی ہوئے۔

سیرت النبی شبلی حصہ اول ص ۱۲۸ میں ہے عبدالمطلب کے دس بیٹے مختلف ازدان سے تھے انہیں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ اور ابوطالب مان جائے بھائی تھے۔ اسلئے عبدالمطلب نے آنحضرت صلعم کو ابوطالب ہی کے آغوش تربیت میں دیا۔ صحیح ترمذی میں ابن عمر سے حدیث موفاة من رسول خدا کا ارشاد دہذا انی فی الدنیا وانا اخرہ مذکور ہے۔

اور کتاب مودۃ القربی سید علی ہمدانی کے مودۃ ششم ۱۰۰۰ میں نمبر چہارم میں نیز عمر بن الخطاب سے حدیث موفاة میں ہے۔

هذا علی احی فی الدنیا والاخرۃ وخلق فی اہل ووصی فی امتی ووارث علی وقاضی دینی

مالہ منی مالی منہ وضرہ ضرری من احبہ فقد احبنی ومن البغض فقد البغضی۔ عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ جب آنحضرت نے اپنے اصحاب میں مواخات دینی و دود بھائی چارہ اکرانی تو فرمایا میرا یہ علی دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے اور میرے اہل بیت میں میرا جانشین ہے اور میرے امت میں میرا وصی ہے اور میرے علم کا وارث اور میرے دین کا ادا کرنے والا (یا میرے دین کا حاکم) ہے اسکا مال میرا مال ہے اسکا نفقہ میرا نفقہ ہے اسکا نقصان میرا نقصان ہے جس نے اسکو دوست رکھا اسنے مجھکو دوست رکھا جس نے اس سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا لیکن دنیا طلب لوگوں نے خدا و رسول کے آیات و حدیث کو پس پشت ڈالکر اپنے خواہش نفس کے لئے جو کچھ کیا وہ کتب تاریخ سے ظاہر و آشکارا ہو گیا۔

اسی پر سوخذ نے اپنے سفر آخرت کے قریب حضرت علی سے فرمایا تھا کہ میرے بعد تم کو مرویات پیش آویں گے اون سے تنگدل نہو نا اور صبر کرنا جب دیکھنا کہ لوگوں نے (یعنی صحابہ نے) دنیا اختیار کیا تو تم آخرت اختیار کرنا۔

اور وہ واقع ہو کر رہا۔ ایک گروہ صحابہ نے دنیا اختیار کیا۔

چونکہ جناب علی علیہ السلام موافق ارشاد پیغمبر خدا کی مضبوط رسی تھے جو سوخذ کے ارشاد کے مطابق ثابت قدم رہے یعنی دین ابراہیمی پر قائم رہے جسکے بارے میں رسول خدا کی پیشین گوئی کہ میرے بعد میری امت میں تفرقوں پر متفرق ہوگی جس کے بہتر فرقے ناری صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا وہ ایک فرقہ دین ابراہیمی پر قائم رہنے کے باعث ناجی ہونا قرار پایا۔

چنانچہ تفسیر درنور سیوطی جلد ثانی ص ۱۰۰ سورہ آل عمران کے آیت ۱۰۱ و ۱۰۲ میں لکھا ہے کہ جمیعاً ولا تفرقوا کے تفسیر میں پہلے حصہ آیت موصوفہ کے تفسیر کی دو حدیثیں ہیں جس میں ایک حدیث زید بن ثابت سے ہے دیکھو حاشیہ ص ۱۰۱ اور دوسری حدیث ابو سعید خدری سے ہے دیکھو ص ۱۰۱ کتاب ہذا۔ اسی آخر حدیث کی شاہد دوسری حدیث زید بن ارقم کی ہے دیکھو ص ۱۰۱۔

ہر دو حدیثوں میں رسول اللہ نے اتنی تارک فیکم خلیقین کتابنا مدد و ما بین السما والارض و عترتی اہل بیٹی الحدیث والی تارک فیکم ما ان اخذتم بہ لن تفلوا بعدی امرین احدہما اکبر من الآخر کتابنا مدد و ما بین السما والارض و عترتی اہل بیٹی و انما لن تفرقا

حتیٰ یرد اعلیٰ الحوض۔ ارشاد فرمایا ہے یہ آخری فقرہ اس حدیث کا ہر دو میں ہے۔

اور یہی حدیث جلیل لفظ ثقلین اور الثقلین سے بھی ہے اور عین وفات کے دن بھی فرمایا ہے دیکھو ۱۵۵۲

یہ الفاظ خلیفہ تین دامن و ثقلین و الثقلین یہ سب بدینہ تشبیہ اور لفظ انہما سے مذکور ہیں۔

یہی جمل اللہ (خدا کی رسی) ہیں ایک قرآن مجید دوسرے عشرت رسول (سجدہ بارہ حروف پر مشتمل ہے ایسے ہی امین الثقلین اور خلیفہ تین ثقلین یہ بھی بارہ بارہ حروف پر مطابقت ہیں۔

اسی کی تائید اس حدیث کثر المال جلد ۱ ص ۵۵ مطبوعہ نظامیہ جدید آباد اور کتاب وسیلۃ النجاة مولوی محمد حسین ص ۹۲ مطبوعہ لکھنؤ

سے ہوتی ہے۔

اخرج الحاكم عن امر سلمة سمعت

رسول الله صلعم يقول علي مع القرآن

والقرآن مع علي لن يتفرا قاحتي

یرد اعلیٰ الحوض

یہی حدیث رسول خدا نے اپنے مرض موت میں ارشاد کی ہے چنانچہ صواعق مرقومہ ابن جریر کی باب تاسع حدیث ابن جبرین میں ہے۔

وفي رواية انه صلعم قال في مرض

موت كذا اذن الله اخذ بيد علي فرفعها

فقال هذا علي مع القرآن القرآن مع

علي لا يفترقان حتى یرد اعلیٰ

الحوض۔

اور اسی تفسیر در مشورہ سید علی ص ۱۱۰ میں آید واعصموا بحبل اللہ جمیعاً کے بعد ولا تفرقوا کے تفسیر میں یہ حدیث میں ہیں۔

واخرج ابن ماحه وابن جرير وابن

ابن حاتم عن انس قال قال رسول الله صلى

الله عليه وسلم افترقت بنو اسرائيل على

احدى وسبعين فرقة كلهم في النار الا واحدة

قالوا يا رسول الله ومن هذا الواحدة قال الجماعة

فرمایا جماعت ہے۔

اس روایت میں لفظ جماعت کا تصرف آگے حدیث صحیح ترمذی سے باطل ہو جائیگا نیز اگر کثر اور بہتر کی تصحیح ہو جائیگی

اس بارے میں صحیح ترمذی جلد ثانی باب فراق ہذہ الامۃ سے دو حدیثیں نقل کی جاتی ہیں۔

۱۔ توفیق دامن مجرک تملیحات السیہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنؤ میں ہے۔ ۲۔ احمد بن محمد بن علی بن محمد بن محمد بن النعمان القندہ باناً اقتدی بہ الامۃ معصیۃ فی العصر فتم

ابنفا۔ کشف الظنوس میں ہے۔ الصواعق المحرقة للشیخ تہاب الدین احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن علی بن محمد بن النعمانی

۲۔ اس میں سب سے اعلیٰ تین و سبعین فرقہ

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال تعرفت اليهود على ابي وسبعين فرقة واثنین وسبعین فرقة والنصارى مثل ذلك وتعرف امتي على ثلاث وسبعين فرقة وفي الباب عن سعد و عبد الله بن عمر وعوف بن مالك حديث ابو هريرة عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله عليه السلام يا بني على امتي ما اتي بني اسرائيل خذوا النعل بالغل حق اكلان منهم من افي امره علانية كان في امتي من يضع ذلك وان بني اسرائيل تفرقت على تسعين وسبعين ملة وتعرف امتي على ثلاث وسبعين ملة كلهم في النار الا ملة واحدة قالوا من هي يا رسول الله قال ما انا عليه واصحابي حديث حسن غريب

ابو هریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ تفرق ہو گئے یہود اکثر یا بہتر فرقوں پر اور نصاریٰ مثل اس کے اور میری امت تہتر فرقوں پر تفرق ہو جائیگی اور اس باب میں روایت ہے سعد اور عبد اللہ بن عمر اور عوف بن مالک سے حدیث ابو هریرہ سے ہے۔

عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے ضرور آئیگا میری امت پر وہ وقت کہ آئیگا اسرائیل پر جیسے جو ناجوتے کے برابر ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر اون میں سے اپنے مان کے پاس سلامتیہ آیا ہوگا تو ضرور میری امت میں سے بھی ایسا ہی شخص ہوگا جو یہ کام کر لیا اور نبی اسرائیل بہتر مذہب پر متفرق ہو گئے ہیں اور میری امت تہتر فرقوں پر متفرق ہوگی سب کے سب ناری ہو گئے مگر ایک مذہب کہا لوگوں نے وہ مذہب کون ہے یا رسول اللہ فرمایا آپ نے جسے میں ہوں اور میرے اصحاب یہ حدیث حسن غریب ہے۔

اس حدیث میں اصحابی کا لفظ ہے جو خود ترمذی کے مخرجہ حدیث ثقلین یوم عرفہ و حجة الوداع سے جس کے راوی حضرت جابر - راجحہ الصحابہ کما فی الزرقانی اور زید بن ارقم اور ابو سعید خدری وغیرہ صحابی ہیں نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھے اور مذہب صحابہ بعد وفات رسول ملت ابراہیمی کے خلاف فرمان نبوی کے مخالفت ہو کر متفرق ہو گیا۔ رسول خدا نے جبل اللہ کو کتاب اللہ اور عسرتی اہل بیٹی پر منحصر فرمایا ہے جس کے اول جناب علی علیہ السلام اور دوسرے امام حسن علیہ السلام اور تیسرے امام حسین علیہ السلام چوتھے علی بن حسین پانچویں محمد بن علی یعنی امام باقر علیہ السلام چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام بن امام باقر علیہ السلام وغیرہ جس کے سند کی یہ حدیث وسیلۃ النجاۃ مرقوم محمد بن کے صفحہ ۴۷ سے لکھی جاتی ہے۔

واخرج اشعری فی تفسیرہ واعتمدوا بحبل اللہ جمیعاً ولا تقروا عن جعفر الصادق انہ قال نحن جبل اللہ (ترجمہ) امام ثقلین نے اپنے تفسیر میں آیہ واعتمدوا بحبل اللہ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جبل اللہ ہم ہیں۔

یہ امام جعفر صادق علیہ السلام لفظ عسرتی اہل بیٹی یا عسرت رسول اللہ کے جو بارہ ہیں جس کے چھٹے ہیں شمار کر لو۔ آخر سورہ حج میں لفظ اجتہد ہی جس کے بارے میں تفسیر عمدۃ البیان ص ۴۷ مطبوعہ دہلی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ کا خطاب اجتہد ہماری طرف ہے خدا نے ہمارے برگزیدہ کیا ہے۔

اور قولہ تعالیٰ ملتہ ابراہیم ہو سیکم المسلمین من قبل ذی ہذا۔ تمہارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمہارا) مذہب بنادیا

اُسی خدا نے تمہارا پہلے ہی سے مسلمان (فرمان بردار بندے) نام رکھا قبل اسکے (یعنی توریت و انجیل میں) اس قرآن میں تفسیر عمدۃ البیان ص ۳۵ میں یہ تفسیر ہو سیکم المسلمین من قبل ولی ہذا میں منقول ہے من قبل پہلے اس قرآن سے پہلی کتابوں میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ خطاب بھی ہمارے ہی طرف ہے چنانچہ بشارت توریت باسمعیل علیہ السلام اثنی عشر عظیم کی حدیث ص ۳۵ میں گذری۔

یہ سیکم المسلمین تیرہ حرفوں پر مشتمل ہے یہ کل تیرہ اشخاص ہیں جنکے اول رسول خدا ہیں دیکھو آخر سورۃ النعام حضرت عالم زمین فرماتے ہیں قولہ تعالیٰ وانا اول المسلمین باقی بارہ مردوں سے اثناعشر عظیم جو صلیب اسمعیل علیہ السلام سے ہیں اور لفظ فی ہذا سے اس قرآن (میں) مراد ہے ص ۱۷ اشارہ اس آیت کریمہ سورہ بقرہ سے ہے قولہ تعالیٰ۔ واذیرفع ابراہیم القواعد من البیت و

اسمعیل ربا لتقبل منا انک انت السميع العليم ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک اور جب ابراہیم و اسمعیل خانہ کعبہ کی بنیادیں بلند کر رہے تھے اور دعا مانگتے جاتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہماری (یہ خدمت) قبول کر بیشک تو ہی (دعا کا) سننے والا اور نیت کا جاننے والا ہے (اور) اے ہمارے پالنے والے تو ہمیں اپنا فرمانبردار بندہ بنا اور ہماری اولاد سے ایک گروہ (پیدا کر) جو تیرا فرمانبردار ہو۔

آیت مبارکہ میں جو دین ذریۃ امۃ مسلمۃ لک ہے اسکی تفسیر میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس ذریۃ کے اولاد ہاشم بن عبد مناف ہے دیکھو تفسیر عمدۃ البیان ص ۱۷ مطبوعہ یوسفی دہلی۔

انہیں کے بارے میں حدیث مصطفیٰ ص ۲۵ میں نقل ہے جسکو ترمذی نے بخاری سے روایت کی ہے اور محمد بن اسمعیل بخاری نے اسی حدیث مصطفیٰ ہاشم کو اپنی تاریخ صغیر میں اخراج کی ہے یہ سب محمد و آل محمد میں ہی سب کے سب سورۃ حج میں مقبول کئے گئے ہیں چوتھے جمع سے ہے نیز سیکم المسلمین جمع سے ہے جو تیرہ اشخاص ہیں۔

یہی تیرہ اشخاص منعم علیہم یعنی صاحبان النعام ہیں جن پر تمام نعمت کی گئی ہے۔

اس تمام نعمت سے مراد نبوت اور امامت ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے انعم اللہ علیہم من النین من دریتہ ا و وامن حملنا مع لوح ومن ذریۃ ابراہیم واسرائیل (ترجمہ) جنہیں خدا نے اپنی نعمت دی آدم کی اولاد سے اور انکی نسل سے جنہیں ہم نے (طوفان کے وقت) نوح کے ساتھ (کشتی پر) سوار کر لیا تھا اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد سے ہیں۔ ومن ہدینا واجبتنا یعنی اور ان لوگوں میں سے ہیں جنکی ہم نے ہدایت کی اور مقبول کیا اور سورہ یوسف میں ہے وکذلک

یحببتک ربک و یعلمک من تاویل الاحادیث و یتم نعمتہ علیک و علی ال یعقوب کما اتمنا علی ابوبک من قبل ابراہیم واسحاق ان ربک علیہم حکیم (ترجمہ) یعنی حضرت یعقوب نے حضرت یوسف سے فرمایا کہ جس طرح تجھکو یہ خواب دکھلایا ہے اسی طرح برگزیدہ کر لگا تجھکو تیرا پروردگار اور سکھائے گا تجھکو تاویل تاویل تو کی (یعنی علم تعبیر خواب) اور تمام کر لگا اپنی نعمت کو تجھ پر اور اولاد یعقوب پر جس طرح کہ تمام کیا اسکو تیرے دو بھائی پر مجھے پیشتر کہ وہ ابراہیم و اسحاق میں تحقیق پروردگار تیرا علیم و حکیم ہے (یعنی اس بات کو دہی جانتا ہے کہ کون نبوت و امامت کے قابل ہے حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب کو نبوت کے بعد امامت بھی دے دی ہے حضرت ابراہیم کے امامت کا ذکر آیت کو یہ قالی انی جاعلمک للناس امامین مذکور

دیکھو سورہ بقرہ حضرت اسحاق و یعقوب کے امامت کا ذکر اس آیت میں ہے۔ وہ بنو اسرائیل و یعقوب نافتہ و کلا جعلنا صلیحین و جعلناهم
ایمہ یدعون باسمنا اور بیٹے ابراہیم کو انعام میں اسحاق (جیسا بیٹا) اور یعقوب جیسا پوتا عنایت کیا ہم نے سب کو صالح گردانا اور ان سب کو
(لوگوں کا) امام بنایا کہ ہمارے حکم سے انکی ہدایت کرتے تھے۔ جو کہ نبی اسمعیل میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبرت ختم ہے امامت جو نقل
رسالت ہے وہ آل محمد یعنی آلہ اثنا عشر میں عطا ہوئی جسکی یہ آیت دلالت کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ نعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین و الشہداء
والصالحین۔ آیہ منعم علیہم میں پہلا لفظ انبیین ہے جس سے خاتم المرسلین یا خاتم النبیین مراد ہیں جس میں کچھ کلام نہیں جسکے بعد عبادت
صدقین اور شہداء اور صالحین کی منعم علیہم مذکور ہے پس لفظ صدیقین سے جناب علی علیہ السلام اور لفظ شہداء سے حسین مجتبیٰ علیہما السلام
اور لفظ الصالحین سے نوادہ امام حسین علیہ السلام جس سے کل آلہ اثنا عشر اولاد اسمعیل علیہ السلام ثابت ہو گئے۔

اس آخر لفظ الصالحین میں نور حرف ہن اور لفظ ولد احسین میں بھی نور حرف ہن پس یہ نوادہ جناب امام حسین علیہ السلام
سب صالحین ہیں جو سورہ حج میں قولہ تعالیٰ ہوا جبکہ اوس نے تمکو مجتبیٰ کیا ضمیر جمع سے ہیں اسی آیہ کریمہ سے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام
لفظ مجتبیٰ سے مخاطب ہیں پس یہ نوادہ امام حسین علیہ السلام مجتبیٰ ہو کر صالحین سے گردانے گئے ہیں اور صالحین سے پہلے مجتبیٰ ہونا لازمی
ہے جسکے لئے یہ آیت سورہ نون والقلہ کی شاہد ہیں ہے فاجتبیہ رب فجلہ من الصالحین اولاً مجتبیٰ سے انتخاب کیا پھر صالحین سے بنادیا پس
نوادہ امام حسین علیہ السلام صالحین سے ثابت ہو گئے یہی سب عترتی المبتیٰ جبل اللہ ہیں انہیں کے پیرو ملت ابراہیم پر ہیں۔

کن تجلیع المودۃ مندوزی حنفی کے ۴۵۵ بن یہ حدیث مرقوم ہے۔ عن سلیم بن قیس الہلالی عن سلمان فارسی عن سیدان المذاہب
قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو یقتل عینیہ ویلثہ ذلک
ویقول انت سید ابن سید اخو سید وانت امام اس امام اخو امام وانت
حجة ابن حجة اخو حجة ابی حجة تسعة تاسعہم قائم المحدث۔ سلیم بن قیس ہلالی نے سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ میں رسول خدا
کی خدمت میں حاضر ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ حسینؑ حضرت کے زانو پر بیٹھے ہیں آپ کبھی انکے آنکھوں کے بوسہ لیتے ہیں اور کبھی منہ چومتے ہیں
اور فرماتے ہیں تو سید ہے اور سید کا بیٹا ہے اور سید کا بھائی ہے اور تو امام ہے اور امام کا بیٹا ہے اور امام کا بھائی ہے اور تو حجة ہے اور حجة کا
بیٹا ہے اور حجة کا بھائی ہے اور تو حج اللہ کا پدر ہے انکا توان قائم علیہ السلام ہو گئے۔ انہیں حج اللہ کا ذکر حضرت جابر کی حدیث مندوجہ
منہ ۲۷ میں ہے انہیں کی پیروی امت پر واجب کی گئی ہے یہی حضرات ملت ابراہیم پر ہیں انہیں کے بارے میں قولہ تعالیٰ ملت ابیکم
ابراہیم ہو سیکم المسلمین یعنی تمھارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمھارا مذہب بنادیا ہے) اوسی (خدا) نے تمھارا پہلے ہی سے
مسلمان (فرمانبردار بندے) نام رکھا۔

لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفات پاتے ہی لوگوں نے عمر بن خطاب کی پیروی کی یہ وہی صحابی ہیں جن سے
مع کثیر صحابہ سے مخاطب ہو کر سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث ثقلین کتاب اللہ و عترتی اہل بیتی اور حدیث
ولایت میں کثرت مولانا فعلی مولانا الحدیث ارشاد فرما کر تنہیت کے پیرایہ سے خیمہ علی علیہ السلام میں بھیجا کہ عہد و پیمان لے لیا تمھانیز
عین وفات کے دن بھی حضرت نے حدیث ثقلین فرما کر امت اور حاضرین صحابہ کو ہدایت فرمائی تھی اور طلب قرطاس فرما کر
چاہا کہ کچھ بطور وصیت لکھ کر مزید ہدایت فرمادیں جو انہیں حضرت عمر کے رختہ اندازی سے نہیں لکھی جا سکی جیسا کہ اپنے مقام پر

شرع و بسط سے تمام واقعات لکھے گئے نیز رسول خدا کے وفات سے انکار کر کے اس وقت تک ایک ہنگامہ اڑائی رہی جب تک اپنے خواہش کے مطابق اس کا موقع نہیں آیا اسی کے بعد داخلہ سقیفہ بنی ساعدہ ہے۔

غرض کہ حسب تحریر شبلی صاحب جیسا کہ الفاروق حصہ دوم میں رقم طراز ہیں: ”فقہ کے جسد رسالت حضرت عمرؓ سے بروایت صحیحہ منقول ہیں اوکلی تعداد کوئی ہزار تک پہنچتی ہے انہیں سے تقریباً ہزار سٹلے ایسے ہیں جو فقہ کے مقدم اور اہم مسائل ہیں ائمہ اربعہ نے انکی تقلید کی ہے۔“

پھر شاہ ولی اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: ”ہم جنین در درس مسائل فقہ تابع مذہب فاروقی عظم اندوین تقریب ہزار سٹلے خدا“ اور دوسری جگہ الفاروق میں ہے۔ فقہ کا بہت بڑا حصہ جو منقطع ہوا اور جو فقہ عمری کہلاتا ہے ان ہی مجلسوں کی بدولت ہوا اس مجلس کے بڑے ارکان ابی بن کعب زید بن ثابت عبد اللہ بن مسعود عبد اللہ بن عباس عبد الرحمن بن عوف حزن قیس تھے۔“

اس مجلس کے ابی بن کعب اول رکن میں جنھوں نے اول بیعت خلیفہ اول نہیں کی اور بنی ہاشم و دیگر صحابہ کے ساتھ جناب امیر علیہ السلام کے طرف تھے۔ زید بن ثابت حدیث تقلید و خلیفہ تین کے راوی ہیں عبد اللہ بن مسعود اور ابن عباس آیہ تبلیغ و تاکید کے جناب امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہونے کے اوی میں جن سب کے اجتماعی مسائل کا نام فقہ عمری رکھا گیا یہی وہ مسائل ہیں جنکی پیروی بنی امیہ وغیرہ نے کی ہے یہ مذہب ملت ابراہیمی نہیں ہے سوائے مذہب علی مرتضیٰ کے جو رسول خدا کے ساتھ ساتھ ملت ابراہیمی کے پیرو رہے جسکا خدا نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا۔ قوله تعالیٰ فاتبعوا املاً ابراہیم حنیفا۔ ثم اوحینا الیک ان اتبع ملأ ابراہیم حنیفا۔ شاہد ہیں ہے

ازالۃ الخفا کے ص ۲۸۹ میں شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں۔

اس میں شک نہیں ہے کہ صدیق اکبر اور فاروق

شک نیست کہ صدیق اکبر و فاروق اعظم و الزین

اعظم اور فوالتورین زمین پر مسلط ہو گئے اور دوم و

مسلط شدند بر روی ارض و دوم فارس را فتح کردند

فارس کو فتح کیا قرآن کو جمع کیا وہی قرآن تمام

و قرآن را جمع نمودند همان قرآن در تمام عالم شایع شد

دنیا میں شایع ہوا اور ادھنیں کے جمع کردہ مسائل

است و مسائل اجماعیہ ایشان در جمیع آفاق مفسر گشت

دنیا میں پھیل گئے۔ اور اکثر مسلمانوں نے خواہ وہ محدثین

و اکثر اہل اسلام بزمہ سنت و مذہب شدہ اندھ بن حذین

و فقہاء اور قاری و مفسرین ہوں یا روی زمین کے

چہ نقباء و قراء و مفسرین و بے بادشاہان روی زمین

بادشاہ ہوں سنی المذہب اختیار کر لیا ہے۔ اور حضرت

و برسات اہل بیت گاہے خلافت منتظم نشاندہ خلافت

علی مرتضیٰ کے سوا اہل بیت نبوی کے کسی امام اور کوئی

حضرت مرتضیٰ فقط و معلوم است کہ حضرت مرتضیٰ

اولاد کو خلافت (ظاہری بھی) کبھی نہیں ملی اور سب لوگ

در ایام خلافت خود چہ دید و چہ کشید و ایام خلافت

سہ روزہ الاجاب جمال الدین شیرازی جلد ثانی ص ۹۵ مطبوعہ ۱۳۹۵ھ میں ہے۔ و محمد بن سعد کاتب فاقہی از زہری روایت کردہ کہ گفت ہمارے یہ کہ اہل کتاب اول وی را فاروق خواندند و مسلمانان متابعت ایشان کردند و غیر علیؓ علیہ وسلم درین باب چیزے زیدہ و اسد علم قال ابن جریر فی تاریخہ عن صالح بن حکیمان قال قال ابن شہاب للعت ان اہل الکتاب کا نو اول من قال لعمرو العاروق و کان المسلمون یأثرونہ و اللہ ص قو لہم و لم یبلغنا ان رسول اللہ ذکر من ذالک سیدنا۔۔۔ یعنی صالح بن حکیمان نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر کو تو قو اہل کتاب نے فاروق کہنا شروع کیا تھا و انکو معر اہل اسلام بھی کہنے لگے ہو کہ یہ تحقیق نہیں ہوا کہ اس باب میں رسول اللہ کو فرمایا ہو۔ (تاریخ احمدی شیخ احمد حسین خان)

زر قانی جلبدہ صلیین تفسیر قل لا اسئلكم علیہ اجر الا المودة فی القرنی کے ہے عند ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردويه عن ابن عباس انہما لما نزلت قالوا یا رسول اللہ من قرأ تکبیرا ہو لاء الذین نزلت فیہم الا یہ قال علی وفاطمہ وابناہما۔

خطہ موقوفہ سے حواف آئمہ اثنا عشر علیہم السلام کالمت ابراہیمی پر ہونا معلوم ہو گیا اسی ملہ ابراہیمی کے لئے خدا کا صریح حکم اس آیت کریمہ سے پویدا ہے۔

قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم اے ایمان والو حکمنا و اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور صاحبان امر کا اس آیت میں رسول اور اولی الامر کی اطاعت میں کچھ فرق نہیں کیا۔

یہی اولی الامر وہی لوگ ہیں جو رسولی کے شریک فی الامر ہیں رسول اللہ کے شریک فی الامر جناب علی علیہ السلام ہیں جیسے حذرت موسیٰ کے شریک فی الامر حضرت ارون ہیں دیکھو نولہ تعالیٰ رب استرحی صدری و لیس فی امری و حل عقدہ

من دانی یقفہ و اقولی واجعل لی وزیراً من اہلی ہارون اخي استدہ از دی
 و اشركہ فی امری الا یتر۔ موسیٰ نے عرض کی تو میرے لئے میرے سینہ کو کٹا دے فرما (دوسرے بنا) اور میرا کام میرے لئے آسان کر دے
 اور میری زبان سے لگنت کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھیں اور میرے کتبہ والوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دے جسے ذریعہ
 سے میری پشت مضبوط کر دے اور میرے کام میں میرا شریک بنا۔ اسی آیت کی تفسیر در فتاویٰ رضوی جلد ۱ ص ۲۹۵ میں ہے۔ - اتن مردودہ خطیب اور
 ابن عساکر نے اس آیت عیس سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت رسول کو شیر (مکہ میں ایک پہاڑ ہے) کے مقابلہ میں دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے کہ
 خداوند! میں بھی تجھے وہی سوال کرتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰ نے کیا تھا کہ میرے سینہ کو کٹا دے فرما اور میرا کام میرے لئے آسان کر اور میری زبان
 کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھیں اور میرے اہلیت سے میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنا اور اس کے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کر
 اور میرے کام میں اس کو شریک بنا رہی وجہ ہے کہ حضرت نے خطبہ حجتہ الوداع میں تفلین و خلیفتین اور امین بھی فرمایا ہے۔

یس رسول خدا کے بعد جن اولوالامر کی اطاعت واجب کی گئی وہ علی علیہ السلام اور ان کی اولاد ہے۔

چنانچہ امام قندوزی ینابیع المودۃ باب سیوم میں رقم طراز ہیں۔

وفي المناقب عن هشام بن حسان قال مناقب میں ہشام بن حسان سے مروی ہے کہ امام حسن

خطیب الحسنؑ بن علی علیہ السلام و عبد بن علی نے لوگوں سے اپنی سمیت لینے کے بعد خطبہ پڑھا اور

ملہ (توثیق) ہشام بن حسان - خاص رواد بخاری و ترمذی ہے۔ خانہ فتح الداوی شیخ محمد خاں جلد ۱۸ مطبوعہ انصاری دہلی اور مسیح ترمذی جلد ثانی باب یث ابنی میں ہشام بن حسان واقع ہے۔ قال الترمذی حدثننا محمد بن اسمیل ناخر بن یثار نا بن عدی عن ہشام بن حسان عن عکرمہ عن ابن عباس لیث بکۃ ثلث عشرۃ وبعث اربعین واثنا
 ہوا بن ثلث وستین۔

سنا ہے اور جسکا میں امام

ایضاً اشعہ اللغات ترجمہ مشکوٰۃ میں ہے۔ ہشام ابن حسان بشارت مدین کہ فقہ است و از ائمہ

۱۔ هشام بن حسان کا تلمیذ حسن بصری ہوتا ہے تاریخ دول الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن ابی عن شوال امام ۳۔
۲۔ شیخ الطبرقہ دما لما وزاہد عبدالعزیز بن عمار

قال ابن مدي ما كان بالهراق علم باسنه منه وقال بشام بن حسان فميد الحسن البصري لم تر عينا له في دنياي
 من خطبة كى تاييد كا خطبة تاريخ سعودي سے نقل ہے قال المسعودى في مروج الذهب من خطبة الحسن قال نحن حبيب الله المفلحون وعقرة رسول
 صلعم واهلية الطاهرون والطيبون واحد الثقلين الذين خلفهم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وانا في كتاب الله في تفصيل كل شيء لا
 يخطئنا ما ويله بل نتيقن حقا لفظا طبعيا ما فاطا اعتنا مفرصة اذ كانت لطلاقه الله والرسول والى الامم ومقررونا لم (ترجمہ) (دیکھو حاشیہ ص ۳۴)

اگر نہ قائل ہوں تو ان کے ساتھ قسم کر دیتے ہیں کہ وہ لوگ ان کی طرف اپنی جان سے اور اولاد سے حاضر ہوں اور دعا کریں کہ جو کوئی ہم میں جھوٹا ہے اس پر لعنت اور عذاب پڑے پھر حضرت آپ اور حضرت قاسم اور امام حسن اور امام حسین اور حضرت علی کو لیکر گئے اور انصار امین جو دانتھے انہوں نے مقابلہ کیا اور جزیہ دنیا قبول رکھا۔

اور تفسیر فتح العزیز سورہ عہ ترجمہ اردو ۱۵۵۵ء اور ۱۶۵۵ء بہ تفسیر سورہ الشمس والضحیٰ مطبوعہ مصطفائی لکھنؤ ۱۳۶۶ھ میں ہے۔ النظر الی المصحف عبادۃ یعنی دیکھنا قرآن کے حرفوں کی طرف عبادت ہے اسی طرح حضرت علی کے حق میں آپ نے فرمایا ہے کہ النظر الی وجہ علی عبادۃ یعنی دیکھنا حضرت علی کے منہ کی طرف عبادت ہے سو اس وقت میں وجود شریف حضرت علی کا مثل وجود شریف نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا۔

اور اس خاکدانِ ظلمانی سے فردوس برین کو انتقال فرمایا اکیسویں رات رمضان کی جس مبارک کو آپ کے بختِ اکبر میں ایک جگہ کا نام ہے کوفہ سے نزدیک مسجد جامع سے ایک فرسنگ حیرہ انعمان کی راہ میں وہاں مدفون کیا۔

یہ قصہ سلسلہ میں واقع ہوا اور آپ کی شہادت سے نبوت کی خلافت منقطع ہو گئی اور کوئی قائم مقام اس رتبہ کا نہ رہا اور نور اس ولایت کا جسکے آپ حامل تھے نسلاً بعد نسلاً آپ کی اولاد میں پیدا ہوتا رہا اور امام اپنے وقت کا ہوتا رہا۔ ایک سوانح عجیبہ آپ کی شہادت کے یہ ہے کہ اس دن بیت المقدس میں کوئی تپھر نہ تھا جس کے نیچے سے خون جوش نہ اڑتا تھا پس کما حقہ ثابت و متحقق ہو گیا کہ وہ تہتر فرقوں کا ایک فرقہ وہی ہے جو بعد رسول خدا جناب میر علیہ السلام کا پیر رہا اور وہی ملت ابراہیمی پر رہا اور وہی ناجی ہے۔ اسی ملت ابراہیمی کے ترویج کے لئے خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مامور فرمایا تھا اور جنگی امداد علی سے کرائی گئی جو بیس سال کامل میں تیار ہوا اور رسول خدا کے وفات پاتے ہی بدل گیا۔ جسکے بارے میں علی علیہ السلام کی تقریر دربار خلافت والی تصریح کرتی ہے۔

حضرت ابوبکر کے بارے میں رسول خدا نے صاف صاف فرمادیا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ تم میرے بعد کیا احداث کر دو گے

چنانچہ کتاب کشف النظر ترجمہ کتاب موطا ص ۳۳ تا ۳۴ مطبوعہ مطبعہ مرتضوی دہلی ۱۳۹۶ھ میں یہ حدیث ہے عن ابی المنصور مولیٰ عمر بن عبید اللہ انہ بلغوا رسول اللہ صلعم قال لشهداء احد هو کلاء اشدھم علیہم فقال ابو بکر الصدیق یا رسول اللہ السنۃ باخوانہم اسلمنا کما اسلموا وجاهدنا کما جاهدوا فقال رسول اللہ جلی یا ادری ما تھا فون جدی قال فیکم ابو بکر ثم بکی قال ائنا کما تمکون (ترجمہ کشف النظر ترجمہ موطا) موطا میں ابوالنضر مولیٰ عمر بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ رسول خدا نے جنگِ حد کے شہیدوں کے لئے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کا میں گواہ ہوں بعض ان میں سے ایسے تھے جنہوں نے زبانیان پھوڑیں اور خوشی سے شہید ہوئے جن کا میں گواہ ہوں بعض نے کجوریں ہاتھ سے پھینک دیں بعضوں نے یہ آرزو کی کہ ہم لوٹ کر گھر بنادیں بعضوں کو حضرت بڑا پے کے وجہ سے چھوڑ گئے تھے مگر وہ شہادت کے آرزو میں چلے آئے ابوبکر صدیق نے کہا کیا ہم انکے بھائی نہیں ہیں مسلمان ہوئے ہم جیسے وہ مسلمان ہوئے اور جہاد کیا ہم نے جیسے انہوں نے جہاد کیا آپ نے فرمایا ہاں مگر مجھے معلوم نہیں کہ بعد میرے تم کیا احداث کر دو گے تو رونے لگے ابوبکر پھر رونے لگے اور فرمایا کیا ہم زندہ رہیں گے بعد آپ کے ؟

روایت مذکورہ کے تائید کی یہ روایت کتاب وفاء الوفا باخبار دارالمصطفیٰ السید سمہودی جلد ثانی ص ۱۱۱ مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ سے نقل کی جاتی ہے۔

(وروی) یحییٰ انہ لما اکشف الناس یوم احد وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مصعب بن عمیر فقال من المؤمنین رجال اٰی قوله وما بدلوا تبديلا۔ الجمہ ان عبد ید نبیہ یشہد ان ہوا شہداء فاقہم وسلموا علیہم فلن یسلم علیہم احد ما قامت السموات والارض الارواح علیہ ثم وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موقفاً اخر فقال ہؤلاء اصحابی الذین اشہد لہم یوم القیامۃ فقال ابو بکر فما نحن باصحابک فقال بلی ولكن لا ادری کیف تکون بعدی انہم خرجوا من الدنیا خاصاً

یہیٰ نے روایت کی ہے جبکہ روز جنگ احد لوگ مر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ایسا دہو کر یہ آیت تلاوت فرمائی من المؤمنین رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ پھر آپ نے فرمایا خدا یا یہ تیرا بندہ اور نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ شہداء ہیں ان کے مسلمانوں تم ان کے مزاروں کے پاس آنا اور ان پر سلام کرنا پس جو شخص آسمان و زمین کے قیام تک ان شہداء پر سلام کر لگایا لوگ اس کو جواب سلام دینگے پھر رسول اللہ نے دوسری جگہ قیام کر کے ارشاد کیا یہ میرے صحابہ ہیں جن کے متعلق میں بروز قیامت گواہی دوں گا حضرت ابو بکر نے عرض کیا آیا ہم آپ کے اصحاب نہیں ہیں فرمایا ان لیکن میں نہیں جانتا کہ تم میرے بعد کیسے رہو گے بیشک یہ شہداء ایسے حال میں دنیا سے نکلے ہیں کہ شکم اوکے خالی تھے۔

حضرت عمر کے بارے میں جناب امام حسین علیہ السلام کا منبر پر سے اتارنا پہلے معلوم کر چکے اب حضرت امام حسن علیہ السلام کا حضرت ابو بکر کو منبر سے اتارنا یوں مذکور ہے۔

وفی تاریخ الخلفاء لسیوطی قال	تاریخ الخلفاء لسیوطی میں ہے کہ حسن بن علی علیہ السلام
جاء الحسن ابن علی الی ابی بکر	حضرت ابو بکر کی طرف ہو کر گزرے اور ان کو رسول کے
وهو علی منبر رسول اللہ فقال انزل	منبر پر دیکھ کر کہنے لگے کہ میرے باپ کے منبر سے نیچے اترو
عن مجلس ابی فقال صدقت انه	حضرت ابو بکر بولے تم نے سچ کہا وہ حقیقت یہ منبر تھا ہے
مجلس ابیک واجلس فی حجرہ وبکی	ہی باپ کا ہے یہ کہہ کر حضرت ابو بکر نے حضرت حسن کو گود میں
فقال علی واللہ ما هذا عن امری	ٹھالیا اور رونے لگے حضرت علی نے ابو بکر سے فرمایا کہ جو کچھ
فقال واللہ ما اجمعک	تم سے حسن نے کہا وہ واللہ میرے حکم سے نہ تھا ابو بکر بولے۔۔۔

واللہ اعلم بالصواب

لہ یحییٰ ہذا ہوا السید ابوالحسن محیی بن الحسین بن جعفر صاحب اخبار المدینۃ قال السہودی فی جہا ہر العقیدین فی اوائل الذکر الرابع عشر من قسم الثانی بعد ذکر حدیث عن علی علیہ السلام یتضمن ذکر اخبار جبرئیل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بان اہلبیتہ قتلی ومصادرہم شتی رواہ السید ابوالحسن بن یحییٰ بن الحسین بن جعفر فی اجاز المدینۃ رواہ ابن اسد الحسین بن علی بن یحییٰ عنہ وایضاً قال السہودی فی اوائل الذکر السادس من القسم الثانی بعد ذکر مدایع عن الدارقطی قلت ویحیی بن الحسین جلد شیخ الدارقطی فی ہذا الحدیث ہو صاحب اخبار المدینۃ کان فقیہاً محمداً ثاباً الخ منقول الاصل من نزول مشہد

تاریخ الرسل والملوک جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۱۵۴ مطبوعہ لیڈن میں یہ عبارت مذکور ہے۔
 ان ایام کہ الہمدانی قال فی مرضی موتہ لوددت انی نہ اکشف بیت فاضلہ عنی شیء وان سکا فوا
 قد سنقوہ علی احرب ووددت انی یومئذ یغتر سحاً ساعدۃ کنت قد نمت اکامر فی
 عقی حد الرحلین یرید عمر و ابابعدیدہ (نیل تجریم) حضرت ابو بکر نے وقت وفات (نہایت حسرت و افسوس کے ساتھ) ارشاد
 کیا کہ کاش بن فاطمہ بنت رسول کے مکان کو نہ کھولتا گو وہ جنگ ہی کے قصد سے کیوں نہ بند کیا گیا ہوتا۔ اور کاش ہر روز بیعت سقیفہ
 بنی ساعدہ میں خود ام خلافت کو اختیار نہ کرتا بلکہ خلافت کا قلاوہ عمر یا ابو عبیدہ کے گلے میں ڈال دیتا۔ انتہی

تمتہ کتاب تکمیل ہذا

یہاں تک لکھ کر ہم اپنی تحقیق کو ختم کرتے ہیں اسکے بعد جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے سند سے اس خطبہ عظیم الشان کے
 بعض اقتباسات نقل کئے دیتے ہیں جس خطبہ عظیمہ کو لوگوں نے مثل حافظ ابن کثیر وغیرہ کے اسکا بہت بڑا خطبہ ہونا قبول کیا ہے۔
 لیکن جس قدر خطبہ لکھا گیا ہے وہ پندرہ بیس سطور سے زیادہ کا نہیں حالانکہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس خطبہ مبارکہ کو کوئی
 گھنٹہ تک بڑے عظیم الشان پیمانہ پر بیان فرمایا ہے اسکی وجہ ایہ تبلیغ و تاکید کا سورہ مائدہ کے ساتھ آخر میں نازل ہونا اور سربراہ خداوند عالم
 کا جناب رسول خدا کو مع ناقہ کے روک دینا اور حضرت کو جو کچھ اس میں تامل ہو رہا تھا اسکی بابت اپنی ضمانت کر لینا ہے جسکی آبرو وافی ہوا ہے
 والد بعدیک من الناس شاہد ہے یعنی اللہ تکو لوگوں کے شر سے بچا لے گا۔

اس خطبہ جلیلہ کو علامہ طبرسی نے اپنی کتاب احتجاج میں وارد فرمایا ہے۔ اور ملایا ذیل نے اپنے مشہور کتاب حلیہ حیدری
 میں نظم کیا ہے جس کے دیکھنے سے یہ امر بخوبی واضح و آشکارا ہو جاتا ہے کہ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خطبہ عظیم الشان
 میں تبلیغ کے تمامی مفہوم اور مقصود کو جو خداوند عالم کا نشانہ تھا ظاہر اور اعلان فرمادیا ہے اور کوئی امر ارشاد و ہدایت بنیاد کا باقی نہیں
 چھوڑا۔ اسی آیت تبلیغ و تاکید کو امام محمد باقر علیہ السلام کے سند سے امام ثعلبی نے اپنی تفسیر کشف و البیان میں اور امام رازی نے اپنے
 تفسیر مفتاح النیب المشہور بہ تفسیر کبیر میں اور علامہ نظام نیشاپوری نے اپنے تفسیر غرائب القرآن میں اور علامہ عینی حنفی نے اپنے
 کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اور امام تندوری حنفی نے اپنی کتاب بیع المودۃ میں وارد فرمایا ہے۔ لیکن ان سب میں
 لفظ خطبہ کا صرف ایک فقرہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ لیکن یہ خطبہ جسکے اقتباسات کو ہم لکھتے ہیں اس کے
 آغاز ہی سے موجود انے اپنے تبلیغ رسالت کا تذکرہ اور وجہ نزول اس آیت تبلیغ و تاکید کی اور چند مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام کا اس
 معاملہ خاص کے لئے خدا کے جانب سے تشریف لانا و دیگر وجوہات کے سب کچھ فرمایا ہے جو درایت سے ایسا ہی ہونا پایا جاتا
 ہے لیکن صحابہ نے اخفا کیا اور خلافت و سلطنت کے اثر نے اونکو لکھنے سے باز رکھا۔ اوپر بھی حق ظاہر ہو کر رہا۔ یہ اقتباسات کتاب
 احتجاج طبرسی ص ۲۵ مطبوعہ طہران سے نقل ہیں سب سے پہلے اسناد لکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے۔

حدثنی السبہ العالم العابد ابو جعفر مہدی
ابن الحرب الحسینی رضی اللہ عنہ قال الخیرنا الشیخ
ابو علی الحسن بن الشیخ السبہ ابو جعفر محمد بن الحسن
الطوسی قال الخیر فی الشیخ السبہ الوالد ابو جعفر
اللہ روحہ قال الخیر فی جامعہ علی محمد ہارون بن
موسٰی تلعلعلی قال الخیرنا ابو علی محمد بن ہمام قال الخیرنا
علی السورج قال الخیرنا ابو محمد العالی من اولاد اذفطس
وکان من عباد اللہ الصالحین قال احمد ثناء محمد بن موسٰی
المہدانی قال احمد ثناء محمد بن خالد الطباطبائی قال
احمد ثناء سبیف بن عمیرہ وصلح بن عقبہ جمعا
عن قیس بن سماع عن حلفۃ بن محمد
الخضری عن ابی جعفر محمد بن علی علیہما
السلام

+ + + + +

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

با ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک
من ربک فی علی وان لم تفعل فما
بلغت رسالتہ واللہ بعصمک من الناس
معشر الناس ما قصہ مست

اے رسول پہونچا دے تو اس چیز کو کہ نازل کی گئی
ہے طرف تیرے پروردگار کی جانب سے علی کی باب
میں اور اگر نہ کر لگا تو تو نہیں پہونچایا تو نے اسکی
رسالت کو اور اللہ بچائے گا تجھ کو آدمیوں کے شر سے

۱۵۰ (خطاب امام محمد باقر علیہ السلام) شواہد النبوة ما عبد الرحمن جانی مطبوعہ مدینہ منورہ ۱۳۸۶ھ ۲۲۵۰ھ میں ہے محمد بن علی بن اکھین بن علی بن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم دے
امام پنجم است کینت دے ابو جعفر است و لقب دے باقر سنی بذلک لتبقہ فی العلم دہر و مدنیہ اور وی فاطمہ بود بنت الحسن بن علی رضی اللہ عنہما ولادت دے
در مدینہ بود و در جمیعہ سوم ماہ مفرستہ سبع و خسیں من الحرۃ پیش از قتل امیر المؤمنین حسین رضی اللہ عنہ بیہ سال و وفات دے در ۱۸۰۰ھ اربع عشر و مائتہ بود و سن
دے آنوقت پنجاہ و ہفت بود و قبری در بقیع است نزدیک پدر دے دے گفتہ است کہ ہر جا بر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ در آدم دہر دے سلام گفتہ
در وقتیکہ چشم دے پوشیدہ شدہ بود سلام مرا جواب داد و گفت تو کیستی گفت من محمد بن علی بن اکھین گفت اسے فرزند من بیشتر آئی بیشتر آدم
دست مرا بوسید پس میل کرد تا پاس مرا بوسد من دور شد من گفت ان رسول اللہ صلم یقرک السلام من گفت علی رسول اللہ السلام و رحمتہ اللہ
و بركاتہ پس گفت من چون بودہ است اسے جابر گفت روزے با رسول اللہ بود من علی اللہ علیہ وسلم مرا گفت اسے جابر ثناء یہ کہ تو بانی تآآن و حقہ کہ ملاقات
کنی با یکے از فرزندان من کہ ہے محمد بن علی بن اکھین گویند خداے تعالیٰ دے را نور و ملکوت خواہد داد دے را از من سلام برسان

۱۵۱ آئیے تبلیغ میں جیسے امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت سے حضرت علی کا نام ہے دے لیے ہی تفسیر در مشورہ سیوطی میں ابن مسعود کی روایت
میں اسم علی مبرور ہے دیکھو ص ۲۰۰ -

ما ارسل الله نبالا الى وانا
 صابن لكم سبب نزول هذه
 الامه ان جبرئيل صطالى
 صرا اثلثا ما مرني عن السلام
 رب وهو السلام ان اقوم
 في هذا المشهد فاعلم
 كل امض واسود ان علي بن
 ابي طالب احمي وصي وخبيني
 والامم من بعدى الذي حل محلتي
 محل هارون من موسى انا انزل لا نبى
 بعدى وهو وليكم من بعد الله رسول
 قد نزل الله تبارك وتعالى على بذاتك آية
 من كتابه انما وليكم الله ورسوله
 والذين امنوا الذين يقيمون
 الصلوة ويؤتون الزكاة وهم
 راكعون وعلى بن ابي طالب
 الصلوة واتى الزكاة وهو راكع
 يريد الله عز وجل في كل حال وسئلت
 جبرئيل ان يستعفى لي عن نبليغ
 ذلك اليكم احياء الماس لعلني
 بقله المتقين وكثرة المنافقين
 وادغال الاثمين وختل
 المستهزين بالاسلام الذين
 وصفهم الله في كتابه باخفهم

اے گروہ مردم میں حضور کیا میں سے ہو نبیائے میں اوس
 کے کہ جو اللہ تعالیٰ سے میں ملت نامہ سبب یہ ہے اور میں بیان
 کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جبرئیل میں تین مرتبہ اسے باس
 آئے رہے مرتبہ بعد سلام کے میرے پروردگار کے جانب
 سے کہ وہ ہمیشہ زندہ و سلامت ہے۔ یہ کہ جو کہ کرتے تھے کہ میں
 اس مجمع میں کھڑا ہوں اور آنگاہ کہ انہاں تک کہ اس کو رس
 اور کائنات کو یہی سب آدمیوں کو اس بات سے کہ علی بن
 ابیطالب میرا جانی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے میرے
 بعد امام ہے ابا امام کہ مرتبہ اسے مجھے مثل عارون
 کے ہے موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا
 اور وہ تھا راوی ہے بعد اللہ سے اور بعد اوس کے راوی
 کے اور تحقیق نازل کی ہے اللہ نیا تک تعالیٰ نے میرے
 اوپر اسکی ایک آیت اپنی کتاب میں ترجمہ آیت سوا اسکے
 نہیں ہے کہ وہی تھا اللہ اور اس کے رسول ہے اور وہ
 مومن ہیں کہ جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ کو
 حالت رکوع میں انتہی۔ اور علی بن ابیطالب نے قائم رکھا
 نماز کو اور دی زکوٰۃ در آنحالیکہ وہ رکوع کرنے والا تھا
 چاہتا تھا اللہ عزوجل کی خوشنودی کو ہر حال میں اور میں نے
 سوال کیا جبرئیل سے اس بات کا کہ معاف رکھے
 مجھ کو اللہ ہو بخانے سے اس حکم کے تمھاری طرف
 اے لوگو اس سبب سے کہ میں واقف تھا ساتھ قلت
 متقین کے اور کثرت منافقین کے اور مخالفت کرنے
 گنہگاروں کے اور فریب دینے مضحکہ کرنے والوں کے
 ساتھ اسلام کے کہ جسکی کیفیت اللہ نے انی کتاب میں

لہ جیسے حلیہ میں لفظ انھی دو معنی ہے وکیو اول بتلیت ص ۳۲۷
 علی اور لفظ والا نام من بعدی کے لئے دیکھو اشارہ لکھ شجر احسان بن ابی حمزہ

ص ۲۹ جو عین غریب پر پڑا گیا جس میں ہے نقال کہ تم با علی فاشی رضیک پ من بعدی اما تو ہا دیا ۱۶۔

سلسلہ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۷۲ میں ہے۔ وروی ابن مردودہ عن طریق سفیان الثوری عن ابی الحسن عن العساک عن ابن عباس قال کان علی بن ابیطالب قائما یصلی
 فمرسائل وہو راکی فاعطاه خاتمة فخرت انما ولیکم اللہ ورسوله الآیہ۔ اور روضۃ الندیہ سید محمد بن اسماعیل امیر صنعانی کے آخر ص ۱۷۱ میں ہے کہ کفہ شرف نازل آیت الولاۃ۔

يَقُولُونَ بِاللَّسْتُمْ مَالِيَسَ فِي قُلُوبِهِمْ
وَيُحِبُّونَهُ هَيْبًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ
عَظِيمٌ وَكَثْرَةُ آذَانِهِمْ فِي غَيْرِ
مَثَرَةٍ حَتَّى سَمِعُوا أَنفُسَهُمْ
أَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَمُرُّ بِآذَانِهِمْ
وَإِقْبَالِي عَلَيْهِ حَتَّى أَنزَلَ اللَّهُ عَزَّ
وَجَلَّ فِي ذَلِكَ قُرْآنًا وَمِنْهُمْ
الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ
هُوَ آذَنٌ قَتَلَ آذَنَ عَلَى الَّذِينَ
يُزْعِمُونَ أَنَّهُ آذَنٌ خَيْرٌ لَّكَمْ يُؤْمِنُونَ
بِأَنَّ اللَّهَ وَهُوَ يَوْمُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
وَلَوْ شِئْنَا لَنَزَّلْنَا الْحُجُومَ بِأَسْمَانِهِمْ
لَسَمِينًا وَإِنَّا وَاعٍ بِالْيَمِينِ
بِأَعْيَانِهِمْ لَا وَمَاتَ وَإِنَّا
أَدْلَى عَلَيْهِمْ لَدَلَّتْ وَكَتَبَتْ
وَاللَّهُ فِي أُمُورِهِمْ قَدِيرٌ
وَكَلَّ ذَلِكَ لَا يَرْضَى اللَّهُ مَعَهُ
إِلَّا أَن أَبْلَغَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ
الْمُرْتَدِّتِ عَلَيْهِ السَّلَامَ
يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ
مَا أَنزَلَ إِلَيْكَ مِنَ
رَبِّكَ فِي عَلَمٍ وَإِن لَّحَرَفَعَلْ
فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ
يُعِصْلِكَ مِنَ النَّاسِ

بیان فرمائی ہے اس طرح پر ترجمہ آیت کہتے ہیں وہ لوگ
ساتھ اپنی زبانوں کے جو کچھ دیکھے دلون میں نہیں پہنچتی
اور جانتے ہیں وہ لوگ اس بات کو آسان حال کہ وہ
نہا کے نزدیک گناہ عظیم ہے اور ان لوگوں نے
اکثر مجھ کو اذیت دی ہے یہاں تک کہ میرا نام اذن کھا
اور گمان کیا کہ میں ایسا ہوں بسبب کثرت ملازمت
علی کے میرے ساتھ اور میرے متوجہ ہونے کے ادنیٰ
سرت بیان تک کہ نازل کیا اللہ تعالیٰ نے اس باب
میں قرآن ترجمہ آیت اور بعضہ او نہیں منافقون
میں سے اذیت دیتے ہیں بنی کو اور کہتے ہیں کہ وہ
کان ہے یعنی لوگوں کا گمان لیتا ہے کہ اے محمد
اذن بنا ہوا ان لوگوں کے کہ گمان کرتے ہیں کہ وہ
اذن ہے بہتر سے واسطے تمہارے ایمان لاتا ہے ساتھ
اللہ کے اور یقین کرتا ہے مومنوں کی بات کا انتہی
اور اگر میں چاہتا کہ ان لوگوں کا نام بتا دوں تو
البتہ بتا دیتا اور اگر میں چاہتا کہ ان اشخاص کی
طرف اشارہ کروں تو البتہ اشارہ کرتا اور اگر میں
چاہتا کہ ان لوگوں سے آگاہ کروں تو البتہ آگاہ
کرتا اور ان لوگوں کے کام میں میں نے ہزرگی
کی یعنی ان لوگوں کے نام کا اظہار نہیں کیا بہر حال
اللہ مجھے رہنمائی فرماتا ہے اس بات کے کہ پہنچا
دون میں اس حکم کو کہ نازل کیا ہے اللہ نے
میری طرف بعد اس کے حضرت نے یہ آیت پڑھی ترجمہ
آیت ہے رسول جو بخدا سے تودہ حکم کہ نازل کیا گیا ہے
میری طرف تیرے پروردگار کے جانب سے علی کے باب
میں اور اگر نہ کرے تو میں پہنچاؤں تیرے تو نے رسالت
ادنیٰ اور اللہ بخائیگا تجھ کو لوگوں کے شر سے اتنی

پس آگاہ ہوا ہے گروہ مردم کہ تحقیق اللہ نے نصب کیا ہے اوسکو واسطے تمھارے ولی اور امام کہ فرض ہے طاعت اوسکی اور پرہیز جہن کے اور انصار کے اور اوپر تابعین کے واسطے اون کے ساتھ احسان کے اور اوپر بادیہ نشین کے اور حاضر کے اور اوپر غمی کے اور عربی کے اور اوپر آزاد کے اور غلام کے اور اوپر چھوٹے کے اور بڑے کے اور اوپر گورے کے اور کاسے کے اور اوپر ہر مودے جاری ہے حکم اوسکا جائز ہے قول اوسکا نافذ ہے امر اوسکا لعنت کیا گیا ہے وہ شخص کہ اوسکی مخالفت کرے رحم کیا گیا ہے وہ شخص کہ جو اوسکی متابعت کرے مومن ہے وہ شخص کہ اوسکی تصدیق کرے پس تحقیق بخشد یا اللہ نے اوسکو اور اوس شخص کو کہ جو اوسکی بات سنے اور اوسکی طاعت کرے۔

اسے گروہ مردم تحقیق یہ اخیر کھڑا ہوتا ہے کہ کھڑا ہوں میں اس مجمع میں پس سنو تم اور اطاعت کرو تم اور انقیاد کرو تم واسطے اپنے پروردگار کے حکم کے اس سبب سے کہ تحقیق اللہ عزوجل تمھارا مولیٰ ہے اور تمھارا معبود ہے پھر اس کے بعد رسول محمد تمھارا ولی ہے کہ قائم ہے خطاب کرنے والا ہے واسطے تمھارے پھر میرے بعد علی تمھارا ولی ہے اور امام ہے تمھارے پروردگار کے حکم سے بعد اوس کے امامت میری ذریت میں ہے کہ جو اولاد سے علی کے ہے اوسدن تک کہ ملاقات کرو گے تم اسد کو اور اوس کے رسول کو یعنی قیامت تک نہیں ہے کوئی حلال مگر جو کچھ کہ حلال کیا ہے اوسکو اسد نے اور نہیں ہے کوئی حرام مگر جو کچھ کہ حرام کیا ہے اوسکو اسد نے بتا دیا ہے مجھ کو اللہ نے

فاعلموا یا معشر الناس ان الله قد نصب لكم وليا واما ما مفترضا طاعتا على المهاجرين والانصار وعلى التابعين لهم باحسان وعلى البادية والحاضر وعلى الاعجمي والعربي والحر والمملوك والصغير والكبير وعلى الابيض والاسود وعلى كل موحد ماض حكمه جائز قوله نافذ امره ملعون من خالفه من جو من تبعه مومن من صدقه فقد غفر الله له لو من سمع منه واطاع له

سینہ (۵) سنہ

معاشر الناس انه اخر مقام اقومه في هذا المشهد فاسمعوا واطيعوا والنقادوا لا امر ربكم فان الله عزوجل هو مولكم والھكم ثم من دونہ رسولہ محمد وليکم القائل الخاطب لکم ثم من بعد علی لیکم واما مکم بامر ربکم ثم الامامة فی ذریتي من ولدہ الخ یوم تلقون الله ورسوله لا حلال الا ما احل الله ولا حرام الا ما حرمه الله عترفنی الحلال والحرام وانا افضیت بما علمنی

رجی فی کتابہ وحلالہ وحرامہ
الیہ

معاشر الناس ما من علمہ الا وقد
احصاه اللہ فی وکلی علم علمت
فقد احصیہ فی امام المتقین وما
من علمہ الا علمتہ علیا و
ہو الامام المبین

حلال اور حرام اور میں نے پورا پورا جو کچھ سکھایا تھا
مجھ کو میرے پروردگار نے اپنی کتاب سے اور حلال اور
حرام سے طرف اسی علی کے اے گروہ مردم نہیں
ہے کوئی علم مگر یہ کہ تحقیق احاطہ کیا ہے اور سکھانے
مجھ میں اور ہر علم کہ میں سکھایا گیا ہوں پس تحقیق
احاطہ کر دیا ہے میں نے اور سو بیچ امام متقین کے اور
نہیں ہے کوئی علم مگر سکھایا ہے میں نے وہ علی کو
اور وہی علی امام مبین ہے۔

اے گروہ مردم نہ پہلو اوس سے اور نہ ہواگو
اوس سے اور نہ سرکشی کرو تم اوسکی ولایت سے
پس وہ ایسا ہے کہ ہدایت کرے گناہوں سے حق کے
اور عمل کرے گناہوں کے اور دفع کرے گناہوں کو
اور منع کرے گناہوں سے اور نہ روکے گی اور سکھائے
کے باب میں ملاست ملاست لانے والے کی بعد اوسکے
آگاہ ہو کہ علی پہلے سب سے ایمان لایا ہے ساتھ اللہ
کے اور اوسکے رسول کے اور وہی ایسا ہے کہ فدا کیا
اوس نے رسول پر اپنے نفس کو یعنی شب ہجرت
اور وہی ایسا ہے کہ رسول خدا کے ساتھ تھا جبکہ کوئی
نہ تھا کہ عبادت کرتا اللہ کی ساتھ اوسکے رسول کے
مردوں سے سوا اسی علی کے

اے گروہ مردم فضیلت دو اوسکو پس تحقیق
فضیلت دی ہے اوسکو اللہ نے اور قبول کرو تم اوسکو
پس تحقیق نصب کیا ہے اوسکو اللہ نے۔ اے گروہ
مردم تحقیق وہ امام ہے اللہ کی جانب سے اور ہر گونہ
توبہ قبول کرے گناہوں کی کہ جو اوسکی ولایت
کا انکار کرے اور نہ خجستے کا اللہ اوس انکار کرے نیز الیکو
حتماً واجب ہے اللہ پر کہ انکار نہ کرے اوس شخص کے

معاشر الناس لا تضلوا عند ولا
تنفروا منه ولا تستکفوا من
ولا یترفہوا لذل یمیدی الی الحق
و یعمل بد و یتزہق الباطل و
ینہی عنہ ولا تاحذہ فی اللہ لومۃ
لانہ ثمانہ اول من امن با اللہ
ورسولہ و ہوا لذل یمیدی رسولہ
بنفسہ و ہوا لذل یمیدی کان مع
رسول اللہ ولا اسعد یعبد اللہ مع
رسولہ من الرجال غیرہ

معاشر الناس فضلوہ فقد فضلہ
اللہ و اقبلوہ فقد نصبہ اللہ
معاشر الناس انہ امام من اللہ و
لن یتوب اللہ علی احد انکر ولا یتہ
ولن یعفرا اللہ حتما علی اللہ ان
یفعل ذلک من خالف امرہ فیہ وان
یعذ برعدہ ابانکر ابدا لا بآد و

کہ جو اس کے حکم کی مخالفت کرے علی کے باب میں اور
یہ کہ عذاب کرے اس مخالفت کرنے والے کو
عذاب سخت ہمیشہ اور ہمیشہ پس ڈرو تم لوگ اس
بات سے کہ مخالفت کرو تم اس کی پس داخل ہو گے
تم ایسی آگ میں کہ ایندھن اس کا آدمی ہیں اور
پتھر ہیں یہاں کی گئی ہے وہ آگ واسطے کافروں کے
اے لوگو میرے ساتھ واللہ بشارت دیئے گئے
ہیں پہلے لوگ نبیوں سے اور رسولوں سے اور
میں خاتم الانبیاء والمرسلین ہوں اور حجت ہوں
تمام مخلوقات پر خواہ آسمانوں کے رہنے والے ہوں
خواہ زمینوں کے اور جو شخص کہ شک کرے اس باب
میں پس وہ کافر ہے مثل کفر زانہ جاہلیت کے کہ جو
پہلے تھا اور جو شخص کہ شک کرے کسی شے میں میرے
اس قول سے پس تحقیق شک کیا اس نے کل میں
اویسی اہمیت سے اور شک کرنے والا اس میں جو ہے
اس کے لئے آتش دوزخ ہے۔

اے گروہ مردم عطا فرمائی ہے مجھ کو اللہ نے یہ
فضیلت در آنجا لیکہ منت ہے اس کے جانب سے
اوپر میرے اور احسان ہے اس کے جانب سے میری
طرت اور نہیں ہے کوئی مبدود سوا اس کے اویسی کے
واسطے حمد ہے میری جانب سے ہمیشہ اور ہمیشہ
اوپر ہر حال کے۔

اے گروہ مردم فضیلت دو تم علی کو اس سبب
سے کہ وہ افضل ہے سب آدمیوں سے میرے بعد
خواہ مرد ہوں خواہ عورت ہمارے ہی سبب سے
نازل کرتا ہے رزق کو اور ہمارے ہی سبب سے
باقی ہے خلق لعنت کی گئی ہے لعنت کی گئی ہے

دھر الدھور فاحذروا
ان تخافوا فتصلوا نارا
وقودھا الناس والحجارة
اعدت للكافرين x x
x x x x
ایہا الناس لی واللہ بشر
الاولون من النبیین والمرسلین
وانا خاتم الانبیاء و
المرسلین والحجۃ علی جمیع
المخلوقین من اهل السموات
والارضین ومن شک فی ذلک
فہو کافر جاہلیۃ الاولی
ومن شک فی شئ من قولی فقد شک
فی کل منہ وانشا علی ذلک علی النار

معاشر الناس جانی اللہ بھذہ
الفضیلة منا من علی و احسانا
منہ الی ولا الہ الا هو لہ الحمد
متی ابد الابدین و دھر
الدھرین علی کل حال

معاشر الناس فضلو علیا
فانہ افضل الناس بعدی من
ذکر و انشی بنا انزل اللہ الرزق
و یبقی الخلق ملعون ملعون مغبون
مغضوب علی من رد قولی هذا

وان لحریر وفقہ الا ان جبرئیل
خبرنی عن اللہ تعالیٰ بذلک
وبقول من عادی علیا و لحر
یتولہ فعلیہ لعنتی و غضبی
فلتنظر نفس ما قدمت لغد
واتقوا اللہ ان تخالفوه فتزل
قد مر بعد ثبوتها ان اللہ خبیر
بما تعلمون

x x x x
x x x x
x x x x

معاشرا الناس انہ جنب
اللہ الذی ذکر فی کتابہ
فقال لقلل ان تقول یا
حسرتی علی ما فرطت فی
جنب اللہ - معاشرا الناس
تدبر القرآن و افہموا آیاتہ
والنظر و الی حکماتہ ولا
تتبعوا ملشا بہر فواللہ لن یبیتن
لکم زواجرہ ولا یوضح لکم تفسیرہ
الا الذی انا اخذ بیدہ و مصعلا
الی و شائل بعضدہ و معلکم
ان منکنت مولاہ فہذا علی
مولاہ و هو علی بن ابیطالب اخی
و وصیی و مولا لا تدر من اللہ عز و
جل انزلہا علی

معاشرا الناس ان علیا و بن
الطیبین

غضب کیا گیا ہے غضب کیا گیا ہے اس شخص پر
کہ جو میرے اس قول کو رد کرے اور اس سے موافقت
نکرے آگاہ ہو تحقیق جبرئیل نے خبر دی ہے مجھ کو اللہ تعالیٰ
کی طرف سے ساتھ اس بات کے کہ اسد فرماتا ہے کہ جو
شخص دشمن رکھے گا علی کو اور نہ دوست رکھیگا
اور سکو پس اس کے اوپر لعنت میری ہے اور غضب
میرا ہے پس چاہئے کہ نظر کرے ہر نفس یعنی ہر شخص
کہ کیا آگے بھیجنا ہے واسطے کل کے یعنی واسطے رزق
قیامت کے اور درود تم اسد کو اس بات سے کہ مخالفت
کو و تم اس کی پس نفرت کش کھائیگا قدم بعد اس کے ثابت
ہونے کے تحقیق اسد جانتا ہے جو کچھ کہ تم کرتے ہو۔
اے گروہ مردم تحقیق وہی علی جنب اللہ ہے کہ
کہ جسکا ذکر کیا ہے اسد نے اپنی کتاب میں پس فرمایا
ہے (ترجمہ) ایسا نہ کہ کہے کوئی نفس کہ کیا افسوس
ہے اس بات پر کہ تفسیر کی میں نے جنب اللہ میں۔
اے گروہ مردم غور سے دیکھو قرآن کو اور سمجھو اس کی
آیتوں کو اور نظر کرو اس کے حکمت کی طرف اور نہ پیری
کر و اس کے منشاہات کی پس واسد نہ بیان کرے گا واسطے
تھارے اس کے حکمون کو اور نہ واضح کرے گا واسطے
تھارے اس کی تفسیر کو مگر یہ شخص کہ میں اس کے ہاتھ
کو پکڑے ہوئے ہوں اور اس کو بلند کئے ہوئے ہوں
اپنی طرف اور اس کے بازو کو اٹھائے ہوئے ہوں اور
نکو اس بات کا بتانے والا ہوں کہ میں جسکا مولیٰ ہوں پس
علی بھی اسکا مولیٰ ہے اور یہ علی بن ابیطالب میرا بھائی ہے
اور میرا وصی ہے اور ولایت اس کی اسد عز و جل کی طرف
سے ہے کہ اس نے میرے اوپر نازل کی ہے۔

اے گروہ مردم تحقیق علی اور پاکیزہ لوگ میری

اولاد میں سے وہی ثقل اصغر بن اور قرآن ثقل اکبر
 ہے پس ہر ایک خبر دینے والا ہے اپنی ساتھی سے موافق
 ہے واسطے اس کے یعنی قرآن اہلیت کے مراتب کی خبر دینے
 والا ہے اور اہل بیت قرآن کے معنی بیان کرنے والے
 اور یہ دونوں ایک دوسرے سے موافق ہیں ہرگز نہ جدا
 ہونگے یہ دونوں یا تنک کہ وارد ہوں میرے پاس
 حوض کوثر پر یہ لوگ امین ہیں خدا کے اور اس کی خلق میں اور
 حکیم ہیں اور اس کی طرف سے اور اس کی زمین میں آگاہ ہو کہ تحقیق
 کہ انا کیا میں نے رسالت کو آگاہ ہو کہ تحقیق پہونچا یا میں نے
 آگاہ ہو کہ تحقیق سنا دیا میں نے آگاہ ہو کہ تحقیق واضح
 کر دیا میں نے آگاہ ہو کہ تحقیق امد عزوجل نے فرمایا ہے
 اور میں کہتا ہوں امد عزوجل کے جانب سے کہ آگاہ ہو کہ
 تحقیق نہیں ہے کوئی امیر المؤمنین سوا میرے اس بھائی کے
 اور زمین حلال ہے امارت مومن کی بعد میرے واسطے
 کسی شخص کے سوا اس کے (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے
 ہیں کہ) بعد اس کے رسول خدا نے اپنے ہاتھ سے علی علیہ السلام کا
 بازو پکڑا پھر ان کو بلند کیا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وآلہ جب سے کہ منبر پر تشریف لے گئے تھے علی کو اٹھائے ہوئے
 تھے یہاں تک کہ آپ کے پانوں رسول خدا کے زانو کے برابر ہو گئے
 بعد اس کے فرمایا رسول خدا نے کہ اسے گروہ مردم پہ علی ہے میرا
 بھائی اور میرا وصی اور یاد رکھنے والا میرے علم اور خلیفہ

من ولدی هم الثقل
 الا صغرو والقراک الثقل الا کبر
 فکل واحد منهم منبئ
 عن صاحب موافق له
 یفترقا حتی یرد اعلیٰ الحوض
 هم امتاء الله فی خلقه و
 حکماء فی ارضه لا وقد احدث الا
 وقد بلغت الا وقد اسعت الا
 وقد اوضحت الا وان الله عزوجل
 قال وانا قلت عن الله عزوجل
 جل الا انذلیس امیر المؤمنین
 غیراخی هذا ولا خلی امرأۃ
 المؤمنین بعدی لاحد غیرہ
 ثم ضرب بیدہ الى عضدہ
 فرفعہ وکان من ذاول
 ما سعد رسول الله صلی الله علیہ
 وآلہ وسلم شال علیا حتی
 صارت رجلہ مع رقبۃ رسول الله
 صلی الله علیہ وآلہ ثم قال معاشر الناس انا اخی
 ووصی وواعی علی وخلیفتی علی امتی و
 علی تفسیر کتاب الله عزوجل والدا

صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت علی کے ہاتھ مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زانو کی اقدس تک پہونچ گئے تھے ویسے ہی دیگر خطبہ تاریخ روضۃ الصفا ص ۱۱۱-۱۱۲
 ص ۱۱۱ اس خطبہ مبارک میں دعا علی علیہ السلام کا ہے۔ اور اس نغمہ مبارک کے ثبوت میں خود کلام الہی ناطق ہے جیسا کہ سورہ احکا میں ہے قیما اذن داعیہ یعنی
 تاکہ یاد رکھیں اس نصیحت کو ایسے کان کہ جو سننے والے اور یاد رکھنے والے ہیں اکثر تفاسیر میں آئے مبارک سے مراد گوش مبارک علی علیہ السلام ہیں چنانچہ تفسیر درمنثور رسول علی
 جلد ۱ ص ۱۱۱ ہے الخیر سمیع بن عمرو ابن جریر وابن القدر وابن الجراح وابن مردودہ میں کھول قال لما نزلت وقیما اذن داعیہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت ربی ان یجعلہما
 اذن علی قال کھول فلکان علی یقول یا سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیمتہ انہ وحفاظ حدیث نے کھول سے روایت کی ہے کہ جب وقت نازل ہوئی یہ آیت وقیما اذن داعیہ
 فرمایا رسول خدا نے کہ میں نے سوال کیا ہے اپنے پروردگار سے اس بات کا کہ گردانے اور کانون کو کہ جسکی صفت اس آیت میں ہے کان علی کے کھول نے کہا ہے کہ علی کہتے تھے
 کہ میں نے رسول خدا سے کوئی بات نہیں سنی کہ جسکو کھول گیا ہوں۔

الیہ والعامل بما یرضاه والمحاب
لاعدائکم والموالی علی طاعتہ و
الناہی عن معصیتہ خلیفۃ رسول اللہ
وامیر المؤمنین واما مراہادی
وقاتل الناکثین والقاسطین
والمارقین بامر اللہ اقول
ما یبدل القول لدی بامر
ربی اقول اللهم وال من
والاہ وعاد من عاداہ والحق
من انکرہ واغضب علی
محمد حقہ اللهم انک انزلت علی
ان الامامۃ بعدی لعلی ولایک
عند تبائی ذلک ونصبی ایماہ
بما اکملت لعبادک من
دینہم واتممت علیہم بنعمتک
ورضیت لہم الاسلام دینا
فقلت ومن یتبع غیر الاسلام
دینا فلن یقبل منہ وهو فی
الآخرۃ من الخاسرین اللهم الخ
اشہدک وکفی بک شہیدا
الخ قد بلغت

معاشر الناس انما اکمل اللہ

میری امت پر اور تفسیر کتاب اللہ عزوجل پر اور ہانے
والاطاعت اوسکے اور علی کو نبوالا ساتھ اوس چیرے کے کہ اندر
راضی رکھے اور لڑنے والا دشمنان خدا سے اور یاری کرنے
والاطاعت خدا پر اور منع کرنے والا اوسکی معصیت سے
خلیفہ رسولی کا اور امیر مومنون کا اور امام ہدایت
کرنے والا اور قتل کرنے والا ناکثین اور قاسطین ومارقین
کا حکم خدا کتابوں میں کہ نہیں بدلی جاتی ہے بات میرے
پاس ساتھ حکم پروردگار میری کے کتابوں میں کہ لے
اشدد دست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن
رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو اور لعنت کر اوس شخص
پر جو انکار کرے اوسکا اور غضب نازل کر اوس شخص پر
جو انکار کرے اوسکے حق کا اے اللہ تحقیق تو نے نازل کیا
اوپر میرے یہ امر کہ امامت بعد میرے واسطے علی کے ہے کہ
جو تیرا ولی ہے قریب بیان کرنے میرے کے اس بات کو اور
نصب کرنے میرے کے اوسکو یہ سبب اس کے کہ کامل کیا تو نے
واسطے اپنے بندوں کے اوندکے دین کو اور تمام کیا تو نے
اون پر اپنی نعمت کو اور راضی ہوا تو اون سے از دین
دین اسلام کے پس فرمایا تو نے ترجمہ آیت اور جو شخص کہ
طلب کرے سوا اسلام کے کوئی دین تو نہ قبول کیا جائیگا
اوس سے اور وہ شخص آخرت میں ہے نقصان پانے
والا اے میرے اسد میں شکو گواہ کرتا ہوں اور
تو کافی گواہ ہے کہ تحقیق پہونچا دیا میں نے تیری بحالت کہ
اے گروہ مردم سوال اس کے نہیں ہے کہ کامل کیا ہو

۱۔ سورۃ القربی سید علی ہمدانی کے مودۃ راہب میں حدیث ششم میں ہے۔ ومن خلیفۃ قال قال رسول اللہ لو علم الناس ان علیا منی امیر المؤمنین انکروا
فصلہ سمی امیر المؤمنین وادم بین الروح والجسد۔ اور خلیفہ سے مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ علی کبیر المؤمنین کے نام زد ہوئے تو
کبھی انکی فضیلت کا انکار نہ کریں علی ابیوقت امیر المؤمنین کے نام سے نام زد ہوئے جبکہ آدم علیہ السلام لدوح اہ بدن کے درمیان تھے۔
۲۔ قال ابن الاثیر فی النہایۃ الناکثین اصحاب بکمل دار القاسطین اہل صفین والمارقین انھما راجع ابن اثیر نہایت میں لکھتے ہیں کہ ناکثین سے اہل جمل اور
قاسطین سے اہل صفین اور مارقین سے خوارج مراد ہیں۔

عز وجل دینکم بامامہ فن
لحر یؤا تم بر و بہن یقوم مقامہ
من ولدی من صلبہ الے
یوم القیامۃ والعرض علی اللہ عز و
جل فا و آتک الذین حبطت
اعمالہم وفی النار ہم
خالدا ون لا یخفف عنہم العذاب
ولا ہم ینظرون

اللہ عز وجل نے تمہارے دین کو بسبب اوسکے امامت
کے پس جو شخص نہ امام سمجھے اوسکو اور اوس شخص کو کہ جو
اوسکا قائم مقام ہو میری اولاد میں سے کہ جو علی کے پشت
سے ہوگی قیامت تک اور اوسدن تک کہ سامنے ہونگے
لوگ اللہ عز وجل کے پس یہ لوگ کہ جو علی اور اوسکی اولاد
کو امام نہ سمجھیں ایسے لوگ ہیں کہ برابر ہونگے اعمال اوسکے
اور آتش جہنم میں وہ لوگ ہمیشہ رہنے والے ہیں نہ کم کیا جائیگا
اون سے عذاب در نہ وہ ملت دیئے جائینگے۔

معاشر الناس حدی الصرکم
بی واحکم فی واقربکم الی واعز
کہ علی واللہ عز وجل وانا عنہ
راضیان وما نزلت آیت رضی
آلافیہ وما خاطب اللہ الذین
امنوا الا بدایۃ ولا نزلت
آیت المدح فی القرآن الا فیہ
ولا شہد اللہ بلجنة فی ہل لک
علی الانسان الا لہ ولا انزلہا فی
سواہ ولا مدح بها غیرہ

اے گروہ مردم یہ علی ہے کہ تم سے زیادہ میری مدد کرنے
والا ہے اور تم سے زیادہ میرے اوپر ادس کا حق ہے اور تم سے
زیادہ میرا قریب ہے اور تم سے زیادہ مجھ کو عزیز ہے اور اللہ
عز وجل اور میں دونوں اوس سے راضی ہیں اور نہیں نازل
ہوئی کوئی آیت رضامندی کی مگر اوسکے باب میں اور نہیں
خطاب کیا اللہ نے مومنوں سے مگر ابتدا کے ساتھ اوسکے اور
نہیں نازل ہوئی کوئی آیت مدح کی قرآن میں مگر اوس کے
باب میں اور نہیں گواہی دی اللہ نے ساتھ جنت کے
پنج سورہ حل آئی کے گرد اسطے اوسکے اور نہیں نازل کیا
اللہ نے اس سورہ کو سوا اوسکے اور کسی کے باب میں اور نہیں
مدح کی اللہ نے ساتھ اس سورہ کے اور کسی کے غیر کے۔

معاشر الناس سیکون من
بعدی ائمتہ یدعون الی النار و
یوم القیامۃ لا ینصرون معاشر الناس

اے گروہ مردم عنقریب ہونگے میرے بعد ایسے امام کہ
ہائینگے طرف آتش و دوزخ کے اور ہر روز قیامت نہ مدد کئے
ہائینگے وہ لوگ اے گروہ مردم تحقیق اللہ اور میں اداں کو کئے

۱۔ یہ سورہ ہل آئی علی انسان مکی آیت و یطعمون الطعام علی حبہ و مسکینا و یتیماد سیرا و قہ ہے۔ شبلی صاحب اپنے سمیرت الہی حصہ اول ص ۳۴۴ میں صرف اس قدر لکھتے
ہیں قرآن مجید میں جہاں خدائے بندگان خاص کے اوصاف بتائے ہیں وہاں فرمایا ہے (و یطعمون الطعام علی حبہ و مسکینا و یتیماد سیرا) چو کہ یہ سورہ مبارکہ خاص
جانب میرالمومنین علی علیہ السلام کے شان میں اتر چکی ہے شبلی صاحب بندگان خاص لکھا کر گئے جانا کہ عقد الفریض میں جہاں اوس منسہد مشافروہ کا ذکر ہے جس میں مولانا شہر
ایک طرف اور جالیس فقہا مشاہیر کا مقابل تھا اوس میں سورہ ہل آئی کا خطاب علی علیہ السلام کے شان میں نازل ہونا قبول کیا گیا ہے۔ اور تفسیر درمختار ص ۳۷۷
م ۱۹ مطبوعہ مدینہ حدیث ہے و اخرجہ ابن مردودہ عن ابن عباس فی قولہ و یطعمون الطعام علی حبہ الآیۃ قال نزلت ہذا آیۃ فی علی بن ابیطالب و فاطمہ زہرا
رسول اللہ سلم۔ یہی مضمون تفسیر فتح القدیر شوکانی حصہ چارم میں ہے۔ یاد کی تفسیر الی سورہ ہادی ہادی و لا ۳۲ و تفسیر الخازن ص ۳۱۵ و تفسیر البیضاوی ص ۳۱۵ و تفسیر البیضاوی ص ۳۱۵
۱۳۱۵ھ

دونوں بری ہیں۔

ان الله وانا برئان منهم۔

معاشر الناس ان الله قد امرني

ونهاى وقد امرت عليا و

نهيتہ فلم الامر والمنهى من

ربه عز وجل فاسمعوا لامره تسلموا

واطيعوه تهتدوا وانتهى الخبير

ترشدوا وصبروا الى مراده

ولا تتفرق بكم السبل عن سبيله

انا الصراط المستقيم الذى

امرکم باتباعى ثم على من

بعدى ثم ولدى من صلبه ائمة

يهدون الى الحق وبعيدون

ثم قرأ محمداً الله عليه وآله وسلم

الحمد لله رب العالمين الى اخرها وقال

في نزلات وفيهم نزلات ولهم عمت و

باياهم حصت اولئک اولياء الله لا

خوف عليهم ولا هم يحزنون الا ان

حزب الله هم الغالبون + + + +

معاشر الناس القرآن يعرفكم

ان الائمة من بعده ولدا وعرفتكم انه

مضى وانا منه حيث يقول الله عز وجل

اے گروہ مردم تحقیق اسد تکمیل کو فرمایا اور نبی

فرمائے اور میں نے علی کو امر کیا اور نبی کی پس جان لیا اور سے

امر نبی کو اپنے پردہ دگار عز وجل کی طرف سے پس سنو تم لوگ

اوس کے حکم کو تاکہ سالم رہو تم اور اطاعت کرو تم اوسکی

تاکہ ہدایت پاؤ تم اور باز جو تم سبب اس کے منع کرنے

کے پس رشد پاؤ تم اور جاؤ تم طرف اس کے مراد کے اور نہ

مستغرق کروین تم کو راستے اوس کی علی کی راہ سے میں مراد قائم

ہوں کہ حکم کیا ہے اسد تکمیل پیری پیری کوئے کا پھر علی سے

بعد صراط مستقیم ہی پیری اولاد ہے جو علی کی پشت سے

ہے وہ لوگ ایسے لہم ہیں کہ ہدایت کر گئے ساتھ حق کے اور

ساتھ اوس حق کے عدل کر گئے بعد اس کے پڑا حضرت نے

اکھدہ رب العالمین آخر سورہ تکوین و فرمایا کہ میرے باب

میں یہ سورہ نازل ہوا ہے اور دوا نہیں آئیں گے کے باب میں

نازل ہوا ہے اور ان کے واسطے عام ہے اور انہیں کیلئے

مخصوص ہے وہ لوگ دوست ہیں خدا کے کہ نہ خوف

ہے اور نہ پر اور نہ وہ لوگ غلین ہوئے یعنی قیامت میں

آگاہ ہو کہ تحقیق گروہ اسد کا جو ہے وہی لوگ غالب ہیں

اے گروہ مردم قرآن بتا لے تم کو کہ تحقیق ائمہ بعد

اس کے اوسکی اولاد سے ہونگے اور میں نے بھی تم کو بتایا

دیا ہے کہ وہ یعنی علی مجھے ہے اور میں اوس سے ہوں

سطح یہ حصہ خطبہ مبارک کا آخر ہے کہ یہ سورہ انعام کے اس آیت کی تفسیر میں ہے۔ و ان قام علی مستقیماً فاجود ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ اللہ یہ (میں کیلئے) کہ بھی میرا سیدھا راستہ ہے تو اوس پر چلے جاؤ اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تم کو خدا کے راستے سے بھٹکا کر متفرق کر دیں گی چنانچہ تفسیر فتح البیان مولوی صدیق حسن خان مدظلہ جلد سوم میں ہے۔ اخرج احمد وابن حمید والبخاری وابن المنذر وابن ابی حاتم والبیہقی والحاکم ومحمد وابن مردويه عن ابن مسعود قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ثم قال ہذا سبیل اللہ مستقیماً ثم خطبوا عن ابن مسعود ثم خطبوا عن شامہ ثم قال وہذا سبیل اللہ ثم قرأہ اذ کانہ یقول ان ابن عباس سبیل اللہ مستقیم۔ یعنی امام احمد وابن حمید والبخاری وابن المنذر وابن ابی حاتم والبیہقی والحاکم اور ابن مردويه نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ کتاب سالتہ سلم لیک سیدہ اُمّہ کھینچا اور فرمایا کہ یہ راہ خدا ہے جو سیدھی ہے پھر کہ خطبہ دیا ہے بائیں کھینچے اور فرمایا کہ یہ وہ راستہ ہیں کہ میں پر شیطان مسلط ہے اور انہی طرف دعوت دیتا ہے پھر اس آیت کی تفسیر فرمائی ابن عباس نے کہا کہ اس سے گمراہی کے راستے مراد ہیں۔ اور اسی آیت کی تفسیر میں امام قندوزی مفتی اپنے بیاض المودۃ صلا مطبوعہ اسلامبول مستطاب میں لکھتے ہیں ان المناقب من محمد الما ترقی وجعل الصادق علیہ السلام قالا الصراط المستقیم امام علی علیہ السلام سبیلہ وکن سبیلہ۔

وجعلها كلمة باقية في عقبه وقلت
 لن تضلوا ما تمسكتم بهما + + + +
 جس جگہ کہ فرمایا ہے اللہ عزوجل نے کہ گراما ابراہیم نے اوسکو
 ایسی بات کہ جو باقی رہنے والی ہے اوسکی اولاد میں اور کہہ
 چکا ہوں میں کہ نہ گمراہ ہو گئے تم لوگ جب تک کہ تمسک کرو گے
 تم ساتھ او نہیں دو دونوں کے یعنی ساتھ قرآن ادا اہل بیت کے
 اے گروہ مردم جو شخص اطاعت کرے اللہ کی اور اوسکے
 معاشر الناس من یطعم الله و
 رسولہ وعلیہ واولیہ الذین ذکرکم
 رسول کی اور علی کی اور ان اماموں کی کہ ذکر کیا ہے میں نے
 اور انکے تحقیق رنگارنگی پائی اوسنے رنگاری عظیم۔
 فقد فاز فوزا عظیما۔

جس طرح رسول خدا نے حضرت علی کے بارے میں فرمایا ہے کہ علی مجھے ہے اور میں علی سے ہوں ویسے ہی حضرت امام حسین
 علیہ السلام کے بارے میں بھی وارد ہے چنانچہ صحیح ترمذی ابواب المناقب میں ہے۔

قال الترمذی حدثنا الحسن بن عرفة نا اسمعيل بن عیاش عن عبد الله بن عثمان بن خثیم عن
 سعید بن راشد عن یعلی بن مرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم حسین منی وانا من
 حسین ارجو ان لا یفصل بیننا یومئذین احسن من یومئذین احسن ترمذی نے کہ حدیث کی ہے حسن بن عوف نے اسمعیل بن عباس
 سے کہا اوس نے حدیث کی ہے عبد اللہ بن عثمان بن خثیم نے سعید بن راشد سے اوس نے یعلی بن مرہ سے کہ فرمایا رسول خدا نے حسین مجھے
 ہے اور میں حسین سے ہوں دوست رکھتا ہے اللہ اوسکو جو حسین کو دوست رکھتا ہے حسین ایک سبط ہے اسباط سے یہ حدیث حسن ہے
 اسباط جمع ہے یعنی نوزند حسین کے اسباط ہیں اور حضرت امام حسینؑ ایک سبط ہیں یہ دس ہوئے اور ان جناب کے بڑے بھائی
 حضرت حسن علیہ السلام یہ سبط اکبر ہیں جو مع اپنے پدر جناب علی علیہ السلام ابوسبطین کے اثنا عشر ائمہ ہو گئے یہی سب کے سب
 صراط مستقیم ہیں جیسا کہ حضرت پیغمبر صلوات اللہ علیہ وآلہ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے۔

چنانچہ مابذل رحمہ اللہ نے جو خطبہ مبارکہ کو نظم کیا ہے اس موقع کی یہ نظم نقل کی جاتی ہے۔

منم ایہا الناس آن مستقیم	صراطی کہ پروردگار علیم	بہ تمیعت آن شدہ رہنما کے	بود از پئے من علی پیشوا کے
چنین از پئے او ہماں چند تن	کہ از صلب ویند اولاد من	تحقیق باشند امامان دین	بحق رہنمائے عدالت گزین
وزان بعد اکھدرا با تمام	نخواند و بفرمود خیر الامام	کہ نازل شد این سورہ شان	بشان ہماں جانشینان من
در ایشان بود عام و از بہر شان	بود خاصے شرکت گیران	کہ ایشان بودند اولیائے خدا	بر آن سرور آن حق بود دردا
نباشند محمد نیز اندو ہناک	کہ بودند حکم زردان پاک	بدانید اے مردمان آشکار	کہ غالب بود لشکر کردگار

ارشاد پیغمبر سے خود حضرت کا صراط مستقیم ہونا اور بعد رسول خدا جناب علی اور انکی اولاد کا صراط مستقیم ہونا یعنی سورہ فاتحہ کا محمد
 وآل محمد کے شان میں نازل ہونا اور انہیں کے لئے عام اور خاص ہونا حدیث پیغمبر سے معلوم کر چکے۔

سہ اور آئے کہ یہ جملہ کلمہ باقیہ فی عقبہ کی تفسیر میں یا بیع المودۃ صلاہ میں ہے فی المناقب الثابت الثانی عن علی بن الحسن عن ابیہ عن جدہ امیر المؤمنین علی
 علیہم السلام قال فیما نزل قول مد عزوجل وجعلنا کلمہ باقیہ فی عقبہ سے جعل الامانۃ فی عقبہ الحسین الی یم القیمۃ۔

چنانچہ ردی الثعلبی فی تفسیرہ قال مسلم بن حیان سمعت ابا بريدہ يقول صراط محمد وآلہ یعنی امام ثعلبی نے اپنی تفسیر میں مسلم بن حیان سے روایت کی ہے کہ ابا بريدہ نے کہا ہے کہ صراط المستقیم سے مراد محمد اور آل محمد ہیں۔

اور تفسیر معالم التنزیل بغوی میں ہے قال ابو العالیۃ واخبر رسول اللہ وآلہ وصاحبہ یعنی صاحب معالم التنزیل بغوی نے لکھا ہے کہ ابو العالیۃ اور حسن بصری نے روایت کی ہے کہ صراط المستقیم رسول اللہ اور آلہ کے آل اور اصحاب مراد ہیں۔
وقال عبد الرحمن بن زید ان رسول اللہ والبیۃ اور عبد الرحمن بن زید نے کہا ہے کہ صراط المستقیم رسول اللہ اور آلہ کے اہل بیت ہیں۔

یہ سورۃ فاتحہ سے ترجمہ قرآن مجید سے نقل ہے۔ اول ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی دوسرا شاہ رفیع الدین تیسرا ترجمہ شاہ عبدالقادر ہے۔

سُورَةُ الْفَاتِحَةِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِنام خدا کے بخشنندہ مہربان

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

الحمد لله رب العلمين (۱) الرحمن الرحيم (۲) ملك يوم الدين (۳)

ستائش خدا راست پروردگار عالمی بنشائندہ مہربان خداوند روز جزا

سب تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا بخشش کرنے والا مہربان خداوند دن جزا کا

سب تعریف اللہ کے ہے جو صاحب ہائے جہاں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ملک انصاف کے دن کا

اياك نعبد واياك نستعين (۴) اهدنا الصراط المستقيم (۵)

ترامی پرستیم و از تو مدد می طلبیم بنا را راہ راست

تجہی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجہی سے مدد چاہتے ہیں ہم دکھا ہمارا سیدھی

تجہی کو ہم بندگی کریں اور تجہی سے مدد چاہیں چلا ہمارا سیدھی

صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين (۶)

راہ انانکہ اکرام کردہ برایشان بجز آنا کہ خشم گرفتہ شد برآنا و بجز گمراہان

راہ انانکہ لوگوں کی کہ نعمت کی ہے تو نے اوپر ان کے سواری ان کے جو غصہ کیا گیا اوپر ان کے اور نہ گمراہوں کی

راہ انانکہ جن پر تو نے فضل کیا نہ جن پر غصہ ہوا اور نہ بکھنے والے

سہل فتح الرحمن شاہ ولی اللہ مدین ہے۔ مراد انانکہ اکرام کردہ شد برآنا چار فرقہ ان میں صلیب شہداء و عسکین دروازا کہ خشم گرفتہ شد برآنا محمودانہ و گمراہان ضالین
الابن قبول کن دعا و لا فتح الرحمن (۱) سہل سورۃ القرآن شاہ عبدالقادر جن پر تو نے فضل کیا ان کے چار فرقہ ان میں صلیب شہداء و عسکین دروازا کہ خشم گرفتہ شد برآنا محمودانہ و گمراہان ضالین
ان سے محمود اور گمراہوں سے ضال مراد ہیں یہ سورۃ اللہ صاحب نے بندوں کے زبان سے فرمائی کہ اس طرح کہا کریں۔

شاہ ولی اللہ اور ان کے بیٹے شاہ عبدالقادر سورہ فاتحہ کے منعم علیہم کو چار فرقے مراد لیتے ہیں یہ چار فرقے نہیں ہیں بلکہ یہ ایک جماعت ہے اور وہ محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں جو آل ابراہیم و اسمعیل علیہم السلام ہیں جن پر نماز میں درود بھی ہے اور سلام بھی ہے درود انا محمد و آل محمد و آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و آل ابراہیم انک حمید حمید پھر السلام عنینا و علی عباد اللہ الصالحین اس دوسرے سلام میں جو لفظ عباد اللہ الصالحین ہے یہ بھی آل محمد ہیں جس کے لفظ عباد اللہ کے لئے دیکھو سورہ ہل اتی۔

چنانچہ کتاب منصب امامت مولوی محمد اسماعیل شہید نمبر ۱۰ شاہ ولی اللہ مطبوعہ فاروقی دہلی سورہ ہل اتی کے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ہے۔

ان الابرار یشریون من کاس کان مزاجھا کافورا عینا یشریب لہما عباد اللہ یفجرو و یخافون و یحجرو
بیشک نیکو کار لوگ شراب کے وہ ساغر بنیں گے جس میں گوار کی آمیزش ہوگی یہ ایک چشمہ ہر حسین خدا کے خاص ہند ہے بنین گے اور جہان چاہیے بجا جائیگا
لہذا عباد اللہ دین مقام حضرت مرتضیٰ و حضرت زہرا و امامین شہیدین علیہم السلام ایدہ منصب امامت ص ۱۲۷
اور (سورہ ہل اتی کے لئے) دیکھو تفسیر عزیزی فارسی مقلب بہ فتح العزیز پارہ ۲۹ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور جسکی تفسیر صفحہ ۳۷ سے شروع ہے۔

وازیہن مقام گفتہ اند کہ حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ ملک دنیا را بنان خود گرفتہ اند و ملک عقی را بہ علی علیہ السلام نے دنیا کو اپنے سان سے اور عقی کو نان خرید اند۔

اور صلح کے لئے دیکھو آیت سورہ تحریم صلح المومنین جس سے مراد خاص جناب امیر علیہ السلام ہیں دیکھو تفسیر ثعلبی و حسینی و فتح البیان مولوی صدیق حسن خان و فتح القدر شوکانی وغیرہ۔ عن اعمامنا حبس قللت سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول صلی اللہ علیہ وسلم ابن ابی الخضر ابیہ جبر۔ ج المیالہ جلد ۹ ص ۲۵۹

ایک جماعت ہونے کا ثبوت شاہ عبدالقادر سے

توہ تعالیٰ ومن خلقنا امۃ یمدون باحق و یمیدون۔ اور جن لوگوں سے پیدا کیا ہم نے ایک جماعت ہے کہ راہ دکھاتے ہیں ساتھ حق کے اور ساتھ اس کے عدل کرتے ہیں جسکی تفسیر میں شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں یعنی شرع پر۔ موضع القرآن
اسی شرع پر رسول خدا نے بروز غدیر رحم جناب علی علیہ السلام کو امیر مقرر کیا دیکھو کتاب حدیثہ الحقیقہ حکیم سنائی ص ۲۹۹
کاسا توان شعر مطبوعہ نو لکھنؤ ۱۳۰۴ھ ۱۸۸۷ء نائب مصطفیٰ بروز غدیر کہ در شرع خود مراد امیر اور ایک جماعت ہونے کا ثبوت شاہ ولی اللہ سے۔ از الہ الخفا ص ۷ مطبوعہ صدیقی بریلی ۱۳۲۶ھ میں ہے۔

و این جماعت کہ موضع طبعی خلقای انبیا اند و شریعت مسمی اند بصدقین و شہداء صالحین و این مضمون مستفاد میشود از این دو آیت کریمہ قال اللہ قل لے علی لسان عبادہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم

لے و تثن صدیقہ کشف الظنون میں ہے۔ حدیثہ الحقیقہ و شریعت الطریقہ للعرفان بجزئی نام فارسی نظم ابی الجود آدم الشیخ حکیم السنائی التوفیقی دہلی ۱۳۲۷ھ
ص ۷۰ حکیم سنائی التوفیقی مولوی محمد بن ہے بشنوا قول سنائی حدیثہ معنی توطئت کئی بر کوفہ اکن مکرم غزوی شیخ حکیم و لفظ است ابن پند نیک یاد گیر۔

وقال الله تبارك وتعالى اولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا اور یہ جماعت یعنی صدیقین و شہداء صالحین کی جو وضع طبعی سے خلفاء انبیاء ہیں جبکہ نام شریعت میں الفاظ مذکورہ سے ہے یہ مضمون ان دو آیتوں سے قائم دیتا ہے۔

پہلی آیت بندوں کے زبان سے خدا نے ارشاد فرمایا ہے جیسا کہ ترجمہ سورہ فاتحہ میں گذرا۔ اور دوسری آیت کا حاصل ترجمہ یہ لوگ ساتھ اون لوگوں کے ہیں کہ نعمت کی ہے اللہ نے اوپر اون کے پیغمبروں سے صدیقوں سے اور شہیدوں سے اور صالحوں سے اور اچھے ہیں یہ لوگ رفیق۔

عبارت مذکورہ سے پہلے لفظ جماعت کے ثبوت کی یہ عبارت ہے۔

از میان امت جمیع مستند کہ جو ہر نفس ایشان قریب بحکم نفوس انبیاء مخلوق شدہ و این جماعت در اصل فطرت خلفاء انبیاء اند یعنی اس امت میں ایک ایسی جماعت ہے کہ جسکی خلقت جو ہر نفس انبیاء کے قریب خلق کی گئی ہے اور یہی جماعت اصل فطرت میں خلفاء انبیاء ہیں۔ (صلوات اللہ علیہا)

جب یہ امر متحقق ہو گیا کہ سورہ فاتحہ میں جو جماعت منعم علیہم ہے وہ نبیین سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں جو خاتم النبیین ہیں جسکے بعد تین فردین خلفاء انبیاء کی ہیں پس سورہ فاتحہ میں نبوت کے بعد خلافت یعنی امامت ہے اور انکی تعداد بارہ کی ثابت ہے پس وہ ائمہ اثنا عشر علیہم السلام ہیں۔

جنگو شاہ ولی اللہ نے چار فرقے قرار دیکر لکھا تھا اودھین کی عبارت (مذکورہ) میں لفظ جماعت لکھا ہے جس سے یہ امر واضح و مبین ہو گیا کہ اس امت میں ایک جماعت ایسی ہے جو جو ہر نفس انبیاء کے قریب پیدا کی گئی ہے اور وہی اصل و حقیقت میں خلفاء انبیاء ہیں پس وہی منعم علیہم ہیں اور وہ آل محمد علیہم السلام ہیں جسکے اول جناب علی علیہ السلام صدیقین سے اور پھر جناب حسین مجتبیٰ علیہما السلام شہداء سے اور باقی نواوہد جناب امام حسین علیہ السلام صاحبین سے یہ سب اثنا عشر ائمہ ہو گئے۔ دیکھنا یہ ہے کہ بعد رسوخ اصحاب سورہ فاتحہ کو نماز میں پڑھتے ہوئے کس کی راہ پر چلنے یا ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے تھے نیز تابعین کسکی راہ پر چلنا تصور کرتے تھے۔

تفسیر معالم التنزیل بخوبی میں عکرمہ کا قول مذکور ہے کمال مکرمة النبوة ہما احمد والصدیق ابوبکر والشہداء عمر و عثمان و علی و الصالحین سائر الصحابۃ یعنی عکرمہ کہتا ہے کہ نبیین سے مراد محمد رسول اللہ اور صدیق سے ابوبکر اور شہداء میں عمرو عثمان اور علی اور صاحبین میں کل صحابہ ہیں۔

عکرمہ کا یہی طریقہ تھا جسکا وہ راوی ہے جسکی حقیقت کلام الہی کے خلاف ہے کیونکہ حضرات منعم علیہم آل ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام سے ہیں کیونکہ انہیں کو نبوت و امامت دیکھی ہے۔

خود کلام مجید میں لفظ صدیق و صدیقہ جن کے لئے آیا ہے مثل حضرت ادریس حضرت ابراہیم اور حضرت یوسفؑ پیغمبران کے اور حضرت مریم صدیقہ غیر انبیاء میں یہ سب کے سب مصطفیٰ و مجتبیٰ اور منعم علیہم ہیں ہی وجہ ہے کہ رسالت اب نے جناب امیر کو صدیق اکبر اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو صدیقہ کبریٰ ارشاد فرمایا ہے دیکھو سورہ ۲۶۲ سطر ۱۵۔ کتاب ہذا

ایسے ہی لفظ شہدا ہے چنانچہ آخر سورہ ج میں شہدا علی الناس اونہین کے لئے مخصوص ہے جو مجتبیٰ ہو چکے ہیں۔
 نیز صالحین وہی لوگ ہیں جو مجتبیٰ کئے جا چکے ہیں جسکی یہ آیت دلالت کرتی ہے دیکھو (سورہ نون والقلم) فاجتنبہ رب فجلہ
 من الصالحین۔ پس برگزیدہ پروردگار آپس ساخت از جملہ صالحان (فتح الرحمن)
 اس آیت کریمہ کے سائر اصحاب کو داخلہ صالحین سے خارج کر دیا پس آیہ منعم علیہم میں جو لفظ صدیقین ہے اس سے
 جناب علی مرتضیٰ اور لفظ شہدا سے حضرت حسین مجتبیٰ اور لفظ صالحین سے نواؤ لادام حسین علیہ السلام اسباط پیغمبر سے مراد
 ہیں یہ کل بارہ انتخاب ہوئے یہی آل محمد ہیں جو اصل و حقیقت میں خلفاء انبیاء ہیں جسکی خلقت جو ہر انبیاء سے خلق کی گئی ہے۔
 یہی حضرات مصطفیٰ اور مجتبیٰ اور مرتضیٰ اور مختار کے الفاظ سے منتخب ہو کر آیہ تطہیر میں داخل ہیں مثال کے لئے دیکھو آیہ تطہیر مریم
 (سورہ آل عمران)۔

یا مریم ان الله اصطفك وطهرتك
 واصطفك على النساء العالمين

اے مریم تلو خدا نے مصطفیٰ کر کے طاہرہ قرار دیا اور اسے
 دنیا و جہان کی عورتوں میں سے تمکو منتخب کیا۔

دیکھو پہلی آیت جس میں لفظ اجتبی مقدم ہے صالحین پر اور اس آیت مریم میں اصطفیٰ مقدم ہے طہارت پر اس رتبہ کے بعد
 حضرت مریم صدیقہ قرار پائیں قولہ تعالیٰ وامہ صدیقہ اور اونکی مان (یعنی حضرت عیسیٰ کی) صدیقہ تعین دیکھو (سورہ مائدہ)۔

یہ انتخاب خدا نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے چنانچہ بصدان القرآن یفسر بعضہ بعضاً سے یہ آیت سورہ قصص کی لکھی جاتی ہے۔
 وربك خلق ما يشاء ويختار وما كان
 لهم الخيرة ط

اور تمہا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور
 جسے چاہتا ہے انتخاب کرتا ہے لوگوں کے اختیار میں نہیں ہے

چنانچہ خدا نے جب حضرت ابراہیم کو صراط مستقیم اور ہادی قرار دیا تو سب سے پہلے مجتبیٰ کر دانا۔ دیکھو آیہ (سورہ النحل)
 ان ابراهيم كان امته قانتا لله حنيفا
 ولم يك من المشركين شاكرا
 لانعم اجنته وهداه الى
 صراط مستقيم

اس میں شک ہی نہیں کہ ابراہیم دو گون کے پیشوا خدا
 فرمان بردار بندے اور باطل سے کٹر کے چلنے والے اور شکر میں سے
 رہ کر انتم سے پہلے نعمتوں کے شکر گزار اور تلو خدا نے منتخب کر لیا تھا

اور اپنی سیدھی راہ کی اونہین ہدایت کی تھی۔

دوسری جگہ سورہ العام میں ذریت ابراہیم کے لئے جس میں سترہ انبیاء مذکور ہیں جسکے شمول میں جناب موسیٰ و ہارون نبی اکبر
 سے ہیں خدا فرماتا ہے۔

واجتبتينهم هدينهم الى صراط
 مستقيم

اور اوکو منتخب کیا اور اونہیں سیدھے راہ کی ہدایت کی

اور سورہ الصافات میں صر حضرت موسیٰ و ہارون کے لئے خدا کا یہ قول ہے۔

وهدينهما الصراط المستقيم و

اور دون کو سیدھی راہ کی ہدایت کی اور بعد کے

آننے والوں میں اوکو ذکر غیر باقی رکھا (ہر جگہ) موسیٰ و

ہارون پر سلام (محی) سلام ہے۔

موسیٰ و ہارون

دیکھو حضرت ابراہیم کا ذکر ضمیر واحد سے اور ذریت ابراہیم کا ضمیر جمع سے اور موسیٰ و ہارون کا تذکرہ صیغہ تشبیہ سے خدا نے اپنے قول میں فرمایا ہے۔

آیات موصوفہ سے صراط مستقیم ہونا اور نہیں حضرات کا ثابت ہو گیا جنکا انتخاب خدا نے مصطفیٰ مجتبیٰ سے کر چکا ہے۔ پس سورہ فاتحہ میں منعم علیہم محمد و آل محمد علیہم السلام میں جن پر بدون درود بھیجے ہوئے نماز مقبول نہیں ویسے ہی سورہ فاتحہ جس میں سات آیتیں ہیں بدو کمال سورہ فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی دیکھو صحیح ترمذی کی یہ حدیث عن عبادہ بن الصامت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الصلوۃ لمن یقرأ بفاتحۃ الكتاب ذی الباب عشر الی ہریرۃ وعائشۃ والنس وابی قتادۃ وعبد اللہ بن عمرو قال ابو عیسیٰ حدیث عبادہ بن صامت حدیث حسن صحیح عبادہ بن صامت نے رسول خدا سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے نہیں نماز ہوتی اس شخص کی جو فاتحہ الکتاب نہ پڑھے اور اس باب میں روایت ہے ابو ہریرہ اور عائشہ اور انس اور ابو قتادہ اور عبد اللہ بن عمرو سے کہا ابو عیسیٰ ترمذی نے کہ حدیث عبادہ بن صامت حسن صحیح ہے۔

اور صحیح ترمذی ابواب تفسیر القرآن میں یہ تفسیر آئے کریمہ سبعا من المثانی والقرآن العظیم کے وارد ہے۔
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحمد للہم القرآن و الحمد للہم کتاب و السبع المثانی ہذا حدیث حسن صحیح ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے الحمد للہم القرآن و الحمد للہم کتاب و السبع المثانی ہذا حدیث حسن صحیح ہے اور تفسیر سیفاوی مطبوعہ اسلامبول ص ۱۸ میں ہے۔ ردی ابو ہریرۃ انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال فاتحۃ الکتاب سبع آیات اولین بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یعنی ابو ہریرہ نے رسول خدا سے روایت کی ہے کہ فاتحۃ الکتاب میں سات آیات ہیں پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے اور شاہ ولی اللہ اپنے فارسی ترجمہ مہموسہ فتح الرحمن میں آئے کریمہ و لقد آتینک سبعا من المثانی والقرآن العظیم کا ترجمہ لکھتے ہیں ہر آئینہ دایم تراہفت آیت از انجہ در نماز مکرر خواندہ میشود یعنی سورہ فاتحہ و دایم تراقرآن بزرگ (فتح الرحمن مطبوعہ شمشاد) اور اردو تفسیر موضح القرآن شاہ عبدالقادر میں ہے۔ سات آیتیں وظیفہ کما سورہ فاتحہ کو اور بڑے درجہ کا قرآن بھی کہا گیا۔ اور تفسیر فتح العزیز سورہ بقرہ شاہ عبدالعزیز ص ۳ مطبوعہ چلچہ محمدی حاجی ولی محمد ۱۲۶۲ھ میں ہے۔
واعمال محسوسہ در نماز ہفت رکن و آیات این سورہ نیز ہفت ارکان سبوعہ از قیام و رکوع و قوسہ و سجدہ اولی و جلسہ

بین السجدتین و سجدہ ثانیہ و قعدہ است۔ پس بسم اللہ الرحمن الرحیم را مقابل قیام تصور باید نمود و قیام ابتداء اعمال نماز است الحمد للہ رب العالمین مقابل رکوع است انہ اور ص ۳ میں ہے و از انجملہ است سبع المثانی یعنی ہفت آیتے کہ تکرار کردہ میشود در ہر نماز و ان ہفت آیت این است بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ مفتاح باب ذکر است و الحمد للہ رب العالمین کہ مفتاح باب شکر است انہ اور ص ۱۰ میں ہے۔ پس قسم اول انجہ متعلق بہ تسبیح است این ست کہ جمیع علوم در چار کتاب الہی مندرج است و قرآن مجید حاوی آن جمیع علوم است و علوم قرآن در سورہ فاتحہ در بسم اللہ الرحمن الرحیم و علوم بسم اللہ در حرف بار ترجمہ پس پہلی قسم جو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے متعلق ہے یہ ہے کہ تمام علوم خدا چار کتابوں (توریت زبور انجیل اور قرآن) میں سموی ہوئے ہیں اور قرآن مجید ان کل علوم پر حاوی ہے اور کل علوم اس میں موجود ہیں اور قرآن کے کل علوم سورہ فاتحہ میں ہیں اور سورہ فاتحہ کے سارے علوم بسم اللہ الرحمن الرحیم میں اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے سب علوم بائے بسم اللہ میں ہیں۔

عن قتادة عن النبي ان النبي صلعم و ابابكر
و عمر كانوا يفتنون الصلوة بالحمد لله رب العالمين
اور صحيح ترمذی۔ جلد اول۔ باب افتتاح القراءة بالحمد لله رب العالمين یعنی باب شروع کرنے قرأت ساتھ الحمد لله رب العالمين کے ہے۔

قال الترمذی حدثنا قتيبة نا ابو عوانة عن
قتادة عن انس قال كان رسول الله صلى الله
عليه وسلم و ابو بكر و عمر و عثمان
يقتنون القراءة بالحمد لله رب العالمين
قال ابو عيسى هذا حديث حسن صحيح و العلي
على هذا عند اهل العلم من اصحاب
النبي و التابعين من بعدهم كانوا
يقتنون بالحمد لله رب العالمين
کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہے قتیبہ نے کہا حدیث
کی ہے انس سے ابو عوانہ نے قتادہ سے انس سے کہا
اور انس نے کہ رسول خدا اور ابو بکر اور عمر اور عثمان قرأت
کو ساتھ الحمد لله رب العالمين کے شروع کرتے تھے
کہا ابو عیسیٰ (ترمذی) نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور علی
اہل علم کے نزدیک بنی مسلم کے صحابہ اور تابعین اور
من بعد ہم سے اسی پر ہے یہ لوگ قرأت کو ساتھ
الحمد لله رب العالمين کے شروع کرتے تھے۔

تنبیہ:- حدیث مذکورہ میں انس نے رسول مقبول کو بھی شامل کیا ہے جسکا شمول اس حدیث ابن عباسؓ مخرجه ترمذی سے
یا کُل غلط اور باطل ہے۔

باب من رای الجبرئیل بسم الله الرحمن الرحيم
قال الترمذی حدثنا احمد بن عبد الله بن المغيرة
بن سليمان قال حدثني اسعيل بن حماد
عن ابي خالد عن ابن عباس قال
كان النبي صلعم يفتنون صلواته
ببسم الله الرحمن الرحيم
باب جس شخص نے بسم الله الرحمن الرحيم کو چہرے پر پڑھنا چاہا تو گنا
کہا ترمذی نے حدیث کی ہے احمد بن عبدہ نے کہا
حدیث کی ہے ستمر بن سلیمان نے کہا حدیث کی ہے اسعیل
بن خالد نے ابی خالد سے انس بن عباس سے روایت کی
ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کو ساتھ بسم الله
الرحمن الرحيم کے شروع کرتے تھے۔

جسکے تائید کی یہ حدیث جناب امیر المومنین علیہ السلام کے سند کی جو جنھوں نے صحابہ سے سات سال پہلے رسول خدا کے
ساتھ ساتھ نماز پڑھتے رہے لکھی جاتی ہے چنانچہ سیرت حلبیہ انسان یعون فی سیرۃ الامین المامون جلد اول ص ۱۷۷ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۰ھ میں ہے۔
عن علی کرم الله وجهہ کما فی اسباب النزول للواحدي اخبرنا نزالت بکذا من کف تحت العرش و جہا عنہ لما
قام النبي صلی الله علیہ وسلم بکذا فقال بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العلمین (رحمہ) حیرت طلیہ میں جناب
صلی کرم اسد وجہ سے جیسا کہ امام واحدی نے اپنے اسباب نزول میں وارد کیا ہے۔ روایت کی ہے کہ یہ بسم الله الرحمن الرحيم کہ
میں خزانہ تحت العرش سے نازل ہوا اور اسی میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جب رسول مقبول کے میں (نماز کے لئے) کھڑے ہوئے تو

لہ سابق المودة ملاطیحة السبل للامام ابن ماجہ القزوی و احمد مسندہ و ابونعیم الحافظ و التعلیق المحرر اخبرنا احمد باسانید عن
عباد بن عبد الله قال قال انا عبد الله و اخو رسول الله و انا الصديق الاكبر يفتون بكذا اب لغاصلت قبل الناس مبلغ سنين -

آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین کہا۔ جسکے تائید کی یہ روایت کتاب معارج النبوۃ مولانا معین الدین کے رکن ثالث ص ۱۲۰ مطبوعہ مطلع نور لاہور ۱۳۹۲ھ سے لکھی جاتی ہے۔

اما اول سورہ از روایات مقدمہ چنان معلوم شد کہ سورہ اقراء بودہ و روایتی آنست کہ یا ایہا المدثر بودہ و روایتی دیگر از حدیثیہ آورده اند کہ سورہ فاتحہ الکتاب بودہ و روایت آنست کہ بسم اللہ و سلامہ علیہ بارے فرمود بدرستیکہ چون تنہا میثوم آواز سے می شنوم کہ یا محمد یا محمد و سبح گوئیدہ نمی بینم خوف بر من غالب میشود و از آنجائی کہ یز م خدیجہ آنحضرت را بنزد و رقبہ برد تا صورت واقعہ را تقریر فرمود در قہ گفت دیگر چنین مکن ہر وقت کہ آن ندائے شنوی در محل خود قرار گیر تا دیگر چہ میگوید آنحضرت کہ این نوبت ندا شنید بر جائے خود بایستاد جواب داد کہ لبیک ندا کنندہ گفت بگوئی اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمد رسول اللہ بعد از ان گفت بگو بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین تا آخر سورہ فاتحہ الکتاب بخواند۔

لیکن اگلی روایتوں سے یہ معلوم ہوا کہ پہلا سورہ سورہ اقراء تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ (پہلا سورہ سورہ یا ایہا المدثر تھا اور دوسری روایت لوگوں نے حضرت خدیجہ کے زبانی یہ بیان کی ہے کہ (سورہ اول) سورہ فاتحہ یعنی الحمد تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ بینبر صلوات اللہ وسلامہ نے حضرت خدیجہ سے ارشاد فرمایا کہ جسوقت میں ایٹا ہوتا ہوں ایک آواز غیبی سنتا ہوں اور کوئی کہتا ہے یا محمد یا محمد اور کہنے والا مجھ کو دکھائی نہیں دیتا میں ڈر جاتا ہوں اور وہاں سے چلا جاتا ہوں (یہ سنکر) حضرت خدیجہ آنحضرت کو ورقہ کے پاس لے گئیں اور ان سے واقعہ مذکور بیان کیا ورقہ نے کہا آئندہ ایسا کرنا جب وہ آواز سنا تو اپنے مقام پر بڑھے رہتا (وہاں سے نہ ہٹتا) اور دیکھتا کہ کہنے والا کیا کہتا ہے اسکے بعد جب آنحضرت نے وہ آواز سنی اپنی جگہ پر کھڑے رہے اور اس آواز کے جواب میں لبیک فرمایا منادی نے کہا کہو اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمد رسول اللہ اسکے بعد ندا دینے والے نے کہا کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین تا اینکہ کل سورہ فاتحہ پڑھا۔

اور اسباب التناول واحدی کے ص ۱۵۳ مطبوعہ مصر ۱۳۱۵ھ میں ہے۔

عن عبد اللہ بن نافع عن ابیہ عن ابن عمر قال تزلت بسم اللہ الرحمن الرحیم فی کل سورۃ۔

عبد اللہ بن نافع نے اپنے پدر (نافع) سے اسے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم کل سورہ میں نازل ہوا ہے۔

شرح و تالیہ ترجمہ اردو نور الہدایہ ص ۹ مطبوعہ رزاقی کابوہر سے صحیح مسلم اور صحیح نسائی کی روایتیں مع دیگر

روایتوں کے لکھی جاتی ہیں۔

اور روایت مسلم کی ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر اور عثمان کے پس نہ سنا میں نے کسی کو ادن میں سے کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام شافعی کے نزدیک تسمیہ باواز بلند پڑھنے کے جز فائزہ ہے اور نئے نزدیک اور بہت سی حدیثیں صحیح وارد ہوئی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین قرأت کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے

صحیح ابن خزمیہ اور ابن جان اور نسائی میں ہے نیم مجرے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے ابو ہریرہ کے سو پڑھی اور انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پھر پڑھی فاتحہ بیان تک کہ پہونچے ولا اضرالین تک پھر کسی آئین پھر سلام پھر کر کہا قسم ہے اوس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تحقیق میری نماز مشابہ تر ہے ساتھ نماز رسول اللہ کے۔ کہا ابن خزمیہ نے نہیں شک ہے اسکی صحت میں اہل معرفت کے نزدیک اور یہ حدیث مستلزم جھگڑ کو نہیں۔ کیونکہ جائز ہے سننا نیم مجر کا باوجود آہستہ پڑھنے ابو ہریرہ کے کیونکہ جب تک مبالغہ نہ کرے اخفا میں تب تک سنائی دیتا ہے خصوصاً پاس والے مقتدی کو اور صحیح ہے عبد اللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ جھگڑ کرتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو کہا حاکم نے صحیح ہے بغیر علت کے اور صحیح کیا اسکو دارقطنی نے

پس صحیح ترمذی دانی روایت ابن عباس کی روایتاً و درایتاً صحیح ہو گئی نیز ابو ہریرہ کی روایت صحیح نسائی کی جناب سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم سے سورہ فاتحہ یا بقیع الثانی کا قرأت فرماتا کتاب اللہ کے مطابق ثابت ہو گیا جس نے انس کی روایت مخبر بخاری و مسلم و ترمذی کے اول شق کو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم چھوڑ کر سورہ فاتحہ پڑھتے تھے مطلقاً باطل و دروغ کر دیا۔ پس خلفاء ثلاثہ کا صرف چھ آیتوں سے قرأت کرنا صحیح ہو گیا جسپر بقول ترمذی صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد کے عمل کرتے رہے۔

اور روایت جناب میر علیہ السلام کی اوپر گزری کہ رسول خدا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین تا آخر سورہ نماز میں پڑھتے تھے اور فخر الدین رازی نے اپنے تفسیر کبیر میں بعد ذکر اس امر کے کہ جناب علی علیہ السلام پڑھتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو اور کہا،

ومن اقتدی فی دینہ لعلی فقد اھتدی اور جس شخص نے اپنے دین میں علی کی اقتدا کی اور

واصاب الحق والدلیل علیہ قولہ صلعم بیشک ہدایت پا لے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اللھم ادر الحق معہ حیثما دار خداوند! پھر دے حق کو جہر علی پھرین۔

پس خلفاء ثلاثہ اور ان کے تبعین صحابہ اور تابعین کا یہاں تک کہ بخاری اور مسلم اور ترمذی کا عمل قرآن اور رسول خدا کے خلاف صرف سچے آیتوں سے قرأت کرنا غلط راستہ کے چلنے کو ثابت کرتا ہے نیز نماز کا وسیع مثالی یعنی سات آیتوں کے خلاف ناقص اور ناتمام ہونا اور آیہ کریمہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر کے مخالف ہونے کو ظاہر کرتا ہے جس سے بھی رسول اللہ کے بعد جناب میر علیہ السلام باب مدینۃ العلم و نقطۃ تحت الباء اور ہادی اور مہدی اور مہدی کا اولو الامر ہونا و زور و دشمن کی طرح ثابت ہے پس سورہ فاتحہ کتاب میں جو نبی صلوات اللہ علیہ کے بعد منعم علیہم کی جماعت صدیقین و شہداء صالحین کی ہے وہی اولو الامر یعنی امام ہے وہ آل محمد علیہم السلام ہیں جنکی تعداد بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ میں اثنا عشر امیراً اثنا عشر خلیفۃً و اثنا عشر

عظیم کی جابرین سمرہ و ابن مسعود کے حدیثوں میں ہے

اور شاہ عبدالعزیز اپنے تفسیر فتح العزیز سورہ بقرہ ص ۳۳ میں ساتویں آیت سورہ فاتحہ کے بارے میں یہ تفصیل و تشریح لکھتے ہیں۔

نیز منعم علیہ را مقابلے آورده اند کہ مغضوب
یعنی منعم علیہ کو مغضوب علیہ کے مقابل میں
علیہ است و ضالین کہ در مقابل مہتدین است
لائے اور ضالین کے مقابلہ میں جسکا مقابلہ مہتدین سے
مناسب مقابله منعم علیہم نمی نماید لیکن چون
ہونا چاہئے منعم علیہم سے اسکا مقابلہ مناسب نہیں مگر
منعم علیہم بالیقین مہتدین بلکہ ہادیان اندھیرا
چونکہ معلوم ہے کہ منعم علیہم بالیقین مہتدی ہیں بلکہ ہادی
آہنا طلب می کنند و ہدایت بان را میخوانند ناچار
ہیں کیونکہ ہدایت اذن کو طلب کرتی ہے اور اذن کو چاہتی
ضالین نیز در مقابل منعم علیہم افتادند۔
ہے مجبوراً ضالین مقابلہ منعم علیہم میں پڑا۔

اور فتادے شاہ عبدالعزیز نے جناب علی مرتضیٰ کا ہادی مہتدی ہونا کہ تلخیص ایشان بذوالقرنین و یسوع الدین و صدیق
و فاروق و سابق و یسوع الامہ و یسوع قریش و یسوع البکد و یسوع و شریف و ہادی و مہتدی و ذوی الاذن الوامی مروی و ثابت
کے الفاظ سے اور تفسیر عزیزی پانچ سورہ الحاقہ میں امیر المؤمنین کو یسوع المؤمنین سے قبول کر چکے ہیں دیکھو کتاب الکمال مولف
ص ۱۹۵ اور دیکھو ص ۳۱۲ کتاب الکمال مذکورہ۔

پس سورہ فاتحہ الکتاب میں خاتم النبیین کے بعد جماعت منعم علیہم میں اول منعم علیہ جناب میر علیہ السلام خاتم الصالحین
بالیقین ہیں۔

اور اسی سورہ فاتحہ الکتاب یا سبع المثانی کو قرآن عظیم بھی کہا ہے اور قرآن علی کے ساتھ اور علی قرآن کے ساتھ شہو
حدیث ہے جسکی آخری حدیث ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی حنفی کے نمبر ۶ کی لکھی جاتی ہے۔

اخرج ابن عقدة عن طريق عرودة بن
ابن عقدة نے عروہ بن خارجہ کے طریق حضرت
خارجة عن فاطمة الزهراء قال سمعت
فاطمہ زہرا سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے پدر رسول خدا
ابی صلی اللہ علیہ وسلم فی موضع الذی
صلعم سے عرض الموت میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اور اسوقت
قبض فیقول وقد امتلأت الحجرة من
حضرت کا حجرہ صحابہ سے بھرا ہوا تھا کہ اسے لوگوں میں بہت
اعصابہ ایما الناس یوشک ان قبض
جلد دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں اور تمکو جلائے دیتا
قبضاً سریعاً وقد قد مت الیکم القول
ہوں تاکہ میرے گردن پر بار نہ ہے کہ میں تمہارے پاس دو
معذرت الیکم انی خلف فیکم کتاب
چیزیں چھوڑتا ہوں ایک تو اپنے خدا کی کتاب اور ایک اپنی
ربی عزوجل و عترتی اہل بیتی ثم
عترت اہل بیت یہ فرائد علی کا ہاتھ پکڑا اور ارشاد فرمایا کہ یہ علی
اخذ بید علی فقال هذا علی مع القرآن
ہے قرآن کے ساتھ اور قرآن اس کے ساتھ یہ دونوں ایک دوسرے
والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردنا
سے جدا نہ کیے تاکہ میرے پاس جو میں پر پونجین وہ ان تم سے
على الحوض فاسئلکم ما تلتون فیہا۔
پونجیوں کا کہ تم نے میرے بعد ان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

جیسے حضرت ابن عباس اور ابو ہریرہ کی روایت سے کامل سورہ فاتحہ یعنی سات آیتوں سے رسول خدا کا قرأت فرمانا انسان کی روایت
مخبر صحیحین و ترمذی کے اول شق کو باطل کر دیا ویسے ہی ابو ہریرہ نے حضرت عمر کی اس روایت صحیحین و ترمذی کو جس میں آیہ
اکمال دین کا نزول بروز عرفہ جمعہ مذکور ہے اس صحیح اسناد حدیث مندرجہ ۲۱۹ سے غلط اور باطل کر دیا جس میں ابو ہریرہ نے
۸ ذی الحجہ یوم غدیر کو رسول خدا کے ارشاد حدیث میں کنت مولاه فعلی مولاه کے بعد آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و
رضیت لکم الاسلام دینا کا نازل ہونا وارد کیا ہے جو ابن عباس کی روایت آیہ تبلیغ و تاکید کے نزول ۸ ذی الحجہ اور ۸ یوم آخری
مدت رسول خدا کے عمر کے مطابق یقیناً ہے۔

اور جب کی تائید ابوسعید خدری کے روایت مندرجہ ۲۲۰ سے ہو چکی ہے جبکہ رسول خدا غدیر خم میں جناب علی علیہ السلام کو نصب
کر کے انکو ولایت یعنی خلافت و امامت کی ندا کی تو جبریل علیہ السلام آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا
لیکر نازل ہوئے۔ اسی ولایت یا امامت کا سوال روز محشر امت سے عموماً اور صحابہ و اہل بیت مؤمنین سے خصوصاً ہوگا جنکو رسول خدا نے
غدیر خم کے مقام میں خیمہ علی علیہ السلام میں بھیجا کہ تنہا ولایت کے سلسلہ میں عہد و پیمان لے لیا تھا۔ چنانچہ انہیں ابوسعید خدری
یہ روایت مروی ہے۔

جبکہ امام قندوزی حنفی نے اپنے کتاب ینایع المودۃ کے ص ۲۹۶ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۳ھ میں اور سید علی ہمدانی نے اپنے مودۃ القربی کے
مودۃ نہم میں وارد کیا ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم فی قوله تعالیٰ وقفهم
انهم مسئلون عن ولائی علی و
کان هذا امراد الواحدی بقوله انهم
مسئلون عن ولائی علی و اهل البیت
لان الله افترض المودۃ فی القربی فکون علیهم المظاہر
ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آنحضرت نے آیہ وقفہم
انهم مسئلون ارادہ فرما دیا انکو ادن سے سوال کیا جائیگا کہ ان
میں فرمایا ہے کہ ادن سے علی علیہ السلام کے ولایت کا سوال کیا
جائیگا اور یہی مراد واحدی کی ہے آیت انهم مسئلون میں کہ
ولایت علی اور اہل بیت کی ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے مودۃ فی القربی
کو واجب گردا تا ہے اور اسی کا مطالبہ کیا ہے۔

روایت مذکورہ کی مؤید یہ روایت ہے جسکو اسی کتاب ینایع المودۃ ص ۱۹۱ مطبوعہ عبد بنی سلیمان سے نقل کیا جاتا ہے۔

فی تفسیر قوله تعالیٰ للتسلن یومئذ عن
التعیم فی ینایع المودۃ ابو نعیم الحافظ
بسندہ عن جعفر الصادق رضی الله عنہ فی
هذه الایۃ قال التعیم ولا یرامیر المؤمنین
علی بن ابیطالب کعبہ الله وجهہ
تم سے اس دن نعمتوں کے بابت ضرور باز پرس ہوگی
ینایع المودۃ میں آیہ موصوفہ کی تفسیر میں حافظ ابو نعیم نے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ
نعم سے ولایت جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام
مراد ہے۔

یہ میں ائمہ اہلسنت کے احادیث و تصریحات جس کے بعد کوئی شبہ باقی نہیں رہتا اور طلب کتاب کے زیادہ روشن ہوجاتا ہے۔

احقر سید رضی حسین

تمت کلمات ربک صدقاً وعدلاً لا مبدل لکلماتہ۔

(ایراں ضلع نقور) غفرلہ ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۹۸۴ء

قطعه نایح مطبع کتاب تکمیل

سخن سنج رفیع المنزلت، اید و الامرتیت وحید الزمن علی الخبا ب لانا یتد حیرن صاحب المتخلص شهر
متوطن "بهره سادات ضلع فتح پور" هیڈ مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول فتح پور

مرضی الگ حسین است پیش موبد بعض شناس بر بخور چون فصیح دقالت حسد یوم فوت نبوی آنچہ صحیحست مرضی صاحب تکمیل آن را کار تبلیغ بانجام رسید روز کے چند چواڑم علم میر بدوہ دیک زربیع الاول گوید این سانحہ زین نوع حکیم تا بتاریخ دہ دیک کہ بن روز ہشتاد یک آید شمار	ہست نفیم و خبر در عقل بغرض مدد بای ز علیل کس پر خست محقق نہ میل ثابتش کرد بہر بان دلیل مینوید بگر زین تفصیل آیہ آمد ز خداوند جلیل رفت شادی بالم شربیل یازدہ سال بدو کن قبول کان ندان بہ ہمیر تمیل روز دوشنبہ بدو تیرہ چو میل گر شمار چو خوردن جلیل	در پرتیکست بشتک حاذق جان بلب آید اگر بیمارے کرد تالیف یکم اسل جانشینی علی ہم ضمتا ہجڈ دوم خمیس ز ذی الحجہ دین حق گشت و کلت عزیز ارحال نبوی را ہنگام روز دوشنبہ رسول مقبول گر ز ہجڈہ مذی الحجہ کہ بود در چہ ماہ ربیع الاول در ہین روزک ہشتاد و یکم	گوندار و بہادرات مشیل گردش شفا بخش کیل در ہمان باب کتاب تکمیل کرد ثابت با سانید جزیل داد ختم را چو حسد تفضیل دودلی بعض حسد گشت ذلیل در رسیدہ ز قضا گشت علیل حیث بگشت زین دار میل پنجمینہ شمار چو عقیل در سن یازدہم بے تسویل روز دوشنبہ نبی شد علیل
گفت اشہر بشنو تا رخیش بخشش پنج گو گفت ترش	سال جبری دیسی نبویس بیدیل است سراپا تکمیل	شہر ایش مکن دین تطویل سال طبعش گر شہر نیست	جلوہ آراے صداقت تکمیل نام مرغوب طبائع تکمیل
ہجڈہ سال دگر باز شنو آخری سال مسیحی نیست	حرف از دست کتاب تکمیل رافع لمع مضامین تکمیل	۵۱ ۱۳ ۴ ۲۱۰ ۳۲ ۸	۵۱ ۱۳ ۴ ۲۱۰ ۳۲ ۸

ناظرین! احاطہ سے پہلے کتاب کا ایک گوشہ غلامیہ سے درست کر لیں

صفحہ	سطر	ایمانیہ غلط	صحیح	صفحہ	سطر	ایمانیہ غلط	صحیح	صفحہ	سطر	ایمانیہ غلط	صحیح	صفحہ	سطر	ایمانیہ غلط	صحیح	صفحہ	سطر	ایمانیہ غلط	صحیح
۲	۲۶	ج	تخویر	۲۲	۲	م	سہیل	۲۲	۲	م	سہیل	۲۲	۲	م	سہیل	۲۲	۲	م	سہیل
۳	۲۱	ج	اشکاتہ	۲۵	۱۰	م	کی	۲۵	۱۰	م	کی	۲۵	۱۰	م	کی	۲۵	۱۰	م	کی
۴	۳۱	ج	ساشنگی	۱۹	۱۹	ج	وجہ	۱۹	۱۹	ج	وجہ	۱۹	۱۹	ج	وجہ	۱۹	۱۹	ج	وجہ
۵	۲۵	م	غلیہ	۲۴	۳	م	متعارفہ	۲۴	۳	م	متعارفہ	۲۴	۳	م	متعارفہ	۲۴	۳	م	متعارفہ
۶	۱۱	م	کے	۱۲	۱۲	ج	کتب	۱۲	۱۲	ج	کتب	۱۲	۱۲	ج	کتب	۱۲	۱۲	ج	کتب
۷	۱۸	ج	لے	۱۷	۱۷	ج	محی	۱۷	۱۷	ج	محی	۱۷	۱۷	ج	محی	۱۷	۱۷	ج	محی
۸	۲۹	ج	مطبوعہ	۲۷	۲۷	ج	عظیم	۲۷	۲۷	ج	عظیم	۲۷	۲۷	ج	عظیم	۲۷	۲۷	ج	عظیم
۹	۳۰	ج	بفسیر	۲۸	۱۰	م	دے	۲۸	۱۰	م	دے	۲۸	۱۰	م	دے	۲۸	۱۰	م	دے
۱۰	۳۲	ج	بسرہ	۲۰	۲۰	ج	نودی	۲۰	۲۰	ج	نودی	۲۰	۲۰	ج	نودی	۲۰	۲۰	ج	نودی
۱۱	۳۲	ج	انیب	۲۶	۲۶	ج	من	۲۶	۲۶	ج	من	۲۶	۲۶	ج	من	۲۶	۲۶	ج	من
۱۲	۶	م	نیب	۱۶	۱۶	ج	تہین	۱۶	۱۶	ج	تہین	۱۶	۱۶	ج	تہین	۱۶	۱۶	ج	تہین
۱۳	۱۸	ج	سفر	۲۸	۲۸	ج	عسلہ	۲۸	۲۸	ج	عسلہ	۲۸	۲۸	ج	عسلہ	۲۸	۲۸	ج	عسلہ
۱۴	۳۰	ج	اکلت	۲۹	۲	م	کہ وہ	۲۹	۲	م	کہ وہ	۲۹	۲	م	کہ وہ	۲۹	۲	م	کہ وہ
۱۵	۳	م	پیدروک	۶	۶	ج	خوت	۶	۶	ج	خوت	۶	۶	ج	خوت	۶	۶	ج	خوت
۱۶	۱۲	ج	سے	۱۲	۱۲	ج	زود	۱۲	۱۲	ج	زود	۱۲	۱۲	ج	زود	۱۲	۱۲	ج	زود
۱۷	۱۸	ج	سے	۲۰	۲۰	ج	خطیبا	۲۰	۲۰	ج	خطیبا	۲۰	۲۰	ج	خطیبا	۲۰	۲۰	ج	خطیبا
۱۸	۲۳	ج	دوشنبہ	۲۲	۲۲	ج	غنیہ	۲۲	۲۲	ج	غنیہ	۲۲	۲۲	ج	غنیہ	۲۲	۲۲	ج	غنیہ
۱۹	۲۶	ج	آچاز	۳۰	۳۰	ج	دوستانہ	۳۰	۳۰	ج	دوستانہ	۳۰	۳۰	ج	دوستانہ	۳۰	۳۰	ج	دوستانہ
۲۰	۱۱	م	اکجاز	۱۵	۱۵	ج	اور	۱۵	۱۵	ج	اور	۱۵	۱۵	ج	اور	۱۵	۱۵	ج	اور
۲۱	۲	ج	عسلہ	۱۸	۱۸	ج	دودن	۱۸	۱۸	ج	دودن	۱۸	۱۸	ج	دودن	۱۸	۱۸	ج	دودن
۲۲	۵	م	مصنعت	۲۲	۲۲	ج	سنہ	۲۲	۲۲	ج	سنہ	۲۲	۲۲	ج	سنہ	۲۲	۲۲	ج	سنہ
۲۳	۱۵	م	لو	۳۰	۳۰	ج	اُبتی	۳۰	۳۰	ج	اُبتی	۳۰	۳۰	ج	اُبتی	۳۰	۳۰	ج	اُبتی
۲۴	۲۰	ج	روضہ	۲۵	۲۵	ج	۱۳۴	۲۵	۲۵	ج	۱۳۴	۲۵	۲۵	ج	۱۳۴	۲۵	۲۵	ج	۱۳۴
۲۵	۲۳	ج	عشر	۲۹	۲۹	ج	سلاط	۲۹	۲۹	ج	سلاط	۲۹	۲۹	ج	سلاط	۲۹	۲۹	ج	سلا

صفحہ	سطر	تین یا چار	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	تین یا چار	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	تین یا چار	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	تین یا چار	غلط	صحیح
۷۶	۱۲	م	دال	وال	۱۲۲	۱۸	۲	کی	کے	۱۲۶	۱۱	۴	م	رودی	۱۵۵	۱۵	۱۵۵	م	رودی
۷۸	۲۹	ح	سبب	سب	۱۲۴	۱۰۵	۱۲	آلا حرو	الآخرہ	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	ذریعہ	۱۵۵	۱۴	۱۵۵	ح	ذریعہ
۷۹	۶	م	سب	شب	۱۲۶	۱۰۶	۱۲	کی	کے	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	ادنے	۱۵۵	۱۳	۱۵۵	ح	ادنے
۸۰	۱۱	م	اسول	رسول	۱۰۱	۱۰۱	۲	مامورین	مامورین	۲۵	۲۵	۲۵	۲۵	دوسرے	۱۵۶	۱	۱۵۶	ح	دوسرے
۸۱	۲۱	م	لدا	لدا	۱۰۹	۱۰۹	۲۳	حنش	حنش	۱۲۲	۱۲۲	۲	۲	سروا	۱۵۶	۲	۱۵۶	ح	سروا
۸۲	۲۶	ح	استخفہ	استخفہ	۲۲۷	۲۲۷	۲۲۷	۲۲۷	۲۲۷	۱۲۲	۱۲۲	۸	۸	نافع بن	۱۵۶	۲۹	۱۵۶	ح	نافع بن
۸۳	۲۵	ح	ولد	ولد	۲۴	۲۴	۲۴	۲۴	۲۴	۵	۵	۵	۵	لیدن	۱۶۰	۱۲	۱۶۰	ح	لیدن
۸۴	۶	م	صدیق	صدق	۱۱۲	۱۱۲	۱۲	لیدن	لیدن	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	نابینج	۱۶۱	۲	۱۶۱	ح	نابینج
۸۵	۱۰	م	مؤید	مؤید	۲۲۷	۲۲۷	۲۲۷	۲۲۷	۲۲۷	۲۵	۲۵	۲۵	۲۵	عینہ	۱۶۱	۲	۱۶۱	ح	عینہ
۸۶	۳	م	نقلی	نقلی	۱۱۳	۱۱۳	۲	معت	معت	۱۲۶	۱۲۶	۹	۹	لیدن	۱۶۵	۲۹	۱۶۵	ح	لیدن
۸۷	۲۷	ح	دال	دال	۱۲	۱۲	۱۲	عانتہ	عانتہ	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	بڈ	۱۶۶	۵	۱۶۶	ح	بڈ
۸۸	۲۷	ح	دال	دال	۲۴	۲۴	۲۴	الحفی	الحفی	۱۳۵	۱۳۵	۱۲	۱۲	معت	۱۶۶	۲۳	۱۶۶	ح	معت
۸۹	۲۳	ح	ندعو	ندعو	۱۱۲	۱۱۲	۱۹	بقول	بقول	۱۳۶	۱۳۶	۲	۲	جزری	۱۶۶	۲۲	۱۶۶	ح	جزری
۹۰	۱۱	م	پابند	پابند	۲۶	۲۶	۲۶	یڑھے	یڑھے	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	انجات	۱۶۶	۲۵	۱۶۶	ح	انجات
۹۱	۲۵	ح	الغیر	الغیر	۲۴	۲۴	۲۴	ہروس	ہروس	۳۲	۳۲	۳۲	۳۲	پورب	۱۶۸	۳۱	۱۶۸	ح	پورب
۹۲	۲۹	ح	دحمہ	دحمہ	۲۴	۲۴	۲۴	اتہارٹی	اتہارٹی	۳۳	۳۳	۳۳	۳۳	لیدن	۱۶۸	۶	۱۶۸	ح	لیدن
۹۳	۱۵	م	دسل	دسل	۲۸	۲۸	۲۸	لیدن	لیدن	۱۲۴	۱۲۴	۱۲	۱۲	لیدن	۱۷۰	۲۲	۱۷۰	ح	لیدن
۹۴	۱۲	م	انفا	انفا	۱۱۵	۱۱۵	۱۶	خار	خار	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	ازوجہ	۱۷۰	۲۶	۱۷۰	ح	ازوجہ
۹۵	۲	م	حضرت	حضرت	۱۱۶	۱۱۶	۱۰	قطیفہ	قطیفہ	۱۲۹	۱۲۹	۱	۱	وکیمن	۱۷۱	۹	۱۷۱	ح	وکیمن
۹۶	۷	ح	نفسہ	نفسہ	۲۰	۲۰	۲۰	سند	سند	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷	مین	۱۷۱	۹	۱۷۱	ح	مین
۹۷	۷	ح	اقرارون	اقرارون	۳۱	۳۱	۳۱	ادراور	ادراور	۱۵۰	۱۵۰	۵	۵	او	۱۷۱	۱۰	۱۷۱	ح	او
۹۸	۷	ح	دالیں	دالیں	۱۱۹	۱۱۹	۷	القاسم	القاسم	۹	۹	۹	۹	قالوا	۱۷۱	۱۳	۱۷۱	ح	قالوا
۹۹	۱۰	ح	تلاوہ	تلاوہ	۱۲۱	۱۲۱	۲	ادیں	ادیں	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	بوتہ	۱۷۲	۲۲	۱۷۲	ح	بوتہ
۱۰۰	۷	ح	بعد	بعد	۵	۵	۵	کیلیے	کیلیے	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	لیدن	۱۷۳	۶	۱۷۳	ح	لیدن
۱۰۱	۱۳	ح	نقی	نقی	۱۹	۱۹	۱۹	تظنون	تظنون	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳	اڑی	۱۷۳	۲۲	۱۷۳	ح	اڑی
۱۰۲	۶	م	داخل	داخل	۱۲۲	۱۲۲	۵	اشا	اشا	۱۵۱	۱۵۱	۲۴	۲۴	علیہا	۱۷۳	۲۸	۱۷۳	ح	علیہا
۱۰۳	۹	ح	روز	روز	۱۲۶	۱۲۶	۱۹	بقول	بقول	۱۵۲	۱۵۲	۷	۷	کے	۱۷۳	۳۲	۱۷۳	ح	کے
۱۰۴	۲۲	ح	عباسی	عباسی	۱۲۶	۱۲۶	۱۹	افعدا	افعدا	۱۵۳	۱۵۳	۱۴	۱۴	خدری	۱۷۴	۲۷	۱۷۴	ح	خدری
۱۰۵	۱۰	ح	دالام	دالام	۱۲۴	۱۲۴	۱۳	ینی	ینی	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	ریاض	۱۷۵	۳۰	۱۷۵	ح	ریاض
۱۰۶	۱۱	ح	جزری	جزری	۲۴	۲۴	۲۴	نیز	نیز	۲۴	۲۴	۲۴	۲۴	انفزة	۱۷۶	۲۴	۱۷۶	ح	انفزة
۱۰۷	۲۶	ح	مطابقہ	مطابقہ	۱۳۳	۱۳۳	۱۹	دیارکری	دیارکری	۱۵۴	۱۵۴	۲	۲	کا	۱۷۶	۷	۱۷۶	ح	کا
۱۰۸	۱۶	م	لیدن	لیدن	۲۵	۲۵	۲۵	لیدن	لیدن	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳	غیر	۱۷۶	۹	۱۷۶	ح	غیر
۱۰۹	۱۶	ح	یزید	یزید	۲۵	۲۵	۲۵	بنجیم	بنجیم	۲۵	۲۵	۲۵	۲۵	یرید	۱۷۶	۲۰	۱۷۶	ح	یرید
۱۱۰	۱۳	م	گذرین	گذرین	۱۳۳	۱۳۳	۳	لیدن	لیدن	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	الطری	۱۷۶	۲۳	۱۷۶	ح	الطری
۱۱۱	۱۵	ح	فاسکل	فاسکل	۸	۸	۸	دیارکری	دیارکری	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	حست	۱۷۶	۲۴	۱۷۶	ح	حست
۱۱۲	۱۸	ح	لیدن	لیدن	۱۳۵	۱۳۵	۲۴	روشد	روشد	۱۵۵	۱۵۵	۲	۲	تحقیق	۱۷۸	۱۵	۱۷۸	ح	تحقیق
۱۱۳	۸	م	خلافتہ	خلافتہ	۲۸	۲۸	۲۸	ساہ	ساہ	۸	۸	۸	۸	فانظروا	۱۷۸	۱۴	۱۷۸	ح	فانظروا

صفحہ	سطر	تحت	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	تحت	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	تحت	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	تحت	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	تحت	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	تحت	غلط	صحیح
١٨١	١	م	صا	صا	٢١٣	١٥	م	ک	-	٢١٤	١٩	ح	بقدير	بقدير	٢١٥	١٩	ح	فارو	فارو	٢١٦	١٩	ح	فارو	فارو	٢١٧	١٩	ح	فارو	فارو
١٨٢	٢	م	حريرة	حريرة	٢١٨	١٩	ح	فارو	فارو	٢١٩	١٩	ح	فارو	فارو	٢٢٠	١٩	ح	فارو	فارو	٢٢١	١٩	ح	فارو	فارو	٢٢٢	١٩	ح	فارو	فارو
١٨٣	٣	م	حذرى	حذرى	٢١٥	١	م	يوتولون	يوتولون	٢١٥	١	م	يوتولون	يوتولون	٢١٥	١	م	يوتولون	يوتولون	٢١٥	١	م	يوتولون	يوتولون	٢١٥	١	م	يوتولون	يوتولون
١٨٣	٩	م	ميس	ميس	٢١٥	٥	م	لنلم	لنلم	٢١٥	٥	م	لنلم	لنلم	٢١٥	٥	م	لنلم	لنلم	٢١٥	٥	م	لنلم	لنلم	٢١٥	٥	م	لنلم	لنلم
١٨٣	١٣	م	فحمة	فحمة	٢١٥	٢٢	ح	ليدن	ليدن	٢١٥	٢٢	ح	ليدن	ليدن	٢١٥	٢٢	ح	ليدن	ليدن	٢١٥	٢٢	ح	ليدن	ليدن	٢١٥	٢٢	ح	ليدن	ليدن
١٨٣	١٥	م	كافران	كافران	٢١٦	٢٢	ح	ليكة	ليكة	٢١٦	٢٢	ح	ليكة	ليكة	٢١٦	٢٢	ح	ليكة	ليكة	٢١٦	٢٢	ح	ليكة	ليكة	٢١٦	٢٢	ح	ليكة	ليكة
١٨٣	٤	م	المستب	المستب	٢١٤	٦	م	كنا بكم	كنا بكم	٢١٤	٦	م	كنا بكم	كنا بكم	٢١٤	٦	م	كنا بكم	كنا بكم	٢١٤	٦	م	كنا بكم	كنا بكم	٢١٤	٦	م	كنا بكم	كنا بكم
١٨٣	١٨	م	محمد	محمد	٢١٤	٢٦	ح	پسند	پسند	٢١٤	٢٦	ح	پسند	پسند	٢١٤	٢٦	ح	پسند	پسند	٢١٤	٢٦	ح	پسند	پسند	٢١٤	٢٦	ح	پسند	پسند
١٨٣	٢	م	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	٣	م	زعت	زعت	٢١٨	٣	م	زعت	زعت	٢١٨	٣	م	زعت	زعت	٢١٨	٣	م	زعت	زعت	٢١٨	٣	م	زعت	زعت
١٨٣	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	٢١	ح	شعين	شعين	٢١٨	٢١	ح	شعين	شعين	٢١٨	٢١	ح	شعين	شعين	٢١٨	٢١	ح	شعين	شعين	٢١٨	٢١	ح	شعين	شعين
١٨٣	٢٨	م	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	٢٢	ح	توشق	توشق	٢١٨	٢٢	ح	توشق	توشق	٢١٨	٢٢	ح	توشق	توشق	٢١٨	٢٢	ح	توشق	توشق	٢١٨	٢٢	ح	توشق	توشق
١٨٣	٢٩	م	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	٢٦	ح	بي	بي	٢١٨	٢٦	ح	بي	بي	٢١٨	٢٦	ح	بي	بي	٢١٨	٢٦	ح	بي	بي	٢١٨	٢٦	ح	بي	بي
١٨٣	٩	م	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	٢٨	ح	بي	بي	٢١٨	٢٨	ح	بي	بي	٢١٨	٢٨	ح	بي	بي	٢١٨	٢٨	ح	بي	بي	٢١٨	٢٨	ح	بي	بي
١٩٠	٩	م	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	٢	م	فراتى	فراتى	٢١٨	٢	م	فراتى	فراتى	٢١٨	٢	م	فراتى	فراتى	٢١٨	٢	م	فراتى	فراتى	٢١٨	٢	م	فراتى	فراتى
١٩٠	٩	م	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩٠	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩٠	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن
١٩١	٢٦	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن	ماتى بن	٢١٨	١٨	ح	ماتى بن</											

صفحہ	سطر	ترتیب	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	ترتیب	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	ترتیب	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	ترتیب	غلط	صحیح
۲۹۷	۱۵	م	التعاسا	التعاسا	۳۲۲	۲۰	ح	لیدن	لیدن	۳۲۸	۱	ح	حاسبہ	حاسبہ	۳۶۷	۱۲	م	خلافت	خلافت
"	۱۶	"	اوز	اوز	"	۲۰	"	ذکرہ	ذکرہ	"	۳	م	طیب	طیب	۳۶۹	۵	م	بدو	بدو
۲۹۸	۲۶	ح	ونی	ونی	۳۲۲	۲	م	یکجوعا	یکجوعا	"	۶	"	است	است	"	"	"	النبلی	النبلی
۲۹۹	۱	م	مستدرک	مستدرک	۳۲۶	۲۰	"	سرتا	سرتا	"	۱۱	"	واقعی	واقعی	"	۶	"	الکتاب	الکتاب
"	۲۳	"	بخاری	بخاری	"	"	"	انصار	انصار	"	۱۲	"	کرد	کرد	"	"	"	نی	نی
۳۰۰	۱۲	م	لستعد	لستعد	۳۲۸	۲۷	"	اُنی	اُنی	۳۲۹	۶	م	ناقرانی	ناقرانی	۳۷۰	۷	م	لبسلہ	لبسلہ
"	۲۰	"	فندوری	فندوری	۳۳۳	۸	"	عذا	عذا	"	۱۷	"	لفظ	لفظ	۳۷۱	۱	م	الس	الس
۳۰۳	۱	م	تم	تم	"	۱۱	"	قفد	قفد	۳۵۱	۵	"	فلن	فلن	"	۲	"	الحمد	الحمد
۳۰۶	۲۵	ح	لیدن	لیدن	۳۵۵	۲۵	م	کادوا	کادوا	۳۵۲	۲	"	لودوت	لودوت	"	۲۳	م	مکتہ	مکتہ
۳۰۷	۳۱	"	قالی	قالی	۳۳۸	۷	"	اجتہم	اجتہم	"	۱۲	"	یاذل	یاذل	"	۲۴	"	حیرت	حیرت
۳۰۸	۲	م	صاحب	صاحب	۳۴۱	۱۶	"	غلے	غلے	۳۵۳	۱۰	م	عقبہ	عقبہ	"	۲۷	ح	ماجہ	ماجہ
۳۰۹	۱	"	الحفہ	الحفہ	۳۴۲	۳	"	بشارت	بشارت	۳۵۴	۹	م	والا امام	والا امام	"	"	"	البحرینی	البحرینی
۳۱۲	۱۷	"	خریجہ	خریجہ	"	۱۷	"	تاریخ	تاریخ	۳۵۶	۲۶	"	حرام	حرام	"	۲۸	"	ک	ک
۳۱۵	۸	"	اعران	اعران	"	۱۵	"	تاریخ	تاریخ	۳۵۷	۱۹	"	کی	کی	"	"	"	صلیت	صلیت
۳۱۶	۱۹	"	دروازہ	دروازہ	۳۴۴	۲۰	"	صلوات	صلوات	۳۵۸	۱۵	"	دشاک	دشاک	۳۷۳	۴	م	ے	ے
۳۱۷	۲۷	ح	اضاری	اضاری	۳۴۵	۱۶	"	روم	روم	"	۱۷	"	حافی	حافی	"	۸	"	تحقیق	تحقیق
۳۱۸	۳	م	بن	بن	"	۱۸	"	مشر	مشر	۳۶۵	۲۲	"	نعت	نعت	"	۹	"	کیونکہ	کیونکہ
۳۲۰	۲۳	ح	سے پروا	سے پروا	"	۲۲	ح	تانی	تانی	"	۲۷	ح	امین	امین	۳۷۴	۱۲	"	۱۹۵	۹۵
۳۲۱	۲	م	عشیرت	عشیرت	۳۴۶	۲۶	م	سے	سے	۳۶۶	۱۸	م	ابن جبر	ابن جبر	۳۷۵	۴	"	س	من
"	۷	"	تے	تے	"	۵	"	ایہا المؤمنین	ایہا المؤمنین	"	۲۲	"	ادما	ادما	"	۲۶	"	الہیت	الہیت
۳۲۲	۱	م	ادعولہ	ادعولہ	"	۱۸	"	یسرل	یسرل	"	۲۵	"	المستقم	المستقم	"	"	"		

کتابتہ امرا محمد جواد صاحب کے خطای پسین بین طبع ہو کر رہنمائے خائف جام ہوتی

عاجز

سید رضی حسین

